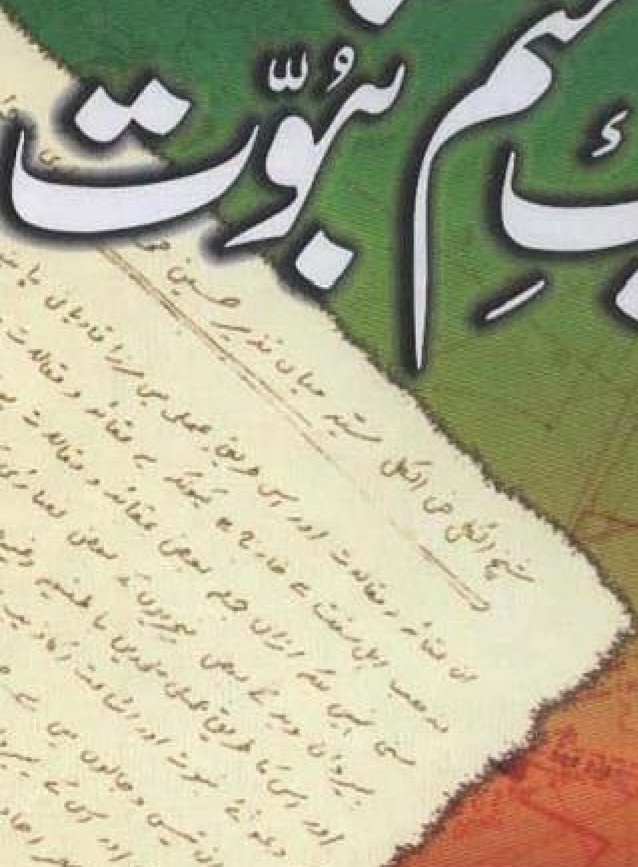
تحریکِ ختمِ نبوّت



ڈاکٹر محمد بہاؤالدین

مکتبہ قدوسیہ

ا

انه من سليما ن و انه بسم الله الرحمن الر حيم

تحریک ختم نبوت

حصہ سی و دوم (۳۲)

(۱۸۹۱ء۔۱۹۱۲ء)

قادیانی مشن (۲)

ڈاکٹر محمد بہاء الدین

احیاء التراث پبلی کیشنز

نام کتاب	تحریک ختم نبوت حصہ سی و دوم (۳۲) قادیانی مشن (۲)
مولف	ڈاکٹر محمد بہاء الدین حفظہ اللہ
صفحات	۴۹۶
سال اشاعت	۲۰۱۴ء
زیر اہتمام	**احیاء التراث پبلی کیشنز**

فہرست عناوین

انه من سليما ن و انه بسم الله الرحمن الر حيم

عرض مولف

نحمده و نصلى على رسوله الكريم ۔ اما بعد

سلسلہ تحریک ختم نبوت کے قادیانی مشن کی دوسری جلد پیش خدمت ہے اور اس میں ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر کے ابتدائے اپریل ۱۹۰۷ء سے ۲۲۔ اکتوبر ۱۹۰۹ء تک کے دست یاب شماروں سے کارکنان تحریک ختم نبوت کے درج ذیل کارکنوں کی نگارشات اور دیگر تحریکی سرگرمیوں کی روداد یں نقل ہوئی ہیں۔

شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالوی، شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری، حافظ محمد یوسف امرتسری، ڈاکٹر عبدالحکیم خان پٹیالوی، منشی علم الدین اسسٹنٹ اڈیٹر اخبار اہل حدیث امرتسر، جناب فتح محمد خان مینیجر عزیزی پریس ضلع کرنال، مولانا ظفر علی خاں (نقاش)، قاضی ظفرالدین پروفیسر اورئینٹل کالج لاہور، مولانا رفعت اللہ خان شاہجہان پوری، مولوی محمد ابراہیم وکیل اسلام لاہور، منشی اللہ دتا جھنگوی، مولوی محمد ادریس وکیل جودھپور، مولانا عبدالعزیز بن مولانا غلام رسول قلعہ میہاں سنگھ ضلع گوجرانوالہ، مولانا عبدالرؤف صاحب داناپوری، جناب ابوحمید صاحب چونڈہ ضلع سیالکوٹ، مولانا ابوالمسیح احمد الدین سیالکوٹی، مولانا ابوالمنظور عبدالحق کوٹلوی سرہندی، خواجہ عبدالحی صاحب گورداسپوری، مولوی امام الدین گجراتی، مولانا ابونعیم عبدالعظیم حیدرآبادی، شیخ عبدالعزیز صاحب امرتسری، منشی مولابخش کشتہ امرتسری، مرزا محمد امیر بیگ آف پٹی ضلع لاہور، اور مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی شامل ہیں۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ کی تحریریں اس سے قبل بھی بعض جلدوں میں نقل ہوچکی ہیں تاہم امید ہے کہ قارئین قند مکرر جان کر ان سے حظ اٹھائیں گے۔

والسلام: محمد بهاء الدين

انه من سلیما ن و انه بسم الله الرحمن الر حیم

ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹۔ اپریل ۱۹۰۷ء ۔ ۵ ربیع الاول ۱۳۲۵ھ نمبر ۲۴ جلد ۴ کے صفحہ اول کے آخر پر نیچے حاشیہ میں بعنوان: معذرت، شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے لکھا ہے:

میں سفر سے آیا تو ۱۲۔ اپریل (۱۹۰۷ء) کا اخبار مرتب تھا اور مرزا صاحب کے مباہلہ کا جواب جلد دینا تھا، اس لئے ۱۹۔ اپریل ۱۹۰۷ء کا بھی اسی ہفتہ تیار کیا گیا ہے۔...

کرشن قادیانی اور ہم

ادھر آ پیارے ہنر آزمائیں
تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

۱۷۔ مارچ (۱۹۰۷ء) کے قادیانی اخبار الحکم میں ایک مضمون نکلا تھا کہ ثناء اللہ امرتسری قسم کھائے کہ مرزا صاحب قادیانی کا کوئی الہام ثابت نہیں۔ اس کا جواب ۲۹ مارچ (۱۹۰۷ء) کے اہل حدیث میں دیا گیا تھا کہ ہم قسم کھانے کو تیار ہیں۔ امرتسر یا بٹالہ میں جس جگہ چاہو ہم سے قسم دلوا لو، مگر پہلے یہ بتلاؤ کہ اس قسم کا نتیجہ کیا ہوگا؟ اس کا جواب کرشن جی نے اپنے اخباروں (بدر مورخہ ۴۔ اپریل ۱۹۰۷ء اور الحکم مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء میں) جو دیا ہے ہم اس مضمون کو تمام و کمال سارا نقل کرتے ہیں تاکہ ناظرین کو صحیح رائے قائم کرنے کا موقع مل سکے۔ مزید آسانی کے لئے ہم نے مضمون منقولہ کے فقروں پر نمبر لگا دیئے ہیں۔ پس ناظرین ان نمبروں کو دیکھ کر ہمارے جوابات کو نمبر وار پڑھتے جائیں اور لطف اٹھائیں۔ قادیانی اڈیٹروں سے بھی توقع ہے کہ وہ ایمانداری سے

کام لیکر ہماری طرح ہمارا تمام مضمون نقل کریں گے۔ بہر حال وہ مضمون یہ ہے:

مباہلہ کے واسطے مولوی ثناء اللہ امرتسری کا چیلنج منظور کیا گیا

(حضرت مسیح موعود کے حکم سے لکھا گیا)

مولوی فاضل ابو الوفاء ثناء اللہ صاحب اپنے اخبار اہل حدیث ۲۹ مارچ ۱۹۰۷ء میں حضرت اقدس مسیح موعود کی تازہ تصنیف، قادیان کے آریہ اور ہم، کا ذکر کرتے ہوئے اور آریوں کی قسم کھانے کے متعلق اپنی پرانی عادت کے مطابق بے جا نکتہ چینی کرتے ہوئے اخیر میں لکھتے ہیں:

ہاں البتہ ہم اپنے نفس کے ذمہ وار ہیں، سو ہم تمہارے کرشن کی کذب بیانی پر قسم کھانے کو تیار ہیں۔ آؤ جس جگہ چاہو ہم سے قسم دلوالو۔ مگر پہلے یہ شائع کرادو کہ اس قسم کا نتیجہ کیا ہوگا۔

ہم حلفیہ کہہ دیں گے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو ہم خدا کی طرف سے مامور نہیں جانتے بلکہ اعلی درجہ کا جھوٹا، مکار اور فریبی ہے اور اس کی کوئی پیش گوئی خدائی الہام سے نہیں ہے۔

مرزائیو! سچے ہو تو آؤ اور اپنے گرو کو ساتھ لاؤ۔ وہی میدان عیدگاہ امرتسر تیار ہے جہاں تم پہلے، ایک زمانہ میں صوفی عبدالحق غزنوی سے مباہلہ کر کے آسمانی ذلت اٹھا چکے ہو۔ امرتسر میں نہیں، تو بٹالہ میں آؤ۔ سب کے سامنے کاروائی ہوگی۔ مگر اس کے نتیجہ کی تفصیل اور تشریح کرشن جی سے پہلے کرادو، اور انہیں ہمارے سامنے لاؤ جس نے ہمیں رسالہ انجام آتھم میں مباہلہ کے لئے دعوت دی ہوئی ہے کیونکہ جب تک پیغمبر جی سے فیصلہ نہ ہو، سب امت کیلئے کافی نہیں ہوسکتا۔

اس مضمون میں سے بے جا طعن و تشنیع چھوڑ کر جس کے جواب کی ضرورت نہیں، اصل مطلب کی بات صرف یہ ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب، حضرت مسیح موعود کی تکذیب پر ایسا یقین اور ایمان رکھتے ہیں کہ وہ اس پر خدا تعالی کی قسم کھانے کو تیار ہیں اور اس مباہلہ (۱) کے واسطے حضرت مرزا

صاحب (۲) کو بلاتے ہیں اور حضرت مرزا صاحب سے پوچھتے ہیں کہ اس مباہلہ کا نتیجہ کیا ہوگا اور اس مباہلہ کے واسطے امرتسر یا بٹالہ میں طرفین کا جمع ہونا تجویز کرتے ہیں۔

اس مضمون کے جواب میں میں مولوی ثناء اللہ صاحب کو بشارت دیتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب نے ان کے اس چیلنج کو منظور کر لیا ہے (۳) وہ بیشک قسم کھا کر بیان کریں کہ یہ شخص اپنے دعوی میں جھوٹا ہے اور بیشک (۴) یہ بات کہیں کہ اگر میں اس بات میں جھوٹا ہوں تو

لعنة الله على الكاذبين

اور اسکے علاوہ ان کو اختیار ہے کہ اپنے جھوٹا ہونے کی صورت میں ہلاکت وغیرہ کے جو عذاب اپنے لئے چاہیں، خدا سے مانگیں۔ لیکن خدا کے رسول چونکہ رحیم وکریم ہوتے ہیں اور ان کی ہر وقت یہی خواہش ہوتی ہے کہ کوئی شخص ہلاکت اور مصیبت (۵) میں نہ پڑے، اس واسطے باوجود اس قدر شوخیوں اور دل آزاریوں کے جو ثناء اللہ سے ہمیشہ ظہور میں آتی ہیں، حضرت اقدس نے پھر بھی اس پر رحم کر کے فرمایا ہے کہ یہ مباہلہ (۶) چند روز کے بعد ہو جب کہ ہماری کتاب حقیقۃ الوحی چھپ کر شائع ہو جائے اور امید ہے کہ بیس پچیس روز تک انشاء اللہ وہ کتاب شائع ہو جاوے گی۔ اس کتاب میں ہر قسم کے دلائل سلسلہ حقہ (۷) کے ثبوت میں خلاصۃً بیان کئے گئے ہیں یہ کتاب مولوی ثناء اللہ کو بھیج دی جائے گی، اور وہ اس کو اول سے آخر تک بغور پڑھ لے۔ اس کتاب کے ساتھ ایک اشتہار بھی ہماری طرف سے شائع ہوگا جس میں ہم یہ ظاہر کر دیں گے کہ ہم نے مولوی ثناء اللہ (۸) کے چیلنج مباہلہ کو منظور کر لیا ہے اور ہم اول قسم کھاتے ہیں کہ وہ تمام الہامات جو اس کتاب میں ہم نے درج کئے ہیں وہ خدا کی طرف سے ہیں اور اگر ہمارا یہ افترا ہے تو لعنة الله على الكاذبين۔

ایسا ہی مولوی ثناء اللہ بھی اس اشتہار اور کتاب کے پڑھنے کے بعد بذریعہ ایک چھپے ہوئے اشتہار کے قسم کیساتھ یہ لکھ دیں (۹) کہ میں نے اس کتاب

کو اول سے آخر تک بغور پڑھ لیا ہے اس میں جو الہامات ہیں وہ خدا کی طرف سے نہیں اور مرزا غلام احمد کا اپنا افترا ہے اور اگر میں ایسا کہنے میں جھوٹا ہوں تو لعنة الله على الكاذبين۔

اور اس کے ساتھ اپنے واسطے اور جو کچھ عذاب (۱۰) وہ خدا سے مانگنا چاہیں مانگ لیں۔ان اشتہارات (۱۱) کے شائع ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ خود ہی فیصلہ کر دے گا اور صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلا دیگا۔ ہاں اتنی بات ہم اس پر اور بڑھا دیتے ہیں کہ ہم خدا تعالیٰ سے دعا کریں گے کہ یہ عذاب جو جھوٹے پر پڑے وہ اس طرز کا ہو کہ اس میں کسی انسانی ہاتھ کا دخل نہ ہو (۱۲)۔ باقی رہا یہ امر کہ اس کا نتیجہ کیا ہو گا، مولوی ثناء اللہ کو واقف قرآن ہو کر اس امر کے دریافت کرنے کی ضرورت نہ تھی (۱۳)۔مباہلہ کی بنیاد جس آیت قرآنی پر ہے اس میں تو صرف لعنة الله على الكاذبين ہے اور اس جگہ خدا تعالیٰ نے لعنت کو قائم مقام ان تمام عذابوں اور وبالوں کا رکھا ہے جو ایک صادق کی تکذیب میں مکذبین کے لاحق حال ہوتے ہیں اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ کے متعلق بھی زمانہ بروقت امتحان ان میں سے کسی کو خود دیکھ لے گا (۱۴) ہاں یہ ضروری ہے کہ مباہلہ کی تاثیر کاذب کے لئے ایک ایسے رنگ میں ظاہر ہو کہ جس کو دیکھ کر ایک زمانہ بول اٹھے کہ یہ ایک صادق کی تکذیب کی سزا ہے۔معمولی تکلیفات یا مکروہات کا لاحق ہو جانا فی الواقع تاثیر مباہلہ نہیں ہو سکتا۔مولوی ثناء اللہ (۱۵) جو چاہے اپنے لئے کذب کی سزا میں عذاب تجویز کر لے لیکن خدا تعالیٰ کسی کا محکوم نہیں (۱۶) وہ اپنے مصالح آپ سمجھتا ہے۔انسانی گورنمنٹ (۱۷) کسی مجرم کو سزا دینے میں مجرم کے منشاء کا لحاظ نہیں کرتی تو وہ احکم الحاکمین خدا کیوں کسی مجرم کے من کے چاؤ پورے کرے۔فی الواقعہ یہ ایک قسم کی شوخی اور گستاخی ہے کہ ہم قرآن کریم کی آیت مباہلہ کے مقابل تشریحات کے طالب ہوں۔البتہ ہم ایمان رکھتے ہیں کہ اگر مولوی ثناء اللہ (۱۸) نے کوئی حیلہ جوئی کر کے اس مباہلہ کو اپنے سر سے نہ ٹال لیا تو پھر اللہ تعالیٰ بالضرور

مولوی مذکور کے متعلق کوئی ایسا ہی نشان ظاہر کریگا جو صدق و کذب کی پوری تمیز کرے گا۔ آخر درخواست کنندگان عرب نے تو اپنے لئے یہ عذاب چاہا تھا کہ ان پر پتھر آسمان سے برسائے جاویں، خدا تعالی نے ان پر عذاب تو نازل کر کے انہیں ہلاک کر دیا لیکن پتھر برسانے کی ضرورت نہ سمجھی۔ دیکھو سورہ انفال، رکوع ۴:

و اذ قالوا اللهم ان كان هذا هو الحق من عندك فامطر علينا حجارة من السماء او أتنا بعذاب اليم۔

اور دراصل مولوی جس صورت میں ہمارے کذب پر علی وجہ البصیرت ایمان رکھتا ہے تو اسے تو مناسب ہے کہ جو شرط ہم کریں وہ قبول کرے (۱۹) اور ہم کو کسی گریز (بزعم خود) کا موقع نہ دے اور وہ منظور کر کے ہم کو اطلاع دے کہ ہم بروقت طیاری کتاب حقیقت الوحی کا ایک نسخہ اس کو بغرض مباہلہ بھیج دیں (۲۰) اور ساتھ ہی لکھ دے کہ کتاب کے پہنچنے پر وہ اس کو اول سے آخر تک بغور پڑھے گا اور پھر وہ اشتہار مباہلہ میں اعلان کر دے کہ میں قسم کھاتا ہوں (۲۱) کہ میں نے کتاب حقیقۃ الوحی کو شروع سے آخر تک پڑھ لیا اور میں اس کتاب کو پڑھنے کے بعد بھی مرزا غلام احمد کو مفتری اور فریبی سمجھتا ہوں اور اس کے تمام الہامات اور پیش گوئیوں کو افتراء سمجھتا ہوں اور اگر میں ایسا کہنے میں جھوٹا ہوں تو لعنة الله على الكاذبين کی آیت کے ماتحت اللہ تعالی مجھے لاوے۔

امید ہے (۲۲) کہ اب مولوی ثناء اللہ کو اس خود تجویز کردہ مباہلہ سے گریز کرنے کی راہیں تلاش کرنے کی ضرورت نہ محسوس ہوگی۔ امرتسر (۲۳) یا بٹالہ میں مجمع کرنے کی جو تجویز انہوں نے بمراد حصول شہرت پیش کی ہے اس سے بڑھ کر اس طرح ان کی شہرت ہو جائے گی کیونکہ اشتہار کے اندر جو مباہلہ ہوگا وہ تمام دنیا میں شائع ہو جائے گا اور ہمارے انگریزی رسالہ ریویو کے ذریعہ سے یورپ امریکہ اور جاپان تک بھی مولوی ثناء اللہ کا نام پہنچ جائے گا۔ اس زمانہ میں بہ سبب مطبع اور ڈاک کے ایسے امور میں تشہیر

کے لئے میدانوں میں جمع ہونے کی ضرورت بھی نہیں رہی اور اس مباہلہ کی تازہ مثال اس وقت قائم بھی ہو چکی ہے اور وہ یہ ہے کہ ڈوئی کے ساتھ (۲۴) (جو امریکہ کے ملک میں تھا اور مدعی نبوت تھا) حضرت اقدس کا مباہلہ ہوا تھا جس کے بعد اول تو وہ ولد الزنا ثابت ہوا جس کا اقرار اس نے خود بھی کیا ،اور پھر اسکے مریدوں نے اس کو تمام جائداد سے بیدخل کر دیا اور بالآخر فالج میں مبتلا ہو کر خستہ وخراب حالت میں مرگیا۔ وہ امریکہ میں تھا اور حضرت قادیان میں۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ سب زمین خدا کی ہے اور سب لوگ اس کے دست تصرف کے نیچے ہیں خواہ کوئی امریکہ میں ہو یا ایشیا میں امرت سر میں ہو یا قادیان میں۔ امید ہے کہ اب اس کے بعد مولوی ثناء اللہ کوئی نیا عذر نہ گھڑیں گے اور حقیقت الوحی کے ملنے اور اس کے تمام وکمال پڑھنے کے بعد فوراً مباہلہ کا اشتہار شائع کر دیں گے۔ (مولانا امرتسریؒ پوچھتے ہیں کہ یہ چیلنج دیتے ہو یا میرے چیلنج کو منظور کرتے ہو)

مولوی صاحب کو یہ بھی یاد رہے کہ ہم کو قرآن کریم نے فتنہ سے بچنے کی تاکید کی ہے۔ امرت سر یا بٹالہ میں مباہلہ کے لئے جمع ہونا ایک قسم کے فتنہ کو برپا کرنا ہے۔ کیا ۱۹۰۵ء میں حضرت اقدس کا ایام رمضان میں امرت سر آنا مولوی ثناء اللہ کو یاد نہیں رہا اور جو درندگی اس وقت مولوی ثناء اللہ کے اہل وطن سے ظاہر ہوئی تھی اس کو بھول گئے ہیں (مولانا امرتسریؒ یہاں وضاحتاً لکھتے ہیں کہ دہلی میں مرزا صاحب کی چاہیتی بیوی کے ہم وطنوں سے کیا ظاہر ہوا تھا۔ کانٹے تو ہر جگہ کانٹے ہی کا پھل دیں گے) کیا مولوی ثناء اللہ حفظ امن کا امرتسر یا بٹالہ میں ذمہ دار ہو سکتا ہے۔ مولوی مذکور کی جو ذاتی وجاہت ہے اس سے تو ہم خوب واقف ہیں لیکن ایسے مباہلہ میں تو ان کی وجاہت بھی خواہ کیسی ہی ہو، جہلاء کا مقابلہ نہ کر سکے گی۔ مولوی ثناء اللہ خوب جانتا ہے کہ حضرت اقدس کا سفر میں روزہ کو چھوڑنا اصل میں تعلیم قرآن کی ترویج تھی لیکن مولوی ثناء اللہ کو یاد ہوگا کہ مولوی مذکور نے اس پتھر برسانے کے فعل کو عمدہ ظاہر کر کے اپنی فطرت کا اظہار کر دیا۔ کیا اس شہر میں اب مباہلہ تجویز ہونا مناسب ہے۔

مولوی صاحب اگر آپ نے (۲۵) امرت سر یا بٹالہ کو تجویز کرنے میں گریز کی بنیاد پہلے ہی نہیں رکھی تو پھر کیا حرج ہے کہ تحریر کے ذریعہ مباہلہ ہو جائے۔ لیکن اگر آپ اس (۲۶) پر ہی راضی ہیں کہ بالمقابل کھڑے ہوکر زبانی مباہلہ ہو تو پھر آپ قادیان آسکتے ہیں اور اپنے ہمراہ دس تک آدمی لا سکتے ہیں اور ہم آپ کا زادِ راہ آپ کے یہاں آنے اور مباہلہ کرنے کے بعد پچاس روپیہ تک دے سکتے ہیں (مولانا ثناءاللہ طنزاً فرماتے ہیں کہ میرے پہلے قادیان پہنچنے پر جو آپ نے حسب وعدہ ایک لاکھ پندرہ ہزار روپیہ مجھے دیا تھا، وہی کافی ہے۔ان پچاس کی بھلا کیا حقیقت ہے) لیکن یہ امر ہر حالت میں ضروری ہوگا کہ مباہلہ ہونے سے پہلے فریقین میں شرائط تحریر ہو جاویں اور الفاظ مباہلہ (۲۷) تحریر ہوکر اس تحریر پر فریقین اور ان کے گواہوں کے دستخط ہو جاویں گے۔ اور قادیان آنے کی صورت میں ہم شرط حقیقت الوحی کو بھی ضروری نہیں سمجھتے۔ لیکن یہ ضروری ہے (۲۸) کہ مباہلہ کرنے سے پہلے ہمارا حق ہوگا کہ ہم دو گھنٹہ تک اپنے دعاوی اور ثبوت کی تبلیغ کریں اور مولوی ثناءاللہ خاموشی سے سنتا رہے اور بیچ میں نہ بولے اور بعد میں وہ قسماً ظاہر کرے کہ میں اس تبلیغ کے سننے کے بعد بھی مرزا غلام احمد کے دعاوی کو صحیح نہیں سمجھتا۔ اگر آخر الذکر مباہلہ کو مولوی ثناءاللہ پسند کرے تو جب چاہے آسکتا ہے البتہ اپنے آنے سے پہلے ایک ہفتہ ہم کو اطلاع دے۔ اور اس کے قادیان آنے کی صورت میں اس کی جان اور آبرو کے ہم ذمہ دار ہیں کیونکہ ہماری جماعت (۲۹) مثل بھیڑوں کے ہے اور ہمارے تابع ہے اور ان لوگوں کی طرح درندہ نہیں جن کا نمونہ امرتسر میں دیکھا گیا تھا۔

(اخبار بدر قادیان۔۴۔اپریل ۱۹۰۷ء ص ۴۔۵)

شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ جواباً لکھتے ہیں:

نمبر اول دوم سوم اور چہارم میں آپ نے بالکل سفید جھوٹ سے کام لیا ہے کیونکہ میں نے آپ کو مباہلہ کے لئے نہیں بلایا۔ بلکہ آپ نے یا آپ کے حکم سے (بقول آپ کے دیکھو نمبر ۲۹) آپ کے تابعدار مرید اڈیٹر الحکم نے مجھ کو قسم کھانے کے لئے کہا

،جس کو میں نے منظور کیا ہے۔ افسوس ہے کہ میں نے قسم کھانے پر آمادگی کی ہے مگر آپ اس کو مباہلہ کہتے ہو۔ حالانکہ مباہلہ اس کو کہتے ہیں جو فریقین مقابلہ پر قسمیں کھائیں۔ حلف اور قسم تو ہمیشہ ہر روز عدالتوں میں ہوتی ہے لیکن مباہلہ اس کو کوئی نہیں کہتا۔ پس ہوش سے سنیئے اور مخلوق کو دھوکہ نہ دیجئے۔ میں نے جو کہا ہے وہی کہیے۔ اپنے معمولی کذب سے کام نہ لیجئے۔ یہ نہیں کہ میں آپ سے مباہلہ کرنے سے ڈرتا ہوں۔ معاذ اللہ جب میں آپ کو محض خدا کے واسطے ایک مفسد اور دجال جانتا ہوں، نہ اب بلکہ سال ہا سال سے، تو میں آپ کے مباہلہ سے کیوں ڈرسکتا ہوں۔ یہ تو نہیں بلکہ آپ کو راست گوئی کا سبق دیتا ہوں کہ آپ عموماً ہر معاملہ میں اور خصوصاً میرے مقابلہ پر کذب بیانی نہ کیا کریں کیونکہ میں آپ کے مکائد سمجھنے میں بفضلہٖ تعالی مجتہد کا درجہ رکھتا ہوں۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را مے شناسم

پس میں نے جو کہا وہی میرے طرف ثبت کیجئے، دروغ گوئی سے کام نہ لیجئے۔ میں نے حلف اٹھانا کہا ہے، مباہلہ نہیں کہا۔ نہ میں نے آپ کو دعوت دی ہے بلکہ آپ کی دعوت کو منظور کیا ہے۔ نہ میں نے لعنت اللہ علی الکاذبین کہنا لکھا تھا۔ قسم اور ہے مباہلہ اور ہے۔ قسم کو مباہلہ کہنا آپ جیسے راست گووں ہی کا کام ہے اور کسی کا نہیں۔

نمبر ۵، میں بھی آپ نے معمولی کذب سے کام لیا ہے۔ بھلا اگر آپ ایسے ہی رحم دل تھے تو پادری عبداللہ آتھم کی بابت کیوں کہا تھا کہ پندرہ ماہ کے اندر اندر مر جائے گا۔ کیوں آپ نے مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری اور اسکے بے گناہ داماد کی موت کی پیش گوئی شائع کی تھی؟ ہاں ہم تمہاری اس مہربانی کا گر بھی جانتے ہیں کہ گورنمنٹ سے چونکہ تحریری اقرار ہے کہ میں (مرزا قادیانی) کسی کے حق میں موت یا عذاب کی پیش گوئی نہ کرونگا اس لئے اب رحمت اور مہربانی کی سوجھی ہے سچ ہے:

عصمت بی بی ست از بے چادری

نمبر ۶ کے مطابق بھی ہم تیار ہیں مگر نمبر ۷ میں جو آپ دلائل سنانے کا وعدہ

دیتے ہیں، کیا اس قسم کے وعدے آپ نے پہلے نہیں کیئے تھے کیا آپ کو یاد نہیں کہ شروع شروع میں آپ نے اپنی کتاب ازالۃ الاوہام کے انتظار کرنے کے لئے کیسے کیسے اشتہارات شائع کیئے مگر جب وہ نکل آیا تو کیا نکلا۔ وہی بقول شخصے:

جو چیرا تو اک قطرہ خون نہ نکلا

نمبر ۸ میں بھی آپ نے اپنے دجال ہونے کا ثبوت دیا۔ خواہ مخواہ اپنی قسم کا ذکر کر دیا۔ اے جناب ہم نے آپ کو کب قسم اٹھانے کے لئے کہا۔ ہم تو نہ آپ کو قسم کھلاتے ہیں نہ آپ کی قسم کا اعتبار کرتے ہیں۔ خواہ آپ تپتے توے پر ... رکھ دیں۔ ہمیں تو قرآن میں آپ کی قسم پر اعتبار کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ پھر ہم آپ کو کیوں قسم دیں اور کیوں اعتبار کریں۔ ہاں آپ نے ہم کو قسم کھانے کے لئے کہا ہے اس لئے ہم تمہارے کہنے سے قسم کھانے کو تیار ہیں۔

نمبر ۹ بھی فضول ہے۔ ہم تو اسی وعدے پر قائم ہیں جو ہم نے ۲۹ مارچ ۱۹۰۷ء کے اہل حدیث میں شائع کیا ہے جس کو آپ نے بھی منظور کیا۔ زاید باتوں کو ہم آپ کی فضول گوئی جانتے ہیں۔ جب آپکی کتاب نکلے گی تو اس کا جواب بھی دیا جائے گا۔ سردست تو جہاں سے بات چلی ہے وہ یہ ہے کہ آپ کے کہنے کے مطابق (دیکھو الحکم قادیان ۱۷۔ مارچ ۱۹۰۷ء) ہم قسم کھانے کو تیار ہیں۔ قسم کے الفاظ بھی ہم نے لکھ دیئے ہیں اور آپ نے منظور کر لئے ہیں۔ باقی فضول۔

نمبر ۱۰ میں تو آپ مجھ کو عذاب کی تعیین کا اختیار دیتے ہیں مگر نمبر ۱۷ میں اس اختیار کو چھینتے ہیں، کیونکہ آپ لکھتے ہیں، خدا کیوں کسی مجرم کے من کے چاؤ کو پورا کرے۔ پس اس اختلاف کو جو بموجب تعلیم قرآن جھوٹ کی علامت ہے آپ اٹھا دیں گے تو میں بھی حسب (نمبر ۱۰) آپ کو عذاب کی تعیین سے اطلاع دونگا۔

نمبر ۱۱ میں آپ فیصلے کے منتظر ہیں۔ کیا ابھی آپ کا اور آپ کے مخالفوں کا فیصلہ نہیں ہوا۔ اگر نہیں ہوا تو پھر آپ کے دجال اور کذاب مردود وغیرہ ہونے میں کیا شک ہے کیونکہ آپ نے ۵ نومبر ۱۸۹۹ء کو خود ہی اشتہار دیا تھا جس میں یہ دعا لکھی تھی:

اے میرے مولا! قادر خدا! اب مجھے راہ بتلا اگر میں تیری جناب میں مستجاب الدعوات ہوں تو ایسا کر کہ جنوری ۱۹۰۰ء سے اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک

میرے لئے کوئی اورنشان دکھلا اور اپنے بندے کے لئے گواہی دے جس کو زبانوں ؟ سے کچلا گیا ہے دیکھ میں تیری جناب میں عاجزانہ ہاتھ اٹھاتا ہوں کہ تو ایسا ہی کر کہ اگر میں تیرے حضور میں سچا ہوں اور جیسا کہ خیال کیا گیا ہے کافر کاذب نہیں ہوں، تو ان تین سال میں جو اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک ختم ہو جائیں گے، کوئی ایسا نشان دکھلا کہ جو انسانی ہاتھوں سے بالاتر ہو۔

(قادیانی اشتہار ۵ نومبر ۱۸۹۹ء)

یہ دعا بآواز بلند کہہ رہی ہے کہ مرزا صاحب کوئی ایسا نشان مانگتے ہیں جس سے ان کا اور انکے مخالفوں کا بکلی فیصلہ ہو جائے۔ حالانکہ بقول آپ کے ابھی تک فیصلہ نہیں ہوا، بلکہ اشتہارات شائع ہونے پر آئندہ کو ہوگا۔ پھر ساتھ ہی اس کے اس دعا کے پورا ہو جانے کی صورت میں آپ نے اپنے لئے یہ فرمایا تھا کہ:

اگر تو (اے خدا) تین برس کے اندر جو جنوری ۱۹۰۰ء سے شروع ہو کر دسمبر ۱۹۰۲ء تک پورے ہو جائیں گے میری تائید میں اور میری تصدیق میں کوئی نشان نہ دکھلا وے اور اپنے بندے کو ان لوگوں کی طرح رد کر دے جو تیری نظر میں شریر اور پلید اور بیدین اور کذاب اور دجال اور خائن اور فاسد ہیں، تو میں تجھے گواہ کرتا ہوں کہ میں اپنے تئیں صادق نہیں سمجھونگا۔ اور ان تمام تہمتوں اور الزاموں کا مصداق سمجھ لونگا جو میرے پر لگائے جاتے ہیں۔ میں نے اپنے لئے قطعی فیصلہ کر لیا ہے کہ اگر میری یہ دعا قبول نہ ہو تو میں ایسا ہی مردود اور ملعون اور کافر اور بیدین اور خائن ہوں جیسا کہ مجھے سمجھا گیا ہے (اشتہار مذکور)

کیا مرزا جی! واقعی آپ ایسے ہی ہیں؟ یہ ترقی آپ کو مبارک ہو۔

نمبر ۱۲ میں آپ انسانی ہاتھ کی بے دخلی مانتے ہیں مگر پنڈت لیکھ رام کو جب کسی انسان نے قتل کیا تو آپ نے اس کو کیوں اپنا نشان لکھا تھا اور اب بھی لکھ رہے ہیں۔

نمبر ۱۳۔ اگر مباہلہ ہوتا تو شائد ضرورت نہ ہوتی، مگر مباہلہ تو ہے نہیں، بلکہ آپ نے حسب درخواست میری طرف سے قسم کھانے پر آمادگی ہے، اس لئے اس

عذاب کی تعیین کرا لینا آیت مباہلہ کے خلاف نہیں۔ علاوہ اس کے میں حضرت (مرزا) کا مزاج شناس ہوں۔ آپ وہی تو ہیں جو آتھم کی بابت لکھ چکے تھے کہ پندرہ ماہ میں مر جائے گا۔ مگر جب نہ مرا تو کہہ دیا کہ دل میں ڈر گیا ہے۔ پنڈت لیکھ رام کی بابت لکھا تھا کہ خرق عادت عذاب اس پر آئے گا، مگر جب وہ معمولی طور پر چھری سے مارا گیا تو آپ نے اپنی سچائی کا اظہار کیا۔ مولانا ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی کی بابت لکھا تھا کہ تیرہ ماہ میں ذلیل و خوار ہو گا۔ جب مدت گذر گئی تو لکھ مارا کہ چونکہ اس (مولوی محمد حسین صاحب) نے عجبت کا صلہ لام غلط لکھا ہے اس لئے وہ ذلیل ہو گیا۔ سرکار سے اس کو چار مربع زمین ملی اس لئے وہ ذلیل ہو گیا۔ حالانکہ پہلی بات کی مولوی صاحب تکذیب کرتے ہیں اور دوسری بات تو جیسی ذلت کی ہے خدا ہم کو بھی نصیب کرے۔ پھر میری بابت لکھا کہ تو قادیان میں نہ آئے گا لیکن جب میں بلائے بے درمان کی طرح جا پہنچا، تو بات بنائی کہ نیک نیتی سے نہیں آیا۔ اپنی آسمانی منکوحہ کے نکاح کا الہام شائع کیا جب مدت گذر گئی تو کہا چونکہ اس کے متعلقین دل میں ڈر گئے اس لئے تاخیر واقع ہو گئی۔ غرض اسی قسم کے بہت سے واقعات ہیں جو روزمرہ دیکھنے میں آتے ہیں پھر کیا یہ سوال بے جا ہے کہ آپ سے پوچھا جائے کہ وہ عذاب کیا ہو گا۔ کیا یہ مثل غلط ہے من جرّب المجرّب حلت به الندامة۔

اسی لئے میں پوچھتا ہوں کہ حلف اٹھانے پر میرے لئے عذاب کی تعیین کر دیجئے۔ پس آپ دعا کر کے خدا سے اس عذاب کا علم حاصل کریں کیونکہ آپ تو (بقول خود) بڑے مستجاب الدعوات ہیں خصوصاً دشمنوں کے حق میں آپ کی دعا ردّ نہیں ہوتی (دیکھو اپنا ازالہ اوہام طبع اول) آپ کو خدا نے کہا:

جدھر تیرا منہ، ادھر ہی میرا منہ ہے۔

آپ یہ بھی لکھتے ہیں کہ:

مجھے بارہا مخاطب کر کے خدا فرما چکا ہے کہ جب تو دعا کرے تو میں تیری سنونگا۔ (دیکھو اشتہار ۵ نومبر ۱۸۹۹ء ملحق تریاق القلوب)

یہ بھی آپ کا الہام ہے:

الفوق معك و التحت مع اعداءك۔ یعنی تو ہمیشہ بلند رہے گا اور تیرے

مخالف ہمیشہ نیچے رہیں گے (دافع البلاء)۔

پس آپ کو کیا مشکل ہے کہ آپ اس حلف کے نتیجہ سے مجھے ابھی اطلاع نہ بخشیں اور مخلوق خدا کو اپنی محبت سے فیض یاب ہونے کا موقع دیں لیکن میں پیش گوئی کرتا ہوں کہ آپ کبھی ایسا نہ کریں گے کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ اہل حدیث کا مقابلہ آسان نہیں

بے خودی بے سبب نہیں غالب
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

نمبر ۱۴ میں جو آپ نے فرمایا اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آپ پکے کاذب اور دجال ہیں کیونکہ صوفی عبدالحق غزنوی سے جو آپ نے مباہلہ کیا تھا اس کے بعد جو جو ذلتیں آپ پر وارد ہوئی تھیں ایک زمانہ بول اٹھا تھا کہ:

مدد ہے مباہل کو یہ آسمانی
ہوئی جس سے ہے ذلت قادیانی

آتھم کے زندہ رہنے پر جو جو لعنتیں تم پر پڑی تھیں وہ مباہلہ ہی کا اثر تھا۔ ورنہ تم ہی بتلاؤ کہ عبدالحق پر کون سی ایسی ذلت آئی جس کی نسبت ایک زمانہ بول اٹھا کہ یہ مباہلہ کا اثر ہے۔

نمبر ۱۵ کا ردّ آپ نے نمبر ۱۷ میں خود ہی کر دیا ہے۔ مرزا ئیو! یہی تمہارا مہدی ہے اور یہی تمہارا کرشن گوپال اور یہی تمہارا سلطان القلم ہے جو ایک ہی سطر میں تو مجھے اختیار دیتا ہے کہ جو عذاب چاہوں مانگوں جس کا مطلب صاف ہے کہ جو عذاب مانگوں گا وہی آئے گا تب ہی تو فیصلہ ہوگا، پھر ساتھ ہی لکھتا ہے کہ خدا کسی کا منشاء پورا نہیں کیا کرتا۔ یہ اس لئے کہا کہ اگر وہ عذاب نہ آیا تو کہدونگا کہ میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ خدا کسی کا منشا پورا نہیں کیا کرتا۔ سچ ہے:

مجھ کو محروم نہ کر وصل سے او شوخ مزاج
بات وہ کہہ کہ نکلتے رہیں مطلب دونوں

نمبر ۱۸ بھی نمبر ۱۵ کے برخلاف ہے کیونکہ اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ منہ مانگا عذاب نہیں ملتا۔ پس میں کیوں اپنے منہ سے عذاب کی تعیین کروں۔ اسی لئے

تو میں کہتا ہوں کہ آپ ہی اس عذاب کی تعیین کر دیں کیونکہ آپ خود مانتے ہیں اور قرآن سے ثبوت دیتے ہیں کہ خدا کسی مجرم کو منہ مانگا عذاب نہیں دیتا۔ پھر کیوں کہتے ہو کہ عذاب کی تعیین میں کروں۔ مرزائیو! تم بھی اس خبطی کو نہیں پوچھتے کہ کیا کہتا ہے۔

نمبر ۱۹ میں بھی آپ نے اپنے معمولی کذب سے کام لیا ہے اور اپنے دام افتادوں کی آنکھوں میں مٹی ڈالی ہے۔ بات تو صرف اتنی ہے کہ آپ کے اخبار میں مجھ کو قسم کھانے کی بابت کہا گیا، میں نے منظور کیا، مگر اس شرط پر کہ اس حلف کے نتیجہ سے اطلاع دیں۔ اب اس کے بعد آپ نے میری اس تحریر کی منظوری دی۔ بتلایئے شرط ہماری طرف سے تھی یا آپ کی طرف سے۔ ہماری تجویز کو منظور کرنا گویا ہماری شرط کو بھی منظور کرنا ہے۔ باقی یہ کہ آپ کو بھاگنے نہ دیں یہ ہم سے کیونکر ہوسکتا ہے، شیروں کو تو قابو کیا جا سکتا ہے مگر گیدڑوں کو کون قابو کرے جن کے لئے سب راہیں کھلی ہیں۔ ورنہ دانا سمجھ سکتے ہیں کہ بات صرف دوحرفہ ہے کہ آپ نے ہم کو قسم کھانے کے لئے کہا ہم نے آپ کی دعوت قبول کی مگر حلف کے نتیجہ سے اطلاع چاہی۔ پس آپ فرمادیجئے

ادا سے دیکھ لو جاتا رہے گلہ دل کا
بس اک نگاہ پہ ٹھیرا ہے فیصلہ دل کا

نمبر ۲۰۔ بے شک بھیجئے، مگر یقین نہیں کہ آپ اس وعدے کو بھی سچا کریں کیونکہ رسالہ انجام آتھم میں بھی آپ نے یہی لکھا تھا کہ جن لوگوں کو اس میں مباہلہ کی دعوت ہے ان کو یہ کتاب بھیجی گئی ہے جس کو نہ پہنچی ہو وہ اطلاع دے تو دوبارہ رجسٹری کرا کر بھیجی جائے گی۔ مگر میں نے نہ پہنچنے کی اطلاع کی تاہم کتاب نہ پہنچی۔ یہ تو ہیں آپ کے وعدے۔ سچ ہے

نہیں وہ قول کا پکا ہمیشہ قول دے دے کر
جو اس نے ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا تو کیا مارا

نمبر ۲۱۔ یہ ایک نئی تجویز ہے جب کتاب چھپ کر ہمارے پاس آئے گی تو اس وقت اس کا جواب دیا جائے گا۔ سردست تو آپ کی دعوت کے مطابق ہم قسم کھانے کو تیار ہیں پس آیئے اور تشریف لایئے۔

نمبر ۲۲۔ بے شک میں نے جس طرح آپ کی تجویز کو منظور کیا ہے اس سے مجھے کسی

طرح انکار نہیں۔ یاد رکھو کہ میں کون ہوں؟

انا صخرة الوادی اذا ما زوحمت
و اذا نطقت فاننی الجوزاء

نمبر۲۳۔اس میں بھی آپ نے غلط بیانی سے کام لیا۔ بھلا میرے جیسے آدمی کو جو محض خدا کے فضل وکرم سے ہندوستان کے اس سرے سے اس سرے تک جلسوں مناظروں میں بلایا جاتا ہے، اس کو امرتسر یا بٹالہ میں شہرت کی خواہش ہوسکتی ہے؟ ہاں میں آپ کو بتاؤں کہ میں نے ان دو مقاموں کو کیوں منتخب کیا؟ امرتسر کو تو اس لئے کہ ایک دفعہ پہلے آپ کا مباہلہ اس شہر میں ہو چکا ہے نیز مجھے اس میں آرام بھی ہے کیونکہ میرا شہر ہے نہ کہیں جانا نہ آنا۔ بٹالہ کو اس لئے منتخب کیا کہ میرے اور آپ کے درمیان میں ہے اور آپ خود ۲۵ مئی ۱۹۰۰ء کے اشتہار میں بغرض مباحثہ بٹالہ کو منتخب کر چکے ہیں ۔پس یہی وجہ ہے کہ میں نے بھی بٹالہ کو منتخب کیا اگر اس انتخاب میں کوئی شہرت پسندی ہے تو اس کی ابتداء بھی آپ ہی سے ہے۔ اگر اب فساد کا خطرہ ہے تو ۲۵ مئی ۱۹۰۰ء میں جبکہ آپ نے خود ہی بٹالہ کو منتخب کیا تھا فساد کا خطرہ نہ تھا؟ کیا ہی خبط ہے۔

نمبر۲۴۔ میں آپ نے محض جھوٹ اور سراسر کذب سے کام لیا ہے سچے ہو تو اس مباہلہ کے الفاظ نقل کرو اور بتاؤ کہ ڈوئی نے تمہارے مقابلہ پر کیا کہا تھا۔ تمہیں خوب معلوم ہے کہ اہل حدیث تمہارے اس قسم کے کذب کئی ایک دفعہ ظاہر کر چکا ہے مولوی غلام دستگیر مرحوم اور مولوی اسماعیل مرحوم کی بابت جو تقاضا ان کے مباہلہ کا تم پر مدت سے کیا جاتا ہے اس پر مسٹر ڈوئی والے مباہلہ کا تقاضا مزید ہے۔ بس سچے ہو تو اس مباہلہ کو اصلی الفاظ میں شائع کرو ورنہ لعنت اللہ علی الکاذبین

نمبر۲۵۔ اس کا جواب پہلے آ چکا ہے کہ بٹالہ کا انتخاب آپ ہی نے کیا ہوا ہے۔

نمبر۲۶۔ کیا آپ کی طرح قادیان میں آنے پر مجھے خطرہ نہیں۔ تاہم بٹالہ میں نہ آنے کی کوئی معقول وجہ بتلا دیں گے تو میں قادیان میں بھی آ جاؤنگا۔ کیا آپ کو میرا پہلے ایک دفعہ قادیان پر حملہ آور ہونا یاد نہیں۔ اگر تمہیں ذرہ بھی شرم وحیا ہوتی تو تم

مجھ کو قادیان میں کبھی نہ بلاتے۔ ہندوستان کے ہندو سلطان محمود غزنوی مرحوم کے حملات بھول جائیں تو تعجب نہیں مگر آپ کو میرا قادیان پہنچنا نہ بھولنا چاہیے۔

نمبر ۲۷۔ بے شک الفاظ مباہلہ مقرر ہو چکے ہیں جن پر ہم نے تمہارے ہی منقولہ مضمون میں خط دے دیا ہے جن کو تم نے بھی منظور کر لیا ہے

نمبر ۲۸۔ بے شک اپنی سچائی کے دلائل سنایئے لیکن یہ تو بتلایئے کہ وہ دلائل ایسے ہی ہوں گے جو آج تک آپ نے تمام ملک شائع کئے ہیں جن کا خلاصہ صرف یہ ہے

قلم تیرا ہوا جب آشنا گوہر فشانی سے
عبارت کو سبک دوشی ہوئی بارِ معانی سے

یا کوئی ایسے دلائل ہیں جو ابھی تک خاص میرے ہی لئے ریزور (محفوظ) کر رکھے ہیں۔ اگر کوئی خاص دلائل ہیں تو میں بخوشی سنونگا اور اعتراض بھی کرونگا کیونکہ ازالہ اوہام میں آپ نے مباہلہ سے پہلے مباحثہ ہونا ضروری لکھا ہے۔ پس حسب تجویز آپ کے میں آپ سے مباحثہ بھی کرونگا مگر خطرہ ہے کہ آپ کو اس وقت کوئی الہام نہ ہو جاوے کہ مجھے خدا نے مباہلہ سے منع کر دیا ہے جیسا کہ میرے قادیان پہنچنے پر آپ نے کہہ دیا تھا۔

نمبر ۲۹۔ کیسا سفید جھوٹ ہے، تمہاری جماعت کے اکثر لوگ بھیڑیں نہیں بھیڑیئے ہیں، بد خلق ہیں، خود غرض ہیں، سفلہ ہیں، دل آزار ہیں، بد تہذیب ہیں، کمینہ ہیں، متکبر ہیں، کینہ توز ہیں۔ ہم نہیں کہتے تم خود کہتے ہو۔ غور سے سنو تمہارا ہی کلام سناتا ہوں اور تمہیں کو شہادت میں پیش کرتا ہوں۔ آپ اشتہار التواء جلسہ ۱۸۹۲ء میں لکھتے ہیں:

مولوی نور الدین صاحب بارہا مجھ سے تذکرہ کر چکے ہیں کہ ہماری جماعت کے اکثر لوگوں نے اب تک کوئی اہلیت اور تہذیب اور پاک دلی اور پرہیز گاری اور للہی محبت باہم پیدا نہیں کی۔ سو میں دیکھتا ہوں کہ مولوی صاحب موصوف کا یہ مقولہ بالکل صحیح معلوم ہوتا ہے۔ بعض حضرات ایسے کج دل ہیں کہ اپنی جماعت کے غریبوں کو بھیڑیوں کی طرح دیکھتے ہیں۔

مارے تکبر کے سیدھے منہ سے اسلام علیک نہیں کر سکتے چہ جائے کہ خوش خلقی اور ہمدردی سے پیش آئیں اور انہیں سفلہ اور خودغرض اس قدر دیکھتا ہوں کہ وہ ادنی ادنی خودغرضی کی بنا پر لڑتے ہیں۔ اور ایک دوسرے سے دست بدامن ہوتے ہیں اور ناکارہ باتوں کی وجہ سے ایک دوسرے پر حملہ ہوتا ہے بلکہ بعض اوقات گالیوں تک نوبت پہنچتی ہے اور دلوں میں کینے پیدا کر لیتے ہیں اور کھانے پینے کی قسموں پر نفسانی بحثیں ہوتی ہیں۔ (اشتہار مذکور)

مرزائیو! تمہارے پیر بلکہ پیغمبر صاحب نے تم کو یہ اچھا سرٹیفیکیٹ دیا ہے، تم کو مبارک ہو۔

مختصر یہ ہے کہ جہاں سے بات چلی ہے اس کو یاد کیجئے۔ اس کے مطابق ہم قسم کھانے کو تیار ہیں۔ مگر پہلے یہ بتادو کہ اس قسم کا نتیجہ کیا ہوگا۔ کیونکہ تمہارا تجربہ ہو چکا ہے کہ تم معمولی واقعات کو اپنی پیش گوئی کی صداقت بتلایا کرتے ہو اسلیئے خطرہ ہے کہ کہیں مجھے زکام ہوگا یا نکسیر پھوٹے تو آپ اسی کو اپنی صداقت کا انسانی ہاتھوں سے بالا آسمانی نشان بنالیں۔ میں آپکی ان چال بازیوں سے خوب واقف ہوں:

مجھ سا مشتاق جہاں میں کہیں پاؤ گے نہیں
گرچہ ڈھونڈو گے چراغ رخ زیبا لے کر

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر نمبر ۲۴ جلد ۴۔ مورخہ ۵ ربیع الاول ۱۳۲۵ھ۔ ۱۹۔ اپریل ۱۹۰۷ء ص ۱۔۷)

قابل توجہ مرزا صاحب و مرزائیاں

(حافظ محمد یوسف امرتسری)

میں نے کل ۸۔ اپریل ۱۹۰۷ء جو وقت ۱۰۔۱۱ بجے دن کے سنا کہ منشی الٰہی بخش صاحب لاہوری مصنف عصائے موسیٰ ملہم ربانی آج رات کو اس جہان فانی سے انتقال فرما گئے ہیں دل کو سخت صدمہ پیدا ہوا اس وقت سے رنج اور غم میں مبتلا ہو گیا۔

رات کو بعد نماز عشاء اسی غم میں سو گیا بعد ۱۲ بجے رات کے آنکھ کھلنے کے بعد غنودگی میں ابھی رضائی میں پڑا ہوا تھا معلوم ہوا کہ مولوی برہان الدین جہلمی و مولوی عبد الکریم سیالکوٹی اور اڈیٹر اخبار بدر مرزائیوں کو بسبب تقلید مرزا قادیانی سخت عذاب کر رہے ہیں اور وہ لوگ مرزائی ہونے سے انکار کر رہے ہیں اس واسطے مرزائیوں کی نسبت شہادت لینے کے واسطے منشی الٰہی بخش صاحب برگزیدہ بارگاہ صمدانی کو نہایت عزت سے طلب کیا گیا ہے جو کچھ ملہم ربانی منشی الٰہی بخش صاحب مرزائیوں کی نسبت شہادت پیش کریں گے اسی طرح پر عمل درآمد کیا جاوے گا۔ اس بات کو سن کر دل کو اطمینان ہو گیا۔ اس واسطے بھائی مرزائیوں کو اور بالخصوص مرزا صاحب کو آگاہ کرتا ہوں کہ قیامت قریب آ گئی ہے مگر ابھی تک دروازہ رحمت کا واسطے قبول ہونے توبہ کے کھلا ہے مرزائیو! تم کو لازم ہے کہ جلدی توبہ کریں اور تقلید مرزا سے علیحدہ ہو جائیں ورنہ تمہارا بھی یہی حال ہو گا۔ صرف بطور خیر خواہی آپ لوگوں کو اطلاع دیتا ہوں پہلے بھی بذریعہ قطع الوتین اور کھلے خط کے اطلاع دی گئی ہے اب پھر تبلیغ کرتا ہوں آئندہ اختیار ہے۔

حافظ محمد یوسف پنشنر از امرتسر ۹۔ اپریل ۱۹۰۷ء (بدر ۱۸۔ اپریل ۱۹۰۷ء ص ۱۰)

مولانا ثناء اللہ اپنے ادارتی نوٹ میں لکھتے ہیں:

اگر چہ شریعت میں ایسے الہامات اور مکاشفات امت کا کچھ ہی درجہ ہو لیکن مرزا صاحب قادیانی کا چونکہ یہ اصول ہے کہ:

ایک متدین عالم کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ الہام اور کشف کا نام سن کر چپ ہو جائے اور لمبی چون و چرا سے باز آ جائے (ازالہ اوہام طبع اول ص ۱۴۸)۔

اس لئے ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا صاحب اور مرزائی اس کشف یوسفی کے سامنے اپنی دین داری کا ثبوت دیتے ہیں یا کچھ اور۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹۔ اپریل ۱۹۰۷ء ص ۹)

مرزائی پارٹی کا تکیہ کلام

(از منشی علم الدین اسسٹنٹ اڈیٹر اہل حدیث امرتسر)

کرشن قادیانی اور اس کی پاک جماعت کا مدت سے یہی وطیرہ ہے کہ جب کوئی مخالف فوت ہو جاتا ہے تو جھٹ بول اٹھتے ہیں کہ دیکھو اس شخص کو مرزا صاحب کی مخالفت کی وجہ سے موت آئی ہے اور یہ شخص اپنی موت سے مرزا صاحب کی صداقت کا ثبوت دے گیا۔ مگر سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ بیّن نشان کیسا اور اس سے صداقت مرزائیہ کا ثبوت کیونکر؟ یہ نشان کسی نبی اور رسول نے اپنی صداقت کا کبھی قرار نہیں دیا۔ گیا اگر مرزا جی (۱) کے مخالف مر کر مرزا جی کی صداقت کا ثبوت دیتے ہیں تو مرزا جی ہمیشہ زندہ رہیں گے اور کیا مرزا موت کا منہ کبھی نہ دیکھیں گے؟ یا کیا مرزا جی اپنے سب مخالفین کے مرنے کے بعد مریں گے (۲)؟ اور کیا اس وقت جب کہ ان کے مخالف اپنی موت سے مرزا جی کی تصدیق کر رہے ہیں (۳) تو خود مرزا جی کے اولوالعزم حواری طاعون کے شکار ہو کر (اور بقول مرزا جی کے کتوں کی موت مر کر) مرزائی نبوت کی ٹانگ نہیں توڑ گئے؟

غالباً مرزائی لوگ اپنی سمجھ اور ادراک سے بہت کم کام لیتے ہیں اور عموماً جو کچھ مرزا جی کے قلم و زبان گوہر فشاں سے ٹپکتا ہے اسی کی خوشہ چینی ہی پر التفا کرتے ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ بے معنی دعوی (مرزا جی نے تو اپنا الوسید ھا کرنے کے واسطے شائع کر دیا ہی تھا مگر) یہ لوگ کبھی فوراً سے پیشتر اسے تسلیم نہ کرتے جیسا کہ انہوں نے کر دکھایا کیونکہ قرآن کریم میں جو مسلمانوں سب سے مقدم قابل قبول کتاب ہے صاف ارشاد ہے

و ما جعلنا لبشر من قبلك الخلد افأن مت فهم الخا لدو ن

(الا نبیاء: ۳٤)۔ یعنی اے رسول ہم نے تجھ سے پہلے کسی آدمی کو ہمیشہ نہیں رکھا پھر کیا اگر تو مر گیا تو یہ لوگ ہمیشہ رہیں گے؟ (نہیں) ہر شخص موت کا ذائقہ چکھے گا۔

اس آیت سے ہمارے پہلے سوال کا جواب تو آ گیا کہ ہر ایک نفس کو موت ہے اور مرزا جی بھی ضرور مریں گے۔ باقی رہا یہ کہ سب مخالفین کو مار کر مریں گے یا پہلے ، اس سوال کا جواب بھی مرزا جی اپنے رسالہ الوصیت لکھ کر نفی میں دے چکے ہیں یعنی کہہ چکے ہیں کہ میری موت عنقریب اسّی (۸۰) کے کچھ نیچے اوپر ہے۔ جس کے سب زینے آپ غالباً طے کر چکے ہیں اور جہاں سے بقول اپنے ارشاد کے رخصت ہوا چاہتے ہیں اور مخالفین ابھی حیات طیبہ کے مزے لے کر مسرور ہو رہے ہیں۔ تیسرے سوال کا جواب اظہر من الشّمس ہے کہ مرزا جی کے حواری مولوی عبدالکریم صاحب ایک عرصہ کی مرض الموت کے بعد اس جہان سے رخصت ہو کر مرزا جی اور ان کی جماعت کو سخت صدمہ دے گئے جن کی مرض الموت میں مرزا صاحب کو ان کی زندگی کے نت نئے الہام سوجھتے تھے جن سے الحکم کے ورق ہر ہفتہ سیاہ نظر آتے تھے مگر:

اذا جاء اجلهم لا يستاخرون ساعة ولا يستقدمون

(الاعراف :٣٤) (جب جب لوگوں کی موت کا وقت آتا ہے تو وہ اسے گھڑی بھر آگے پیچھے نہیں کرتا)

نے اپنا پورا جلوہ دکھلایا اور ملک الموت نے ان کا کام تمام کر کے اپنی کارگذاری میں ایک نمبر کا اضافہ کر ہی لیا اور مرزا جی کی کچھ بھی پیش نہ گئی وہ سب کے سب الہام الحکم کے فائل میں ڈھکے کے ڈھکے رہ گئے۔

اسی طرح البدر کا اڈیٹر محمد افضل جو مرزا قادیانی کا ڈائری نویس اور معتقد اور جانفشاں تھا طاعون کا شکار ہو گیا پھر بھی مرزا جی کا کوئی بہانہ بنائے نہ بن سکا۔ مگر جو ہونا تھا وہ ہو کر ہی رہا۔ ان کے علاوہ مرزا جی کا مخلص مرید مولوی برہان الدین جہلمی بھی طاعونی موت سے مر کر مرزا جی کو از حد صدمہ پہنچا گیا نوشیروان کی حکایت کسی کتاب میں یوں مسطور ہے

کسے مژدہ پیش نوشروان عادل برد و گفت شنیدم کہ فلاں دشمن ترا خدا تعالی برداشت۔ گفت ہیچ شنیدی کہ مرا بگذاشت

اگر بمرد عدو جائے شادمانی نیست
کہ زندگانی ما نیز جاودانی نیست

مگر مرزائیوں اور کرشن پینتھیوں کو کیا خبر کہ سعدی جیسے عالی دماغ نے کیا کہا اور قرآن مجید میں کیا ارشاد ہے وہ تو اتنا ہی جانتے ہیں

رشتہ در گردنم افگندہ دوست
مے برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

مرزا صاحب ہی کو ان کے دوست کہیے، ان کے رسول سمجھئے یا خدا، سبکچھ یہی ذات والا ہیں اور انہی پر ان کا دینی سلسلہ ختم ہے اور آمنا وصدقنا وہ صرف انہی کے کلام کو کہنا جانتے ہیں ان کو قرآن کی خبر نہیں حدیث کا پتہ نہیں کیوں نہ ہو اسی بہانہ سے وہ کہہ سکتے ہیں کہ

تو و طوبی و ما و قامتِ یار
فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

افسوس! ذلك مبلغهم من العلم

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳ مئی ۱۹۰۷ء ص ۶۔۷)

مرزا قادیانی کے استفسار کا جواب

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مرزا صاحب نے اخبار بدر مورخہ ۲ مئی میں ایک مضمون لکھا ہے جو ہمارے خیال میں ہم میں اور ان میں فیصلہ کن ہے امید ہے مرزا صاحب اس دعوی پر قائم رہ کر ہمیشہ کی چخ چخ اور مسلمانوں میں آئے دن کے فسادات کو بند کر دیں گے ناظرین کو پہلے مرزا صاحب قادیانی کا استفسار سناتے ہیں۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں:

مخالفوں سے ایک استفسار

دنیا کے ملوک اور سلاطین میں یہ رسم ہے کہ جب ان کا کوئی غضب کسی شہر کا پر نازل ہوتا ہے اور اس شہر کے باشندوں کے قتل کے لئے عام حکم دیا جاتا

ہے تو ایسی صورت میں اگر کسی شخص کو اس سلطنت سے خاص تعلق ہوتے ہیں تو اس شخص اور اس کے عیال اطفال کی نسبت فرمان شاہی صادر ہو جاتا ہے کہ اس شخص کے مال اور عزت اور جاہ پر کوئی شاہی سپاہی حملہ نہ کرے ایسا ہی حضرت جل شانہ کی عادت میں داخل ہے کہ جس شخص کو اس جناب میں کوئی تعلق عبودیت ہے تو اس زمانہ میں جب قہر اور غضب الٰہی زمین پر نازل ہوتا ہے اور ایک عام قتل کا حکم نافذ ہوتا ہے تب ملائک کو جناب حضرت عزت جل شانہ سے فہمائش کی جاتی ہے کہ اس گھر کے محافظ رہیں بس یہی بھید ہے کہ جب عام طاعون دنیا پر نازل کی گئی تو اسی ابتدائی زمانہ میں جب اس ملک میں طاعون شروع ہوئی خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے الہام ہوا انی ا حافظ کل من فی الدار یعنی ہر ایک شخص جو اس گھر کی چار دیواری کے اندر ہے میں اس کو طاعون سے بچاؤنگا۔

چنانچہ قریباً گیارہ برس ہو رہے جب یہ الہام ہوا تھا اور اس وقت میں لاکھوں انسان اس دنیا سے شکار طاعون ہو کر گذر گئے، لیکن ہمارے اس گھر میں اگر ایک کتا بھی داخل ہوا تو وہ بھی طاعون سے محفوظ رہا۔

یہ کس قدر عظیم الشان معجزہ ہے لیکن ان کے لئے جو آنکھ بند نہیں کرتے ۔اب بھی اگر کسی کو یہ گمان ہے کہ یہ انسان کا افتراء ہے یا یہ خدا کا کلام نہیں تو اسے چاہیے کہ ایسا ہی افتراء وہ بھی شائع کرے یا قسم کھا کر یہ شائع کرے کہ یہ خدا کا کلام نہیں پھر میں یقین رکھتا ہوں کہ خدائے قدیر ضرور اس کو اس بے باکی کا جواب دے گا۔ اگر تم مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک سیر کرو تو تمام دنیا میں تمہیں کوئی ایسا ملہم نہیں ملے گا کہ خدا نے اسکو طاعون کی نسبت یہ تسلی دی ہو کہ اس کے گھر میں نہیں آئے گی چاہیے کہ ہمارے مخالف مسلمان اور ہندو اور عیسائی ضرور اس بات کا جواب دیں۔

و السلا م علی من اتبع الھدی۔ میرزا غلام احمد مسیح موعود

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

اس مضمون میں صرف ایک فقرہ تشریح طلب ہے یعنی گھر کی چار دیواری والا،

سو اس کی تشریح کرنے کو ہم مرزا صاحب ہی کا کلام پیش کرتے ہیں جو اسی الہام کی تشریح میں ہے۔ آپ اپنے مستند رسالہ کشتی نوح کے صفحہ ۱۰ پر لکھتے ہیں:

پس جو شخص میری تعلیم پر پورا پورا عمل کرتا ہے وہ میرے اس گھر میں داخل ہو جاتا ہے جس کی نسبت خدا تعالیٰ کے کلام میں یہ وعدہ ہے

انی احافظ کل من فی الدار یعنی ہر ایک جو تیرے گھر کی چاردیواری کے اندر ہے میں اس کو بچاؤنگا۔

اس جگہ یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ وہی لوگ میرے گھر کے اندر ہیں جو میرے اس خاک وخشت کے گھر میں بودوباش رکھتے ہیں بلکہ وہ لوگ بھی جو میری پوری پیروی کرتے ہیں میرے روحانی گھر میں داخل ہیں۔،

اس تشریح سے اس الہام کا مطلب صاف کھل گیا کہ مرزا صاحب کا کوئی پیرو طاعون سے نہیں مرے گا، تو کیا یہ سچ ہے کہ کوئی نہیں مرا؟

قادیان میں البدر کا اڈیٹر محمد افضل جو فنافی المرزا تھا طاعون کی نذر نہیں ہوا؟

جہلم میں مولوی برہان الدین طاعون سے نہیں مرا؟

قادیان میں قاضی امیر حسین کا جوان لڑکا طاعون کا شکار نہیں ہوا؟ جس کے جنازہ کو کسی مرزائی نے ہاتھ نہ لگایا تو اس نے مرزا قادیانی کے سامنے آن کر کہا کہ آپ کے مرید تو کافروں سے بدتر ہیں جس پر مرزا جی نے بڑی لمبی چوڑی تقریر کی جو بدر مورخہ ۲ مئی ۱۹۰۵ء میں چھپی تھی۔ جس کا شروع یوں ہے:

اس وقت تمام جماعت کو یہ نصیحت کی جاتی ہے کہ اپنی جماعت کے اندر طاعون کے بیماروں اور شہیدوں کے ساتھ پوری پوری ہمدردی اور اخوت اسلامی کا سلوک کرنا چاہیے،۔

پھر آپ نے ۱۰۔ اپریل ۱۹۰۷ء کے الحکم میں مرزائی طاعونی مردوں کے ساتھ برتاؤ کرنے کی ہدایات کیوں کیں کہ جنازہ گاڑی پر رکھ کر لے جاؤ سو گز کے فاصلہ پر دور رہو یہ کرو وہ کرو۔ بتلاؤ یہ کیوں کیا؟

امرتسر کے مرزائیو! تم بھی بھول گئے ہو کہ تمہارے درمیان ایک مرزائی بڑا بولنے اور لڑنے جھگڑنے والا ساکن کٹرہ جیمل سنگھ کو چہ منتواں کیوں طاعون سے مرا تھا

؟ پچھلے ہفتہ تک جن مرزائی طاعون زدوں کا ذکر اہل حدیث میں لکھا گیا ہے ان کے علاوہ تازہ خبر لاہور کی سنو! کہ حکیم فضل الٰہی جو بڑا سخت مرزائی تھا یکم مئی کو طاعون سے چل بسا۔ مولوی نور احمد ساکن لودی ننگل ضلع گورداسپور کی بیوی بھی طاعون سے مر گئی

اب ہم مرزا جی کے اس فقرہ کے معنی ان سے پوچھتے ہیں جو آپ نے لکھا ہے:

اس گھر میں اگر ایک کتا بھی داخل ہوا تو وہ بھی طاعون سے محفوظ رہا،

اس قاعدہ کے مطابق یہ مرزائی مردے کون ٹھہرے، آدمی یا کتے، یا کتوں سے بدتر۔ ہم کچھ نہیں کہتے، آپ ہی فیصلہ کریں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰ مئی ۱۹۰۷ء ص ۶۔۷)

مرزا قادیانی خود جواب دیں

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

جناب نے میری بابت دعا شائع کی ہے کہ تو میری زندگی ہی میں طاعون یا ہیضہ سے مر جائے گا اس کے جوابات تو کئی ایک بذریعہ اخبارات میں نے دیئے ہیں مگر ایک خاص بات آپ سے دریافت طلب ہے جو ان جوابات میں نہ آسکی، اسلئے عرض خدمت ہے، وہ یہ ہے کہ آپ کا دعوی ہے کہ جتنے لوگوں نے آپ سے مباہلہ کیا ہے سب ہلاک ہو گئے ہیں چنانچہ آپ کے اصل الفاظ مندرجہ اخبار بدر مورخہ ۲۷ دسمبر ۱۹۰۶ء یہ ہیں:

جتنے لوگ مباہلہ کرنے والے ہمارے سامنے آئے خدا تعالی نے سب کو ہلاک کر دیا۔

حالانکہ جہاں تک مجھے یاد ہے اور پبلک کو معلوم ہے صرف مولوی عبد الحق صاحب غزنوی سے امرتسر میں آپ کا مباہلہ ہوا تھا جو آج تک اچھی طرح زندہ ہیں

تنومند ہیں۔ بلکہ جہاں تک میں جانتا ہوں وہ اس بات کے دل سے متمنی ہیں کہ کبھی موقعہ بنے تو آپ سے کشتی لڑ کر ادھر یا ادھر معاملہ یک سو کر دیں۔ خیر اس کی بابت یا آپ یا آپ کے ہم خیال کہہ سکتے ہیں کہ میرا ذاتی خیال ہے لیکن اس میں تو شک نہیں کہ مولوی عبدالحق مباہل آج تک زندہ ہے پھر آپ کے اس کلام کا کیا مطلب ہے کہ مباہلہ کرنے والے سب مر گئے۔ مجھے اس سوال کے کرنے کی ضرورت اس لئے ہوئی ہے کہ اسی قسم کی پیش گوئی یا دعا آپ نے میری نسبت بھی شائع کر دی ہے تو مہربانی کر کے اس سے اطلاع دیں کہ میری ہلاکت کی پیش گوئی یا دعا بھی اسی قسم کی ہلاکت ہے جو مولوی عبدالحق غزنوی پر آئی ہے یا کچھ اور مراد ہے۔

مرزائیو! جی چاہتا ہے کہ ایک سوال تم سے بھی کروں۔ کیا تمہارا ایمان اور کانشنس اس مرزائی کلام کو صحیح جانتا ہے جو مرزا جی نے دعوی کیا ہے کہ مباہلہ کرنے والے سب مر گئے۔ اول تو سوائے مولوی عبدالحق غزنوی کے کسی نے مباہلہ ہی نہیں کیا اور اگر کیا بھی ہے تو مولوی عبدالحق غزنوی کی زندگی تک کل کا لفظ کیسے صحیح ہوسکتا ہے۔

اگر تمہیں علم نہ ہو تو اپنے کسی عام فاضل حکیم طبیب سے پوچھو کہ موجبہ کلیہ کی نقیض سالبہ جزئیہ ہے یا کچھ اور، اور سالبہ کلیہ کی نقیض موجبہ جزئیہ ہے یا نہیں۔ اگر تم میں ذرہ بھر بھی خدا کا خوف اور ماشہ کا ہزارواں حصہ شرم و حیا ہو تو کرشن قادیانی کے اتنے ہی دعوی سے اس کا کذب تم پر واضح ہوسکتا ہے مگر افسوس ہے کہ تم لوگوں نے اپنی باگ ایسے شخص کے ہاتھ میں دے رکھی ہے جو تم کو بہت بری طرح نچاتا ہے مگر یاد رکھو اہل حدیث تمہارا دلی خیر خواہ ہے اسلئے تمہاری اور تمہارے گرو کی ناراضگی کی پرواہ نہ کر کے بھی تم کو سمجھاتا رہتا ہے کہ:

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ
گر کافر گبر و بت پرستی باز آ

(ہفت روزہ اخبار اہل حدیث امرتسر ۱۷ مئی ۱۹۰۷ء ص ۱۔۲)

مرزا قادیانی کے متعلق ایک رائے

مکرمی جناب مولوی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میرزا قادیانی کے مقابلہ پر جو کچھ آپ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ اس کی جزائے خیر آپ کو عطا فرماوے۔ حال ہی میں اس نے بذریعہ مصنوعی دعا کے آپ کو ڈرا کر اپنی آئندہ مخالفت سے روکنا چاہا ہے۔ مجھے امید ہے کہ اس کی ہرگز پرواہ تک نہیں کریں گے کیونکہ اس شخص کا مسلک شریعت محمدیہ کے بالکل برخلاف ہے اور اس کے دعاوی اور دلائل سب باطل ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس امر میں اس کو ضرور شکست ہوگی۔ گو اس کے الفاظ اس کی چال بازی کا پورا پورا ثبوت ملتا ہے مگر پھر بھی عامہ جہال میں جو اس کے دام میں آچکی ہیں ان کی بڑی وقعت ہے آج تک تو اللہ تعالیٰ نے اس کو کسی میدان میں سرخرو نہیں ہونے دیا اور آئندہ بھی ایسا یقین ہے کیونکہ کاذب کبھی عزت نہیں پاتا مگر آپ ثابت قدم رہیں اور اس کا مقابلہ بڑے زور سے کرتے ہیں مجھے معلوم ہے کہ آپ کی تردید کا بڑا بھاری اثر ہوتا ہے اور مرزائیوں کو سخت شاق گذرتا ہے آپ علیحدہ ضمیمہ کی تجویز کو ضرور نافذ کریں اور اسی کا ایک عام اشتہار تمام اخبارات میں شائع کرائیں بہت سی خریداری ہوگی۔ یہ چند کلمات محض آپ کی حوصلہ افزائی کیلئے تحریر ہیں گو مجھے معلوم ہے کہ ان کی کچھ ضرورت نہ تھی مگر صرف اس خیال سے کہ آپ کو عام لوگوں کے خیالات کا اندازہ ہو جاوے کہنا مناسب سمجھا۔ بہرصورت آپ بڑے زور سے اس کا مقابلہ کریں علمائے زمان میں اب بجز آپکے کوئی اور اس کی طرف متوجہ نہیں اگر ہو سکے تو ایک انجمن تردید قادیانی قائم کریں۔ اور اس میں مختلف علماء کرام کو مدعو فرماویں۔ یہ امر مرزائیوں کے لئے ایک بھاری مصیبت ہوگا۔ امید کہ بذریعہ اپنے اخبار کے میرے اس خط کا جواب عطا فرماویں گے۔

راقم: آپ کا اخبار پڑھنے والا اور آپ کا مؤید۔

اڈیٹر اہل حدیث: کئی وجہ سے ضمیمہ کی نسبت رسالہ خوب ہے اس لئے اس کا

ارادہ کیا گیا ہے۔ خدا راست لاوے۔ بس آپ ذات خاص کے علاوہ اور احباب کو بھی ترغیب دیں۔ رہا انجمن کا کام اس کی بابت ابھی غور نہیں کیا آئندہ انشاء اللہ احباب سے مشورہ کیا جائے گا۔ مرزا احمد بیگ والی خط و کتابت کلمہ فضل رحمانی اور الہامات مرزا میں ملے گی۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴ مئی ۱۹۰۷ء ص ۴)

مرزا صاحب ان سوالات کے جوابات دیں

سوال نمبر ا: کتاب ازالہ اوہام کے صفحہ ۶۷۳ میں لکھا ہے:
اور اس آنے والے کا نام جو احمد رکھا گیا ہے وہ بھی اس کے مثیل ہونے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ محمد جلالی نام ہے اور احمد جمالی۔ احمد اور عیسی اپنے جمالی معنوں کی رو سے ایک ہی ہیں۔ اسی کی طرف یہ اشارہ ہے و مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمه احمد مگر ہمارے نبی ﷺ فقط احمد ہی نہیں بلکہ محمد بھی ہیں یعنی جامع جلال و جمال ہیں۔ لیکن اخیری زمانہ میں برطبق پیش گوئی مجرد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسویت رکھتا ہے بھیجا گیا۔
یعنی یہ پیش گوئی و مبشراً جناب (مرزا صاحب) کے حق میں ہے اور جناب کو ہونے سے پوری ہوئی۔ ترجمہ آیت یہ ہے،
یعنی حضرت عیسی اپنے حواریوں سے فرماتے ہیں کہ خوشخبری سناتا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا اس کا نام احمد ہے۔ مگر اس آیت و انجیل سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح اپنے لوگوں کو فرماتے ہیں کہ میرے بعد ایک رسول احمد نام آئے گا جو کہ تم کو دین کی باتیں سکھلائے گا چنانچہ حضرت محمد احمد مصطفی ﷺ اپنے زمانہ میں پیدا ہوئے اور یہ پیش گوئی پوری ہوگئی جس پر جملہ اہل اسلام کا اتفاق ہے۔ مگر جناب اس پیش گوئی کا اپنے وجود مبارک سے تعلق فرماتے ہیں حالانکہ آیت میں لفظ صاف احمد رسول کا لکھا ہے مگر جناب رسول نہیں ہیں۔ چنانچہ جناب فرماتے ہیں:
من نیستم رسول و نیا وردہ ام کتاب۔

اور ایک دوسری جگہ اسی ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۸۱؟ میں فرماتے ہیں کہ قرآن کریم نے بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھا۔

پس جب کہ خود جناب اس بات کے قائل ہیں کہ ہم رسول نہیں تو پھر اس پیش گوئی کو کس طرح اپنے متعلق فرماتے ہیں۔

دوئم یہ جو جناب نے لکھا ہے کہ محمد جلالی نام ہے اور احمد جمالی۔ گویا جناب کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے پیغمبر کے دو نام محمد و احمد تھے محمد جلالی جس کی صفتیں ان کے زمانہ میں پوری ہو گئیں ہیں اور احمد جمالی، اس کی صفتیں پورا کرنے کے لئے خداوند نے ہم کو پیدا کیا ہے فقط۔

یہ تاویل و معنی جناب کے درست نہیں۔ اگرچہ جناب نے بروئے قاعدہ ابجد و جفر محمد نام کو جلالی قرار دیا ہے مگر ہمارے حضرت ﷺ کے حلم خلق سخاوت مروت غریبی فروتنی عادات پوشاک خوراک وغیرہ کا حال جناب کو خود بھی معلوم ہوگا۔ اور احادیث بتلا رہی ہیں کہ ان میں کوئی جلال نہیں تھا۔ اگر آپ یہ کہیں کہ انہوں نے جہاد کئے تو عالیجاہا وہ پہلے کفار کی طرف سے ان پر ظلم و تعدی شروع ہوں پھر ان کو بموجب حکم ایزدی اپنی جان کا بچانا اور دین کا پھیلانا ضروری تھا ورنہ انہوں نے اپنا کوئی جلال کسی پر ظاہر نہیں کیا وہ ایک سیدھے سادھے امی نبی تھے۔

سوئم، جناب کا یہ مطلب ہے کہ احمد جمالی نام ہے یعنی جسکی صفتیں ہماری معرفت پوری ہوں، سو یہ بھی غلط ہے احمد نام میں چار حرف الف ح م د ہیں جن کے ا، م، آتشی ہیں اور ح د آبی۔ یعنی احمد نام میں عنصر آتش و آب برابر ہے تو ہم اس نام کو کبھی جمالی قرار نہیں دے سکتے بالفرض جمالی ہی سہی تو ہمارے نبی ﷺ تو خود جمالی صفتوں کا مجموعہ تھے۔ انہوں نے کوئی بات باقی نہیں چھوڑی تھی جو کہ اب جناب کے ہونے سے پوری ہوئی۔

علاوہ ازیں یہ مسئلہ مشہور ہے کہ ایک کافر عورت آنحضرت ﷺ پر ہر روز کوڑا پھینکا کرتی تھی اور آنحضرت ﷺ بالکل اس بوڑھی کی اس کمینہ حرکت سے کوئی غصہ یا رنج نہیں کیا کرتے تھے۔........

المختصر وہ عورت اس کریمانہ اخلاق کا عاشق ہو کر معہ عیال اطفال مسلمان ہو

گئی ۔ اگر خدانخواستہ کو ہندو عورت اسی طرح قصداً جناب پر ایک روز کھاد کوڑا پھینکتی تو امید کہ جناب تمام جائداد کی قیمت لگا کر فوراً ہتک عزت کی نالش کر دیتے۔

ایک جگہ خداوند کریم قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ آج کے دن میں نے تیرے دین کو مکمل کر دیا۔ یعنی اب کوئی تکمیل وغیرہ تیرے دین کی باقی نہیں رہی یہ دین تکمیل کو پہنچ گیا ہے۔ پھر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ باوجود اس آیت کے نازل ہونے کے کوئی تکمیل حضرت احمد ﷺ کے دین کی باقی تھی جو اب جناب (مرزا قادیانی) کے ذریعہ پوری ہوئی ہو۔

سوال ۲۔ میں نے جناب کے مریدوں سے سنا ہے کہ جناب آنحضرت ﷺ کا بروز ہیں اور اخبار الحکم میں دیکھا ہے کہ جناب بروز ہیں۔ چنانچہ الحکم ۲۴ ستمبر ۱۹۰۶ء میں ایک مرید آپ کا لکھتا ہے کہ اس زمانہ میں حضرت محمد ﷺ اب جناب کے جسم میں ظاہر ہوئے ہیں یعنی انہوں نے نیا جنم لیا ہے۔ روح وہی ہے اور جسم مل کر مرزا غلام احمد بنے مگر یہ یہ بالکل تناسخ بن گیا۔ لیکن جناب تناسخ کے قائل نہیں بلکہ مسلمان اور مسلمانوں کے امام کہلاتے ہیں اور نہ ہی حضرت آدم سے لے کر آج تک کبھی یہ بروزی مسئلہ سنا گیا ہے کہ فلاں ولی یا نبی نے فلاں شخص کے جسم میں بروز کیا ہے۔

نوٹ: جناب مرزا صاحب براہ مہربانی اس سوالات کے جواب اہل حدیث میں درج فرما کر مشکور کریں۔

راقم: یکے از خاکپایان اہل حدیث۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴ مئی ۱۹۰۷ء ص ۴۔۵)

قادیانی کھسیانی بلی

شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسری لکھتے ہیں؛

قادیانی کرشن اور اس کی پارٹی کو جو اہل حدیث سے صدمہ پہنچتا ہے اس کا اندازہ کرشن جی کے اشتہار متضمن پیش گوئی مندرجہ اہل حدیث ۲۶۔ اپریل سے ظاہر

ہوسکتا ہے اسلیئے وہ اب اہل حدیث کے مواخذات شدیدہ سے تنگ آ کر ۱۷ مئی کے اہل حدیث کے ایک مضمون کی نسبت گورنمنٹ اور مسلمانوں کواکساتے ہیں چنانچہ الحکم کے اڈیٹر نے اپنی معمولی عادت کے موافق ۳۱ مئی کے پرچہ میں بہت سا زہر اگلا ہے۔ پھر لطف یہ ہے کہ گورنمنٹ انگریزی جیسی ذی علم گورنمنٹ کے پاس اپنی عادت کے مطابق اہل حدیث کے مضامین کی تحریف کر کے چغلی کرتا ہے لیکن اسکو معلوم نہیں کہ گورنمنٹ خوب جانتی ہے کہ تمہاری ہمیشہ سے عادت ہے کہ تم مخالف کے کلام کو الٹا لباس پہنا کر دکھایا کرتے ہو مولوی غلام دستگیر مولوی محمد اسماعیل ڈاکٹر ڈوئی وغیرہ کے واقعات پبلک نہیں بھولی چنانچہ اس مضمون میں بھی اس غدار نے ایسا ہی کیا ہے۔ اہل حدیث میں ہم نے ہندوؤں کی شورش کو بلی کے مقابلہ پر چوہوں کی کمیٹی سے تشبیہ دی تھی جسکا مطلب صاف ہے کہ جس طرح بلی کے مقابلہ میں چوہا کمزور ہے اسی طرح گورنمنٹ کے مقابلہ پر رعایا بالکل بے دست و پا ہے جس طرح چوہوں کا اجتماع بلی کے مقابلہ پر کچھ نہیں اسی طرح ہندو پارٹی کا ایجی ٹیشن گورنمنٹ کی قوت کے مقابلہ پر کچھ نہیں مگر اس صاف وسیدھے کلام کا مطلب دجالی آرگن لکھتا ہے کہ اہل حدیث نے گورنمنٹ کو ایک بلی بنایا ہے جو معاذ اللہ مکر وفریب سے گھات لگا کر ہندوستانیوں کو ہڑپ کر رہی ہے۔، واہ رے تیری لیاقت۔ خیر اہل حدیث نے تو جو لکھا ہے وہ صاف ہے کہ زوردار اور کمزور کی تمثیل ہے مگر تم تو بتلاؤ کہ تمہارے گرو نے جو گورنمنٹ کو دجال اور یاجوج ماجوج لکھا ہے (دیکھو ازالہ اوہام طبع اول۔ص ۶۸۵) اور آپ خیریت سے مسیح بنتے ہیں حالانکہ حدیثوں میں آیا ہے کہ مسیح دجال کو قتل کر کے اس پر غالب آئے گا اور اسی حدیث کی سند پر وہ مسیح بنتا ہے تو کیا اس کا یہ معنی نہیں کہ تمہارے ارادے خطرناک ہیں صاف کہنا اگر چہ صاف اور سچ کہنے کی تم لوگوں کو عادت نہیں۔ ایسا ہی لالہ لاجپت رائے سے ہمدردی کرنے کا الزام بھی تمہارا ایک فضول اور بیہودہ بکواس ہے۔ ہم لالہ لاجپت رائے سے ان کی لیاقت کے لحاظ سے ہمدردی کریں گے نہ کہ ان کے اس کام میں جس میں وہ ماخوذ ہیں۔ اسی طرح تمہارے اور ہذیان بھی فضول ہیں جب کہ ۱۷ مئی ۱۹۰۷ء کا اہل حدیث موجود ہے تو گورنمنٹ اس کے مضامین کو خود دیکھ سکتی ہے۔

او نادان! اہل حدیث نے اگر گورنمبٹ کو ممالک اسلامیہ کے نقصانات پر تو

جہ دلائی تو کون سا جرم کیا جب کہ گذشتہ ایام میں جلسہ کرکر کے گورنمنٹ کو تاروں پر تار دیئے جاتے تھے کہ گورنمنٹ انگریزی سلطان المعظم سے بگاڑ نے میں مسلمانوں کی فیلنگ کا خیال رکھے مگر چونکہ تم ہمیشہ سے مسلمانوں کے بدخواہ ہو اور تمہارا گروہ محض منافقانہ زبان سے مکہ اور مدینہ پر بھی انگریزی جھنڈا دیکھنے کا متمنی ہے اسلئے تم اہل حدیث کے برخلاف گورنمنٹ کو اکساتے ہو۔ او ظالم! تم وہی تو ہو جو ہمیشہ لکھا کرتے ہو کہ مسلمان خونی مہدی کے منتظر ہیں اور ہم اس کے منکر ہیں، آج تم مسلمانوں کے ... لگنے کے دعویدار ہو کر مسلمانوں کو اہل حدیث کے برخلاف جلسہ کرنے کی رائے دیتے ہو۔ بقول سعدی مرحوم لودھانوی:

مسلمانوں سے تجھ کو واسطہ کیا
پڑا کہلا نبیء تام مرزا

تم مسلمانوں کے کیا لگتے ہو۔ یاد رکھو مسلمان ایسے عقل سے خالی نہیں کہ تمہارے جیسے دشمن کے کہنے میں آجائیں۔

دشمنان کہن دوستانِ نو کردن
بدست دیو بود عقل را گرو کردن

(باقی حسب ضرورت)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۷ جون ۱۹۰۷ء ص ۹)

قادیانی کرشن جی جان چھڑاتے ہیں

الا یا ایھا الساقی ادر کاساً و ناولھا
کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلھا

کرشن جی نے خاکسار کو مباہلہ کے لئے بلایا جس کا جواب اہل حدیث ۱۹۔ اپریل میں مفصل دیا گیا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ میں حسب اقرار خود تمہارے کذب پر حلف اٹھانے کو تیار ہوں بشرطیکہ تم پہلے یہ بتا دو کہ اس حلف کا نتیجہ کیا ہوگا۔ اس کے

جواب میں کرشن جی نے ایک اشتہار دیا جو بقول شخصے سوال از آسمان جواب از ریسمان ۔ پھر اس پر طرہ یہ کہ اس اشتہار کو اہل حدیث میں درج کرنے کی ہم سے درخواست کی ہے ۔ ہماری تو پہلے ہی سے عادت ہے کہ ہم مرزائیوں اور غداروں کی طرح مخالف کے کلام میں تصرف نہیں کیا کرتے یہ تو کرشن جی وغیرہ کی عادت ہے کہ اپنے مخالف کے کلام کو پورا نقل نہیں کرتے بلکہ اس میں تصرف بے جا اور یعنی در یعنی لگا کر ایسا بگاڑتے ہیں کہ یہودیوں کے بھی کان کتر جاتے ہیں ۔ اعتبار نہ ہو تو مولوی غلام دستگیر اور مولوی اسماعیل علی گڈھی مرحومین کا قصہ ملاحظہ کرو ۔ بہر حال کرشن قادیانی کا اشتہار یہ ہے:

بسم اللّٰہ الرّحمن الرّحیم۔نحمدہ و نصلّی علی رسولہ الکریم۔

یستنبئونك احقّ ھو۔ قل ای و ربّی انّہ لحقّ۔

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علی من اتبع الھدی مدت سے آپ کے پرچہ اہل حدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے پرچہ میں مردود دجال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں۔ اور دنیا میں میری نسبت یہ شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افترا ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لیے مامور ہوں اور آپ بہت سے افتراء میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے گالیوں اور تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں جن سے بڑھ کر کوئی مضر نہیں ہوسکتا۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات اپنے ہر پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی (۱) اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے۔ اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہے تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ سنت اللہ کے موافق

مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیش گوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے اپنے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر وقدیر جو علیم وخبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین۔

مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین۔ میں ان کے ہاتھوں سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گزر گئی وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کیلیے سخت نقصان رساں ہوتا ہے۔ انہوں نے اپنی تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت لا تقف ما ليس لك به علم پر بھی عمل نہیں کیا۔ اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بدآدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہی تہمتوں کے

ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لیے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔

اے میرے مالک تو ایسا ہی کر۔

آمین ثم آمین۔ ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین۔ آمین۔

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

الراقم عبداللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ و اید۔

مرقومہ یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۵، اپریل ۱۹۰۷ء

(۱) آپ اس دعوی میں قرآن شریف کے صریح خلاف کر رہے ہیں قرآن تو کہتا ہے کہ بدکاروں کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے۔ سنو!

من کان فی الضّلا لۃ فلیمدد لہ الر حمن مدّاً (پارہ۱٦: ع ۸)؛

اور انّما نملی لھم لیز دادوا اثماً (پ ۴: ع ۹)؛

اور و یمدّ ھم فی طغیا نھم یعمھو ن (پ ۱: ع ۲)

وغیرہ آیات تمہارے اس دجل کی تکذیب کرتی ہیں۔ اور سنو:

لمتّعنا ھؤلا ء و آ باء ھم حتی طال علیھم العمر (پ۱۷: ع ۱٤)

جن سے صاف یہی معنی ہیں کہ خدا تعالی جھوٹے، دغا باز، مفسد اور نا فرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے، تا کہ وہ اس مہلت میں اور بھی برے کام کر لیں۔ پھر کیسے من گھڑت اصول بتاتے ہو کہ ایسے لوگوں کو بہت عمر نہیں ملتی، کیوں نہ ہو؟ دعوی تو مسیح،

کرشن ، اور محمد ، احمد بلکہ خدائی کا ہے اور قرآن میں یہ لیاقت۔ ذلك مبلغهم من العلم ۔ (نائب اڈیٹر اہل حدیث امرتسر)

اس کے بعد اس اشتہار کے جواب میں مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کی تحریر نقل کی ہے جو یوں ہے:

اس ساری لمبی چوڑی تحریر کا جو شیطان کی آنت سے بھی زیادہ طویل ہے، خلاصہ یہ ہے کہ کرشن جی دعا کرتے ہیں کہ جھوٹا سچے سے پہلے طاعون ہیضہ وغیرہ سے مرجائے ۔ اس میں آپ نے کئی طرح سے دجل وفریب سے کام لیا ہے:

اول ۔ یہ کہ اس دعا کی منظوری مجھ سے نہیں لی اور بغیر میری منظوری کے اس کو شائع کر دیا۔

دوم ۔ یہ کہ اس مضمون کو بطور الہام شائع نہیں کیا ، بلکہ یہ کہا ہے کہ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیش گوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر ہے۔اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر تم مر گئے تو تمہارے دام افتادہ خس کم جہاں پاک کہہ کر یہ عذر کریں گے کہ حضرت صاحب کا یہ الہام نہیں تھا، بلکہ محض دعا تھی ۔ یہ بھی کہہ دیں گے کہ دعائیں تو بہت سے نبیوں کی بھی قبول نہیں ہوئیں ۔ دیکھو حضرت نوح کی دعا قبول نہ ہوئی ۔ بلکہ وہ آپ (یعنی مرزا قادیانی) ہی کی دعاؤں میں بہت سی مثالیں دے دیں گے کہ قبول نہ ہوئیں ۔آپ (یعنی مرزا قادیانی) نے تین سال کے اندر فیصلہ ہو جانے کی دعا کی تھی، جو قبول نہ ہوئی۔ حالانکہ آپ نے لکھا تھا کہ اگر قبول نہ ہوئی تو میں اپنے آپ کو کافر، مردود، کذاب اور دجال سمجھوں گا جس کی تفصیل گذشتہ نمبر میں ہو چکی ہے۔

سوم ۔ یہ کہ میرا مقابلہ تو آپ سے ہے۔ اگر میں مر گیا تو میرے مرنے سے اور لوگوں پر کیا حجت ہو سکتی ہے؟ جب کہ (بقول آپ کے) مولوی غلام دستگیر قصوری مرحوم، مولوی اسماعیل علی گڈھی مرحوم اور ڈاکٹر ڈوئی امریکن اسی طرح سے مر گئے تو کیا لوگوں نے آپ کو سچا مان لیا ؟ (ان تینوں کے متعلق آئندہ کسی پرچہ میں ہم ایک مفصل مضمون لکھیں گے جس میں آپ کا اور آپ کے دام افتادوں کا بخیہ

ادھیڑیں گے۔ انشاء اللہ) ٹھیک اسی طرح اگر یہ واقعہ بھی ہو گیا تو کیا نتیجہ؟
چہارم۔ آپ نے بڑی چالاکی یہ کی کہ دیکھا ان دنوں طاعون کی شدت ہے، خصوصاً پنجاب میں سب صوبوں سے زیادہ ہے۔ بالخصوص پنجاب کے دارالسلطنت لاہور میں، جو امرتسر سے بہت قریب ہے، یہ کیفیت ہے کہ مردوں کا اٹھانا مشکل ہو رہا ہے۔ ایسی صورت میں ہر ایک شخص طاعون سے خائف ہے۔ اور کوئی آج اگر ہے تو کل کا اعتبار نہیں۔ اور دیکھنے میں بھی ایسا ہی آیا ہے کہ وہ ہے، تو یہ نہیں۔ یہ ہے، تو وہ نہیں۔ ایسے وقت میں طاعون ہیضہ وغیرہ موت کی دعا محض حسن بن صباح کی دعا کی طرح ہے۔ جب اس نے دیکھا کہ جہاز ڈوبنے لگا ہے تو بلند آواز سے کہہ دیا کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ جہاز نہیں ڈوبے گا۔ جس سے اس کی غرض یہ تھی کہ اگر ڈوب گیا تو سب مر جائیں گے۔ کون میرے کذب پر مجھے الزام دے گا۔ اور اگر بچ رہا تو سارے معتقد ہو جائیں گے۔ یوں ہی چال تمہاری ہے کہ اگر مخالف مر گیا تو تمہاری چاندی ہے اور اگر خود بدولت خس کم جہاں پاک ہو گئے تو کوئی قبر پر لات مارنے آئے گا؟۔
پنجم۔ تمہاری یہ دعا کسی صورت میں فیصلہ کن نہیں ہو سکتی کیونکہ مسلمان تو طاعونی موت کو بموجب حدیث شریف کے ایک قسم کی شہادت جانتے ہیں۔ پھر وہ کیوں تمہاری دعا پر بھروسہ کر کے طاعون زدہ کو کاذب جانیں گے۔
ششم۔ آپ نے ایک چالاکی یہ کی کہ پہلے تو صرف طاعون یا ہیضہ سے موت کی دعا کی مگر اخیر میں آکر یہ بھی کہہ دیا کہ: یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو، مبتلا کر۔
اس تعمیم کرنے سے آپ کی غرض وہی ہے جو آتھم کے معاملہ میں آپ نے ظاہر کی تھی کہ موت کی پیش گوئی جب جھوٹی نکلی تو بات بنا لی کہ چونکہ وہ امرتسر سے فیروز پور تک چلا گیا اور چھپ کر رہا، پس یہی موت کے برابر ہے
ہفتم۔ آپ نے پہلے اپنے گذشتہ مضمون مندرجہ اہل حدیث ۱۹۔ اپریل (۱۹۰۷ء) کے فقرہ نمبر ۴ میں لکھا تھا کہ

خدا کے رسول چونکہ رحیم کریم ہوتے ہیں اور ان کی ہر وقت یہی خواہش ہوتی ہے کہ کوئی شخص ہلاکت اور مصیبت میں نہ پڑے۔،

مگر آپ کیوں میری ہلاکت کی دعا کرتے ہیں۔ مرزائیو! بتا سکتے ہو، یہ تہافت اور تخالف کیوں ہے؟ ایک ہی ہفتہ میں اتنا اختلاف کیوں ہوا؟ سچ ہے لو جدوا فیہ اختلا فاًکثیراً

مختصر یہ ہے کہ میں تمہاری درخواست کے مطابق حلف اٹھانے کو تیار ہوں۔ اگر تم اس حلف کے نتیجے سے مجھے اطلاع دو۔ اور یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں اور نہ کوئی دانا اس کو منظور کر سکتا ہے۔

مرزائیو! تمہارا گرو اور تم کہا کرتے ہو کہ مرزا صاحب منہاج نبوت پر آئے ہیں۔ کسی نبی نے بھی اس طرح اپنے مخالفوں کو اس طریق سے فیصلہ کرنے کی طرف بلایا ہے؟ بتلاؤ تو انعام لو۔ ورنہ منہاج نبوت کا نام لیتے ہوئے شرم کرو۔ شیم شیم شیم۔

میں اب امید کرتا ہوں کہ مرزا صاحب اپنے ماتحتوں کو حکم دیں گے کہ اپنے اخباروں میں میرا جواب بھی نقل کر دیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۶۔اپریل ۱۹۰۷ء ص ۳۔۶)

❁ اڈیٹر الحکم اور بدر جلدی جواب دیں

کیا آپ بتلا سکتے ہیں کہ مرزا صاحب کا کوئی الہام اس مضمون کا ہے کہ آپ نے تین اشخاص (مولانا ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی، اور منشی الٰہی بخش صاحب لاہوری، اور ایک کوئی شخص) کو مکاشفہ میں دیکھا تھا کہ آپ (مرزا) کے پیرو ہیں؟ جواب ایمانداری اور حافظہ سے دینا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۶۔اپریل ۱۹۰۷ء ص ۸)

❁ قادیانی کے متعلق ناظرین سے مشورہ

چونکہ قادیانی کرشن کا فتنہ بہت بڑھتا جاتا ہے اور اخبار میں اتنی گنجائش نہیں کہ اس کے تمام متعلقات کو درج کیا جائے۔ نہ اخبار کے کل خریداروں کو اس بحث سے دلچسپی ہے اس لئے مدت سے

خیال تھا کہ اس معاملہ کا کسی احسن صورت میں فیصلہ کیا جائے پس ناظرین اپنی اپنی رائے سے اطلاع بخشیں کہ ایسے مضامین کو ضمیمہ اخبار میں سمویا جائے یا ماہواری رسالہ کی صورت میں اخبار سے بالکل لگ تھلگ۔ خاکسار اڈیٹر کی رائے میں رسالہ مالواری بہت اچھا ہے جو محفوظ بھی رہے گا... اخبار کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہ ہوگا... ناظرین اپنی اپنی راؤں سے اطلاع بخشیں اور رسالہ کا نام بھی تجویز کریں

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۶۔ اپریل ۱۹۰۷ء ص ۸)

افسوس کہ آج کل ہر طرف سے طاعونی شدت کی خبریں آرہی ہیں مولوی عبدالرحمٰن دینانگری جوان صالح، اور مولوی فیروز الدین صاحب سیالکوٹی جو کئی ایک کتب کے مصنف تھے انتقال کر گئے ملک چراغ دین ساہووالہ ضلع سیالکوٹ بھی طاعون سے فوت ہو گئے۔ ناظرین سے ان کے جنازہ غائب کی درخواست ہے اللھم اغفر لھم۔

مرزا صاحب قادیانی کا دعوی تھا کہ جہاں پر ایک شخص بھی خدا کا نیک بندہ ہوگا وہاں بھی طاعون کی بلا نہ پہنچے گی مگر ناظرین یہ سن کر حیران ہوں گے کہ گزشتہ سال کی تباہی کے علاوہ امسال بھی فروری اور مارچ میں قادیان جیسے چھوٹے سے مقام پر جہاں کل آبادی دو اڑھائی ہزار ہے ۳۵ آدمی ہلاک ہوئے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۶۔ اپریل ۱۹۰۷ء ص ۱۱)

طاعونی اموات کا حساب: ۱۸۹۶ء میں ۱۷۰۴۔ ۹۷ء میں ۵۶۰۵۵۔ ۹۸ء میں ۱۰۱۸۵۳۔ ۹۹ء میں ۱۳۴۷۸۹۔ ۱۹۰۰ء میں ۹۳۱۵۰

۱۹۰۱ء میں ۲۷۳۶۷۹۔ ۱۹۰۲ء میں ۵۷۷۴۲۷۔ ۱۹۰۳ء مین ۸۵۱۰۲۶۳۔ ۱۹۰۴ء میں ۱۰۴۲۲۹۸

۱۹۰۵ء میں ۹۵۰۸۶۳۔ ۱۹۰۶ء جنوری سے اپریل تک ۱۷۰۰۰۰

پنجاب میں ہفتہ مختتمہ ۶۔ اپریل ۱۹۰۷ء: جو طاعون سے اموات ہوئیں ان کی ضلع وار تفصیل: حصار ۱۰۰۔ رہتک ۱۹۷۹۔ گورغاؤں ۱۳۷۔ دہلی ۵۷۷۔ کرنال ۳۳۷۔ انبالہ ۱۶۷۸۔ ہوشیار پور ۸۱۵۔ جالندھر ۲۴۷۵۔ لودیانہ ۲۴۱۱۔ فیروز پور ۱۷۹۰۔ منٹگمری ۲۶۹۔ لاہور ۲۷۰۔ امرتسر ۱۱۳۲۔ گورداسپور ۲۲۷۵۔ سیالکوٹ ۳۷۸۱۔ گوجرانوالہ ۵۲۵۴۔ گجرات ۲۶۵۹۔ شاہ پور ۱۱۸۴۔ جہلم ۵۲۷۔ راولپنڈی ۴۳۶۔ اٹک ۲۳۱۔ ملتان ۱۔ ریاست پٹیالہ ۱۲۳۶۔ کپورتھلہ ۲۶۴۔ مالیر کوٹلہ ۱۰۶۔ جنید ۲۰۰، کلیسہ؟ ۱۱۹۔ فرید کوٹ ۱۱۷۔ نابھہ ۱۷۷۔ کل ۳۴۴۳۶؟۔ اس سے گزشتہ ہفتہ ۲۹۱۵۴۔ پچھلے سال کے اسہ ہفتہ میں کل ۴۲۷۵۔ (کرشن قادیانی کا ضلع گورداسپور خاص قابل غور ہے) (ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۲۶۔ اپریل ۱۹۰۷ء ص ۱۱)

مرقع قادیانی

پچھلے ہفتہ کے پرچہ میں لکھا گیا تھا کہ مرزا قادیانی کا فتنہ روز بروز ترقی کر رہا ہے اس کا تعاقب کرنا بہت ضروری ہے مگر اہل حدیث میں اس کے پورے تعاقب کے لئے جگہ نہیں ہوتی نیز اہل حدیث کے بہت سے خریدار اس بحث سے دل چسپی نہیں رکھتے کیونکہ ان کے علاقوں میں یہ و با نہیں ہے اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ ایک مستقل رسالہ خاص اسی موضوع کے لئے الگ جاری کیا جائے چنانچہ وہ ارادہ خیال سے عزم بالجزم تک پہنچ چکا ہے اسی لئے اس کا نام بھی مرقع قادیانی تجویز ہوا ہے ..قادیانی مباحث کے شائقین بہت جلد درخواستیں بھیجیں کیونکہ جون کے شروع سے جاری کرنے کا ارادہ ہے ۔ انشاء اللہ ۔

خاکسار ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳ مئی ۱۹۰۷ء ص ۱)

کرشن قادیانی کی تنگ ظرفی

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین آگاہ ہوں گے کہ کرشن جی نے ایک بڑا لمبا چوڑا اشتہار دیا تھا جس میں خاکسار کو بدعا دی تھی کہ تم طاعون ہیضہ وغیرہ سے میری زندگی میں مرجاؤ گے۔ گو آپ کی یہ دعائیں اور پیش گوئیاں تو بقول استاد کے:

زندوں کے مارنے کو مسیح الزمان ہوئے۔

اس قابل ہیں کہ ان کی طرف خیال ہی نہ کیا جائے بلکہ گوزشتر سے کم ہیں تاہم ہم نے آپ کی استدعا کے مطابق آپ کا اشتہار سارا اہل حدیث مورخہ ۲۶۔ اپریل میں درج کر دیا لیکن ہم نے اس کے جواب کی بابت لکھا تھا کہ آپ بھی اس جواب کو اپنے اخباروں اور رسالوں میں طبع کرائیں مگر افسوس کہ آپ ایسے عالی ظرف کہاں تھے کہ اس جواب کو بھی نقل کراتے چنانچہ آج تک انہوں نے نہ کیا نہ کرائیں گے۔ یہ ہیں ہمارے مسیح اور یہ ہیں ہمارے مہدی اور کرشن گوپال بلکہ بقول خود خدا کے بیٹے

بس سمندر دیکھ لی ہم نے تری دریا دلی
تشنہ لب رکھا صدق کو بوند پانی کی نہ دی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴ جون ۱۹۰۷)

قادیانی الہام کی گولائی

شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی الہاموں کی گولائی کا کئی ایک دفعہ اہل حدیث امرتسر میں ذکر آیا ہے مگر آج جس الہام کا ذکر ہم کرنے کو ہیں وہ ان سب گذشتہ الہاموں سے فسٹ نمبر ہے وہ یہ ہے:

اے بسا خانہ دشمن کہ تو ویراں کردی

اس الہام کو ۳۱ مئی کے الحکم میں مولوی اللہ دتامرحوم ساکن ..... ضلع گورداسپور کی نسبت لگایا ہے جس کے انتقال کا ذکر گذشتہ اہل حدیث میں کیا گیا ہے۔ مرحوم گو عالم نہ تھا بلکہ معمولی نوشت وخواند جانتا تھا اور درزی کا کام کرتا تھا مگر قادیانی مشن کا مخالف تھا اس لئے اس کی موت پر خوشیاں منا کر اخیر میں لکھا ہے:

اخیر میں مولوی ثناءاللہ صاحب سے بھی ہمدردی ہے کہ ان کا ایک وکیل اس سلسلہ کی مخالفت میں ہلاک ہو گیا اور اسکا بازو ٹوٹ گیا۔

مگر کس قدر افسوس اور کمینہ پن ہے کہ ایک معمولی مخالف کی موت پر تو الہام لگائے جاتے ہیں لیکن جب اپنے بڑے بڑے خرانٹ مرجاتے ہیں تو کان پر جوں نہیں رینگتی او ظالم تمہارا مولوی عبدالکریم امام مرزا کہاں ہے تمہاری پارٹی کا رکن رکین مولوی برہان الدین جہلمی کہاں ہے تمہارے گرو کی دائیں مونچھ کا بال افضل اڈیٹر بدر کا کہاں ہے۔ بتلاؤ ان بڑے بڑے رکنوں کے مرنے سے بھی تمہارا کوئی الہام جھوٹا ہوا یا نہیں۔ حالانکہ عبدالکریم کی بابت تمہارے گرو نے کئی ایک دفعہ الہام سے بتلایا تھا کہ اچھا ہو جائیگا مگر آخر وہ فی النار ہوا۔

شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین الہام مذکور کی گولائی دیکھئے کس بلا کی ہے کوئی ہندو مرے تب سچا، کوئی مسلمان مرے تو سچا۔ کوئی آریہ مرے تو سچا کوئی عیسائی مرے تب بھی سچا بلکہ کو

ئی چوہڑہ مرے تو بھی سچا۔ واہ! چہ خوش

این کرامت ولی ما چہ عجب
گربہ شاشید گفت باراں شد

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴ جون ۱۹۰۷ء ص ۵)

عبدالحکیم پٹیالوی کی سہ سالہ پیش گوئی

(فتح محمد خان مینیجر عزیزی پریس. ضلع کرنال)

(ناظرین کی آگاہی کے لئے اتنا بتلا دینا ضرور ہے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب بیس سال تک مرزا قادیانی کے راسخ الاعتقاد مرید رہ کر تائب ہوئے ہیں۔ اڈیٹر اہل حدیث)

ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب کی سہ سالہ پیش گوئی جو انہوں نے ۱۲ جولائی کو کی تھی، مرزائی اصولوں کے مطابق پوری ہو چکی۔ اصل پیش گوئی کے یہ الفاظ ہیں:

مرزا مسرف کذاب اور عیار ہے صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا۔، اور اس کی میعاد تین سال بتائی گئی

مرزا کے اپنے الفاظ اور الہامات جو اخبارات بدر و الحکم میں شائع ہوتے رہے ان سے ظاہر ہے کہ جس بنا پر مرزا نے ڈاکٹر عبدالحکیم خان سے خلاف کیا تھا اس عرصہ میں اس نے اس سے صاف رجوع کیا۔ ڈاکٹر عبدالحکیم خان سے خوابوں میں بھی ڈرتا رہا۔ الفاظ ذیل اس کے منہ سے نکلے،

اے سیف تو اپنا رخ پھیر لے۔ (الحکم ۱۷ نومبر ۱۹۰۶ء)،

اے عبدالحکیم خدا تعالیٰ تجھے ہر ایک ضرر سے بچاوے اندھا ہونے مفلوج ہونے اور مجذوم ہونے سے (بدر ۱۱۔ اکتوبر ۱۹۰۶ء)،

کمترین کا بیڑہ غرق ہو گیا (الحکم ۱۷ نومبر ۱۹۰۶ء)

ڈاکٹر عبدالحکیم خان نے یہ مسئلہ پیش کیا تھا کہ جن لوگوں پر کسی رسول کی تبلیغ نہیں ہوئی ان میں جو خدا کو مانتے اور عمل صالحہ کرتے ہیں نجات پا سکتے ہیں۔ اس پر

مرزا نے ان کو مرتد قرار دیا تھا مگر اب الحکم میں فضل دین کے الفاظ شائع ہوتے ہیں بے خبر کو خدا تعالی عذاب نہیں دیتا۔ جب کہ وہ انذار منذر سے غافل ہے خواہ وہ مشرک اور ظالم ہی کیوں نہ ہو۔

ڈاکٹر عبدالحکیم خان نے جب یہ لکھا کہ، اٹلی، فارموسا، ایکوے ڈور، کانگڑہ اور سانس فرانسسکو کے زلازل و آتش فشانیاں آپ کے خلاف کا نتیجہ کیسے ہوسکتی ہیں جب کہ ان پر آپ کی پوری تبلیغ ہی نہیں ہوئی اس کے جواب میں مرزا غضب ناک ہوکر بے ہودہ جواب دیتا رہا۔ نورالدین نے یہ لکھا کہ نبیوں کے آنے سے ساری دنیا پکڑی جاتی ہے۔ اب خود مرزا کے الفاظ الحکم مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۰۷ء میں شائع ہوتے ہیں کہ

اگر ایک امریکہ و یورپ ہمارے سلسلہ کی طرف توجہ نہیں کرتے تو وہ معذور ہیں اور جب تک ہماری طرف سے ان کے آگے اپنی صداقت کے دلائل پیش نہ کئے جائیں وہ انکار کا حق رکھتے ہیں۔،

خوابات میں ڈاکٹر عبدالحکیم خان سے ڈرنا مرزا کے خواب ذیل سے ظاہر ہے جو بدر مورخہ ۱۳ ستمبر ۱۹۰۶ء میں شائع ہوا۔

میں نے دیکھا کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان ہمارے مکان کے پاس کھڑا ہے اور مولوی محمد اسحاق اس کو اپنے گھر میں بلاتے ہیں مگر میں نے اسے اندر نہیں آنے دیا اور میں نے کہا کہ میں نہیں آنے دیتا اس میں ہماری بے عزتی ہے دشمن کے گھر میں داخل ہونے سے مراد کوئی مصیبت یا موت ہوتی ہے۔،

ڈاکٹر عبدالحکیم خان کی مخالفت کے بعد مرزا مسلسل بیماریوں میں مبتلا چلا آتا ہے۔ بار بار دوار اور صداع کے دور ہوتے ہیں۔ مرض نقرس میں مبتلا رہا۔ ایک بار فالج بھی محسوس ہوا۔ الغرض جب کہ اس نے غیر کے واسطے شائع کیا تھا، خدا اس کے واسطے سلامتی نہیں چاہتا انا اخذ ناہ بعذاب الیم۔ فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے۔

یہ ہو بہو نقشہ مرزا کی حالت کا ہے برعکس اس کے اس عرصہ میں ڈاکٹر عبد الحکیم خان پٹیالوی غیر معمولی طور پر صحیح اور تندرست رہے۔ فرسٹ گریڈ کے امتحان میں

بعزت کامیاب ہوئے۔صد ہا بشارات پوری ہوئیں۔

۲۵۔اپریل ۱۹۰۷ءکو بشارت ہوئی انا نبشرك بغلا م اسمه یحی۔

یہ بشارت ڈاکٹر صاحب نے مولوی نورالدین صاحب کے نام بھی ایک خط میں لکھ دی تھی۔۔الحمد اللہ کہ ۲۹۔اپریل کورات کے ۱۲ بجے کے قریب ان کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوا اوراس کا نام حسب بشارت خداوندی یحی رکھا گیا۔پٹیالہ میں یہ بشارت قبل از وقت بہت اشخاص کو سنادی گئی تھی جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔مولوی فضل حق و محمد بیگ یہ دونوں مرزائی ہیں مولوی فضل حسین جنرل رجسٹرار ریاست پٹیالہ، سردار سروپ سنگھ فرسٹ گریڈ ہاسپٹل اسسٹنٹ ، اور خاکسار (فتح محمد) یہ تو مرزا صاحب کے دکھ درد امراض توحش رجوع اور پریشانی دماغ کا بیان ہوا۔اب اصل موت کا ذکر اسی کے الفاظ میں سنئیے کہ وہ کتنی باراس پر وارد ہوئی اور کس طرح ٹلی۔

۱۔مرزا قادیانی لکھتا ہے:

۱۶۔اکتوبر ۱۹۰۶ءکو میں نے دیکھا کہ کسی کی موت قریب ہے۔یہ متعین نہیں ہوا کس کی موت آئی ہے۔تب اس کشفی حالت میں میں نے دعا کی۔

الہام ہوا

ان المنا یا لا تطیش سھا مھا،یعنی موتوں کے تیر خطا نہیں جاتے تب میں نے اسی کشفی حالت میں ہی پھر دعا کی کہ اے خداوند تو ہر چیز پر قادر ہے۔تب الہام ہوا

ان المنا یا قد تطیش سھا مھا۔(موتوں کے تیر کبھی ٹل بھی جایا کرتے ہیں)

اس کے بعد یہ بھی الہام ہوا۔

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت

میں نہیں کہہ سکتا کہ ہم سب میں سے یہ کس کے حق میں ہے۔

(دیکھو الحکم ۱۷،اکتوبر ۱۹۰۶ء)

۲۔الحکم ۱۷ نومبر ۱۹۰۶ءمیں مرزا نے اپنا الہام شائع کیا:

کمترین کا بیڑہ غرق ہو گیا۔

۳۔بدر ۱۴ستمبر ۱۹۰۶ءمیں ڈاکٹر عبدالحکیم خان کو خواب میں دیکھنے کے بعد یہ تعبیر بھی

شائع کی:

دشمن کے گھر میں داخل ہونے سے مراد کوئی مصیبت یا موت ہوتی ہے۔

۴۔موت ۱۲ ماہ حال کو۔الہام مندرجہ بدر ۲۷ ستمبر ۱۹۰۶ء

۵۔ایک دم میں رخصت ہوا۔، نہ معلوم کس کے حق میں مرزا کا الہام۔(دیکھو الحکم مورخہ ۳۱ جولائی ۱۹۰۶ء)

۶۔ خواب میں ڈاکٹر عبداللہ سامنے آتے نظر آئے جب قریب پہنچے تو مسکرا کر مجھے کہنے لگے کہ تار آئی ہے کہ دو پل ٹوٹ گئے ۔(دیکھو بدر ۱۲ فروری ۱۹۰۷ء)۔

۷۔ مت ایھا الخوّان ۔مرا اے بڑے خیانت کرنے والے۔

چونکہ خود مرزا کے اپنے الفاظ خوابات اور الہامات سے ڈرنا ،متوحش رہنا، عدم تبلیغ کی حالت میں یورپ وامریکہ کو معذور سمجھنا ،عبدالحکیم خان کے حق میں دعا کرنا ، بے خبر لوگوں کو معاف سمجھنا ، پھر موت ، تباہی ، اور مصیبت کا مختلف صورتوں میں سامنے آنا ، موت کا اس کی دعا وزاری سے ٹلنا، رسیدہ بود بلائے و لے بخیر گذشت، اس کے منہ سے نکلنا صاف طور پر ظاہر ہے ، اس لئے انجام آتھم کی طرح ہمیں ضرورت نہیں کہ پیش گوئی کی میعاد گذر جانے کے بعد ہم خود ہی مدعی بنیں اور مکرر و مبسوط اشتہارات ورسالجات میں شاعری انشا پردازی اور فسانہ طرازی پر سارا زور خرچ کر کے دنیا کو دکھانا چاہیں کہ وہ ڈر گیا تھا۔ہمیں آتھم کی طرح مرزا کو قسم دینے کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ خود مرزا کے بیانات پہلے ہی صاف طور پر اسی کے اخباروں میں شائع شدہ ہیں ۔عبداللہ آتھم کے محض ڈرنے کو ناکافی سمجھ کر مخالفین نے جو شور مچایا تو مرزا نے ان کو بے شرم جاہل اور یہودی صفت کہا تھا۔اب دیکھئے مرزائی اس پیش گوئی کی نسبت کیا کہتے اور کہاں تک راستی اور ایمان داری دکھاتے ہیں۔

ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب اے بی کے دیگر خوابات جو مرزا کے متعلق پورے ہو چکے:

مرزا کو ایک لڑکے کی ہیئت میں دیکھا اس کا بایاں پاؤں باہر کی طرف مڑا ہوا ہے اور ٹخنہ پر پٹیاں بندھی ہوئی ہیں (دیکھو الذکر الحکیم نمبر ۴ ص ۵۰ مطبوعہ ۲۴ مئی ۱۹۰۶ء)۔

اس کے بعد مرزا نقرس میں مبتلا ہوا اور اس کے پاؤں میں درد ہوا۔ دیکھو الحکم

۲۔ میں مولوی فضل حکیم صاحب کے مکان پر گیا ہوں اور مرزا کے خلاف ذکر ہو رہا ہے

۔پھر ایک جگہ مولوی محمد حسین مراد آبادی خوش نویس ملا، چہرہ افسردہ ہے۔میں اسے کہتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کی آپ ایک حدیث بھی ثابت نہیں کر سکتے جس پر ساتھ کے ساتھ عمل قائم نہ ہوا ہو، مگر مرزا کے اقوال میں باتیں ہی باتیں ہوتی ہیں اور عمل مطلق نہیں۔دیکھو الذکر الحکیم نمبر ۴ ص ۴۹۔ چنانچہ اشاعت الذکر الحکیم نمبر ۴ کے بعد ڈاکٹر صاحب کا مولوی فضل حکیم صاحب کے مکان پر بکثرت جانا ہوا محمد حسین مراد آبادی بھی وہاں ملتا رہا اور یہی اذکار ہوتے رہے۔

۳۔تیرے ہاتھ سے دجالی فتنہ پاش پاش کر دیا جائے گا۔دیکھو الذکر الحکیم نمبر ۴ ص ۱۲۔ ،اس کے بعد رسالہ المسیح الدجال ایسا ایک زبردست حربہ ڈاکٹر صاحب کے ہاتھ سے نکلا جو حقیقت میں دجالی فتنہ پاش پاش ہو گیا۔جس شخص کو یہ رسالہ یاد ہوتا ہے مرزائی اس کے مقابل بالکل نہیں ٹھہر سکتے۔اور حیلہ بہانہ کر کے بھاگ جاتے ہیں جس شہر یا گاؤں میں یہ رسالہ پہنچ چکا ہے مرزائیوں کا جوش دب گیا ہے اور سینکڑوں مریدان مرزا رجوع کر چکے ہیں۔جن کی فہرست علیحدہ شائع کی جائیگی۔جن صاحبوں نے ابھی تک مطبع عزیزی میں اپنی فسخ بیعت سے اطلاع نہیں کی فوراً بھیج دیں تاکہ فہرست مکمل کر کے شائع کی جاوے۔

۴۔مرزا کے الہامات دکھ و مصیبت و قتل کے بعد ڈاکٹر صاحب کو بشارتیں ملیں و لمن خاف مقام ربہ جنتان۔جس کی تعبیر ڈاکٹر صاحب نے یہ دی کہ وہ دشمنوں کے گزند سے محفوظ رہیں گے اور دشمن کی بددعائیں اور رونا پیٹنا اس پر کچھ اثر نہ کر سکیں گے چنانچہ گذشتہ دس ماہ میں ڈاکٹر صاحب خدا کے فضل سے صحیح سلامت رہے۔ترقی حاصل کی اور مرزا سخت دکھ اور مصیبت کی حالت میں رہا۔

۵۔ ۱۶ دسمبر ۱۹۰۶ء کو خواب میں دیکھا کہ محمد حسین مراد آبادی ہے۔ میں اسے کہہ رہا ہوں کہ اب وہی لعنتیں جو مرزا اوروں پر برسایا کرتا تھا اب اس پر الٹ پڑیں اور اب وہ تمہیں کچل دیں گی اور تمہارا چھیتا؟ ہو جائے گا۔اس خواب کے بعد عثمان پور شادی پور اور محمود پور میں مرزائی بکثرت مرے۔ابراہیم اور اس کی بیوی اور اسکے دونوں بیٹے اور ان کی بیویاں پلیگ سے فوت ہوئیں اور ان کا گھر بند ہو گیا۔

مرزائیوں کا ایک اور جھوٹ اور اسپر بے ہودہ لن ترانیاں

قادیانی اخبار بدر میں ڈاکٹر عبدالحکیم خان سابق مرید قادیانی چوبیس سال کے تجربہ کے بعد ثابت ہوئے ان کی بابت لکھا تھا کہ ڈاکٹر عبدالحکیم مرید ۱۵ یوم سے بسی کے شفا خانہ میں مامور ہے۔ بسی میں آتے ہی اس نے بڑا شور وشر برپا کیا۔ لمبے لمبے لیکچر حضرت اقدس کی مخالفت میں بیان کرنے شروع کئے لوگوں کو اپنے رسالے دکھائے اور زبانی اپنے اعتقاد بیان کئے۔ اور مسجد میں امامت کرانے لگے۔ جس کا نتیجہ یہ سنایا گیا کہ لوگوں نے قریباً دس یوم کے بعد ڈاکٹر صاحب کو تنگ کیا بدین وجہ کہ آپ صریح طور پر رسالت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے بایں طرز انکاری ہیں کہ بغیر وساطت آنحضرت ﷺ کے نجات مل سکتی ہے جس کا جواب ڈاکٹر صاحب موصوف نے یہ دیا کہ جب میں مرزا صاحب کی مخالفت میں تحریریں لکھ رہا تھا، مخالفت نے مجھے اس امر پر توجہ کرنے نہ دی اور یہ غلطی واقعی مجھ سے ہوئی۔ میرا نجات کی نسبت یہ عقیدہ نہیں ہے جو میں نے اپنے رسالہ جات میں شائع کیا ہے۔ عجیب عقاید ہیں جو نت نئے گھڑے جاتے ہیں اب میں نجات کے بارے میں سابقہ تحریر کے برخلاف لکھ رہا ہوں۔ ڈاکٹر صاحب کو چاہیے کہ وہ پورا زور لگاویں اور جس طرح چاہیں مرزا صاحب اور ان کے سلسلہ کے برخلاف تحریریں لکھیں مگر وہ اچھی طرح یاد رکھیں کہ تھوڑے دنوں میں انہیں سخت ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔ اور اب تو آنحضرت ﷺ سے انکاری ہیں۔ اگر اب بھی تفاسیر فروخت نہ ہوئیں تو بہتر ہے کہ خدا سے نکاری ہوں۔ مگر سلسلہ الٰہی اور ربانی سلسلہ کو کچھ بگاڑ نہیں سکتے۔ افسوس کرتا ہوں۔ ڈاکٹر صاحب کے عقاید پر کہ بوجہ نہ فروخت ہونے تفاسیر کے مرزا صاحب کے مخالف ہوئے اور مرزا صاحب کی مخالفت میں رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ دیا۔ اور اب چند وجوہات سے اپنے نئے عقیدہ نجات کو روزانہ بدلتے ہیں۔ ناظرین غور فرماویں کہ یہ لیاقت اور علمیت اور ایمان ڈاکٹر صاحب میں موجود ہے۔ لَس پر ملہم ہونے کا دعوی اور ڈاکٹر صاحب کے لمبے لمبے لیکچروں کا یہ اثر ہوا کہ چھوٹے سے قصبہ بسی میں جہاں حضرت اقدس کا ذکر اذکار بہت کم تھا وہاں سے بہت سے لوگ تحقیق کے درپئے ہوگئے چنانچہ آج ہی ایک شخص برکت اللہ امین محکمہ بندوبست نے حضرت اقدس کی خدمت میں بیعت کا خط لکھا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے

ہم نہایت مشکور ہیں کہ ان کی اس چھیڑ چھاڑ سے سلسلہ حقہ کی عمدہ تائید ہو رہی ہے اور امید ہے کہ عنقریب اور بہت سی نیک روحیں بسی سے حضرت اقدس کی بیعت میں داخل ہوں اور اب ڈاکٹر صاحب قیاس کریں کہ ان کا دعوی دجالی فتنہ کو پاش پاش کرنا کہاں تک صحیح ہوسکتا ہے (خاکسار قدرت اللہ سنوری نامہ نگار بدر ۹۔اگست ۱۹۰۶ء)

جواب: کیا ہی سچ ہے: درخت اپنے پھل سے ہی پہچانا جاتا ہے۔، چونکہ خود مرزا بڑا کذاب ہے اس لئے لازمی ہوا کہ اس کے مرید بھی بڑے کذاب ہوں۔مرزا قادیانی کی دروغ گوئی اور خلاف بیانی تو جناب ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب ایم بی کی بے نظیر تصنیفات یعنی الذکر الحکیم نمبر۴، اور المسیح الدجال میں اظہر من الشّمس کر دی گئی ہے۔ واقعی یہ ہر دو رسالے ایسے کامل اور زبردست ہیں کہ دجالی فتنہ کو پاش پاش کرنے کے واسطے ان سے بڑھ کر کوئی کتاب نہیں۔اگرچہ مرزا کے خلاف بہت سی تصانیف شائع ہوئیں مگر جس کمالیت اور صفائی سے ان رسالوں نے مرزا کی دجالیت کو فاش کیا ہے ان تمام کتابوں کے مجموعہ سے بھی یہ بات حاصل نہیں ہوتی۔ چنانچہ مرزائیوں کا حال ہم بسی میں بچشم خود ملاحظہ کر رہے کہ جب سے یہ رسالہ جات یہاں پہنچے ہیں وہ ایسے دم بخود اور حواس باختہ ہوئے ہیں کہ سوائے گریز اور خاموشی کے اور کچھ ان سے بن نہیں پڑتا۔مرزا کے حمایتی اخبارات الحکم بدر اور ریویو آف ریلی جنز بھی جو نکلتے ہیں وہ مبہوت الحواسوں کی طرح کبھی ارتداد پر طول طویل مضمون شائع کر دیتے ہیں کبھی جناب ڈاکٹر صاحب ممدوح کی نسبت انکار نبوت کے الزامات شائع کرتے ہیں ان کا نام مرتد رکھ کر بغلیں بجاتے ہیں۔ یہ کیسی بے حیائی اور سفلگی ہے۔ چاہیے تو یہ کہ جن واقعات اور مرزائی تحریرات کی بنا پر انہوں نے مرزا کو دجال، عیار، کذاب، مسرف، نفس پرست، آرام طلب، فحش گو، خداوند عالم کی توہین کرنے والا، انبیاء علیھم السلام کی تحقیر کرنے والا، شیخی باز، متکبر، بدعقل اور مغلوب الغضب ہونا..ثابت کر دیا ہے، ان کو غیر واقعی اور جھوٹ ثابت کریں۔ یا شرعی طور پر ان کا جواز ثابت کریں۔نفس الامر کو چھوڑ کر غیر متعلق مضامین پر شاعرانہ رنگ میں طبع آزمائیاں کر رہے ہیں۔ہم تمام بسی کی مساجد کے امام اور دیگر مسلمانان حلفیہ ظاہر کرتے ہیں کہ قدرت اللہ سنوری جو مرزا کی طرح اسلام سے مرتد ہے اس کا تمام خط بالکل سفید جھوٹ ہے جناب ڈاکٹر

صاحب نے نبوت محمدیہ ﷺ سے کبھی انکار نہیں کیا دیکھو ان کا رسالہ الذکر الحکیم نمبر ۴ صفحہ ۱۱ وہ لکھتے ہیں:

محمد مصطفیٰ ﷺ سید المرسلین خاتم النبیین اور رحمۃ للعالمین ہیں۔ جو شخص عمداً ان کی مخالفت کرتا ہے وہ شقی اور بدبخت ہے،۔ زیادہ تفصیل کے لئے دیکھو المسیح الدجال۔ صفحہ ۵ تا ۱۱۔ مرزا کا یہ کہنا کیسا دلیرانہ کفر ہے کہ اس نے اور اس کی ذریت نے خداوند عالم کو مدار نجات قرار دینے پر کیسی بے حیائی سے شور مچایا اور پھر خود ہی اپنے اخباروں میں شائع کیا کہ بے خبر کو اللہ تعالیٰ عذاب نہیں کرتا خواہ وہ مشرک اور ظالم ہی کیوں نہ ہو۔ اہل امریکہ کو اپنے انکار میں معذور ٹھہرایا منشی الٰہی بخش اکونٹنٹ کا الہام ڈاکٹر صاحب کی نسبت کیسا سچا ہے یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

ڈاکٹر صاحب موصوف کو یہاں کے مسلمانوں نے نہ کسی مسئلہ میں تنگ کیا نہ انہوں نے کسی غلطی کا اقرار کیا۔ نہ وہ سابقہ تحریر کے برخلاف کچھ لکھ رہے ہیں بلکہ ان کے رسالہ حق اور سراسر حق ہیں پھر وہی مرتد یہ الزام لگاتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب موصوف اپنی تفاسیر کے فروخت نہ ہونے کی وجہ سے مرزا سے انکاری ہوئے ہیں یہ اس کی اپنی اور اپنے مرشد کی نفسانیت اور خباثت کا اظہار ہے ڈاکٹر صاحب تو اپنے مینیجر کو حکم دے چکے ہیں اور لاہور اور امرت سر کے لیکچروں میں اعلان کر چکے ہیں، جن میں مرزائی بھی تھے، کہ چونکہ مرزائیت نکل جانے کے بعد ممکن ہے کہ میری دینی کتابوں کی اشاعت بڑھ جائے اور منافع کثیر حاصل ہونا شروع ہو جس سے نفس موٹا ہو کر مرزا کی طرح عیش و تنعم اور خود پرستی میں غرق ہو جائے اس لئے میں مرزا کی بدانجامی اور تباہی سے متنبہ ہو کر آج اس امر کا اقرار کرتا ہوں کہ اپنی دینی تصانیف سے جو کچھ نفع مجھے حاصل ہوگا تمام دینی خدمات میں ہی صرف کرونگا۔

پھر قدرت اللہ کی بڑی بے حیائی ہے جو یہ لکھتا ہے کہ ڈاکٹر ساحب کے عجیب عقاید ہیں جو نت نئے کھڑے کئے جاتے ہیں۔ کیا اس بے حیا کو یہ معلوم نہیں کہ مرزا نے براہین میں شائع کیا کہ مسیح علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں دوبارہ تشریف لائیں گے اور دنیا کے ظاہری بادشاہ ہوں گے، اور اب .... معلوم نہیں کہ مرزا نے ازالہ اوہام

میں شائع کیا تھا کہ میرے نہ ماننے سے کوئی مسلمان جہنمی اور کافر نہیں ہوتا......

من نیستم رسول و نیا آورہ ام کتاب
ہاں ملہم استم و ز خداوند منذرم

اوراب بات بات میں رسول اور نبی بنتا ہے کیا اس کانے دجال کو یہ خبر نہیں کہ مرزا کا کا یہ قول تھا کہ: جانم نثار کوچہ ...محمد است۔ اب کہتا ہے کہ میں حسین سے بڑھ کر ہوں اور سو حسین میرے گریبان میں ہیں وہ تو ذلت کی موت میدان میں مرا۔ کیا اس کانے دجال کو معلوم نہیں کہ المسیح الدجال حضرت ﷺ کو خاتم النبیین کہتا تھا اور اب خود نبی بنتا ہے۔ پھر یہ کانے دجالی جو اپنی ظاہری کامیابی اور روپیہ کمانے پر اتراتے ہیں تو کیا انہیں معلوم نہیں کہ سینٹ پولوس کو کس قدر کامیابی ہوئی اور اٹھارہ سوسال سے روز بروز ترقی ہے۔ کیا اس کو خبر نہیں بت پرستی کے بانی کو دنیا میں کس قدر استحکام ہوا۔ کیا ان کانوں کو خبر نہیں کہ سید احمد خان، سوامی دیانند کو جو کامیابی ہوئی اس کا لاکھواں حصہ بھی مرزا کو اب تک نصیب نہیں ہوا۔ کیا ان کانوں کو خبر نہیں کہ سرسید نے جو خواب علی گڈھ کی نسبت دیکھا تھا وہ کس شان وشوکت کے ساتھ پورا ہوا۔ کیا یہ کانے نہیں دیکھ سکتے کہ جس شخص نے راگ اور ناچ اور زناکاری کا آغاز کیا اس کی دنیا میں کیسی عزت ہوئی کہ اکثر امراء کا مال انہیں کی نذر ہوتا ہے۔ اے کانے دجالیو! اگر ظاہری عزت اور دنیاوی جماعت کا کثیر ہو جانا الٰہی کارخانہ کی دلیل ہو سکتا ہے تو بے شک تثلیث پرستی اور رنگ ناچ سب سے بڑے الٰہی کارخانے ہیں۔ نہیں ہرگز نہیں بلکہ حق وہی ہے جس کو خداوند عالم کا سچا کلام اور کارخانہ عالم سچا ثابت کریں۔ پھر عجیب بے حیائی سے اخبارات الحکم و بدر میں جناب ڈاکٹر عبدالحکیم خان ایم بی کی تشریف فرمائی لاہور وامرتسر کی نسبت بار بار یہ الفاظ شائع ہوتے ہیں انی مهين من اراد اهانتك۔ اے ڈاکٹر تو سارا زور لگا لے تو نامراد رہے گا اور الٰہی کارخانہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا ایسا ہی حالات بسی کی نسبت جھوٹی باتیں بنا کر قدرت اللہ نے ظاہر کیا ۔اے کانے دجالو اتنا گھمنڈ اور اتنی بے شرمی! کیا ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب کا بار بار کی درخواستوں پر لاہور تشریف لے جانا اور سچے اور مدلل لیکچر دینا تو ذلت میں داخل ہے اور دجالیوں کا جھوٹی باتیں اڑانا اور پریشان غیر متعلق مضامین شائع کرنا عزت میں

داخل ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی نسبت مرزا نے الہامات بدشائع کئے کہ خدا اس کے واسطے سلامتی نہیں چاہتا۔ ہم نے اسے عذاب دردناک میں پکڑ لیا فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے۔، اوران الہامات کے بعد مرزا متواتر سخت بیمار رہا۔نقرس کے درد میں مبتلا ہوا مفلوج ہوا مسلوب الحواس ہوا۔ چند بار موت اس کے سامے آئی یہاں تک کہ مرزا کوالہام ہوا رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت، کمترین کا بیڑہ غرق ہو گیا۔، عبدالحکیم خان سے خواب میں ڈرتا رہا۔عبدالحکیم کے نام پرالہام ہوئے:

اے عبدالحکیم خدا تجھے ہرضرر سے بچاوے اندھا ہونے سے مجذوم ہونے اور مفلوج ہونے سے۔،

پہلے ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب کومحض اس قول کی بنا پر مرتد قرار دیا تھا، بے خبرلوگوں میں جو خدا کو مانیں اور عمل صالحہ کریں وہ نجات پاسکتے ہیں۔، اوراب خود ہی شائع کررہے ہیں کہ اہل امریکہ پر جب تک پوری تبلیغ نہ ہوجائے اس وقت تک وہ معذور ہیں اور بے خبر کواللہ تعالی سزانہیں دیتا خواہ وہ مشرک اور ظالم ہی کیوں نہ ہو۔، پس مرزا کا ڈرنا اوررجوع کرنا ثابت اورموت کا بار بار سامنے آنا پھراس کے رونے پیٹنے اوردعاؤں سے موت کا ٹلنا ثابت، یہ تمہارے ان اصولوں کے مطابق جوتم نے عبداللہ آتھم کی پیش گوئی میں پیش کئے تھے اور ہمیشہ پیش کیا کرتے ہو ڈاکٹر عبدالحکیم کی سہ سالہ پیش گوئی کا پوراہونا ثابت ہے جس کے الفاظ یہ تھے:

مرزا مسرف ہے کذاب اورعیار ہے صادق کے سامنے شریر فنا ہوجائے گا۔اوراس کی مدت تین سال بتائی گئی۔

مگراس تمام عرصہ دراز میں ڈاکٹر صاحب ممدوح کا سر بھی نہیں دکھا۔اے کانے دجالیو! کیا مرزا کی ذلت ہوئی یا ڈاکٹر صاحب کی۔ مرزا نے ۲۴مئی کوالہام شائع کیا:

تجھ پر جوانی کے نور واپس لائے جائیں گے تجھ پر عنقریب جوانی کا زمانہ آئے گا اوراے لوگو اگرتم شک میں ہواس کی نسبت جوہم نے اپنے بندہ پر اتارا ہے تو اسکی مثل شفا لاکر دکھاؤ۔

اس کی بیوی کی طرف اس کی روح اور شگفتگی لوٹائے جائیں گے۔

ان الہاموں کو نو مہینے ہو چکے مگر بدحواسی ضعف دوران سر نقرس وغیرہ مسلسل مرزا پر غالب رہے وہ اس کے اخباروں میں شائع ہوتے رہے پھر اس کی بہو کو سخت دردناک مرض کے سبب سے علاج کے لئے لاہور جانا پڑا۔

اے کانے دجالیو بتلاؤ! آیا کہ ڈاکٹر صاحب سلامتی سے دور رہے اور عذاب دردناک میں گرفتار ہوئے یا خود تمہارا دجال؟

ڈاکٹر صاحب کا وہ خواب بھی پورا ہو گیا جس میں انہوں نے مرزا کا پاؤں مڑا ہوا اور پیر پر پٹیاں بندھی ہوئی دیکھی تھیں جو الذکر الحکیم نمبر ۴ کے صفحہ ۵۰ پر شائع ہو چکا ہے۔ مگر مرزا کی جوانی اور تازگی واپس نہ آئی بلکہ برعکس حال چلا جا رہا ہے اب بولو مرزا کی ذلت ہوئی یا ڈاکٹر صاحب کی۔ اے کانے دجالو ڈاکٹر صاحب آج تک اپنی تمام مرادوں میں عزت کے ساتھ ہوتے رہے مڈل کا امتحان ایک سال میں پاس کیا اور اول رہے۔ انٹرنس میں دوم رہے۔ ایف اور ایم بی میں اپنی جماعت میں اول رہے۔ حال میں فرسٹ گریڈ کے امتحان سے بعزت کامیاب ہوئے۔ ملازمت میں ترقی پائی۔ ملازمت میں سب سے زیادہ نیک نام ہیں۔ تصانیف میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں۔ تفسیر القرآن ایسی عجیب وغریب شائع کی کہ دجال بھی بول اٹھا:

> نہایت عمدہ ہے شیریں بیان ہے نکات قرانی خوب بیان کئے ہیں۔ دل سے نکلی اور دلوں پر اثر کرنے والی ہے،

پھر قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ اور تفسیر شائع کرنے میں بھی پہلے مسلمان ہیں جنہوں نے یہ میدان فتح کیا۔ پھر مفتاح القرآن جیسا عجیب وغریب رسالہ تصنیف کیا جس نے قرآن مجید کا پڑھنا اردو کتابوں کی نسبت بھی آسان کر دیا۔ مگر مرزا اپنی ساری مرادوں میں نامراد رہا ملازمت میں نامراد رہا وکالت میں نامراد رہا براہین کا اشتہار بڑے زور وشور سے دیا اور ہزاروں روپیہ بھی پیشگی وصول کیا مگر آج تک نامراد رہا تفسیر کتاب عزیز کے ارادے کئے اور اشتہار دیئے مگر آج تک نامراد رہا منن الرحمٰن کا بیڑہ اٹھایا پر نامراد رہا اربعین کا اشتہار دیا پر نامراد رہا۔ آریوں کے خلاف خم ٹھوکے پر نامراد ہی رہا اور ان کا روز بروز عروج ہی عروج ہوتا گیا۔ عیسائیوں کو نیست ونابود کرنے کے دعوے کئے پر نامراد ہی رہا۔ بت پرستی کے مٹانے کا دعوی کیا پر نامراد ہی رہا۔

مسلمانوں کا مصلح اور مجدد بلکہ مسیح موعود پر کوئی اصلاح نہ کر سکا خود کافر اور مرتد بنا اور کل مسلمانوں کو کافر بنایا۔ نیچریوں کا طوفان بند کرنے کا دعوی کیا پر نامراد رہا۔ دہریت کو مٹانے کا دعوی کیا پر نامراد رہا۔ حکم ہونے کا مدعی ہوا پر نامراد رہا۔ منارہ کا ارادہ کیا پر نامراد رہا۔ مگر واہ رے دجال اور دجالیو تمہاری بے حیائی ہر طرف سے نامراد رہ کر بھی یہی گھمنڈ ہے کہ ہم بامراد ہیں اور دعوی ہیں کہ ڈاکٹر عبدالحکیم ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اب اے کانے دجال اور دجالیو تم نے آریاؤں کا کیا بگاڑ دیا عیسائیوں کا کیا بگاڑا نیچریوں کا کیا بگاڑا بلکہ انہیں کے کالج میں اپنے ذریات کو تعلیم کے واسطے بھیجنا پڑا۔ تم نے بت پرستوں اور دہریوں کا کیا بگاڑا تم نے شیعوں کا کیا بگاڑا۔ جو تم اپنے نہ بگڑنے کا گھمنڈ کرتے ہو۔ ہاں ڈاکٹر عبدالحکیم نے دو رسائل ایسے شائع کر دیئے جنہوں نے تمہاری ہوا بگاڑ دی اور جہاں جہاں پہنچے دجالی طوفان کو بند کر دیا۔ تم ایسا ایک شخص بھی پیش نہ کر سکو گے جو ان کو پڑھ لینے کے بعد پھر تمہارے دام میں آ سکے۔

اے کانے دجالیو! کیا عبداللہ آتھم والی پیش گوئی کے انجام پر کل ہندوستان میں تمہاری تھوڑی ذلت ہوئی تھی۔ اے کانوں یہ یہ ذلت نہیں کہ مرزائی آسمانی منکوحہ غیر کے نیچے ہے اور گیارہ بچے جن چکی ہے۔

اے کانوں! کیا طاعون نے تمہاری تھوڑی روسیاہی کی کہ خاص قادیان میں نسبتاً ہزاروں شہروں اور دیہات سے زیادہ پلیگ ہوا۔ ایسا ہی زلزلہ تمہاری اور روسیاہی کرے گا جس قیامت خیز زلزلہ کی دجال نے پیش گوئی کی اور دنیا کی تباہی کی امید میں مہینوں ۴۔ اپریل ۱۹۰۴ء کے زلزلہ کے بعد میدان میں پڑے رہے پر آخر کار کالا منہ کرا کر گاؤں میں جا گھسے۔ پھر ۲۸ فروری ۱۹۰۵ء کے زلزلہ کے بعد اسی تباہی کی امید میں میدان میں نکل پڑے اور خلق خدا کی تباہی کی دعائیں مانگتے رہے مگر نامراد گاؤں میں واپس ہوئے۔ اے کانے دجالیو کیا ابھی تمہاری ساری مرادیں پوری ہیں اور تمہاری عزت قائم ہے مگر ڈاکٹر صاحب جن کو دنیا اپنے اپنے شہر میں مدعو کر رہی ہے اور وہ نہیں جاتے خاص بستی میں یہ حال ہے کہ سب مساجد کے لوگ اپنی اپنی مسجد میں ان کا وعظ پہلے چاہتے ہیں مگر وہ یوم جمعہ کے وعظ کے علاوہ اور کوئی دن وعظ کے واسطے

نہیں دے سکتے ۔ ے کذابو! کیا یہ بھی کوئی بے عزتی ہے جو

انی مهین من اراد اها نتك

ان پر منطبق کیا جاتا ہے کچھ تو شرم کرو آخر انسان ہو۔ اور یاد رکھو کہ معمولی زلزلہ تو ہمیشہ آیا ہی کرتے ہیں مگر وہ قیامت خیز زلزلہ جو دنیا کو ایک دم میں تباہ کر دے گا اور جس کی نسبت تجھ کو بڑا گھمنڈ اور ناز ہے تیری زندگی میں اور تیری تصدیق کے واسطے ہرگز نہ آئے گا بلکہ اے ظالم! خون عالم کے پیاسے! تجھ کو اس پیش گوئی میں بھی ایسا ہی ذلیل ہونا پڑے گا جیسا کہ عبداللہ آتھم والی میں ۔ آسمانی منکوحہ والی میں سہ سالا نہ نشان آسمانی میں، مولوی محمد حسین ملا محمد بخش ، اور مولوی تبّتی والی میں ، طاعون والی میں ، لك خطا ب العزت والی ، فرزند ارجمند کانّ اللہ نز ل من السما ء والی میں ، مولوی ثناء اللہ والی میں ، زلزلہ آنے کو ہے والی میں ، دیگر خواتین مبارکہ والی میں ، حفاظت قادیان والی میں ، قیصر ہند کے شکریہ والی میں ، شیخ مہر علی کی ذلت والی میں ،عود جوانی اور صحت کامل والی میں ، ایک کلمہ اور دولڑ کیوں والی میں ، ڈاکٹر عبدالحکیم خان کے دکھ عذاب اور قتل والی میں ۔ باقی آئندہ بشرط ضرورت ۔

تمام اڈیٹران اخبارات ورسالہ جات کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ بھی ہمارے اس مضمون کو اپنے اپنے اخباروں اور رسالوں میں شائع فرما کر خلق خدا کو دجالی فتنہ سے بچانے کی کوشش کریں اور تمام ناظرین ایک ایک کاپی الذکر الحکیم نمبر ۴ اور المسیح الدجال کی ایک ایک کاپی مطبع عزیزی تروڑی ضلع کرنال سے منگوا کر ضرور مطالعہ میں رکھیں کیونکہ دجالی سحر کو توڑنے کے واسطے یہی ایک اسم اعظم ہے ۔ ....

و ما علینا ا لا البلا غ المبین :

العبد : جملہ اماماں مساجد و دیگر مسلمانان قصبہ بسی ریاست پٹیالہ

الحق یعلو و لا یعلی

(حق غالب ہوتا ہے مغلوب نہیں ہوتا)

از ڈاکٹر عبدالحکیم خان پٹیالوی

میں نے مرزا کے نام پہلے خط میں لکھا تھا کہ قرآن مجید کی رو سے مدار نجات اللہ پر ایمان اور اعمال صالحہ ہیں

من آ من با لله و الیو م ا لآ خر و عمل عملاً صا لحاً فلهم اجرهم عند ر بهم و لا خوف علیهم و لا هم یحز نو ن۔

ان الله لا یغفر ان یشر ك به ویغفر ما دو ن ذ لك لمن یشا ء ۔

ان آیات کے پیش کرنے پر مرزا نے آگ بگولا ہو کر مجھے فوراً مرتد اور واجب القتل قرار دیا اور سخت بے باکی اور گستاخی سے آنحضرت ﷺ کی ذات بابرکات پر حملہ کیا اور لکھا کہ آنحضرت ﷺ نے بڑی غلطی کی کہ دین اسلام کی دعوت کے لئے زمین پر خون کی نہریں چلا دیں بلکہ خداوند عالم کی ذات پہ بھی حملہ کیا چنانچہ میں نے لکھا کہ ربوبیت باری تعالی اور نیکی بدی کا علم ہر فطرت میں منقوش ہے اور آیات ذیل دلیل میں پیش کیں

فالهمهافجور ها وتقو ا ها ۔

الست بر بکم قا لوا بلی ۔

هد یناه السبیل اما شا کراً و اما کفوراً ۔

فطرة الله التی فطر الناس علیها لا تبد یل لخلق الله ۔ ذ لك الدین القیم ۔ اور حدیث ذیل پیش کی

کل مولو د یو لدعلی فطرة ا لا سلا م ،

تو از خود رفتہ ہو کر لکھ بیٹھا کہ فطرتی ایمان ایک لعنتی چیز ہے اگر اس کو نشانوں سے قوت نہ ملے ۔ اس احمق نے اتنا بھی نہ سوچا کہ فطرتی ایمان اگر لعنت ہے تو اس کو کون سی چیز

بدل سکتی ہے۔ اگر فطرۃً انسان ملعون ہو تو کیا شئے اس کو سعید بنا سکتی ہے اور فاطر لسماوات و الارض کی وہ کون سی شئے ہے جو بذات خود ایک نشان نہیں ہے مثلاً آنکھوں کی فطرت دیکھنا ہے اگر تمام حکیم اور فلاسفر زور لگائیں تو آنکھوں میں سننے کی طاقت پیدا نہیں کر سکتے خواہ وہ لاکھوں کیوں نہ دکھائیں۔ فطرت نے ایک مچھر میں دیکھنے سونگھنے کھانے پینے کھانا ہضم کرنے چلنے اڑنے کاٹنے عرق چوسنے سننے اور بولنے کی طاقتیں رکھی ہیں اگر تمام عالم جمع ہو کر اس کی فطرت کو بدلنا یا ایک گھاس کے پتہ میں مچھر کی فطرت پیدا کرنا چاہیں تو ممکن نہیں تمام عالم جمع ہو کر چنے میں گیہوں کے خواص اور گیہوں میں چنے کے خواص پیدا نہیں کر سکتا۔ الغرض فطرت کی ہر شئے بذات خود ایک بے نظیر نشان ہے جو خداوند عالم کی وحدت اور عظمت کی طرف دلالت کرتا ہے قرآن مجید نے جو بار بار چاند سورج ستاروں نفس پھل پھول درخت برگ انسانوں حیوانوں کی طرف اشارات کر کے فرمایا ہے کہ ان میں نشانات ہیں گویا کہ مرزائی اصول کے مطابق ایک لغو اور جھوٹی بات ہے بلکہ لعنتی بات ہے۔ سچ ہے کہ دجال کانا ہوگا پر خدا کانا نہیں۔

دوسرے خط میں میں نے یہ بھی لکھا کہ محمد مصطفیٰ ﷺ سید المرسلین خاتم النبیین اور رحمۃ للعالمین ہیں جو شخص عمداً ان کی مخالفت کرتا ہے وہ شقی اور بدبخت ہے۔ ہاں جن لوگوں پر آپ کی تبلیغ نہیں ہوئی یا جو نقص علم یا نقص فہم سے۔ نہ ضد اور تعصب کی رو سے غافل یا مخالف ہیں ان کی نسبت قرآن مجید یہ فرماتا ہے

و ما کنا معذ بین حتی نبعث رسو لاً ۔ لا یکلف اللہ نفساً الّا وسعھا

مگر ان آیات قرآنی کو بھی لغو اور ناقابل التفات سمجھا اور ان سے صاف اعراض کر کے لکھا کہ پھر گویا آنحضرت ﷺ کا تمام جدوجہد اور اس قدر ہنگامہ کہ زمین خون سے بھر گئی وہ آپ کے نزدیک سب غلطیاں تھیں۔ یہ ناپاک اصول سید احمد خان کا تھا۔ میں نے پھر لکھا کہ جو لوگ آنحضرت ﷺ کی عمداً مخالفت کرتے ہیں وہ ہرگز ناجی نہیں ہو سکتے مگر جن لوگوں پر اسلام کی تبلیغ نہیں ہوئی اگر اون میں خدا پرست اور صالح ہوں تو وہ نجات پا سکتے ہیں۔ مگر حالت جوش و جنون میں مرزا اوسی طرح مجھے مرتد لکھتا رہا۔ خود قرآنی بینات سے صاف ارتداد کرتا رہا۔ اون آیات کو مطلقاً قابل خیال نہ سمجھا۔

آنحضرتﷺ کی ذات پر تہمت لگاتا رہا کہ اونہوں نے بزور شمشیر اپنے آپ کو منوایا تھا اور محض اپنے منوانے کے واسطے خون کی نہریں چلا دیں تھیں...

اب خود ہی لکھتا ہے کہ اگر اہل امریکہ و یورپ ہمارے سلسلہ کی طرف توجہ نہیں کرتے تو وہ معذور ہیں اور جب تک ہماری طرف سے ان کے آگے اپنی صداقت کے دلائل نہ پیش کیئے جائیں وہ انکار کا حق رکھتے ہیں۔ دیکھو الحکم مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۰۹ء صفحہ ۹۔ پھر ایکوے ڈور، اٹلی فارموسا اور سان فرانسسکو کے زلازل اور آتش فشانیوں پر کیوں بغلیں بجائی گئی تھیں اور اون کو انکار اور مخالفت کا نتیجہ قرار دیا گیا تھا اور میرے سوالوں کے جواب میں فوراً مرتد کا لفظ پکار اٹھے تھے۔ نور الدین نے بھی لکھ دیا تھا کہ نبیوں کے آنے سے ساری دنیا پکڑی جاتی ہے۔ کیا ہی سچ ہے:

دجال کانا ہوگا، پر خدا کانا نہیں۔

قاضی ثناء اللہ نے جب سوال ذیل کیا کہ رسالہ نور دین سے پتہ چلتا ہے کہ بیت المقدس، مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ میں ہمیشہ اہل اسلام قابض رہیں گے اور مشرکوں کا عمل دخل نہ ہو سکے گا۔ اور اب باوجودیکہ محافظ ان مقامات کے مرزا صاحب کے دعاوی کے واقف ہیں مگر پھر بھی ایمان نہیں لاتے تو کیسے مسلمان کہلا سکتے ہیں۔ اور جب وہ مسلمان نہیں تو کیسے محافظ ہیں؟

اس سوال کا جواب جو الحکم مورخہ ۱۷ دسمبر ۱۹۰۶ء میں شائع ہوا وہ یہ ہے:

> یہ سچ ہے کہ مشرکوں کا دخل حرمین شریفین پر نہ ہوگا کیا اب کسی مشرک کا قبضہ ہے؟ آپ نے ثبوت نہیں دیا۔ دوسرا سلطان روم القب خادم الحرمین ہے نہ شاہ حرمین۔ تیسرا مرزا صاحب کے دعاوی کا انکار تو اوس وقت سمجھا جاوے جب کہ پہلے سے اون کو تبلیغ پورے طور پر کی جاوے۔ کیا آپ کے پاس اس تبلیغ کا کوئی ثبوت ہے۔ بے خبر کو اللہ تعالیٰ عذاب نہیں دیتا جیسا کہ فرمایا لم یکن ربك مهلك القرى بظلم و اهلها غافلون۔ اللہ تعالیٰ کسی بستی کو ہلاک نہیں کرتا باوجودیکہ وہ مشرک شریر ظالم بھی ہوں جب کہ وہ لوگ انذار و منذر سے بے خبر ہوں اور ایسا کرنا ظلم ہے اور تیرا رب بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

اسی الحکم نے ۳۰ جون ۱۹۰۶ء کے پرچہ میں میری عدم تبلیغ اور عمل صالحہ کی شرط کو اوڑا کر میرا یہ عقیدہ ظاہر کیا تھا کہ محض اقرار توحید نجات کے لئے کافی ہے۔ اور اس الزام باطل کی بنا پر لاف وگزاف کا ایک طوفان اوٹھایا تھا اور آئندہ جاری رکھنے کا وعدہ کیا تھا، مگر سچ ہے کہ منافق اپنی مراد کو نہیں پہنچتے اور وعدہ کے خلاف کیا کرتے ہیں میں نے تو نجات کے لئے عدم تبلیغ رسول کی حالت میں خدا کو ماننے اور اعمال صالحہ کی شرط بھی لگائی تھی مگر مرزائیوں نے یہ بھی اڑادی اور خدا اور اعمال کو اڑا کر صاف الفاظ میں بول اوٹھے کہ بے خبر کو خدا عذاب نہیں کرتا خواہ وہ مشرک شریر اور ظالم ہی کیوں نہ ہو۔ گویا کہ اون کے نزدیک خدا کا ماننا اور اعمال صالحہ غیر ضروری ہیں ۔قرآن مجید کا یہ ارشاد کہ خداوند مشرک نہیں کو نہیں بخشتا، باطل ہے۔ بے خبر رہنا عذاب سے دور رکھتا ہے اور نبی کا آنا سخت فتنہ ہے کیونکہ منکر تو انکار کی وجہ سے پکڑے جاتے ہیں اور مومن لوگ نقص عمل کی وجہ سے۔ پس انسان بے خبر رہے۔ پھر خواہ شرک کرے، چوری کرے، ظلم کرے، سب معاف ہے۔ بہتر ہوتا اگر خدا نبیوں کو نہ بھیجتا تاکہ سب کے سب عذاب سے بچے رہتے۔

اے مرزائیو! خدا کے واسطے کچھ تو سوچو۔ کیا یہ انصاف ہے کہ جب میں نے یہ لکھا کہ خدا کے ماننے اور اعمال صالحہ کے بغیر تو نجات مل ہی نہیں سکتی، ہاں بے خبری یا نقص فہم کی وجہ سے اگر کوئی شخص نبی کو نہ مانے تو عذور ہے۔

اس پر آپ لوگوں نے یہ شور مچایا تھا کہ عبدالحکیم خان نبوت کی ضرورت ہی نہیں سمجھتا اور نجات کے واسطے محمد ﷺ پر ایمان لانا ضروری قرار نہیں دیتا۔ اب آپ کے مرزا اور ہم جنسوں نے اعلان دے دیا کہ بے خبر کو خدا عذاب نہیں دیتا، خواہ وہ مشرک اور ظالم اور بدکار ہی کیوں نہ ہو، تو آپ خاموش ہیں۔

اب صاف کیوں نہیں کہتے کہ مرزا اور اوس کی جماعت کے نزدیک خدا کا ماننا اور نیک عمل کرنا نجات کے واسطے ضروری نہیں۔ کیا ایسا بھی کوئی شخص ہے جس کو خدا اور اعمال صالحہ کی خبر نہ ہو۔ یہ علم تو ہر فطرت میں منقوش ہے۔ اس علم سے تو چوہڑے چمار اور وحشی قومیں بھی خالی نہیں۔ ہاں کسی خاص نبی کی نسبت قائل ہونا تبلیغ اور تعلیم چاہتا ہے۔ پس صحیح بات یہی ہے کہ خدا کو نہ ماننے اور شرک وظلم کرنے کی حالت میں تو

نجات مل ہی نہیں سکتی ہاں بے خبری کی حالت میں اگر کوئی شخص کسی نبی کو نہیں مانتا تو وہ معذور ہے کیونکہ انسان کی فطرت میں ہر ایک نبی کا علم تفصیل سے منقوش نہیں کیا گیا بلکہ یہ علم خارجی تحقیق سے ہی پیدا ہوتا ہے۔ عبدالحکیم خان از پٹیالہ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴ مئی ۱۹۰۷ء)

قادیانی طاعون

مرزا قادیانی کے مرید افضل بیگ اور ان کا بیٹا عبدالعزیز بیگ اور اس کا پوتا محمد فاضل ساکن پٹی ضلع لاہور طاعون سے مرگئے۔ تمام گھر ویران ہوگیا۔ مرزا کو لکھا گیا کہ دعا کریں۔ جواب آیا کہ میں کس کس کے لئے دعا کروں۔ (نامہ نگار)

(اہل حدیث امرتسر **جلد ۴۔ نمبر ۳۰۔ مورخہ ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۲۵ھ مطابق ۳۱۔ مئی ۱۹۰۷ء** ص: ۱۱)

نزول مسیح قادیانی

یکم اپریل ۱۹۱۰ء

(یہ مضمون مرزا قادیانی کے مشن کی ایک تصویر ہے گو کسی واقع کی حکایت نہیں مگر ہاں قادیانی مشن جس بنا پر چل رہا ہے اس کا نقشہ نہایت عمدگی سے دکھلایا گیا ہے چونکہ راقم مضمون کی غرض صرف قادیانی مشن کی تصویر کھینچنا ہے اس لئے اہل حدیث میں درج ہونے سے اڈیٹر اہل حدیث پر نا مشروع کام کا الزام عائد نہیں ہوسکتا۔ تاہم راقم مضمون اپنے اس مضمون میں ہر طرح ذمہ دار ہیں۔ اڈیٹر اہل حدیث)

حضرت غبارہ آ گیا۔ مبارک ہو!

یہ الفاظ جوش مسرت سے مولوی محمد علی صاحب ایم اے اڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کے منہ سے نکلے جو ہاتھ میں ایک انگریزی خط لئے بے تحاشا دوڑتے ہوئے بیت الفکر میں داخل ہوئے۔

صبح کے سات بجے ہوں گے اعلیٰ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی

بیت الفکر میں بیٹھے ہوئے تھے جہاں ان کو خدا پاک سے ہم کلامی کا شرف حاصل ہوا کرتا ہے اور جہاں سے وہ ہر صبح چار پانچ نہایت پر لطف اور نشاط انگیز الہام لے کر نکلا کرتے ہیں لیکن آج خلاف معمول اکیلے نہ تھے بلکہ چند برگزیدہ اصحاب کا مجمع تھا جو جلوت میں تو مرزا صاحب کو اعلیٰ حضرت، اور حجۃ الاسلام، اور مسیح موعود سبھی کچھ کہتے ہیں لیکن خلوت میں جب نمائش و تصنع کا پردہ اٹھا جاتا ہے تو کار دیگر مے کنند۔ ان میں سے ایک تو حکیم الامت علامہ نورالدین تھے ایک شیخ یعقوب علی صاحب اڈیٹر الحکم تھے اور ایک مفتی محمد صادق اڈیٹر بدر تھے۔

جس زمانہ کا ہم ذکر کر رہے ہیں یہ وہ زمانہ تھا جب حضرت مرزا صاحب کے ادعاء نبوت کا آفتاب نصف النہار پر پہنچ چکا تھا آپ کی امت کی تعداد پانچ لاکھ نفوس سے متجاوز ہو چکی تھی۔ شیر انگلستان کی روبہانہ خوش آمد اور دول اسلامیہ کی سفیہانہ مذمت کے صدقہ میں آپ اپنے وقت کے منصور بلکہ بلعم باعور بن چکے تھے مریدان باصفا کی ارادت نے آپ کے خزانہ میں گنج قارون اور بنک آف انگلینڈ کی شان پیدا کر دی تھی اور آپ کے الوہیت انتساب اقبال کا پرچم اس عظیم الشان منارہ پر عنقریب لہرانے کو تھا جسے سال ہا سال کی پیہم کوششوں اور کئی لاکھ روپیہ کے صرف نے (جس کا تالاب بے چارے مریدوں کے پانچ پانچ اور چھ چھ روپیہ ماہوار کی آمدنیوں سے ان کے بال بچوں کا پیٹ کاٹ کر چھوٹیاں چھوٹیاں کر کے بھرا گیا تھا) واقعہ نفس الامری بنا کر دکھا دیا تھا وہ مینار جس پر سے از روئے روایات قدیمہ مسیح موعود کے رایات اجلال کا نزول دنیا میں مکرر ہونے کو ہے جناب مرزا صاحب کے دعاوی کی تائید میں قادیان میں بن کر تیار ہو چکا تھا۔ پیرس کے ایفل ٹاور اور لندن کے سینٹ پال دہلی کے قطب مینار بلکہ کوہ ایورسٹ کے کنگرہ کو اس مینار کی بلندی شرماتی تھی اور اب فقط اس بات کی دیر تھی کہ حضرت مسیح موعود جو مہدویت مسیحیت احمدیت اور کرشنویت سبھی طرح کے پاپڑ بیل چکے تھے اپنا آخری کرشمہ دکھائیں یعنی اس مینار سے فوق العادت طور پر نیچے اتر کر اپنے مریدوں کو اچنبھے میں ڈال دیں۔

مرزا صاحب نے حسب معمول اپنے خاص حواریوں سے جن کی جیبوں کو آپ کے لنگر فنڈ سے بہت قریب کی نسبت ہے یہ مشورہ کیا تھا کہ منارہ کی روایت کی

تصدیق کیلئے آسمان سے اترنے کا کون سا ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جو بیسویں صدی کی مہذب نبوت کے شایان شان ہونے کے ساتھ ہی انوکھا ہو۔ اس مسئلہ پر بہت دیر تک غور وخوض ہوتا رہا آخر آسمانی صحیفہ الحکم کے مدیر کی تحریک اور حکیم الامۃ کی تائید کی بنا پر یہ ٹھہرائے بالاتفاق قرار پائی کہ ولایت کی کسی غبارہ ساز کمپنی سے ایک عمدہ غبارہ بنوا کر منگوایا جائے جس پر مسیح موعود کسی تاریخ مقررہ کو جس کی پیش گوئی پیش از پیش کر دی جائے سوار ہو کر آسمان کی طرف پرواز کریں اور غبارہ مینار پر لا کر اتارا جائے اس کے ساتھ ہی یہ رائے بھی قرار پائی کہ اسروز امت قادیانی کے جملہ نفوس کو انوار سماوی سے مستنیر اور فیوض الٰہی سے مستفیض ہونے کے لئے قادیان میں دعوت دی جائے تا کہ جس وقت مرزا صاحب کا غباہ مینارہ کی چوٹی پر آکر ٹھہرے تو ان کی نظریں اس خرق عادت پر پڑیں اور جب اعلیٰ حضرت نیچے اتریں تو کل امت لبیك ! لبیك! یا مسیح المو عود لبیك !کے نعرے مارتے ہوئے آپ کے قدم لے۔ اسی مشورہ کی بنا پر مولوی محمد علی صاحب ایم اے نے جن کی نسبت جناب مرزا صاحب کو الہام ہو چکا ہے کہ انگریزی انشا پردازی کے فن میں بڑے سے بڑا اہل زبان بھی ان کے آگے پانی بھرتا ہے بمبئی کے ایک کمیشن ایجنٹ کے نام انگریزی چٹھی کا مسودہ تیار کیا جس کا مضمون یہ تھا کہ ایک لاکھ روپیہ تک کی لاگت کا ایک غبارہ جس میں دس آدمی بآسانی سفر کر سکیں اور جو جدید ترین اکتشافات متعلق بہ فن غبارہ سازی کا بہترین نمونہ ہو، ولایت کے کسی کارخانہ غبارہ سازی سے بہت جلد تیار کرا کے بھیج دیا جائے اور ۳۰ مارچ ۱۹۱۰ء تک قادیان میں پہنچ جائے۔ یہ خط بعجلت تمام بمبئی روانہ کر دیا گیا۔ اس کے دوسرے روز جو جنوری ۱۹۱۰ء کی تیسری تاریخ تھی مرزا صاحب نے بیت الفکر سے برآمد ہو کر اپنی امت کے ان لوگوں کو جو حاضر باشان دارالامان کہلاتے ہیں اپنی زبان الہام ترجمان سے یہ بشارت دی کہ یکم اپریل ۱۹۱۰ء کو ایک بہت بڑا آسمانی نشان ظاہر ہونے والا ہے جو دنیا کو محو حیرت کر دے گا اور جو لوگ اس نشان کے ظاہر ہونے پر بھی مابدولت کی رسالت کو تسلیم نہ کریں گے وہ ہمیشہ کے لئے جہنم کی آگ میں جھونکے جائیں گے آپ نے اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے مجھ سے یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ زبردست اور روشن نشان جو عالم کباب کے غیر معین التواء

کا نعم البدل ہے قادیان میں ظاہر ہوگا پس ہماری کل امت کو لازم ہے کہ اس روز اس نشان آسمانی کے مشاہدہ کے لئے صبح سے لیکر شام تک موجود رہیں ۔ یہی خبر قادیانی گزٹ یعنی الحکم اور اس کے سوتیلے بھائی ریویو آف ریلی جنز اور اس کی حقیقی بہن بدر میں بہ خط جلی اڈیٹوریل نمک مرچ کے ساتھ چھپوا دی گئی اور بہت جلد گروہ قادیانی کا نقل محفل بن گئی ۔ اخبار وطن، اخبار اہل حدیث، پیسہ اخبار اور دوسرے اخباروں نے جو پیشین گوئیوں کی عدم تعیین زمانی کے متعلق مرزا صاحب بالقابہ کے طرز عمل سے بخوبی واقف ہیں اسموقعہ پر پیشین گوئی کے ساتھ یکم اپریل کا دم چھلا لگا دیکھ کر طرح طرح کی چہ می گوئیاں کیں اور آخر یہ کہہ کر چپ ہو رہے کہ یہ بھی مرزا کے شطحیات و ہفوات کے نزع کا ایک کرشمہ ہے۔

جنوری اور فروری کا مہینہ گذر گیا مارچ کے پچیس دن بھی گذر گئے لیکن بمبئی کے یورپئین کمیشن ایجنٹ نے جس کے پاس روپیہ پیشگی پہنچ چکا تھا باوجود اس وعدہ کے جس کے ایفاء کے لئے انگریزی کارخانہ دار مشہور ہیں غبارہ نہ بھیجا جب قادیان سے تقاضا ہوا تو اس نے یہی جواب دیا کہ غبارہ اگلے جہاز میں آتا ہے وصول ہوتے ہی بلٹی کر دیا جائے گا اب تو بیت الفکر کی مجلس شوری کے پیٹ میں چوہے ناچنے لگے۔

مفتی محمد صادق: غبارہ اگر نہ آیا اور یکم اپریل کو آسمانی نشان نہ ظاہر ہوا تو بڑی خرابی ہوگی لوگ دور دراز مقامات سے آ کر جمع ہو رہے ہیں تین لاکھ آدمی آ بھی چکے ہیں میلوں تک خیمے ہی خیمے نظر آ رہے ہیں۔

شیخ یعقوب علی۔ اونہہ ! کوئی تاویل کر دی جائے گی کہہ دیا جائے گا کہ لوح محفوظ پر یکم اپریل کے معنی یکم جولائی کے ہیں۔

حکیم الامت: بھاڑ میں جائے تمہاری تاویل۔ یہ نہیں دیکھتے کہ لنگر فنڈ کا روپیہ بے دریغ خرچ ہو رہا ہے پانچ لاکھ آدمیوں کو دو وقتہ کھانا کھلانا اور ایک وقت کی چائے بھی دینا کس قدر مصارف کا باعث ہوگا میں نے اگرچہ باورچیوں کو حکم دے دیا ہے کہ ایک وقت صرف دال پکائیں او گوشت دوسرے وقت ہو لیکن کفایت پر بھی لاکھوں ہی کے وارے نیارے ہو جائینگے اور جو روپیہ ہم نے سال ہا سال کی کوششوں اور سازشوں اور عبدالحکیم اور ثناء اللہ اور انشاء اللہ جیسے منہ پھٹ مخالفین کی طعن و تشنیع سن سن کر جمع کیا

ہے وہ سب ان عقل کے اندھوں کے پیٹوں کی نذر ہو جائے گا جنہیں ہم نے یہاں پھانس رکھا ہے۔

مسیح موعود: حکیم جی کیوں خفا ہوتے ہو روپیہ خرچ ہو رہا ہے تو امت پر گھی کہاں گیا کھچڑی میں۔

حکیم الامت: کیوں جی! یہ آپ ہمارے آگے بھی دوں کی لینے لگے.... اب میں نہ ہوتا تو تجھ کو کوئی تین کوڑی کو بھی نہ پوچھتا۔ دعا دے نورالدین کو جس کی بدولت تو بروز محمد اور مثیل مسیح اور خدا جانے کیا کیا بن گیا ورنہ جو کچھ تو اصل میں ہے اس کو تو بھی جانتا ہے اور میں بھی۔

شیخ یعقوب علی: اور مجھے چھوڑ ہی گئے جس کے ہاتھ میں الحکم کی باگ ہے۔

اس الہامی گروہ میں یہ تو تو میں میں ہو رہی تھی کہ مولوی محمد علی صاحب وہ خط لے کر بیت الفکر میں داخل ہوئے جس کا ذکر ہم نے شروع میں کیا ہے۔ خط کا مضمون انہوں نے پڑھ کر سنایا تو سب کی خفگی دور ہو گئی باچھیں کھل گئیں خصوصاً حضرت مرزا صاحب تو یہ سن کر کہ غبارہ آ گیا پچاس سال کی الٹی زقند لگا کر پچیس سال کے نوجوان کی طرح مشق رقص کرنے لگے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ:

ترد عليك انوار الشبا ب سيا تی عليك زمن الشبا ب و ان

كنتم فی ر يب مما نز لنا علی عبد نا فاتوا الشفاء من مثله۔

والا الہام جو آپ پر چار سال ہوئے نازل ہوا تھا اس وقت پورا ہو گیا

جب مولوی محمد علی صاحب خط سنا چکے اور سامعین کا جوش مسرت فرو ہو چکا تو غبارہ کی تیاری وغیرہ کے متعلق مشورہ ہونے لگا مولوی صاحب نے غبارہ کے آ جانے کی خبر کے علاوہ یہ خوش خبری بھی سنائی کہ امت احمدیہ کا جو ہونہار نوجوان غبارہ کے طریقہ پرواز کی تعلیم پانے کے لئے الہامات ربانی کی.... سے ولایت بھیجا گیا تھا وہ بھی آج شام کو قادیان پہنچ جائے گا کیونکہ اس کا تار.... سے ابھی وصول ہوا ہے۔ سر شام سے غبارہ کی تیاری شروع ہو جائے گی پہر رات رہے سے ہمیں غبارہ میں سوار ہو جانا چاہیے۔ اس رائے پر حکیم الامت اور دوسرے حضرات نے صاد کیا۔

آج کا دن مرزا کی معراج تھا اس انتظار میں کہ کب اس آسمانی نشان کے

پورا ہونے کا وقت آئے جس کا اعلان ببانگ دہل کئی مہینے پہلے سے کیا جا چکا تھا مرزا اور اسکے حواریوں کو ایک ایک منٹ ایک ایک دن ہو گیا خدا خدا کر کے شام ہوئی اور مرزا شہباز بیگ غبارہ باز بھی آ پہنچے ۔ مرزا نے جوش شادمانی سے بے اختیار ہو کر اس نوجوان کو جسے خلائے بسیط میں کچھ عرصہ کے لئے اس کے حواریوں کی جان کی محافظت تفویض ہونے والی تھی گلے لگالیا اور حکیم الامت نے جو عشق مجازی کو عشق حقیقی کا پہلا زینہ تصور کرتے ہیں اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ رات بھر مرزا کو نیند نہ آئی اٹھ اٹھ کر گھڑی دیکھتے رہے کہ کتنے بجے ہیں حکیم الامت اور دوسرے حواریوں کی رات بھی آنکھوں میں کٹی۔ علیٰ ہذا القیاس اس مقدس پڑاؤ میں جہاں خیموں کی قطاریں کئی میل تک چلی گئی تھیں نشان موعودہ کے انتظار میں لوگ اختر شماری کر رہے تھے۔

آخر وقت مقررہ آ پہنچا غبارہ میں گیس بھر دی گئی تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک ریشمی متحرک شامیانہ زمین سے اور کچھ اوپر کھڑا جھوم رہا ہے اور اگر وہ مضبوط رسی نہ ہو جس نے اسے مرزا صاحب کے پائین باغ کے ایک درخت کے تنہ سے جکڑ رکھا ہے تو طرفۃ العین میں تارہ ہو جاوے ۔ مرزا صاحب ایک شاندار لباس زیب تن کئے اور عطر میں بسے ہوئے خراماں خراماں حواریوں کے حلقہ میں غبارہ کے قریب پہنچے اور پہنچتے ہی فرمایا کہ اسے بٹھاؤ اب ہم سوار ہوں گے ۔ شہباز بیگ نے جو یورپ کی آنکھیں دیکھے ہوئے تھے اپنے مرشد کے اس بے تکے فقرے پر باوجود حفظ مرتبت کے جی ہی جی میں مزے لئے اور کہا کہ حضرت یہ اونٹ نہیں جو گھٹنے ٹیک کے بیٹھ جائے ۔ تامل فرمایئے میں سیڑھی لگاتا ہوں چنانچہ سیڑھی لگائی گئی اور مرزا صاحب نے بسم اللہ کر کے اس پر قدم رکھا یا تو سیڑھی ہی بے ڈھنگے طور پر رکھی گئی تھی اور یا بوجہ مشق اولین ہونے کے حضرت مرزا صاحب کا مرکز ثقل قائم نہ رہا، بہر حال سبب خواہ کچھ بھی ہو نتیجہ یہ ہوا کہ قدم رکھتے ہی حضرت امام زمان سلمہ الرحمٰن مہدی مسعود و مسیح موعود اپنی شان جلالی و آن جمالی کے دھڑام سے چاروں شانے چت زمین پر آ رہے ۔ پیچھے حکیم الامت کھڑے تھے مسیح موعود کے ناگہانی ہبوط کو کشش ثقل نے جو زبردست تحریک پہنچائی تھی اس کا اثر ان پر بھی ہوا اور ان کے ساتھ وہ بھی اڑا اڑا دھیسم بقد اپنے قد کی خمدار درازی کے زمین کی پیمائش کرتے نظر آئے ۔ مالی کی بے احتیاطی سے باغ کی

نالیوں میں سے پانی بہہ نکلا تھا اور صحن باغ میں سامان لغزش بافراط فراہم ہو گیا تھا مسیح موعود اور حکیم الامت کو سنبھالنے کے لئے مدیر الامۃ یعنی شیخ یعقوب علی تراب جو جھکے تو ان کا پاؤں بھی رپٹا اور انہوں نے بھی اپنے جسم کو اس مساحت نیم شمی کی نذر کر دیا۔ مولوی محمد علی اور مفتی محمد صادق کا بھی یہی حشر ہوا۔ غرض بجز شہباز بیگ کے جو اپنی ہنسی کو ضبط کرنے کی فوق العادت کوشش میں اپنے جبڑوں اور پسلیوں کو تکلیف ما لا یطاق دے رہا تھا باقی سب حواریوں کے کپڑے کیچڑ میں لت پت ہو گئے اور متانت و ثقاہت سب ففرو ہو گئی۔ اس شان بوترابی کے ساتھ جب یہ حضرات اٹھے تو ان پر کسی رسول اور اس کے حواریوں کا گمان نہ ہوتا تھا کہ چند نباش ہیں جو مخدوم الملت کے مزار سے ابھی ابھی برآمد ہوئے ہیں۔

اس حادثہ کی وجہ سے ان سب میں کھلبلی سی پڑ گئی مدیر الامۃ جو سب میں زیادہ وہمی ہیں فرمانے لگے کہ نیا شگون ہوا حکیم الامت نے تشفی کی راہ سے کہا کہ شگون وگون سب لغو مسیح موعود جو حکیم الامت کی ہاں میں ہاں ملانے کو نشانات آسمانی کا سب سے زبردست اقتضاء خیال کرتے ہیں فرمایا سچ تو ہے بدشگونی کیسی؟ ایسے اتفاقات ہر روز پیش آیا کرتے ہیں۔ مفتی محمد صادق جن کے لئے جگ ہنسائی کا خیال سوہان روح ہے کہنے لگے اس موقع پر مولوی ثناء اللہ امرتسری اور عبدالحکیم پٹیالوی موجود نہیں ورنہ وہ فرمائشی قہقہہ پڑتا کہ مسیحیت و مشیخت سب بھول جاتے۔ مولوی محمد علی نے جو سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے اپنی انگریزی دانی کا ثبوت دیا کرتے ہیں ایک انگریزی مثل دہرا دی جس کا ترجمہ یہ ہے: کام وہ اچھا جس کا مآل اچھا ہے۔ غرض کپڑوں کے چند نئے نئے پر تکلف جوڑے منگوائے گئے اور مسیح موعود معہ اپنے خدم و حشم کے نہا دھو کر اور از سر نو آراستہ و پیراستہ ہو کر مع الخیر غبارہ میں سوار ہو گئے۔

مقررہ پروگرام کے بموجب غبارہ ساڑھے چار بجے چھوٹ جانا چاہیے تھا لیکن بیچ میں اتفاقیہ طور پر جو کیچڑ میں لوٹ لگائی گئی تھی اس کی وجہ سے کوئی آدھ گھنٹہ کی دیر ہو گئی ٹھیک پانچ بجے کا عمل تھا کہ شہباز بیگ نے غبارہ کی رسی کھول دی مثیل مسیح کی سواری اوج ہوا پر بلند ہوئی اور غبارہ نشینوں نے جن کا کلیجہ مہد زمین سے الگ ہوتے ہی دھک دھک کرنے لگا تھا خلائے بے حساب کی طرف گھبرائی ہوئی نظر ڈالی اور یک

زبان ہو کر کہا:

دریں دریائے بے پایاں دریں طوفان موج افزا
دل افگندیم بسم اللہ مجریھا و مرسا ھا

غبارہ بلند ہوتا گیا کچھ دیر تک تو مسیح موعود اور ان کے حواری آنکھیں بند کئے ہوئے بلا بات چیت کئے پڑے رہے لیکن جب کرہ ہوا کی طبقہ فوقانی کی لطافت نے ان کے اضمحلال کا ردعمل کرنا شروع کیا تو ہاتھ پاؤں میں تھوڑی بہت سکت آ گئی اور انہوں نے آنکھیں کھول کر ڈرتے ڈرتے نیچے نگاہ ڈالی۔ ابھی تک چاروں طرف اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ دریچہ افق میں سے صبح کاذب کی دھندلی دھندلی روشنی نمودار ہو چلی تھی لیکن یہ روشنی اتنی تیز نہ تھی کہ بلندی پر سے روئے زمین کا منظر صاف صاف دکھائی دے سکے مسیح موعود نے شہباز بیگ کو حکم دیا کہ تاوقتیکہ اچھی طرح پو نہ پھٹ لے غبارہ کو قادیان کے گرد چکر دے اور انہیں خوب سیر کرائے اور جب طلوع آفتاب کا وقت قریب ہو تو آہستہ آہستہ غبارہ کو مینار پر جا اتارے۔

صبح کاذب کا پردہ اٹھا ہی تھا کہ اس گروہ کثیر نے جو مینارہ کے چاروں طرف دور دور تک پھیلا ہوا تھا آسمان پر ٹکٹکی لگا دی تھوڑی دیر نہ گذرنے پائی تھی کہ ایک قبہ زمردیں بصد وقار و تمکنت مینارہ سے کوئی سو گز جانب شمال گھومتا ہوا نظر آیا سب کے سب کسی آسمانی نشان کے ظہور کے منتظر تو تھے ہی اسے دیکھتے ہی ایک ساتھ پکار اٹھے کہ ہو نہ ہو یہی وہ نشان ہے جس کی حضرت نے خبر دی تھی اور باآواز بلند اپنے نبی کو صلواتیں بھیجنی شروع کیں۔ اور جب غبارہ ذرا نیچے آیا اور ان کی اشتیاق آمیز نگاہیں جناب مرزا صاحب اور ان کے حواریوں پر پڑیں تو ان کے جوش وخروش کی کوئی انتہا نہ رہی اور سب نے چلانا شروع کیا

بارک اللہ یا مسیح الموعود۔ السلام علیک یا مھدی المعھود
۔ ھنیئاً لک یا زبدۃ الاصفیاء۔ السلام علیک یا عمدۃ الانبیاء

یہ شور جو پانچ لاکھ گلوں سے نکل رہا تھا رہ رہ کر بلند ہوا اور بیان کیا جاتا ہے کہ اس کی آواز دس میل تک پہنچتی مگر دفعۃً سب کے سب ساکت و صامت ہو گئے چاروں طرف سناٹا چھا گیا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہر شخص پر گویا بجلی گری۔

یہ بلا کا سکوت جو شور محشر سے ہزار حصہ زیادہ ڈراؤنا تھا بے سبب اور بے محل نہ تھا کیونکہ وہ شخص جسے وہ مامور من اللہ اور مرسل برحق سمجھے ہوئے تھے جو سالہا سال سے مسند رسالت پر براج رہا تھا جس کی شان میں اللہ میاں آئے دن عرش پر قصیدہ خوانی کیا کرتے تھے اور جو آج انہیں اپنے آسمان سے نازل ہونے کا آخری ہتھکنڈا دکھا کر اپنی عقیدت کا ابدی سکہ ان کے دلوں پر جمانا چاہتا تھا بجائے مینارہ پر نازل ہونے کے یکا یک دھم سے زمین پر آ گرا۔

حقیقت حال یہ ہے کہ جس وقت شہباز بیگ نے غبارہ کے اس پیچ کو گھما کر جس سے کوئی خاص سمت اختیار کی جاسکتی ہے، مینارہ کی طرف جانا چاہا تو گیس کا خزانہ غبارہ کی بناوٹ کے کسی سقم کی وجہ سے دفعۃً بڑے زور سے پھٹا، اور ایسا دھماکا ہوا جیسا توپ کے چلنے سے ہوتا ہے۔ شہباز بیگ کا دم تو اسی وقت نکل گیا، لیکن دوسرے حواریوں کی صرف کان کے پردے پھٹ گئے اور سب کے سب بے ہوش ہو گئے اس کے ساتھ ہی غبارہ نیچے گرا۔ حسن اتفاق یا شومئی قسمت سے نیچے ایک بہت بڑا گھورا تھا حضرت مسیح موعود مع اپنے چاروں حواریوں کے اس گھورے پر گرے اگر زمین سخت ہوتی تو ہڈیاں چکنا چور ہو جاتیں لیکن زندگی کے ابھی کچھ دن باقی تھے گھورے کی وجہ سے جان بچ گئی۔ پھر بھی پانچوں میں سے .... ایک نہ بچ سکا۔ حضرت مرزا صاحب کی ایک ٹانگ بالکل ٹوٹ گئی اور ہمیشہ کے لئے بے کار ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی ایک تیز شیشہ کے ٹکڑے کے لگنے سے ناک آدھی اڑ گئی حکیم الامت کی آنکھ میں ایک پھچی گھس گئی اور ڈھیلا پچی ہو گیا مفتی محمد صادق کی ریڑھ کی ہڈی کو سخت ضرب پہنچی شیخ یعقوب اور مولوی محمد علی کا ایک ایک ہاتھ شانہ کی ہڈی پر سے ٹوٹ گیا۔ غرض مثیل مسیح مع اپنے حواریوں کے آسمان سے اترے تو سہی مگر اس طرح کہ خود بدولت تو نکٹے اور لنگڑے تھے ایک حواری کانا تھا ایک لولا تھا اور دو لنجے تھے اور بہرے تو سب کے سب تھے۔

کچھ دیر تک امت قادیانی اس عبرت خیز اور وحشت زا نظارہ کو دیکھ کر مبہوت و بے خود رہی ان کے دلوں کی اس وقت جو حالت تھی قلم میں طاقت نہیں کہ اس کا پورا اندازہ کر سکے اور زبان میں قدرت نہیں کہ اسے اچھی طرح ظاہر کر سکے بجلی کی سی سرعت کے ساتھ ہزاروں خیالات یکے بعد دیگرے ان کے دلوں میں دوڑ گئے قادیانی

طرز استدلال نے اگر چہ سال ہا سال کی مزاولت نے ان کی عقلوں کو کند اوران کی فہم وادراک کو مسخ کررکھا تھا لیکن اس اٹل اور زبردست منطق کا کیا جواب تھا کہ وہ شخص جو اپنے آپ کو خاصہ خاصان رسل ظاہر کرتا ہو اور جس کی خدا کی نظروں میں اتنی بڑی وقعت ہو کہ موسیٰ اور عیسیٰ اور محمد ﷺ تک تو بسا اوقات ڈانٹ دیئے جائیں لیکن اس کی ہمیشہ تعریفیں اور خوش آمدیں ہی ہوا کریں وہی شخص اس ذلت اور رسوائی کے ساتھ بحال تباہ نجاست میں لتھڑا ہوا گھورے کے ایک ناپاک ڈھیر پر پڑا ہے اس وقت مرزا قادیانی کی تاویلیں اور واویلیں سب دھری رہ گئیں لوگوں کے دلوں میں شک وشبہ اور بداعتقادی کا ایک تلاطم بپا ہو گیا اور سب ایک ساتھ پکار اٹھے۔

یہ شقی ازلی جھوٹا ہے جسے ہم عیسیٰ سمجھتے تھے وہ تو دجال نکلا شکر ہے کہ اس کی حقیقت ہم پر خدا نے وقت پر کھول دی ورنہ ہماری گردنوں میں تو ابدی لعنت کا طوق پڑ ہی چکا تھا۔ کوئی ضرورت نہیں ہم کو کسی مثیل مسیح یا رسول کی خاتم النبیین کی نبوت ہمارے لئے کافی ہے اوران کا دین جو ہر طرح سے کامل ومکمل ہے ہماری ضروریات کا پورا کرنے والا ہے

نشھد ان لا الہ الّا اللہ و نشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ و

نعوذ باللہ من کل ھمزۃ لمزۃ الذی جمع مالہ و عددہ

اس کے بعد لوگوں نے اپنا رخت سفر باندھا اور ہر ایک کے دل میں یہی خواہش موجزن تھی کہ اس مقام ضلالت سے جو سالہا سال تک اس کی گمراہی کا باعث بنا رہا ہے جہاں تک جلدی بن پڑے چل دے۔....

قادیانی طلسم کو ٹوٹے ہوئے ایک سال کا زمانہ گذر چکا ہے اور آج مرزا کے آسمان سے نازل ہونے کی پہلی سالگرہ یعنی یکم اپریل ۱۹۱۱ء کا دن ہے مسیح قادیانی اور اسکے ضلالت انتساب گروہ کا جو حشر ہوا وہ ایسا عبرت خیز ہے کہ آئندہ ایک عرصہ کے لئے مدعیان نبوت و ملتبسین رسالت کے حوصلوں کو خوددان کی جبلی ڈھٹائی اور بیباکی جگری کیسی ہی بڑھی ہوئی کیوں نہ ہو پستکر دینے کے لئے کافی ہے حکیم الامت تو نزول المسیح کی مشہور ومعروف تاریخ کے بعد ہی سے آنکھ پر انگلی رکھے ہوئے روپوش ہو گئے ہم نے سنا ہے کہ آج کل وہ بہ تبدیل ہیئت راجہ سرامر سنگھ بہادر کے پرائیویٹ دواخانہ

کے کمپونڈر ہیں لیکن معلوم نہیں یہ روایت کہاں تک صحیح ہے۔ مولوی محمد علی شیخ یعقوب علی اور مفتی محمد صاق کی حالت بھی کچھ زیادہ اچھی نہیں اول الذکر دفتر پیسہ اخبار میں مترجمی کی خدمت پر مامور ہیں اگرچہ ان کے ترجمہ میں بہت سی غلطیاں ہوتی ہیں جن کی اصلاح منشی محبوب عالم صاحب کے بھائی منشی عبدالعزیز صاحب کو کرنی پڑتی ہے تاہم مولوی صاحب موصوف کی قدردانی کی بدولت ... ماہوار کا بیز قرار مشاہرہ پاتے ہیں ثانی الذکر اخبار وطن کے مطبع پر پریس مین ہیں اور ثالث الذکر مطبع اہل حدیث کے پیچ کس ہیں۔ سب سے زیادہ افسوس ناک انجام مرزا صاحب کا ہوا یعنی آپ کا قلب الٹ گیا اور آپ لاہور کے دارالمجانین (پاگل خانہ) میں بھیج دیئے گئے۔ دارالمجانین (پاگل خانہ) کا جو حجرہ آپ کی سکونت کے لئے مقرر کیا گیا ہے اس میں ایک آئینہ بھی لگا ہوا ہے سنا گیا ہے کہ آپ اکثر اس کی سیر کیا کرتے ہیں اور یہ شعر گنگناتے ہیں:

چہرے سے ان کی کٹوا کر فلک نے
خدا جانے ہماری ناک کیا کی

خدا کی شان دیکھو کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب آج کل لاہور میں مامور ہیں اور دارالمجانین کے ساکنین کی دیکھ بھال انہیں سے متعلق ہے دارالمجانین میں مرزا صاحب مسیح کے نام سے مشہور ہیں کیونکہ مسیحیت کا خبط باوجود مسلوب الحواس ہونے کے ابھی تک سر پر سوا ہے۔ ڈاکٹر عبدالحکیم خان جب ان کو دیکھنے آتے ہیں تو ان کی قوت حافظہ کو جو فتور دماغ کے باعث معطل ہے دفعۃً ایک زبردست تحریک پہنچتی ہے اور وہ ڈاکٹر ساحب کو پہچان کر پہلے تو ہزاروں صلواتیں سناتے ہیں اور پھر ڈھیکلی کرتے ہوتے ہوئے ان پر حملہ کرنے کو جھپٹے ہیں اور کہتے ہیں اب تو خوش ہوا ہوگا کہ تیری پیش گوئی پوری ہوگئی۔ ڈاکٹر صاحب جو ایک رقیق القلب مشہور ہیں مرزا صاحب کی اس حالت کو دیکھ کر آبدیدہ ہوتے ہیں اور کہتے ہیں ہوئی تو سہی لیکن آدھی۔ ... (آخری دو سطریں پڑھی نہیں جاتیں۔ بہاء).

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۸ جون ۱۹۰۷ء ص ۷۔۱۱).

میری علالت میں چہ میگوئیاں

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

میرے دائیں بازو میں عرصہ دو تین ماہ سے درد تھا پہلے تو معمولی بہت خفیف پھر دفعۃً ایک روز درد شدید ہو گیا یہاں تک کہ اسسٹنٹ سول سرجن کے مشورہ سے پچکاری کے ذریعہ مارفیا (دوا) پہنچایا گیا اس سے بعد درد کا انتقال پہلو کی طرف ہو گیا اس جگہ بھی بمشورہ اسسٹنٹ سرجن پچکاری سے مارفیا پہنچایا۔ الحمدللہ اب آرام ہے۔ خیر یہ تو ایک معمولی بات ہے۔ خاص بات قابل ذکر یہ ہے کہ بحکم:

شور بختاں بآرزو خواہند

مقبلاں را زوال نعمت و جاہ

شہر میں مختلف قسم کی افواہیں اڑ رہی تھیں۔ ایک روز شب کو ۱۰۔۱۱ بجے کے درمیان پانچ چھ کس احباب میرے گھر آئے تو بعد مزاج پرسی کے کہنے لگے کہ ہم نے اسی وقت سنا تھا کہ آپ آخری دموں پر ہیں۔ میں نے کہا زندگی کا تو کسی کو اجارہ نہیں مگر جو ہے سو تم دیکھ لو۔ اسی روز صبح کو ایک دوست کی زبانی معلوم ہوا کہ ایک موقع پر چند مرزائی باتیں کر رہے تھے کہ ثناء اللہ کا تو آخری دم ہے اور بیٹا اس کا قید ہو گیا ہے۔ دوست مذکور نے کہا ان کا بیٹا ہنوز نابالغ دو سال کا ہے۔ ایک اور صاحب عبدالرزاق حیرانی میں میرے دوست حکیم محمد الدین صاحب کے پاس پہنچے کہ مجھ کو منشی غلام احمد صاحب اڈیٹر اہل فقہ نے نہایت افسوس کے لہجہ میں کہا ہے کہ ثناء اللہ کی کمر میں سخت دنبل ہے جس سے وہ سخت تکلیف میں ہے۔ اب کیا ہو گا؟ ان سب چہ مہ گوئیوں سے بڑھ کر یہ ہے کہ چند روز ہوئے ابھی درد بھی نہ تھا کہ ایک شخص موضع تھہ غلام متصل قادیان کا آیا کہ میں آپ کی زیارت کو آیا ہوں ہمارے علاقہ کے مرزائیوں نے مشہور کر رکھا ہے کہ ثناء اللہ مر گیا۔ ایک بٹالوی بزرگ کا بیان ہے کہ قادیان میں مشہور ہے کہ مولوی ثناء اللہ کو فالج ہو گیا حالانکہ میں ہر روز مکان سے نکل کر دفتر کو آتا جاتا بلکہ

قریب مغرب سیر کو بھی جا تا تھا۔ ہمارے محلّہ میں مرزائی اور مرزائیوں کے مخبر بھی مجھ کو دیکھتے ہیں۔

خیر یہ تو ہوا ایک طرفہ بیان، اب دوسری طرف کی سنیئے۔ میرے معالج ڈاکٹر صاحب ایک روز صبح کی تشریف لائے فرمایا آج مجھ کو ایک بزرگ خواب میں فرما گئے ہیں کہ مولوی صاحب کو یہ دوا جو دیتے ہو نہ دو، بلکہ فلاں قسم کی گولیاں دو، جو واقعی اس مرض کے لئے مفید ہیں۔ بعض دوست ایسے گھبرائے ہوئے تھے کہ حضرت آدم کی طرح اپنی عمر کا حصہ بخشنے کو تیار تھے۔ آخر کار خدا کے فضل و کرم سے انجام بخیر ہوا۔ درد معمولی ریحی تھا اور کچھ نہیں۔ اسی کے متعلق ایک خط کا ذکر کرنا بھی دل چسپی سے خالی نہ ہوگا ایک دوست ضلع میانوالی سے لکھتے ہیں:

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ:

یہاں ایک ہیڈ ماسٹر سکول انگریزی سکونتی میانوالی رہتا ہے اور وہ مرزائی ہے اور اکثر اوقات اس کے ساتھ مباحثہ رہتا ہے اور اس نے فی الحال کہا ہے کہ مولوی ثناء اللہ امرت سری سے مرزا صاحب نے مباہلہ کیا ہے کہ میری زندگی میں مر جائے گا اور یقیناً وہ مر جائے گا۔ ایک آدمی قدرے خواندہ ہے اور اس نے وعدہ قلت فہمی مرزائی المذہب سے کرلیا ہے کہ اگر مولوی ثناء اللہ موت اختیاری سے سے مرا تو معتقد مرزا صاحب ہونگا اور اگر مرزا صاحب پہلے مرے تو تم مرزائی مذہب سے انکار کرو اور جماعت ہماری کے ساتھ پھر شریک ہو جاؤ۔ اس نے مرزا صاحب سے اس امر کا ذکر کیا ہے اس نے جواب لکھا کہ بے شک مولوی ثناء اللہ عنقریب مرے گا۔ مطمئن رہنا۔ شائد استدراج ہو جائے اور سنا جاتا ہے کہ اس نے جاسوس بھی رکھ چھوڑے ہیں۔ زہر دے دیتے ہیں چونکہ آنجناب سب اسلام کے ممد ہیں اور اکثر اوقات اس کے ساتھ مباحثہ کرتے رہے ہیں اور سنت والجماعت کو ترقی دیتے رہے ہیں میں آپ کا خادم ہوں اور آپ کو خبر کرتا ہوں کہ شائد کسی آدمی کے ذریعہ یا دیگر ذریعہ سے آپ کو تکلیف نہ پہنچ جائے۔ خدا آپ کا محافظ ہو اور آپ کو زندہ سلامت باکرامت رکھے۔

راقم: ۔۔۔۔از میانوالی

راقم خط کو واضح ہو کہ مرنا جینا تو انسان کے اختیار سے باہر ہے یہ تو کوئی بڑی بات نہیں ۔ بڑی بات یہ ہے کہ مرزا صاحب کے دامافتادہ ایسے مضبوط جال میں جکڑے گئے ہیں کہ کوئی صورت ان کے نکلنے کی نہیں کوئی ان سے یہ تو پوچھے کہ ہم دونوں کے مرنے سے پہلے ہی اگر تم مرگئے اور تحقیق نہ کیا ،تو تمہارا کیا حال ہو گا ۔ یادرکھو کسی جاسوس کے زہر دینے یا کسی مرید کے چھری مارنے وغیرہ سے اگر میں مرا تو مرزا کی دعا غلط ہو جائے گی کیونکہ اس نے لکھا ہے کہ طاعون یا ہیضہ سے مرے گا ، کسی انسان کی شرارت سے نہیں ۔ پس میرے دوستو! یادرکھو: لکل اجل کتاب

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۵ جولائی ۱۹۰۷ء ص ۵۔۶)

کرشن قادیانی سے فیصلہ

(قیامت پر رہنے دو مگر کوئی فیصلہ باقی)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہمارے عنایت فرما مرزا صاحب قادیانی آئے دن ہم سے فیصلہ کی نئی راہ نکالتے رہتے ہیں لیکن جب ہم فیصلہ منظور کرتے ہیں تو وہی ٹاں ٹاں فش ۔ بقول شخصے

نہیں وہ قول کا سچا ہمیشہ قول دے دے کر
جو اس نے ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا تو کیا مارا

آپ نے ۱۱ جولائی کے بدر اخبار میں فیصلہ کا ایک اشتہار دیا ہے جو درج ذیل ہے:

فیصلہ کی آسان راہ

ایک صاحب نے حضرت (مرزا قادیانی) کی خدمت میں ذکر کیا کہ حضور کی اس تحریر پر جو اخبار میں چھپی ہے کہ اگر ہمارے مکذب ہمارے شائع کردہ

الہام الٰہی کو کہ انی احافظ کل من فی الدار افتراء سمجھتا ہے اور یقین کرتا ہے کہ محض ہم نے اپنے دل سے یہ بات بتائی ہے اور یہ خدا کا کلام نہیں جو ہم پر نازل ہوا ہے اور صرف اتفاقی طور پر ہمارے گھر کی حفاظت ہو رہی ہے تو چاہیے کہ ہمارے مکذبین میں سے بھی کوئی ایسا الہام شائع کرے تب اس کو معلوم ہو جائے گا کہ افتراء کا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ اس بات کو پڑھ کر بعض مخالف یہ کہتے ہیں کہ ہم مفتری نہیں ہیں جو خدا تعالیٰ پر افتراء کریں ہم کس طرح ایسا الہام شائع کر سکتے ہیں۔ حضرت (مرزا قادیانی) نے فرمایا یہی بات ہے جو ہم ان کو سمجھانا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر افتراء کر کے کوئی شخص بچ نہیں سکتا اگر یہ کلام ہم پر خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل نہ ہوتا اور ہمارا افتراء ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کلمہ کے مطابق ہمارے گھر کی حفاظت کیوں کرتا جب کہ ایک کلام صریح الفاظ میں پورا ہو گیا ہے تو پھر اس کے ماننے میں کیا شک ہے۔ لیکن ہم نے مخالفین کے واسطے فیصلہ کی دوسری راہ بھی بیان کر دی ہے کہ جو شخص یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ یہ انسان کا افتراء ہے تو اسے لازم ہے کہ وہ قسم کھا کر ان الفاظ کے ساتھ بیان کرے کہ یہ انسان کا افتراء ہے خدا کا کلام نہیں و لعنت اللہ علی من کذب وحی اللہ اگر کوئی شخص ایسی قسم کھاوے تو خدا تعالیٰ اس قسم کا نتیجہ ظاہر کر دے گا۔

چاہیے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اور جعفر زٹلی لاہوری اور ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب اور غزنوی صاحبان بہت جلد اس کی طرف توجہ کریں۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

یہی اشتہار الحکم ۱۰۔ جون ۱۹۰۷ء (ص۳) میں مفصل شائع ہوا ہے جس کا جواب ہم نے مرقع قادیانی میں مفصل دیا ہے یہاں پر صرف اسی مجمل اشتہار کا جواب دیتے ہیں کہ ہم آپ کی تکذیب پر حلف اٹھانے کو طیار ہیں مگر براہ مہربانی اس حلف کے نتیجہ سے پہلے ہم کو آگاہ کر دو کیونکہ ذات شریف کی عادت ہے کہ مخالف کے حق میں ہر ایک بات کو آپ لعنت کا اثر قرار دیا کرتے ہیں۔ غضب خدا کا جناب مولوی ابو

سعید محمد حسین صاحب بٹالوی کی نسبت ذلت اور خواری کی پیش گوئی آپ نے کی۔ جب سرکار کی طرف سے چار مربع زمین ان کو ملی جیسی اور بھی بہت سے سفید پوشوں کو ملا کرتی ہے، تو آپ نے جھٹ سے اس کو اپنی پیش گوئی مصداق بتایا کہ بس میری پیش گوئی پوری ہوگئی کہ مولوی محمد حسین کو جو زمین ملی ہے یہ ان کے لئے ذلت ہے۔ دام افتادہ ہیں کہ ہر بات پر سبحان اللہ جل جلالہ کہنے کو تیار ہیں اسی لئے ہم ہمیشہ آپ کے حق میں کہا کرتے ہیں

ایں کرامت ولی ما چہ عجب
گربہ شاشید و گفت باراں شد

بس جب آپ کی شرم وحیا یہاں تک ترقی کر گئی ہے کہ آپ اپنی پیش گوئی کے صدق کے لئے ایسی شرم ناک کاروائیاں کرنے سے بھی نہیں رک سکتے تو کیا عجب کہ ہمارے حلف اٹھانے کے بعد اگر ہم کو کوئی معمولی یا غیر معمولی جسمانی یا روحانی تکلیف پہنچ جائے یا جناب مولوی محمد حسین صاحب کی طرح ہم کو بھی کوئی جاگیر مل جائے، تو آپ اسی کو اپنا معیار صداقت بنالیں اس لئے بہت ضروری ہے کہ آپ ہم کو اس حلف کا نتیجہ پہلے بتلاویں اور آپ کو مشکل بھی کیا ہے جب کہ بقول آپ کے خدا نے آپ سے کہہ رکھا ہے کہ جب تو دعا کرے گا میں قبول کرونگا۔ بس دعا کیجئے کہ خدایا میرے مخالف مجھ سے اس حلف کا نتیجہ پوچھتے ہیں اور تیرا وعدہ یاد دلاتے ہیں۔ پس تو مجھ کو اس سے اطلاع دے کہ میں ان کو خبر کر دوں۔ بس یہ دو حرفہ فیصلہ ہے:

بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

مرزا صاحب دیکھا نہ ہم آپ کے کیسے مخلص ہیں کہ جو کچھ آپ فرماتے ہیں ہم ماننے کو تیار ہیں مگر ذرہ باقاعدہ، تاکہ بعد میں کسی قسم کا شک وشبہ نہ رہے۔ باقی آپ کی یہ بڑ کہ یہ پیش گوئی ہماری سچی ہے اور ہمارے گھر کی حفاظت ہے اس کا جواب اہل حدیث مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۰۷ء میں بڑی وضاحت سے دیا گیا ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ آپ کی یہ پیش گوئی بھی گوزشتر سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔

مرزا صاحب کو عربی دانی اور عربی نویسی پر بڑا ناز ہے مگر افسوس ہے کہ آپ کی عربی کو جب کبھی غور سے دیکھا جائے تو ان کی عربی اروہ خوروں کی سی ہوتی ہے

دیکھئے اس الہامی فقرہ کو کیسے بنا کر لکھتے ہیں

لعنت اللہ علی من کذب و حی اللہ

کذ ب اگر بصیغہ مجرد ہے تو غلط ہے کیونکہ اس کا صلہ علی آتا ہے جو یہاں نہیں اور اگر مزید؟ یعنی باب تفعیل سے کذّب ہے تو اس کا صلہ ب آتا ہے یوں چاہیے تھا کذب یو حی الیہ۔ دیکھو کذ بوا بآ یا تنا۔

اگر چہ ہم اس قسم کے مواخذات کو ایک قسم کا اوچھاپن جانتے ہیں مگر مرزا صاحب کے حق میں اس قسم کے مواخذات اسلئے کرتے ہیں کہ ایک تو خیریت سے آپ کو عربی نویسی میں معجز نمائی کا دعوی ہے اگر اس معجزہ کی تکذیب اچھی طرح پہلے ہو چکی ہے اشاعۃ السنہ میں اغلاط کی فہرست چھپی۔ ہم نے رسالہ الہامات مرزا میں آپ کے الہامی اور اعجازی قصیدہ کی دھجیاں اڑائیں جس کا جواب آج تک آپ سے نہ بن سکا۔ دوم اس قسم کی غلطی فرضی یا واقعی کہیں مرزا صاحب کے مخالفین سے ہو جائے تو آپ جھٹ اسے اپنا معجزہ بتایا کرتے ہیں جناب مولوی محمد حسین صاحب کی بابت مشہور کیا تھا کہ انہوں نے میرے کلام عجبت لہ پر اعتراض کیا ہے کہ لہ غلط ہے، حالانکہ صحیح ہے۔ پس مولوی محمد حسین ذلیل ہو گیا اور میری پیش گوئی سچی ہو گئی، اس لئے ہمارا بھی حق ہے کہ ہم بھی آپ سے پوچھیں کہ آپ کی ایسی عربی نویسی سے کس کا، معجزہ ثابت ہوا ہمارے خیال میں یہ معجزہ اسی سید الانبیاء ﷺ کا ہے جن پر آپ ہمیشہ افتراء کرتے ہیں

محمد عربی کہ آبروے ہر دو سراست
کسی کہ خاک درش نیست خاک بر سر او

(ہفت روزہ اہل حدیث ۲۶ جولائی ۱۹۰۷ء ص ۲۔۳)

ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب (سابق مرید مرزا) کو الہام ہوا ہے کہ ۲ جولائی سے ۱۴؟ ماہ کے اندر مرزا صاحب اس جہان سے کوچ کر جائیں گے (حقیقت میں یہ الہام مرزا صاحب کی تائید میں ہے وہ بھی تو اپنی موت کو قریب جان کر بہشتی مقبرہ کی وصیت کر چکے ہیں (آئندہ دیدہ بائد)

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۲ اگست ۱۹۰۷ء ص ۱۱)

ایک مرزائی اعتراض

جناب مولانا مولوی صاحب۔ السلام علیکم:

آج کل ہر ایک انسان تسلیم کرتا ہے کہ دنیا پر اللہ تعالی کا عذاب مختلف صورتوں اور رنگوں میں نازل ہو رہا ہے طاعون سے کئی گھر بے خانماں ہو گئے ہیں گھروں کا کیا ٹھکانہ ہے کئی بستیاں نیست و نابود ہو گئی ہیں اللہ تعالی قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ جب تک ہم پہلے رسول نہ بھیج لیں ہم کسی پر اپنا عذاب نازل نہیں کرتے ہیں۔ براہ مہربانی آپ اس عقدہ کو حل کر کے بندہ کی تسلی فرماویں بندہ بہت تشویش میں ہے

جواب: اس سوال کا جواب تو قرآن مجید میں بصراحت ملتا ہے غور سے سنیئے ما ارسلنا ك الا كافة للناس خدا فرماتا ہے ہم نے تجھ کو اے نبی تمام لوگوں کے لئے بھیجا ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کا نام خاتم النبیین ہے پس اسی رسول بلکہ خاتم الرسل کی رسالت ہر بات میں ارسال رسول کے قائم مقام ہے جو لوگ اس رسول کو کافی نہیں جانتے بلکہ اپنی رسالت کا ذبہ کا سکہ بٹھانا چاہتے ہیں قرآن مجید ان سے سوال کرتا ہے ام لم یعرفوا رسولھم فھم له منکرو ن کیا انہوں نے ہنوز اپنے رسول کو نہیں پہچانا جو اس سے منکر ہیں۔ مطلب یہ کہ رسول آ بھی آ چکا اور اس کی بے فرمانی بھی ہو رہی ہے۔ پس اور کسی رسول کی حاجت نہیں، نہ آ سکتا ہے۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶۔ اگست ۱۹۰۷ء ص ۶)

کھلی چٹھی بنام مرزا غلام احمد قادیانی

از مولانا ابوسعید محمد حسین بٹالوی

اڈیٹر اخبار اہل حدیث بتاتے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ایک مضمون انگریزی اخبار سول ملٹری گزٹ لاہور میں لکھا یا تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ مسلمان خونی مہدی کے قائل ہیں اس لئے ان سے خطرہ ہے اور میں جہاد کا مخالف ہوں میرا مرید عبداللطیف کابل میں اسی لئے مارا گیا کہ جہاد کو منع کرتا تھا۔ اس کے جواب میں مولانا ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی نے ایک مضمون اسی انگریزی اخبار میں لکھا یا جس کا خلاصہ تھا کہ تم جھوٹ کہتے ہو مسلمانوں کی کسی صحیح روایت میں ہے کہ مسیح

اور مہدی جنگ کریں گے، بلکہ وہ معجزات و کرامات سے اشاعت اسلام کریں گے اور عبد اللطیف جہاد کے سبب سے نہیں مارا گیا بلکہ تمہاری نبوت کا ذبہ کی تصدیق اور حضرت مسیح کی توہین کرنے سے مارا گیا۔ اس کے متعلق مولانا محمد حسین صاحب کی یہ چٹھی بغرض درج کرنے کے آئی جو درج ذیل ہے۔

مولانا محمد حسین صاحب کے مضمون کی نسبت قادیانی اخباروں نے ہم سے بھی رائے طلب کی ہے جس کا جواب مرقع قادیانی نمبر ۴ میں ہماری طرف سے نکلے گا (اڈیٹر اہل حدیث)۔

مولانا محمد حسین بٹالوی فرماتے ہیں:

میرے مضمون مندرجہ سول ملٹری گزٹ ۱۹ جولائی ۱۹۰۷ء سے جو تشویش (کھلبلی) آپ کی پارٹی (اہل لاہور اور قادیان وغیرہ) میں پھیل گئی مجھ کو اس کا علم ہو گیا۔

اس تشویش کی موجب آپ کی ذات اور آپ ہی کا قلم ہوا ہے آپ جانتے ہیں کہ میں مدت سے خاموش تھا آپ ہی کے آرگن الحکم کی تحریک سے میں نے ایک نصیحت نامہ ۱۷ مئی کو آپ کے نام لکھا۔ اس کے جواب میں آپ نے ۲۲ مئی کے خط میں دجل و جدل سے کام لیا اور اس کے ساتھ ایک پر از دجل و جدال کتاب حقیقۃ الوحی میرے پاس بھیج دی۔ پھر اسی پر اکتفا نہ کر کے ۲۸ مئی ۱۹۰۷ء کے سول ملٹری گزٹ میں آپ نے ایک ایسا مضمون شائع کر دیا جس سے تمام مسلمانان رعایا برٹش گورنمنٹ اور گورنمنٹ کے صادق دوست ہز میجسٹی امیر افغانستان پر سخت بے رحمانہ اور غیر شریفانہ اور برخلاف واقعہ حملہ کیا جس سے کروڑوں مسلمانوں کا دل دکھایا۔

وہ خط اور یہ مضمون دیکھ کر حمیت حق اور حمایت اسلام اور ایک بادشاہ اسلام مجھے باعث و محرک ہوئے کہ میں اس دجل و جدل پر گورنمنٹ اور اسلامی پبلک کو آگاہ کر دوں۔ اور حدیث نبوی الدين النصيحة لله و رسوله و لآئمة المسلمين و لعامتهم عمل میں لاؤں۔ بناء علیہ اس خط ۲۲ مئی کے جواب میں میں نے ایک کھلی چٹھی ۲۸ مئی ۱۹۰۷ء کو لکھی جو زیر طبع ہے اور اشاعۃ السنہ جلد ۲۱ میں درج ہو کر عنقریب ملاحظہ سے گذرے گی انشاء اللہ تعالی۔ اور مضمون مذکور سول ملٹری کے جواب میں ایک آرٹیکل اڈیٹر سول ملٹری گزٹ کو مخاطب کر کے شائع کیا جو ۲۱ جولائی کو مرزائی کمپنی کے

اخص ارکان کی مجلس میں بمقام قادیان پڑھا گیا۔اس مجلس میں اس آرٹیکل کے پڑھے جانے سے وہ شور وغل پیدا ہوا جو ہرقل قیصر روم کی مجلس میں آنحضرت ﷺ کے خط پڑھے جانے سے پیدا ہوا تھا اوران لوگوں کے ہوش وحواس کو اس آرٹیکل نے پراگندہ کر دیا اور لیجو پکڑیو بچا لو سنبھالو کا نعرہ بلند ہوا۔کوئی کہتا سول ملٹری گزٹ میں اس کا جواب شائع ہونا چاہیے کوئی بدحواس کہتا کہ راقم آرٹیکل پر مباہلہ کا تیر چلانا یا گولہ مارنا چاہیے کوئی سراسیمہ وخوف زدہ کہتا اس کے جواب میں کچھ بھی مشتہر نہ کرنا چاہیے بلکہ مجھ خاموشی اختیار کرنی چاہیے جس پر حضرت اقدس کمپنی کے افسر نے یہ فرمایا کہ اس صورت میں گورنمنٹ ہم پر بدظن ہو جائے آخر اس تجویز پر اتفاق رائے ہوا کہ پمفلٹ شائع کر کے معزز افسران گورنمنٹ کے پاس بھیج دینا چاہیے اور یہ کام مولوی محمد احسن یا حکیم نورالدین کے سپرد ہوا کہ نواب صاحب بھوپال کی تالیفات جمع کر کے ان میں سے نواب صاحب کے خیالات متعلق آمد خونی مہدی نکال کر یہ ثابت کرنا چاہیے کہ راقم آرٹیکل مذکور نے نواب صاحب کو اپنا امام و پیشوا مانا ہوا ہے لہذا یہ بھی گویا خونی مہدی کا قائل ہے۔

حاضرین مجلس میں ایک اجنبی آدمی بھی تھا اس نے کہا کہ اگر مرزا صاحب خدا کی طرف سے ہیں تو پھر وہ کیوں اور لوگوں سے رائے اور مدد لیتے ہیں، اور کیوں اس بات میں خدا تعالی سے حکم نہیں پوچھ لیتے۔اور نیز اگر وہ خدا کی طرف سے ہیں تو گورنمنٹ کی بدگمانی کی کیوں پرواہ کرتے ہیں۔مگر اس خوف زدہ حواس باختہ کمپنی نے اس اجنبی کی رائے کی طرف کچھ توجہ نہ کی اور یہی رائے پاس ہوگئی کہ اس آرٹیکل کے جواب میں پمفلٹ ضرور شائع ہونا چاہیے۔خاکسار نے یہ حال سن کر پہلے اسکو زبانی ایک طالب علم راست گو کے پیغام بھیجا اور اب اس کھلی چٹھی کے ذریعہ یہ پیغام دیتا ہوں کہ اگر مولوی محمد احسن صاحب یا کسی اور صاحب مددگار مرزا جی کو میدان مقابلہ میں قلم اٹھانے اور اس آرٹیکل کے جواب میں پمفلٹ کے شائع کرنے کا حوصلہ ہو تو یہ خاکسار ....اس کا مواد و سامان بہم پہنچانے کو حاضر ہے وہ تصانیف نواب صاحب سے جو رسالہ چاہیں خاکسار سے مستعار طلب کریں اور جس نمبر رسالہ اشاعۃ السنہ میں نواب صاحب کے خیالات کا بیان اوران پر بحث ہے وہ اردو انگریزی میں شائع

ہو چکے ہیں ان کو بارسال قیمت جو رؤساء سے لی جاتی ہے (جن میں مرزا صاحب بھی شامل ہیں کیونکہ وہ امت جدیدہ کے اعلیٰ رئیس وفرمانروا ہیں اور تمام رئیسوں کے برابر آمدنی رکھتے ہیں) ارسال کر کے طلب کریں۔ پھر پمفلٹ تیار کریں اور ثابت کریں کہ آمد مہدی کے منتظر اور معتقد سب کے سب باغی سرکار انگلشیہ ہیں اور اس کا جواب اس خادم الاسلام و المسلمین اور ایڈوکیٹ اہل حدیث سے لیں اور اس کا لطف حاصل کریں اور مزہ چکھیں

اس چیلنج کے ساتھ اس کمپنی کو یہ نصیحت کرنا بھی ہمارا فرض ہے کہ وہ خام خیال اور سودائے محال کو اپنے دماغوں سے نکال پھینکیں کہ وہ اشاعۃ السنہ کے مقابلہ میں تمام مسلمانان معتقدین آمد مہدی کو باغی ثابت کر دیں گے اور اس میں عہدہ برآ ہوں گے۔ پندرہ برس میں پہلے ان سے اشاعۃ السنہ کے مقابلہ میں کیا ہوا جو آئندہ ہوگا لہذا اپنی خیر چاہتے ہو تو وہ اسی اجنبی کی رائے پر کاربند ہو کر بس چپ ہی ہو رہو اور اس رباعی پر عمل کرو

آنانکہ چشم بر گل تحقیق وا کنند
از ہرچہ فہم رنگ نگیرد حیا کنند
در مہجئے کہ غیر خموشی علاج نیست
پھر ہرزہ است تکیہ بچون و چرا کنند

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹۔ اگست ۱۹۰۷ء ص ۵۔۶)

مولوی محمد احسن امروہی کے خط کا جواب

اور اڈیٹر بدر والحکم کی غلط گوئی کا ردّ باصواب

جناب مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی کی آج کل خط وکتابت قادیانی پارٹی سے ہو رہی ہے مولوی صاحب موصوف نے ایک مضمون لاہور کے انگریزی اخبار میں چھپایا تھا اس مضمون سے قادیانی پارٹی بہت کھسیانی ہو رہی ہے کیونکہ جو کچھ منصوبے وہ آج تک طفل تسلیوں کی طرح دل میں ٹھانے ہوئے تھے کہ مولوی صاحب

آخر کار ہماری طرف رجوع کر آئیں گے اس مضمون سے تمام ملیا میٹ ہو گئے۔ اس پر مولوی محمد احسن صاحب امروہی نے مولوی صاحب کو خط لکھا کہ آپ مرزا صاحب کو کافر کہتے ہیں تو ڈاکٹر عبدالحکیم خان کو کیوں کافر نہیں کہتے حالانکہ دونوں کا دعوی یکساں ہے۔ نیز مرزائی اخباروں میں لکھا گیا تھا کہ مولوی محمد حسین صاحب نے بھی رجوع کیا ہے جو کہتے ہیں کہ مہدی اور مسیح جنگ نہیں کریں گے ان سب باتوں کا جواب مولوی صاحب دیتے ہیں (اڈیٹر اہل حدیث)

میرے پرانے دوست مولوی محمد احسن صاحب:

میں نے آپ کا خط مورخہ ۲۲ جولائی مندرجہ بدر ۲۵ جولائی ۱۹۰۷ء کمال تعجب وافسوس سے پڑھا۔ اس خط میں آپ نے میرے مضمون ۱۶ جولائی پر (جو سول ملٹری گزٹ ۱۸ و ۱۹ جولائی میں شائع ہوا) دو ناروا الزام (ایک قطعی دوسرا شرطی) قائم کئے ہیں جن میں آپ نے علم وفہم وخدا ترسی وحق گوئی سے کام نہیں لیا۔

آپ کا قطعی الزام یہ ہے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان در بارہ نجات اتباع خاتم النبیین ضروری نہیں ٹھہرا تا پھر آپ نے (خاکسار کو کہتے ہیں) ان کو اس مضمون (۱۶ جولائی) میں سچا مسلمان تحریر فرمایا ہے۔

آپ کا شرطی الزام یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب اپنے خط ۱۹ جولائی میں (مولوی نورالدین صاحب کے نام جو انہوں نے لکھا ہے اور وہ بدر ۲۵ جولائی میں مشتہر ہوا ہے) یقیناً وہی دعوی وہی عقاید ظاہر کئے ہیں جو مرزا صاحب نے کئے ہیں کہ، میں مسیح موعود ہوں، نبی ہوں، رسول ہوں رحمۃ للعالمین ہوں۔، وعلی ہذا القیاس جن کی وجہ سے آپ نے مرزا صاحب کو کافر مرتد اور واجب القتل قرار دیا۔ اب اگر آپ ڈاکٹر صاحب کو بھی مرزا صاحب کے مانند کافر و مرتد واجب القتل سمجھتے ہیں تو لازم ہے کہ سول ملٹری گزٹ میں اسکا اشتہار کریں اور اگر آپ ڈاکٹر صاحب کو ان عقاید اور دعاوی کی نظر سے کافر و مرتد واجب القتل نہ کہیں گے تو یہ بے انصافی ہوگی اور اس صورت میں آپ کو ڈاکٹر صاحب کی بیعت و پیروی لازم ہوگی۔

الزام اول کا جواب یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب آنحضرت ﷺ کا اتباع وایمان اس شخص کے لئے جس کو آنحضرت ﷺ کی دعوت پہنچ چکی ہو ضروری اور شرط نجات

جانتے ہیں اور جو شخص اس سے انکار کرے اس کو جہنمی کہہ چکے ہیں اور اخبار وطن ۱۷ مئی ۱۹۰۷ء میں اس کا اشتہار کر چکے ہیں اور آپ لوگوں کے اس الزام کو محض اتہام قرار دے چکے ہیں اصل عبارت ہماری کھلی چٹھی بنام مرزا صاحب میں جو نمبر ۱۲ جلد ۲۱، اشاعۃ السنہ میں درج ہو کر عنقریب شائع ہو گی ان شاء اللہ تعالی (جن لوگوں نے اصل عبارت نہ دیکھی ہو جو جلد ۲۱، اشاعت السنہ کا انتظار کریں) (یا اسی پرچہ میں آئندہ صفحوں میں ڈاکٹر صاحب کا مضمون پڑھیں۔ اڈیٹر اہل حدیث)

الزام دوم کا جواب یہ ہے کہ خاکسار نے مرزا صاحب کے صرف دعوی نبوت و رسالت وغیرہ عقاید کفریہ کو اسلامی حکم سیاسی ہز میجسٹی فرمانروائے افغانستان کا سبب و موجب قرار نہیں دیا بلکہ ان کا انبیاء علیھم السلام خصوصاً حضرت مسیح بن مریم کی توہین کرنا اور ان کو گالیاں دینا (جو رعایا اہل اسلام میں پولیٹکل جوش پھیلانے اور نقص امن عامہ خلائق پیدا کرنے کا موجب ہوتا ہے) ہز میجسٹی امیر افغانستان اور اس کی مانند دیگر خود مختار اسلامی فرمانروایان و حکام کے (نہ عوام غیر حکام کے) سیاسی حکم قتل کا موجب قرار دیا ہے

میرے اس مضمون اردو میں جو رسالہ نمبر ۱۲، جلد ۲۱ میں شائع ہوگا مرزا صاحب کو دعوائے نبوت و دیگر عقاید کفریہ کو سبب سیاسی حکم قتل نہیں ٹھہرایا اور نہ کسی پہلی تصنیف یا تحریر میں ایسا پایا گیا ہے تاکہ اس کے مطابق حکم قتل ڈاکٹر صاحب یا کسی اور مدعی و معتقد کفریات کا الزام قائم ہو سکے۔ مترجم مضمون نے انگریزی ترجمہ میں آپ کے دعوی کو بھی شامل و داخل سبب کر دیا اور خاکسار نے اس دعوی نبوت کو اصل سبب حکم سیاسی مثل (توہین و دشنام دہی پیغمبر) ضمیمہ یا موید (نہ بالاستقلال) سمجھ کو اس کو ترجمہ سے نہ نکالا۔

کوئی شخص ہزار کلمہ کفر بکے پیغمبری کرے یا اور عقاید کفریہ ظاہر کرے وہ سیاسی حکم سلاطین سے قتل تب ہی کیا جاوے گا جب کہ اسکے کفریہ اقوال و افعال سے اسلام کے پولیٹکل نظام میں خلل واقعہ اور نقص امن عامہ خلائق وقوع میں آنے کا اندیشہ ہو۔

اقوال افعال و عقاید کفریہ کا موجب کفر ہونا بھی اسی صورت میں تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ ان عقائد کا معتقد اور ان دعاوی کا مدعی عمداً و عناداً ایسے عقاید کا

اظہار و ارتکاب کرے اور اگر وہ اس میں کوئی غلطی کرے، یا لاعلمی واصول احکام اسلام سے ناواقفی کی وجہ سے اس کا مرتکب ومعتقد ہوگیا ہو، یا نفس کا دھوکہ کھا جائے اور حدیث النفس کو وحی الٰہی سمجھ کر مدعی نبوت یا رسالت بن بیٹھے یا اور کفریات بکنے لگے یا شطحیات زبان پر لاوے تو باوجودیکہ اس کے افعال واقوال وعقاید کو کفر قرار دیا جائے گا اس شخص پر یقیناً فتوی کفر نہ لگایا جائے گا جب تک کہ اصول اسلام سے اس کا جحود وانکار وتکذیب ثابت نہ ہو۔ اس کی تفصیل ہمارے مضمون کفر و کافر میں بضمن جلد ۴۔ اشاعۃ السنہ مطبوعہ ۱۸۸۱ء اور ریویو براہین احمدیہ میں بضمن جلد ۷ مطبوعہ ۱۸۸۴ء میں ہو چکی ہے اور کسی قدر اس کا تتمہ ہماری کھلی چٹھی بنام مرزا مندرجہ نمبر ۱۲ جلد ۲۱ میں بیان ہوا ہے جو عنقریب ہدیہ ناظرین ہوگا ان شاء اللہ تعالی

بناء علیہ ڈاکٹر صاحب اس وقت تک بعض ان دعاوی کے ساتھ جو دعاوی مرزا صاحب کے ہم رنگ و ہم سنگ بقول آپ کے ان سے سرزد ہو رہے ہیں ان تاویلات کے ساتھ فتوی کفر سے بچ سکتے ہیں جیسے مرزا صاحب ان کا موجودہ حال کھل جانے سے پہلے ریویو براہین احمدیہ میں بچالئے گئے تھے اور بعض دعاوی میں وہ فتوی کفر سے بایں وجہ بچ سکتے ہیں کہ اصول و مسائل اسلام سے ناواقفی کے سبب حدیثالنفس کو وحی الٰہی سمجھ کر انہوں نے وہ دعاوی کئے ہیں نہ جحوداً و عناداً و تکذیباً بشریعة الحمدیه کما ثبت ذلك كله بالشواهد الواضحة و التجارب الكاملة من صاحبكم المتنبى القاديانى

القصہ ڈاکٹر صاحب نے اگر ایسے دعاوی کئے ہیں تو وہ ابتدائی درجہ میں ہیں اور اجتہاداً بعض کلمات کفریہ زبان یا قلم میں لائے ہیں اور مرزا صاحب انتہائی درجہ پر پہنچ چکے ہیں اور جحوداً عناداً الزام کفر پر جمے ہوئے اور ڈٹے ہوئے ہیں شتان بینهما لہذا ڈاکٹر صاحب قبل از استکشاف اعتقاد و فہمائش و تحقیق وعرض وتاویل اس فتوی کے محل نہیں ہو سکتے جو ہندوستان و پنجاب کے صدہا علماء نے مرزا صاحب کے جحود وعناد کو ان کی تصانیف وتقاریر اور شبانہ روزی بست سالہ اقوال وافعال سے ثابت ومحقق کر کے ان پر لگایا ہوا ہے ومع ہذا ہم ڈاکٹر صاحب سے اس باب میں خط وکتابت کریں گے اور امید ہے کہ اگر انہوں نے دعوی رسالت ومسیحائیت کیا بھی ہوگا اور مرزا

صاحب کے ایک خلیفہ چراغ دین جمونی کی (جو آپ ہی کے نقش قدم کی پیروی کر کے پہلے ملہم بن بیٹھا تھا پھر آخر کو آپ سے منحرف و مرتد ہو گیا تھا) طرح آپ ہی کے فیض سے اپنے خیال میں ملہم ہو گئے ہیں اور اپنے احادیث النفس کو الہامات الہیہ سمجھ بیٹھے ہوں تو وہ ہمارے اس مضمون اور کھلی چٹھی کو پڑھ کر ان دعاوی سے دست بردار ہو جائیں گے۔ ان شاء اللہ تعالی۔ اور اگر وہ بھی مرزا صاحب کی طرح آخر کھل کھیلے اور باوجود فہمائش دعوی نبوت و مسیحائیت پر مصر رہے تو محکمہ عالیہ شریعت محمدیہ سے بواسطہ اس کے خادم اشاعۃ السنہ النبویہ کے ان پر بھی وہی فتوی لگایا جائے گا جو مرزا صاحب پر لگایا گیا ہے ان شاء اللہ تعالی

حضرات اڈیٹران بدر والحکم: آپ لوگوں نے جو کچھ بدر ۲۵ جولائی والحکم ۳۰ جولائی میں لکھا ہے محض غلط اور برخلاف واقع ہے آپ لوگوں نے اس میں خود دھوکہ کھایا یا دیدہ دانستہ اوروں کو دھوکہ دینا چاہا ہے۔

مضمون سول میں میرا سابق اعتقاد سے رجوع کرنا تب ثابت ہوتا جب کہ اس سے پہلے میں کسی تحریر یا تصنیف میں یا کسی مجلس میں اس مضمون کے برخلاف اپنا اعتقاد ظاہر کر چکا ہوتا حالانکہ میں نے کسی تحریر میں یا زبانی تقریر میں کبھی اس اعتقاد کا اظہار نہیں کیا کہ حضرت مسیح بن مریم اور ان کے رفیق امام مہدی آئیں گے تو تلوار چلائیں گے اور دین اسلام کو بزور شمشیر پھیلائیں گے (اسلام بزور شمشیر پھیلانے کے معنی یہ ہیں کہ کافروں کو تلوار دکھا کر دھمکایا جائے کہ یا تو اسلام قبول کرو یا قتل۔ اس قسم کی جنگ تو بیشک کبھی کسی نبی نے نہیں کی اور مولوی صاحب کو اسی سے انکار ہے.... اڈیٹر اہل حدیث) جو آج تک کسی ہادی اسلام سے نہیں ہوا۔ نہ بانی اسلام ﷺ سے اور نہ ان کے خلفائے قائم مقام سے۔ اگر میرے اعتقاد سابق کی نسبت آپ کا یہ دعوی ہے تو بنقل میرے صریح کلام کے اس دعوی کا ثبوت آپ لوگوں کے ذمہ ہے اور اگر آپ لوگوں نے اپنے غلط اجتہاد سے یہ خیال و قیاس کر لیا ہے کہ چونکہ خاکسار اہل حدیث ہے اور احادیث صحیحہ کا فیصلہ اس کا عین مذہب و اعتقاد ہوتا ہے اور احادیث صحیحہ میں حضرت مسیح و امام مہدی کا بزور شمشیر اسلام پھیلانا اور کافروں پر تلوار چلا کر ان کو مسلمان بنانا آ چکا ہے لہذا خاکسار کا یہی اعتقاد ہو گا، تو اس صورت میں آپ لوگوں کا اس خیال و قیاس میں صادق ہونا (جس کا اخبار بدر

میں جا بجا، بدر صدق، لکھ کر دعوی کیا گیا ہے اور حکم ہونے کے لئے تو راستی لازم ہی ہے) تب ہی مسلّم ہو گا جب کہ آپ ایسی احادیث صحیحہ کو اپنے اخباروں میں مشتہر کر دیں جن میں یہ بیان ہو کہ حضرت مسیح و امام مہدی بر خلاف سیرۃ نبوی و خلفاء راشدین بزور شمشیر اسلام پھیلائیں گے اور زمین میں خونریزی کر کے کافروں کو مسلمان بنائیں گے۔

جس قدر احادیث صحیحہ اس مضمون کی آپ صاحبان پیش کریں گے اسی قدر بحساب فی حدیث ایک اشرفی انعام پائیں گے۔ مگر اس میں یہ شرط ملحوظ رکھنے کے لائق ہے کہ جو حدیث پیش کریں وہ صحیح ہو جس کا معیار ابن الصلاح وغیرہ آئمہ حدیث نے یہ بیان کیا ہوا ہے کہ وہ حدیث کسی کتاب التزام الصحت میں (جیسے بخاری مسلم میں) پائی گئی ہو یا کسی امام حدیث نے اس کو صحیح کہا ہو۔ صرف کسی ایسی کتاب میں جو ملتزم الصحۃ نہ ہو (جیسے کتاب ترمذی وسنن ابی داؤد وغیرہ ہیں) اس حدیث کا پایا جانا کافی نہیں کتب حدیث اور کلام آئمہ حدیث تک پہنچنا آپ لوگوں کو مشکل ہو گا لہذا آپ کے لئے مناسب ہے کہ ایسی حدیث پیش کرنے سے پہلے اپنے ہی امام مہدی زمان اور متنبّی قادیانی کے رسالہ حقیقت المہدی کے ٹائٹل پیج کا صفحہ ۲ ملاحظہ کر لیں جس میں اس قسم کی جملہ احادیث کو غیر صحیح و موضوع قرار دیا۔

اگر اس مضمون کی حدیث آپ لوگوں کو نہ ملے تو اپنے اس خیال غلط اجتہاد کو واپس لے لیں اور اپنے اخباروں میں صاف یہ اقرار مشتہر کر دیں کہ ہم نے جو اڈیٹر اشاعۃ السنہ پر رجوع کا الزام لگایا ہے وہ صحیح نہیں غلط ہے اور غلط فہمی پر مبنی ہے اس الزام رجوع سے ہمارا خود رجوع ہے۔

یہی جواب ان علماء کی طرف سے ہے جن سے آپ لوگوں نے اس رجوع کی بابت استفسار کیا ہے (ہمارا جواب مرقع قادیانی نمبر۴ بابت ستمبر ۱۹۰۷ء میں ملے گا۔ اڈیٹر) ازانجملہ جو صاحب اس خاکسار کو اپنا ایڈوکیٹ (وکیل) تسلیم کر چکے ہیں ان کی طرف سے مجھے یہ کہنے کا حق ہے آپ لوگوں نے ان کی کسی تصنیف یا تحریر میں ان کا پرانا یہ اعتقاد دیکھا ہے کہ حضرت مسیح و امام مہدی تلوار چلانے او دنیا میں خون بہانے آئیں گے و ازانجملہ جو حضرات مجھے اپنا وکیل نہیں سمجھتے وہ جو جواب چاہیں دیں مگر ان کی خدمت میں مجھے اس قدر عرض کرنے کا حق ہے کہ وہ حضرات جب تک میرا مضمون

آسمانی مسیح اور ان کا رفیق مہدی،

جو عنقریب (اشاعۃ السنہ کی اشاعت کا عنقریب بھی و نراہ قریباً کی مانند ہے اس لئے انتظار شاق ہے۔ اڈیٹر اہل حدیث) جلد ۲۲۔ اشاعۃ السنہ میں شائع ہونے والا ہے ملاحظہ نہ فرمالیں اس درخواست وسوال کا کوئی جواب نہ دیں۔ ان کے حق میں یہی آسان اور مناسب ہے کہ وہ بھی اس سوال کی جواب دہی کیلئے خاکسار ہی کو وکیل کرلیں۔ اس زمانہ میں اور آج کل کے جھگڑالوؤں سے وکیلوں ہی کے ذریعہ سے اچھی طرح بھگتان ہوتا ہے۔

اور مرزائی پارٹی اور دیگر اہل مذاہب باطلہ جدیدہ کی نبض شناسی اور جواب دہی میں جو ملکہ اشاعۃ السنہ کو حاصل ہے وہ دوسروں کو کم حاصل ہے ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء

مولوی محمد احسن صاحب آپ حسب وعدہ اس جواب کو اخبار بدر وغیرہ میں مشتہر کردیں۔

اڈیٹر صاحبان۔ آپ بھی اپنا فرض منصبی ادا کریں اور اس مضمون کو درج اخبار کردیں۔ ابوسعید محمد حسین

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۰۔ اگست ۱۹۰۷ء ص ۶۔۹)

مرزا قادیان اور ڈاکٹر عبدالحکیم خان

چند روز ہوئے ڈاکٹر صاحب نے ایک خط متضمن اپنے الہامات کا حکیم نور الدین صاحب کے دریافت کرنے پر حکیم صاحب کو لکھا تھا اس خط میں چونکہ ڈاکٹر صاحب دو بڑے غضب کئے تھے ایک مسیح کا نام اپنے لئے بتایا تھا جس پر مرزا صاحب اور ان کے حواریوں کو طیش آنا لازمی تھا کہ ہیں ہم تو اتنی مدت تک لعن طعن سن کر بھی مسیحیت میں کامل نہ ہوئے تو کون ہے کہ ہماری برابری کرے۔ دوسرا غضب یہ کیا کہ ان الہاموں میں ایک الہام مرزا صاحب کی موت کا بھی تھا کہ ۲ جولائی ۱۹۰۷ء سے ۱۴ ماہ کی مدت میں تشریف لے جائیں گے یک نہ شد دو شد۔ اس لئے اس خط کے متعلق

قادیانی اخباروں میں آج کل بڑے زور شور سے بحث ہوتی ہے نیچے کی مراسلت مع جواب بھی اسی کے متعلق ہے (اڈیٹر اہل حدیث)

مکرم بندہ ڈاکٹر عبدالحکیم:

السلام علیکم کل مجھ کو مولوی عبد اللہ خان احمد ریلوے سٹیشن پٹیالہ پر ملے انہوں نے بتلایا کہ ڈاکٹر عبدالحکم خان نے مسیح اور رسول ہونے کا دعوی کیا ہے۔ پہلے تو وہ اپنے فرزند کو مسیح بتلاتے تھے اب خود بن گئے ہیں اپنے آپ کو رسول بھی کہتے ہیں اخبار بدر میں خود ان کا خط موجود ہے۔

آج میں نے اخبار بدر مورخہ ۲۸ جولائی پڑھا اس میں آپ کے ۸۔ الہام چھپے ہیں جن میں سے یہ چار الہام ہیں:

۲۔و ما ارسلناك الّا رحمة للعالمین۔

۳۔ انك لمن المرسلین۔

۶۔انا ارسلناك بالحق بشیراً و نذیراً و لاتسئل عن اصحاب الجحیم

۷۔ دجالی فتنہ میرے ہاتھ سے پاش پاش ہوگا اور میں مسیح ہوں۔

اسکی بابت یہ سوالات ہیں: کیا الہام نمبر ۲ کے موافق آپ اپنے آپ کو رحمة للعالمین سمجھتے ہیں۔

کیا الہام نمبر ۳ کے موافق آپ اپنے کو مرسل جانتے ہیں۔

کیا الہام نمبر ۶ کے موافق آپ اپنے آپ کو رسول حق اور بشیر و نذیر جانتے ہیں۔،

الہام ۷ میں دجالی فتنہ سے مراد آپ کی کون فتنہ ہے اور مسیح ہونے سے آپ کی کیا مراد ہے۔ کیا جس آنے والے مسیح کی بشارات احادیث میں ہیں آپ وہی مسیح ہیں۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بھی مسیح ہونے کا دعوی کرتے ہیں کیا آپ مہربانی سے مطلع فرماویں گے کہ اس الہام کے صحیح معنی کیا ہیں۔

آپ نے مولوی نور الدین صاحب کو یہ فقرہ بھی لکھا ہے کہ گالیاں نکالنا تو ملعون کا کام ہے نہ کہ خدا کے مسیح اور مرسل کا۔ اس فقر میں خدا کا مسیح اور مرسل رسول کی مراد کیا آنے خود اپنی ذات سے لی ہے یا یہ فقرہ حسب معتقدات مولوی نور الدین

صاحب تعریفاً لکھا گیا ہے۔

اڈیٹر اخبار بدر نے مولوی محمد حسین صاحب اور اڈیٹر پیسہ اخبار کو ان دعاوی پر روشنی یا تاریکی ڈالنے کے لئے متوجہ کیا ہے لیکن میں نے یہ بہتر سمجھا کہ خود آپ ہی سے اس کے متعلق دریافت کرلیا جائے صاحب البیت ادری بما فیه ۔

نیاز مند محمد سلیمان عفی عنہ از پٹیالہ

رفیق ربانی قاضی محمد سلیمان صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:

رات میں نے ایک خواب میں دیکھا کہ آپ ایک کوچ پر بیٹھے ہیں اور ساتھ ہی میں بیٹھا ہوں آپ ایک حدیث صحیح سے میری تصدیق فرما رہے ہیں۔ پس آپ میرے رفیق ہیں۔آپ کے خط کا جواب اس تحریک آسمانی کے بعد عرض کرتا ہوں

۱۔ و ما ارسلناك الا رحمة للعالمين ۔اس میں یہ بشارت ہے کہ دجال قادیانی جو کل عالم پر لعنتیں برساتا ہے، فطرت اللہ کو لعنت قرار دیتا ہے، حقیقی رحمۃ للعالمین محمد ﷺ کی نسبت لکھتا ہے کہ انہوں نے زمین کو خون سے بھر دیا اور خون کی نہریں چلا دی ہیں اور دنیا کی تباہی کو اپنے لئے عید قرار دیتا ہے وہ میرے مقابلہ میں فنا ہو جائے گا اور دجالی فتنہ پاش پاش۔

۲۔ انك لمن المرسلين ،اس میں یہ بشارت ہے کہ تبلیغ حق میرے ہاتھ سے عین سنن انبیاء اور منشائے ایزدی کے مطابق ہوگی۔ اللہ کریم کی محبت و لایت نصرت اور ہدایت میرے شامل حال ہوگی۔

۳۔انا ارسلناك بالحق بشيراً و نذيراً ....اس کی تعبیر وہی ہے جو نمبر ۲ میں بیان ہو چکی۔

۴۔ دجالی فتنہ سے مراد مرزائے قادیانی کا فتنہ ہے مسیح کے مبارک نام میں یہ بشارت ہے کہ دجال قادیانی میرے خلاف سے ہلاک ہو جائے گا۔ میں یقیناً جانتا ہوں اور خداوند عالم کی طرف سے بھی بار بار یہی علم ملا ہے کہ محمد ﷺ خاتم النبیین وسید المرسلین ہیں آپ کے بعد جو کوئی شخص نبی یا رسول ہونے کا دعوی کرے وہ کذاب اور دجال

ہے قرآن مجید پر تمام مسلمانوں کی دینی اور دنیاوی فلاح منحصر ہے جب تک وہ قرآن مجید سے غافل ولا پرواہ ہیں اس وقت تک ان کا نہ دین درست ہوسکتا ہے نہ دنیا۔ نمبرا ،۲، ۳ کے الہامات کی میں یہ بھی تاویل سمجھتا ہوں کہ قرآن مجید کی تبلیغ میرے ہاتھ سے سرانجام پذیر ہوگی مجھ کو الہام ذیل ۱۸۹۸ء میں ہوا تھا جب کہ میں نارنول میں تھا

انا ارسلناك بالحق بشيراً و نذيراً و لا تسئل عن اصحاب الجحيم۔

اس الہام کے بعد مجھ کو رب العالمین نے یہ توفیق عطا فرمائی کہ مفتاح القرآن، تذکرۃ القرآن، اور تفسیر القرآن میرے قلم سے شائع ہوئے۔ تفسیر القرآن انگریزی میں بھی شائع ہوسکی۔ پس میری مسیحیت اور رسالت کی یہی تاویل ہے کہ دجال قادیانی میرے خلاف میں ہلاک ہو اور تبلیغ قرآنی سے مجھ سے ہوسکے۔ انبیاء علیھم السلام تو دنیا سے گذر چکے ہاں ان کے بروز اور مثیل تا قیامت رہیں گے تا کہ کشف اور رؤیائے صادقہ نبوت رسالت الہام ایک رفت گزشت قصہ نہ بن جائیں میرا عقیدہ ہے کہ وحی منقطع ہوچکی اور اب محض مبشرات باقی ہیں بس۔

میں نے جو فقرہ لکھا تھا کہ گالیاں نکالنا تو لعون کا کام ہے نہ کہ خدا کے مسیح اور مرسل کا، اس میں مسیح اور مرسل کے الفاظ سے یہی مراد ہے کہ خداوند عالم نے مجھ کو ان پاک ناموں میں ہلاکت دجال اور تبلیغ قرآن کی بشارت دی ہے تمام مسلمان اپنی اولاد کے نام انبیاء کے نام پر اس نیت سے رکھتے ہیں کہ ان کے مبارک نام موجب برکت وسعادت ہوں اور وہ اعمال واخلاق میں ان سے مشابہت پیدا کریں جب اللہ کریم کسی مومن کا نام مسیح یا محمد یا ابراہیم یا عیسی یا موسی رکھتا ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ اس کو ان کی صفات اور برکت سے حصہ مل چکا یا مل جائے گا پس جو نام اسلام میں جائز ہیں وہ خدا کے لئے کیوں حرام یا قابل اعتراض ہو گئے۔

والسلام الراقم محمد عبدالحکیم خان ایم بی اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ۔ ۱۶۔ اگست ۱۹۰۷ء

اڈیٹر اہل حدیث: گو آپ نے اپنی مراد واضح کر کے بتا دی لیکن چونکہ مسلمان پہلے ایک دفعہ ایسے الفاظ و القاب سے ڈنگ کھا چکے ہیں اس لئے ان کا چونکنا واجبی ہے بہتر ہے کہ ایسے القاب اگر آپ کو الہامی بھی ہوں تو ان سے جو مدعا اور

مقصود ہو ان الفاظ کو پبلک میں شائع کیا کریں۔ اس مضمون کے متعلق ہم نے مرقع قادیانی میں ذرہ تفصیل سے بحث کی ہے جو یکم ستمبر ۱۹۰۷ء کو شائع ہوگا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۰۔ اگست ۱۹۰۷ء ص ۹۔۱۰)

قادیانی دجاجلہ کی وفاداری

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مرزا صاحب قادیانی بھی عجائبات روزگار سے ہیں آپ کی دوراندیشی آپ کی نازک خیالی، اللہ اللہ! پرنس بسمارک اور مسٹر گلیڈ سٹون کو بھی ماند کرتی ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ گورنمنٹ نے طاعون کی شدت کو روکنے کے لئے ٹیکہ تیار کرنے کا حکم کیا جس کے فوائد بھی بتلائے تھے اور ترغیب بھی دی تھی مگر ہمارے مرزا صاحب نے اس کی مخالفت کرتے ہوئے لکھا تھا:

ہم بڑے ادب سے اس محسن گورنمنٹ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اگر ہمارے لئے ایک آسمانی روک نہ ہوتی تو سب سے پہلے رعایا میں سے ہم ٹیکہ کراتے۔ اور آسمانی روک یہ ہے کہ خدا نے چاہا ہے کہ اس زمانہ میں انسانوں کے لئے ایک آسمانی رحمت کا نشان دکھاوے۔ سو اس نے بھی مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تو اور جو شخص تیرے گھر کی چاردیوار کے اندر ہوگا اور وہ جو کامل پیروی اور اطاعت اور سچے تقوی سے تجھ میں محو ہو جائے گا، وہ سب طاعون سے بچائے جائیں گے۔

اور ان آخری دنوں میں خدا کا یہ نشان ہوگا تاکہ وہ قوموں میں فرق کر کے دکھلاوے (فرق تو خوب کیا کہ دائیں مونچھ کے بال اڈیٹر البدر ہی کو طاعون نے قادیان میں شکار کیا۔ اڈیٹر اہل حدیث) لیکن وہ جو کامل طور پر پیروی نہیں کرتا وہ تجھ میں سے نہیں اس کے لئے مت دل گیر ہو۔

یہ حکم الٰہی ہے جس کی وجہ سے ہمیں اپنے نفس کے لئے اور ان سب کیلئے جو

ہمارے گھر کی چار دیواری میں رہتے ہیں ٹیکا کی کچھ ضرورت نہیں (کشتی نوح)
اوراس دعوی کی دلیل میں آپ نے شروع مضمون ہذا پر آیت قرآنی لکھی تھی:

لن یصیبنا ا لا ما کتب اللہ لنا (یعنی ہم کو وہی تکلیف پہنچے گی جو خدا نے لکھ دی ہے)

لیکن آج کل جونہی گورنمنٹ کے تیور بدلے تو آپ کو خیال ہوا کہ آج کل تو ذرہ سی مخالفت پر بھی بدگمانی ہوتی ہے ادھر ملک معظم نے بھی طاعون کے متعلق توجہ فرمائی ہےتو آپ نے جھٹ سے اشتہار مندرجہ ذیل شائع کیا، جو یہ ہے:

تمام مریدوں کے لئے عام ہدایت

مجھے معلوم ہوا ہے کہ جناب وائسرائے گورنر جنرل ہند اس تجویز کو طاعون کے لئے پسند فرماتے ہیں کہ جب کسی گاؤں یا شہر کے کسی محلّہ میں طاعون پیدا ہو، تو یہ بہترین علاج ہے کہ اس گاؤں یا اس شہر کے اس محلّہ کے لوگ جن کا محلّہ طاعون سے آلودہ ہے، فی الفور بلاتوقف اپنے اپنے مقام کو چھوڑ دیں، اور باہر جنگل میں کسی ایسی زمین میں جو اس تاثیر سے پاک ہے، رہائش اختیار کریں۔

سو میں دلی یقین سے جانتا ہوں کہ یہ تجویز نہایت عمدہ ہے۔ اور مجھے معلوم ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب کسی شہر میں وبا نازل ہو، تو اس شہر کے لوگوں کو چاہیے کہ بلاتوقف اس شہر کو چھوڑ دیں ورنہ خدا تعالی سے لڑائی کرنے والے ٹھہریں گے۔ عذاب کی جگہ سے بھاگنا انسان کی عقل مندی میں داخل ہے۔

کتب تاریخ میں لکھا ہے کہ جب خلیفہ دوم حضرت عمرؓ فتوحات ملک شام کے بعد اس ملک کو دیکھنے کے لئے گئے تو کسی قدر مسافرت طے کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ اس ملک میں سخت طاعون کا زور ہے۔ تب حضرت عمرؓ نے یہ بات سنتے ہی واپس جانے کا قصد کیا اور آگے جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ تب بعض لوگوں نے عرض کی یا خلیفۃ اللہ! کیوں آپ ارادہ ملتوی کرتے ہیں۔ کیا آپ خدا کی تقدیر سے بھاگتے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ ہاں میں ایک تقدیر سے بھاگ کر دوسری تقدیر کی طرف جاتا ہوں۔ سو انسان کو

نہیں چاہیے کہ دانستہ ہلاکت کی راہ اختیار کرے۔

خوب یاد رکھو کہ جو کچھ یہ گورنمنٹ عالیہ کر رہی ہے اپنی رعایا کی بہبودی کے لئے کر رہی ہے۔اور رعایا کی جان کی حفاظت کے لئے اب تک کئی لاکھ روپیہ ضائع ہو چکا ہے اس شخص جیسا کوئی نادان نہیں کہ جو گورنمنٹ کے کاموں کو بدظنی سے دیکھتا ہے۔

سوائے میری جماعت! تم اطاعت کرنے میں سب سے پہلے اپنا نمونہ دکھاؤ، اسی میں تمہاری بہتری ہے۔تم اب خدا کے فضل سے چار لاکھ کے قریب ہو اور تمہارا نمونہ بہتوں کی جان کو بچائے گا۔ میں تمہیں حکم کرتا ہوں کہ اگر تمہارے کسی شہر میں خدانخواستہ یہ وبا ظاہر ہوجائے تو سب سے پہلے تم اس زمین کو چھوڑ دو جو طاعون سے آلودہ ہے۔ ہاں میں اسی قدر پر کفایت نہیں کرونگا کہ تم اس زمین کو چھوڑ دو بلکہ اے خدا کے بندو! میں اس بات سے بھی تمہیں اطلاع دیتا ہوں کہ کہ طاعون خود بخود اس ملک میں نہیں آئی بلکہ اس خدا کے ارادہ اور حکم سے آئی ہے جس کے حکم کے ماتحت ذرہ ذرہ زمین و آسمان کا ہے۔اور مجھے معلوم کرایا گیا ہے کہ کثرت گناہوں کی وجہ سے وہ تمہارا خدا اہل زمین پر ناراض ہے۔سو تم توبہ اور استغفار کو لازم حال رکھو۔ اور جیسا کہ تم اس زمین کو چھوڑو گے جو طاعون سے آلودہ ہے ایسا ہی تم ان خیالات کو بھی چھوڑ دو جو گناہوں سے آلودہ ہیں۔

اے میری جماعت میں ہمیشہ تم میں نہیں رہونگا۔ یہ میرے کلمات یاد رکھو کہ کوئی حادثہ زمین پر ظاہر نہیں ہوتا جب تک کہ آسمان پر پہلے قرار نہ پالے۔ سو وہ خدا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے اس سے ڈرو اور ایک سچی تبدیلی پیدا کرلو تا تم عذاب سے بچائے جاؤ اور یاد رکھو کہ یہ طریق شوخی اور شرارت کا طریق ہے کہ جس گورنمنٹ کے ماتحت تم امن سے زندگی بسر کر رہے ہو اور اس کی عنایات کو آزما چکے ہو، تم اس پر بدگمانی کرو، یا اس کے حکم کے مطابق نہ چلو۔اور تمہاری یہ بدقسمتی ہوگی کہ اس کے ان احکام سے جو سراسر تمہاری بھلائی کے لئے ہے مجھے ضرورت نہیں کہ گورنمنٹ کی خوش آمد کروں کیونکہ

ایک ہی آقا ہے جس کا میں نے دامن پکڑا ہے۔ وہی جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ اس وقت تک کہ میں مروں کسی دوسرے کا محتاج نہیں ہوں گا۔ مگر اس بات کو کیونکر چھپایا جائے کہ درحقیقت یہ گورنمنٹ ہمارے لئے ایک محسن گورنمنٹ ہے اور بجز اس کے کہ اس گورنمنٹ کے سایہ میں امن سے زندگی بسر کریں ہمارے لئے ایک بالشت بھی ایسی زمین نہیں جو ہمیں پناہ دے سکے۔ سو جس خدا نے ہمارے آرام اور امن کے لئے اس گورنمنٹ کو منتخب کیا ہے اس کے ہم ناشکر گذار ہوں گے اگر اس گورنمنٹ کا شکر ادا نہ کریں۔ اور اگر میں اس رائے میں غلطی کرتا ہوں تو مجھے بتاؤ کہ اگر ہم اس گورنمنٹ کے ملک سے علیحدہ ہو جاویں تو ہمارا ٹھکانہ کہاں ہے۔ تم سن چکے ہو کہ ہمارے مخالف مولوی جن کے ہم زبان اس ملک میں اور دوسرے ملکوں میں کروڑ ہا انسان ہیں، صد ہا رسالوں اور اشتہاروں اور اخباروں میں ہماری نسبت کفر کے فتوے شائع کر چکے ہیں اور نیز واجب القتل ہونے کی نسبت فتوی دے چکے ہیں۔ بلکہ گذشتہ دنوں میں مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی جو موحدین کا ایڈوکیٹ کہلاتا ہے، اور ایک اور صاحب سید محمد نام بھی فتوے ہمارے واجب القتل ہونے کا اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ میں شائع کر چکے ہیں۔ اب بتلاؤ کہ اس گورنمنٹ کے سوا تمہارا گذارہ کہاں ہے اور کون سی اسلامی سلطنت تمہیں پناہ دے سکتی ہے۔ سو تم ہوشیار ہو جاؤ اور سچے دل سے اس گورنمنٹ کی اطاعت کرو اور کسی صلہ کی بھی خواہش نہ کرو کیونکہ یہ صلہ تھوڑا نہیں ہے کہ تمہاری عزت اور جان کا محافظ خدا تعالی نے اسی گورنمنٹ کو ٹھہرایا ہے۔

یہاں اپنی جماعت کی اطلاع کے لئے اس قدر اور بڑھا دینا بھی ضروری ہے کہ گورنمنٹ نے بڑی مہربانی سے یہ ارادہ کیا ہے کہ جو لوگ ان تجاویز پر عمل کریں ان کو ہر طرح سے مدد دے اور ان کی سہولت کے لئے انتظام کرے۔ اسلئے ہم یہ بھی امید کرتے ہیں کہ ایسے اضلاع میں جیسے سرحدی اضلاع ہیں جہاں باہر میدانوں میں نکلنے میں جانوں کا خطرہ ہے اور

خصوصاً احمدیوں کو جن پر مولوی لوگ قتل کا فتوی دے چکے ہیں گورنمنٹ اس انتظام کے علاوہ جو دوسری جگہ اس نے مالوں کی حفاظت کے لئے کرنے کا ارادہ کیا ہے ایسے مقامات پر لوگوں کی جانوں کی حفاظت کا بھی انتظام کرے گی پس جو لوگ باہر نکلیں انہیں چاہیے کہ گورنمنٹ میں ایسی درخواست کریں کہ گورنمنٹ ان کی جانوں اور مالوں کی محافظت کا کافی انتظام کرے۔

خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود ۲۲۔ اگست ۱۹۰۷ء

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

اس مضمون میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے حسب عادت شریفہ کئی ایک جھوٹ بولے ہیں حتی کہ پیغمبر ﷺ پر بھی بہتان لگایا ہے۔ کوئی ان بھلے مانسوں سے پوچھے کہ گورنمنٹ کی ہر تجویز اچھی ہوتی ہے تو تم نے کشتی نوح میں ٹیکہ کی مخالفت کیوں کی تھی جو مندرجہ بالا عبارت سے ظاہر ہوتی ہے۔

مرزائیو! بتلا سکتے ہو یہ اختلاف رائے کیوں ہے خدارا اس بڈھے میاں سے اتنا تو پوچھو کہ ان حضرت نے ٹیکہ کے منع پر جو آیت لن یصیبنا لکھی ہے، کیا اب وہ منسوخ ہوگئی ہے۔ افسوس ہے تمہارے اور تمہارے ان مولویوں کے حال پر جن کے ناموں کے ساتھ مرزا جی بڑے بڑے لمبے چوڑے القاب لگایا کرتے ہیں۔ ان کا صرف یہی فرض ہے کہ جو کچھ مرزا کے منہ سے نکلتا ہے اس پر آمنا و صدقنا کہہ دیتے ہیں اتنا حوصلہ نہیں کہ مرزا قادیانی سے ان کے فتوے کی دلیل ہی پوچھیں تاکہ اتّخذوا احبارھم، کی وعید شدید سے نکل جائیں۔

گورنمنٹ کی بے جا خوش آمد، مرزا صاحب کسی سرکاری خطاب کی امید پر کرتے ہیں تاکہ کسی طرح سے آپ کا وہ الہام سچا ہو جو آپ نے یکم ستمبر ۱۹۰۲ء کو ضمیمہ تحفہ گولڑویہ میں شائع کیا تھا کہ:

ایک عزت کا خطاب۔ ایک عزت کا خطاب۔

لك خطاب العزت۔ ایک بڑا نشان اس کے ساتھ ہوگا (ص ۲۵)

جس کی بابت ہم بھی گورنمنٹ کے حضور سفارش کرتے ہیں کہ آپ کو کسی ایسے خطاب سے معزز کرے جو آج تک کسی کو نصیب نہ ہوا ہو۔ ہماری سفارش اگر قبول ہو تو ہم آپ کے لئے خناس کا خطاب بہت ہی موزوں پاتے ہیں:

گر قبول افتد زہے عزو شرف

مگر افسوس ہے کہ آپ اس خوش آمد کرنے میں بحکم حبك الشيء يعمي و يصم یہاں تک ترقی کر گئے ہیں کہ پیغمبر ﷺ پر بھی آپ نے افترا کیا۔ کیوں نہ ہو

بازی بازی باریش بابا بازی

آپ لکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے جب کسی شہر میں وبا نازل ہو تو ان لوگوں کو چاہیے کہ بلا توقف شہر کو چھوڑ دیں ورنہ خدا تعالیٰ سے لڑائی کرنے والے ٹھہریں گے۔

اس بیان میں آپ نے اپنی دجالیت کا کامل ثبوت دیا ہے حضور ﷺ کا ارشاد تو بخاری کی روایت سے یہ ہے:

اذا سمعتم بالطاعون بارض فلا تدخلوها، و اذا وقع بارض و انتم بها فلا تخرجوا منها (صحیح بخاری حدیث نمبر۵۷۲۸)

یعنی طاعون جب کسی ملک میں ہو تو تم وہاں نہ جاؤ اور اگر تمہارے مقام میں ہو تو تو تم بھاگنے کی نیت سے وہاں سے نہ نکلو۔

مرزائیو! تم سے تو امید نہیں کہ تم اس حضرت سے پوچھو کہ یہ حدیث جو ذات شریف نے بتلائی ہے کس کتاب میں ہے کیونکہ تمہارا تو اصول ہی یہ ہے:

ما مریداں رو بسوئے کعبہ چوں آریم چوں
رو بسوئے خانہء خمار دارد پیر ما

مگر اتنا تو کرو کہ حضرت موصوف کی خدمت میں اہل حدیث کی طرف سے تقاضا کرو کہ آپ کی یہ حدیث سوائے ایٹ البحر کے کس کتاب میں ہے بتلانے پر سوا پانچ پیسہ انعام لو۔

خلیفہ دوم نے بھی اسی ہماری منقولہ حدیث پر عمل کیا تھا کیونکہ حدیث مرقوم

میں جیسا طاعونی جگہ سے نکلنا منع ہے طاعونی مقام میں جانا بھی منع ہے اسی لئے حضرت عمرؓ نے وہاں جانے کا ارادہ فسخ فرمایا۔ باقی رہی آپ کی چار لاکھ فوج سو اس کا جائزہ بھی ہم کبھی لیں گے اور دکھائیں گے کہ کس ہوشیاری سے آپ کے اخبار ایک ایک نام کو متعدد دفعہ دکھاتے ہیں یاد رکھو: من انداز قدت را مے شناسم

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳ ستمبر ۱۹۰۷ء ص ۱-۳)

مرزا قادیانی پر میرے مباہلہ کا اثر

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

ہمارے ناظرین آگاہ ہونگے کہ مرزا صاحب قادیانی نے ایک دفعہ مجھ کو مباہلہ کے لئے بلایا تھا جس کے جواب میں میں نے لکھا تھا میں آپ سے مباہلہ کرنے کو ہر وقت تیار ہوں مگر یہ بتلاؤ کہ اس مباہلہ کا اثر کیا ہوگا؟

آپ کا دعوی ہے کہ میں جب دعا کروں میری دعا قبول ہوتی ہے مجھے خدا نے کہا ہے جدھر تیرا منہ ادھر ہی میرا منہ ہے۔ پس آپ خدا سے دعا کر کے اس بات کا پتہ حاصل کریں اور مجھے بتلا دیں کہ اگر میں آپ کے ساتھ مقابلہ میں جھوٹے پر لعنت کروں یعنی مباہلہ کروں تو مجھ پر کیا اثر ہوگا۔

ایسا نہ ہو کہ مجھے کبھی زکام ہو جائے تو آپ جھٹ سے اسے اپنے مباہلہ کا اثر بنا لیں اس لئے بغرض تصفیہ اس کی تعین پہلے ہی سے ہو جائے تو بہتر ہے۔ اس معقول سوال کے جواب میں مرزا جی نے ایک گہری چال نکالی کہ ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کو ایک اشتہار دیا جس کا عنوان تھا:

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

یہ اشتہار مع جواب ۲۶۔ اپریل ۱۹۰۷ء کے اہل حدیث (امرتسر) میں درج ہے۔ اس میں مرزا جی نے میرے ساتھ فیصلہ کی دعا کی تھی کہ،

خداوندا! ہم (مرزا قادیانی و ثناء اللہ) میں سے جھوٹے کو سچے کی زندگی میں

مار دے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کرے،

ہر چند یہ خاکسار نہ الہامی ہے، نہ الہامی کا بیٹا، نہ الہامی کا باپ، مگر ایک سچے الہامی بلکہ الہامیوں کے سردار فداہ روحی کے الہام کا مبلغ ہوں، اس لئے غیرت خداوندی نے مرزا جی کی یہ دعا انہی پر ڈالی جس کی تفصیل یہ ہے کہ مرزا جی کا ایک لڑکا جس کی ابھی چند روز ہوئے ۳۰۔ اگست (۱۹۰۷ء) کو شادی ہوئی تھی اور مرزا جی کا گھر ایک عشرت کدہ بنا تھا وہی لڑکا ۱۶ ستمبر کو فوت ہو کر مرزا جی کو ہمیشہ کے لئے داغ جدائی دے گیا (دیکھو اخبار الحکم ۱۹ ستمبر ۱۹۰۷ء) کون نہیں جانتا کہ اولاد لخت جگر ہے جس کی موت سے گو والدین پر حقیقی موت نہ آئے لیکن موت کے برابر مصیبت تو ہوتی ہے۔ اسی لئے کسی اہل دل نے کہا ہے:

جدا کسی سے کسی کا غرض حبیب نہ ہو
یہ داغ وہ ہے کہ دشمن کو بھی نصیب نہ ہو

اس مصیبت میں مرزا جی کے غم کا اندازہ خود ان کی تقریر مندرجہ الحکم ۲۴ ستمبر سے مترشح ہوتا ہے اگرچہ مرزا جی نے بڑی ہوشیاری سے اس غم کو دبانا چاہا ہے مگر آخر طبعی امر کسی طرح نہیں رک سکتا۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

> کوئی یہ نہ کہے کہ میرے پر ہی تکلیف اور ابتلاء کا زمانہ آیا ہے بلکہ ابتداء سے سب نبیوں پر آتا رہا۔ حضرت آدم کا بیٹا جب فوت ہوا تھا تو کیا انہیں غم نہیں ہوا تھا۔ ایک روایت میں لکھا ہے کہ ہمارے نبی ﷺ کے گیارہ بیٹے فوت ہوئے (مرزائیو! مرزا جی کی اینٹ البحر کے سوا یہ روایت کہاں ہے۔ اڈیٹر) آخر بشریت ہوتی ہے غم کا پیدا ہونا ضرور ہے۔

ناظرین میں سے اکثر واقف کار اصحاب کو یاد ہوگا کہ جن دنوں مرزا جی نے عبداللہ آتھم کی موت کی پیش گوئی کی تھی اور وہ وقت پر نہ مرا تھا مگر اس کی مدت میں ایک یوروپین پادری مر گیا تھا تو مرزا جی نے اس یورپین پادری کے مرنے کو آتھم کے مرنے کے قائم مقام بنا لیا تھا (دیکھو انوار الاسلام مصنفہ مرزا قادیانی ص۲) حالانکہ وہ پادری آتھم کا نہ باپ تھا، نہ بیٹا، نہ کوئی اور رشتہ قریبی۔ بلکہ وہ یورپی تھا اور آتھم پنجابی۔ لیکن محض اتحاد مذہبی کے لحاظ سے مرزا جی نے اس کے مرنے سے اپنی پیش گوئی کو صادق

کرنے کی کوشش کی تھی ۔ تو کیا اب کوئی دانا اس سے انکار کرے گا کہ میرے مقابلہ پر گومرزا جی کو ہنوز موت نہیں آئی لیکن بیٹے کے مرنے سے موت کے برابر مصیبت تو ضرور آئی ہے ۔ جن لوگوں کو جوان اولاد خصوصاً ایسے بیٹے کے مرنے کا صدمہ کبھی پہنچا ہو جس کی شادی کو ہنوز ۱۶ روز ہی گذرے ہوں تو وہ ہمارے دعوی کی تصدیق کر سکتے ہیں کہ مرزا جی کو گو موت نہ آئی ہو مگر موت کے برابر مصیبت تو ضرور ان پر آئی ہے ۔

اس واقع کے ہولناک اور مرزا جی پر موت کے برابر مصیبت پڑنے کا ثبوت خود ان کے الہامات سے ملتا ہے جو مرزا جی اور ان کے مرید اس غم کو غلط کرنے کے لئے پیش کرتے ہیں چنانچہ بدر کا خوش عقیدہ اڈیٹر لکھتا ہے:

> اس میں شک نہیں کہ بعض نادان دشمن اس پر خوشیاں منائیں گے لیکن ان کی خوشیاں منانا بھی مومنین کے واسطے ایک نشان ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے آج سے پندرہ ماہ قبل اس امر کی خبر کر دی تھی کہ اس لڑکے کے فوت ہونے پر دشمنوں کو خوشی سے اچھلنے کا موقعہ ملے گا مگر جس قدر وہ خوشی کریں اسی قدر اپنے ہاتھوں سے اس پیش گوئی کو پورا کریں گے اور اس بارہ میں چند سطور بطور شہادت اخبار بدر سے ذیل میں درج کی جاتی ہیں ۔ ایک وہ الہام ہے جو مخالفوں کی خوشی کو ظاہر کرتا ہے اور وہ یہ ہے ۔ الہام الٰہی ، دشمن کا بھی ایک وار نکلا تلك الا يام نداو لها بين الناس ۔ (دیکھو بدر مورخہ ۳ مئی ۱۹۰۶ء)۔ یعنی کوئی ایسا امر رنجدہ خدا کی طرف سے ہماری نسبت یا ہماری جماعت کے کسی فرد کی نسبت صادر ہوگا جس سے دشمن خوش ہو جائے گا اور وہ امر رنجدہ خدا کی طرف سے ہوگا یا دشمن کا اس میں کچھ دخل ہوگا ۔

(اخبار بدر قادیان ۱۹ ستمبر ۱۹۰۷ء ص ۴)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں :

یہ عبارت بآواز بلند کہہ رہی ہے کہ مرزا جی پر اس واقعہ ہائلہ سے موت کے برابر مصیبت آئی ہے ۔ ناظرین ذرا اس عبارت میں ان الفاظ کو بغور دیکھیں ، یعنی ، ایسا امر رنج دہ خدا کی طرف سے ہماری نسبت صادر ہوگا جس سے دشمن خوش ہوگا ۔ اس الہام کو مبارک احمد کی موت پر لگانا گویا تسلیم کرنا ہے کہ یہ واقع مرزا صاحب کے حق

میں موت کے برابر مصیبت لایا ہے پس یہی ہمارا مطلب ہے۔ فالحمد للہ کہ

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

اس بحث کے بعد ہم اس واقعہ ہائلہ کی مزید تحقیق کرنا چاہتے ہیں اور مرزا جی اور انکے دام افتادوں کی گہری چال کی تہ بتلاتے ہیں مرزا جی کی جوتیوں کا غلام (اڈیٹر اخبار بدر، مرزا جی کو جب کبھی خط لکھتا ہے تو اپنا نام اس طرح لکھا کرتا ہے، حضور کی جوتیوں کا غلام۔ تف ہے ایسی خوش آمد پر۔ پھر لطف یہ ہے کہ گاڑی میں جب مرزا صاحب کے ساتھ بیٹھتا ہے صدر کی جانب بیٹھا کرتا ہے گورداسپور میں ہم نے بچشم خود دیکھا ہے یا تو ان کو تمیز نہیں کہ صدر کی جانب گاڑی میں کون ہوتی ہے یا وہ مرزا صاحب کو صدر کے لائق نہیں جانتا۔ جوتیوں کا غلام کسی اور مطلب کے لئے بنتا ہوگا۔ اڈیٹر اہل حدیث) اور حکیم نورالدین کا مصنوعی بیٹا اڈیٹر بدر لکھتا ہے کہ:

انا للہ و انا الیہ راجعون

خدا تعالی کی پیش گوئیاں پوری ہوئیں۔

کیا ہی مبارک تھا وہ وجود جس کی پیدائش بھی خدا تعالی کا ایک عظیم الشان نشان تھا اور اس کی وفات بھی ایک شاندار نشان ہوا۔ مبارک احمد کی روح اسی لئے دنیا میں آئی تھی کہ اللہ تعالی کی ہستی اور اس کے رسول کی صداقت کے واسطے نشانات قائم کر کے جلد اپنے خدا کے ساتھ جا ملے۔ ا۔ سب سے اول نشان یہ تھا کہ مبارک احمد کی پیدائش سے کئی سال پہلے اس کے متعلق خدا تعالی کی وحی میں پیش گوئی کی گئی تھی کہ ایک چوتھا لڑکا پیدا ہوگا یہ پیش گوئی کتاب انجام آتھم اور ضمیمہ انجام آتھم ۱۸۹۷ء میں کی گئی تھی جس کے بعد تیسرے سال یعنی ۱۴ جون ۱۸۹۹ء کو مبارک احمد پیدا ہوا تھا۔

(اخبار بدر قادیان ۱۹ ستمبر ۱۹۰۷ء ص ۴)

جواباً شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ضمیمہ انجام آتھم پر جس الہام کا حوالہ دیا گیا ہے اسکے الفاظ یہ ہیں:

خدا تین کو چار کرے گا۔ (ص ۱۵)۔

اس الہام کا نہ سر ہے نہ پیر۔ پھر طرفہ یہ ہے کہ یہ الہام بقول مرزا جی

۱۸۸۶ء کا ہے مگر اپنی گولائی کی وجہ سے جدھر کو مرزا جی چاہیں چسپاں کر سکتے ہیں۔ اس طرفہ پر طرہ یہ ہے کہ جس وقت یہ الہام ہوا تھا اس وقت مرزا جی کے ہاں ایک لڑکا بھی نہ تھا چنانچہ مرزا جی خود ہی لکھتے ہیں کہ:

اس وقت ان تین لڑکوں کا جو، اب موجود ہیں نام و نشان نہ تھا (حوالہ مذکور)

اب ایک زیرک آدمی کے لئے سوچنے کا موقع ہے کہ جس حال میں کوئی بچہ بھی نہیں تو اس وقت چوتھے بچے کی خوش خبری دینے کی کیا ضرورت ہوئی۔ اس قسم کے الہامات یا عبارات اس وقت بولا کرتے ہیں جہاں پہلے تین موجود ہوں تو کہا جاتا ہے کہ چار کرنے والا اور اگر چار ہوں تو کہا جاتا ہے کہ پانچ کرنے والا یا پانچواں آنے والا ہے۔ چنانچہ مرزا جی خود ہی اپنی کتاب مواہب الرحمٰن میں لکھتے ہیں:

الحمد لله الذی و هب لی علی الکبر ار بعة من البنین
و بشر نی بخا مس فی حین من ا لا حیا ن (مواہب الرحمٰن۔ ص ۱۳۹)

یعنی خدا نے مجھے چار بیٹے دیئے ہیں اور پانچویں کی بشارت دی ہے کہ کسی نہ کسی وقت ملے گا۔

گو یہ الہام بھی آپ کا غلط ہو گیا تھا کہ اس الہام کے شائع ہونے سے بعد چند روز ہی میں مرزا کے حرم محترم میں لڑکی پیدا ہوئی تھی جس پر امرت سر کی انجمن نصرت السنہ کی طرف سے ایک اشتہار نکلا تھا کہ گو مرزا جی کے ہاں پیش گوئی کے مطابق لڑکا نہ ہوا بلکہ لڑکی ہوئی تاہم شکر ہے کہ راستہ تو صاف ہو گیا جس سے آئندہ کی امید بندھتی ہے۔

خیر سر دست ہمیں اس پیش گوئی کے متعلق بحث کرنا مقصود نہیں بلکہ ہم نے یہ دکھانا ہے کہ مرزا جی کا الہام مذکور کسی طرح چوتھے بیٹے مبارک احمد کے حق میں نہیں ہے بلکہ یہ محض ان کا معمولی ہتھکنڈا ہے۔

ایک شخص کے گھر میں بیوی خاوند اور ایک لڑکی ہے وہ بھی کہہ سکتا ہے کہ خدا تین کو چار کرنے والا ہے یعنی آئندہ مجھے بیٹا یا بیٹی ہو گی ایک شخص تین بھائی ہیں وہ بھی کہہ سکتا ہے کہ خدا تین کو چار کرنے والا ہے یعنی آئندہ ہمارا چوتھا بھائی پیدا ہو گا۔ ایک پیر کے تین مرید ہیں، یا ایک گرو کے تین چیلے ہیں، یا ایک استاد کے تین شاگرد ہیں، یا

ایک رئیس کے تین مکان ہیں، یا ایک رنڈی کے تین یار ہیں، یا ایک وکیل کے تین مقدمے ہیں، یا ایک شخص کی تین بیویاں ہیں، یا اے نواب کے تین ضلع ہیں، یا ایک بادشاہ کے ماتحت تین ملک ہیں، غرض دنیا کے جتنے آدمی تین چیزوں کے مالک یا متصرف ہیں وہ سب کہہ سکتے ہیں کہ خدا تین کو چار کرنے والا ہے۔ اگر غور کیا جائے تو مرزا جی کا الہام اپنی گولائی کی وجہ سے ان کے سب الہاموں پر فوقیت رکھتا ہے۔

اصل میں مرزا جی بھی دانا ہیں دام افتادوں کو وہ عقل سے خالی جانتے ہیں ان کو خوب معلوم ہے کہ جونہی میں نے کوئی بڑ ہانکی تو ان کی طرف سے صدا آئے گی آمنا وصدقنا فاکتبنامع الشاھدین

مرزائیو! الیس فیکم رجل رشید ؟ کیا تمہارے علم و عقل کا مقتضا یہی ہے کہ ایسے راولی الہاموں پر مدار نبوت قرار دیتے ہو۔ مرزا جی کی جوتیوں کا غلام پھر لکھتا ہے:

ایک دفعہ جب کہ مبارک احمد کی عمر کوئی دو سال کے قریب ہو گی اس کو سخت دورہ ام الصبیان ہوا۔ اس وقت حضرت مسیح موعود اس کے قریب کے مکان میں دعا میں مشغول تھے جب کہ ایک عورت نے پکار کر کہا کہ اب بس کرو کیونکہ لڑکا فوت ہو گیا تب حضرت دعا کرتے ہوئے اس کے پاس آئے اور اس کے بدن پر ہاتھ رکھا اور خدا تعالی طرف توجہ کی تو وہ دو منٹ کے بعد لڑکے کو سانس آنا شروع ہو گیا اور وہ زندہ ہو گیا (حضرت عیسی کے معجزات احیاء موتی بھی اسی قسم کے تھے) (ص ۴۔ اخبار بدر مذکور)

جواباً شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس کا ثبوت دربطن ہے کوئی صحیح حوالہ نہیں دیا کہ مخالف کو تحقیق کا موقع ملے بلکہ محض طفل تسلی ہے اگر ہو بھی تو کیا تعجب ہے ام الصبیان کی بیماری کا دورہ ایسا ہی ہوتا ہے کہ بچہ مردہ سمجھا جاتا ہے مگر بعد دورہ کے وہ خود بخود اچھا ہو جاتا ہے اس قسم کے واقعات کو معجزہ عیسوی کے برابر کہنا بالکل اس کے مشابہ ہے کہ:

این کرامت ولی ما چہ عجب
گربہ شاشید و گفت باراں شد

آگے چل کر جوتیوں کا غلام لکھتا ہے:

اگست گذشتہ میں مبارک احمد تپ شدید سے سخت بیمار ہو گیا تھا یہاں تک کہ کئی بار غشی تک نوبت پہنچ گئی تھی اور تپ ایک سو پانچ درجہ تک پہنچ گیا اور سر مارنے کی ایسی حالت تھی کہ سرسام کا خوف ہو کر نومیدی کی حالت ہو چکی تھی اسی حالت میں الہام ہوا کہ نو دن کا بخار ٹوٹ گیا۔

یہ الہام اخبار بدر ۲۹۔ اگست میں قبل از وقت چھپ گیا تھا چنانچہ اسکے مطابق ۳۔ اگست ۱۹۰۷ء کو بخار بالکل ٹوٹ گیا اور مبارک احمد تندرست ہو کر باغ سیر کرنے کے لئے چلا گیا اور پھر چند روز بخار رہ کر ۱۴ ستمبر کو ٹوٹ گیا اور لڑکا بالکل صحت یاب ہو گیا اور لڑکے نے خود کہا کہ میں بالکل تندرست ہوں اور کھیلنا شروع کیا۔

اس بیماری سے تو شفا ہوئی لیکن چونکہ خدا تعالی کا ایک پرانا فرمودہ پورا ہونا تھا اس واسطے ایک دوسرے مرض سے مبارک احمد پھر بیمار ہوا کیونکہ ضرور تھا کہ خدا کے منہ کی ساری باتیں پوری ہو جاتیں اور اس الہام کی تفصیل یہ ہے : مبارک احمد کی پیدائش سے صرف ایک روز پہلے بذریعہ وحی الٰہی مسیح موعود کو جتلایا گیا کہ یہ لڑکا جلد فوت ہو کر خدا تعالی سے جا ملے گا۔ چنانچہ اس کی تشریح صاف الفاظ میں حضرت مسیح موعود نے اپنی کتاب تریاق القلوب مطبوعہ ۱۹۰۲ء کے صفحہ ۴۰ میں کر دی تھی۔ (بدر ۱۹ ستمبر ۱۹۰۷ء۔ ص ۴)

جواباً شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس تحریر کو محققانہ تدقیق سے دیکھیں تو عجیب ہی گورکھ دھندا معلوم ہوتا ہے۔ ..اگست کو بخار ٹوٹا، بہت اچھا۔ ۳۱ ہی کو اس کا نکاح بھی کیا گیا۔ کیا کوئی دانا ایسا کرے گا یا اس کو باور کر سکتا ہے۔ پھر لطف یہ کہ ۱۴ ستمبر کو بخار ٹوٹا اور ۱۶ کو مر گیا۔ ایک دن کا کل وقفہ ہوا۔ اس میں یہ بڑھا نکتے ہیں کہ لڑکا بالکل صحت یاب اور تندرست ہو گیا۔ یہ ہو گیا وہ ہو گیا کیا ہی مزے کی بات ہے شاید ان الہامیوں کے ہاں ایک روز سال دو سال کی مدت کا ہوتا ہوگا (بے شک ہوتا ہے عبارت تریاق القلوب منقولہ آئندہ میں اس کا ثبوت ملے گا) پھر ان اعتراضات؟ کا جواب تو شاید یہی ملے کہ ہم جو کہ الہامی ہیں بس ہم جو

چاہیں کریں جو چاہیں کہیں۔اس لئے ہم اصل پیش گوئی پر آتے ہیں،

کچھ شک نہیں کہ جوتیوں کے غلام نے تریاق القلوب سے جو عبارت نقل کی ہے وہ ٹھیک نقل ہے اگر چہ درست عبارت کا نقل کرنا مرزائی پارٹی کے خلاف معمول ہے مگر ناظرین بغور دیکھیں کہ اس عبارت میں مرزا جی نے کیا ہی دورنگی دکھائی ہے۔ فرماتے ہیں یہ لڑکا نیک ہوگا یا جلد فوت ہو جائے گا۔ یہ دورنگی ہمیشہ اس لطیفے کے مشابہ ہے جو کسی میراثی کا مشہور ہے کہ اس نے یہی دعوی کیا تھا کہ ہم (میاں بیوی) میں سے ایک تو ضرور ولی ہے۔لوگوں نے کہا ابے احمق نانا کے نانا تجھے ولایت سے کیا کام اور کیا تعلق۔اس نے کہا صاحب ہوں تو میں بے شک (خدا) کا بیٹا مگر کیا بات ہے کہ میرے دعوے کا ثبوت مجھ سے نہیں لیا جاتا لوگوں نے کہا اچھا بتا تو سہی۔اس نے کہا سنئے صاحب جب بادل اٹھتا ہے تو میں کہتا ہوں برسے گا،میری بیوی کہتی ہے نہیں برسے گا۔ چنانچہ ہمیشہ ایسا ہوتا ہے کہ ہم دونوں میں سے ایک کا کہنا ضرور سچا ہوتا ہے کبھی میں ولی کبھی میری صاحبہ ولی،غرض ولایت سے ہمارا گھر سے کبھی خالی نہیں ہوتا۔ سبحان اللہ یہی حال مرزا جی کے الہاموں کا ہے فرماتے ہیں، یا تو..(بخار ٹوٹ جائے گا؟) یا جلد مر جائے گا (کیوں نہ ہو آخر ولی ہیں)

خیر یہی سہی ہم آپ کی اس دورنگی سے بھی درگزر کرتے ہیں مگر آپ یہ تو بتلاویں کہ اس ،جلدی، کے لفظ سے کیا مطلب ہے۔عرف عام میں ،جلدی، کا یہ مطلب ہوتا ہے شیر خواری کے زمانہ میں مرے گا۔ یہ نہیں کہ نکاح کر کے شادی کے نقارے بجوا کر مرے گا اور مرزا جی کے عشرت کدہ کو ماتم کدہ بنائے گا۔

پس اگر مان لیا جائے کہ یہ الہام آپ کا اس بچے کے متعلق ہے تو بھی اس کا اتنی عمر کو پہنچ جانا کہ آپ نے اس کے نکاح کا بھی انتظام کر دیا بلکہ نکاح کر ہی دیا،اس سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ آپ خود بھی اس کے متعلق جلدی مرنے والی شق کو لاگو نہیں سمجھتے تھے بلکہ پہلی شق میں صالح مرد ہونے کی تفسیر صحیح جانتے تھے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ وہ آپ کی تفسیر اور تفہیم کے خلاف مر گیا۔

اگر آپ یہ عذر کریں کہ الہام صحیح ہے مگر میرا فہم اور تفسیر صحیح نہ ہو تو الہام کی صحت پر اعتراض نہیں۔ملہم کا فہم الہام کے سمجھنے میں کبھی غلطی بھی کر جاتا ہے الہام کو

اپنے اصلی الفاظ میں دیکھنا چاہیے۔تو جناب آپ کے اس عذر سے مطلع بالکل صاف ہے غور سے سنئیے ۔آپ کا پہلا الہام، تین کو چار کرے گا۔، کیا کہہ رہا ہے۔کہاں اس میں ذکر ہے کہ چوتھا لڑکا ہوگا یا کہاں اس میں مذکور ہے کہ وہ پھر مر بھی جائے گا۔ صرف اتنے الفاظ ہیں۔خدا تین کو چار کرے گا۔محض ایک مہمل فقرہ ہے جس کا سر ہے نہ پیر۔

جب ہم آپ کی تفسیر اور تفہیم کو ہٹا کر آپ کے اس الہام کو دیکھتے ہیں تو صرف اتنے الفاظ ہیں انی اسقط من اللہ و اصیب جو عربی محاورہ کے خلاف ہونے کے علاوہ محض ایک مہمل سا فقرہ ہے جس کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ میں خدا کی طرف سے گرونگا اور اسکو پاؤنگا۔کیونکہ عربی محاورہ ہے اصبت الضالۃ میں نے گم شدہ کو پالیا۔گو یہ محاورہ خدا کی ذات کی نسبت نہیں بولا جاتا تاہم اصیب مضارع کا صیغہ اسی سے ہے ہے مصدر اس کا صابت ہے جس کے معنی پانے کے ہیں۔قرآن شریف میں کئی ایک جگہ اس کا استعمال آیا ہے۔ ما اصاب من مصیبۃ ۔ ان یصیبنا وغیرہ بتلایئے اس مہمل الہام کو اگر اصلی الفاظ میں لیں تو اس کے مہمل ہونے میں کچھ شک رہتا ہے۔کیا ہی شستہ کلام ہے کہ میں اللہ کی طرف سے گرونگا اور اسکو پاؤنگا۔ سبحان اللہ اس دورنگی عربی کے کیا کہنے۔ناظرین یہ ہے مرزاجی کی الہام بافی۔

اب ہم ناظرین کی ملالت طبع رفع کرنے کو مرزاجی کی بڑی لمبی چوڑی تقریر اس بچے کے متعلق نقل کرتے ہیں۔جو اگرچہ لمبی ہے مگر ناظرین کی کامل تفریح اس کے دیکھنے پر موقوف ہے۔مرزاجی کتاب تریاق القلوب میں لکھتے ہیں کہ:

> میرے چوتھے لڑکے کے متعلق ایک اور پیش گوئی کا نشان ہے جو انشاء اللہ ناظرین کے لئے موجب زیادت علم وایمان ویقین ہوگا۔اس کی تفصیل یہ ہے کہ وہ الہام جس کو میں نے کتاب انجام آتھم کے صفحہ ۱۸۲، و۱۸۳، اور ضمیمہ انجام آتھم کے ص ۵۸ میں لکھا ہے جس میں چوتھا لڑکا پیدا ہونے کے بارے میں پیش گوئی ہے جو جنوری ۱۸۹۷ء میں بذریعہ کتاب مذکور یعنی انجام آتھم اور ضمیمہ انجام آتھم کے لاکھوں انسانوں میں شائع کی گئی جس کو آج کی تاریخ تک جو ۲۰۔اگست ۱۸۹۹ء ہے پونے تین برس سے کچھ زیادہ

دن گذر گئے ہیں ۔اس تھوڑی سی مدت کو مخالفوں نے ایک زمانہ دراز خیال کر کے یہ نکتہ چینی شروع کر دی کہ وہ الہام کہاں گیا جو انجام آتھم کے صفحہ ۱۸۲، و ۱۸۳، اوراس کے ضمیمہ کے صفحہ ۵۸ میں درج کر کے شائع کیا گیا تھا ۔اورلڑ کا سب تک پیدا نہیں ہوا ۔اسلئے میرے دل میں دعا کی خواہش پیدا ہوئی ۔گو میں جانتا ہوں کہ نا منصف دشمن کسی طرح راضی نہیں ہوتے ۔اگر مثلاً کوئی لڑکا الہام کے بعد دو تین مہینے میں ہی پیدا ہو جائے تو یہ شور مچاتے ہیں کہ پیش گوئی کرنے والا علم طبابت میں دسترس کامل رکھتا ہے لہذا اس نے طبیبوں کی قرار دادہ علامتوں کے ذریعہ معلوم کرلیا ہوگا کہ لڑکا ہی پیدا ہوگا کیونکہ حمل کے دن تھے ۔اور اگر مثلاً پسر کے پیدا ہونے کی پیش گوئی تین چار برس پہلے اس کی پیدائش کے کی جائے تو پھر کہتے ہیں کہ اس دور دراز مدت تک خواہ نخواہ کوئی لڑکا ہونا ہی تھا ۔تھوڑی مدت کیوں نہیں رکھی ۔ حالانکہ یہ خیال بھی سراسر جھوٹ ہے ۔لڑکا خدا کی عطا ہے اپنا دخل اور اختیار نہیں ۔اور اس جگہ ایک بادشاہ کو بھی دعوی نہیں پہنچتا کہ اتنی مدت تک ضرور لڑکا ہی پیدا ہو جائے گا ۔ بلکہ اس قدر بھی نہیں کہہ سکتا کہ اس وقت تک آپ ہی زندہ رہے گا اور یا یہ کہ بیوی زندہ رہے گی ۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ان دنوں کی ہمیشہ کی وباؤں نے جو طاعون اور ہیضہ ہے لوگوں کی کمر ایسی توڑ دی ہے کہ کوئی ایک دن کے لئے بھی اپنی زندگی پر بھروسہ نہیں کرسکتا ۔علاوہ اس کے جو شخص تحدی کے طور پر ایسی پیش گوئی اپنے دعوی کی تائید میں شائع کرتا ہے اگر وہ جھوٹا ہے تو خدا کی غیرت کا ضرور یہ تقاضا ہونا چاہیے کہ ابداً ایسی مرادوں سے اس کو محروم رکھے کیونکہ اس کا ابتر اور بے فرزند مرنا اس سے بہتر ہے کہ لوگ اس کی ایسی مکاریوں سے دھوکہ کھائیں اور گمراہ ہوں اور یہی عادۃ اللہ ہے جس کو ہمارے اہل سنت علماء نے بھی اپنے عقیدہ میں داخل کر لیا ہے ۔الغرض میں نے بار بار کی نکتہ چینیوں کو سن کر کہ چوتھا لڑکا پیدا ہونے میں دیر ہوگئی ہے جناب الٰہی میں تضرع کے ہاتھ اٹھائے اور مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میری دعا اور میری

متواتر توجہ کی وجہ سے ۱۳۔ اپریل ۱۸۹۹ء کو یہ الہام ہوا:

اصبر مليّا سأهب لك غلاماً ذكيّاً

یعنی کچھ تھوڑا عرصہ صبر کر کہ میں تجھے ایک پاک لڑکا عنقریب عطا کرونگا اور یہ پنج شنبہ کا دن تھا اور ذی الحج ۱۳۱۶ھ کی دوسری تاریخ تھی جب کہ یہ الہام ہوا۔ اور اس الہام کے ساتھ ہی یہ الہام ہوا

رب اصحّ زوجتی هذه

(بچہ پیدا ہونیکے بعد جیسا کہ الہام کا منشاء تھا میری بیوی بیمار ہوگئی چنانچہ اب تک بعض عوارض مرض موجود ہیں اور اعراض شدیدہ سے بفضلہٖ تعالیٰ صحت ہوگئی ہے۔ مرزا قادیانی)۔

یعنی اے میرے خدا میری اس بیوی کو بیمار ہونے سے بچا، اور بیماری سے تندرست کر۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اس بچہ کے پیدا ہونے کے وقت کسی بیماری کا اندیشہ ہے۔ سو اس الہام کو میں نے اس تمام جماعت کو سنا دیا جو میرے پاس قادیان میں موجود تھے اور اخویم مولوی عبد الکریم صاحب نے بہت سے خط لکھ کر اپنے تمام معزز دوستوں کو اس الہام سے خبر کر دی۔ اور پھر جب ۱۳ جون ۱۸۹۹ء کا دن چڑھا جس پر الہام مذکوری تاریخ کو جو ۱۳۔ اپریل ۱۸۹۹ء کو ہوا تھا، پورے دو مہینے ہوتے تھے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے اسی لڑکے کی مجھ میں روح بولی اور الہام کے طور پر یہ کلام اس کا میں نے سنا

انّی اسقط من الله و اصيبه

یعنی اب میرا وقت آ گیا اور میں اب خدا کی طرف سے اور خدا کے ہاتھوں سے زمین پر گرونگا، اور پھر اسی کی طرف جاؤنگا۔ اور اسی لڑکے نے اسی طرح پیدائش سے پہلے یکم جنوری ۱۸۹۷ء میں بطور الہام یہ کلام مجھ سے کیا اور مخاطب بھائی تھے کہ:

مجھ میں اور تم میں ایک دن کی میعاد ہے۔

یعنی اے میرے بھائیو میں پورے ایک دن کے بعد تمہیں ملوں گا۔ اس جگہ ایک دن سے مراد دو برس تھے۔ اور تیسرا برس وہ ہے جس میں پیدائش ہوئی

۔اور یہ عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح نے تو صرف مہد میں ہی باتیں کیں مگر اس لڑکے نے پیٹ میں ہی دو مرتبہ باتیں کیں۔

اور پھر بعد اسکے ۱۴ جون ۱۸۹۹ء کو وہ پیدا ہوا۔ اور جیسا کہ وہ چوتھا لڑکا تھا اسی مناسبت کے لحاظ سے اس نے اسلامی مہینوں میں سے چوتھا مہینہ لیا (ناشر قادیانی خزائن نے لکھا ہے: یہاں سہواً اسلامی مہینوں میں سے چوتھا مہینہ لیا یعنی ماہ صفر، لکھا گیا۔ درست اسی کتاب کے ص ۲۲۱ پر یوں لکھا ہے: پسر چہارم کی پیش گوئی کو ۱۴ جون ۱۸۹۹ء میں جو مطابق ۴ صفر ۱۳۱۷ھ تھی بروز چہارشنبہ پورا کر دیا۔ ناشر۔ یہ کیا درستی ہوئی، دوسرے مہینے والی بات تو وہیں کی وہیں ہے۔ نیز مرزا صاحب چوتھا مہینہ تو اس لئے بتا رہے ہیں کہ بیٹا چوتھا کہ فلاں چیز بھی چوتھے روز ہوئے فلاں کام کام بھی چوتھے گھنٹے میں ہوا۔ وغیرہ، بہا) یعنی ماہ صفر۔ اور ہفتہ کے دنوں میں سے چوتھا دن لیا یعنی چارشنبہ۔ اور دن کے گھنٹوں میں سے دو پہر کے بعد چوتھا گھنٹہ لیا اور پیش گوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے مطابق پیر کے دن اس کا عقیقہ ہوا۔ اور اس کی پیدائش کے دن یعنی بروز چارشنبہ چوتھے گھنٹے میں کئی دن کے امساک باراں کے بعد خوب بارش ہوئی۔ (تریاق القلوب۔ص۴۰۔۴۲)

جواباً شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسری لکھتے ہیں:

عبارت مذکورہ اگرچہ ایسی لذیذ ہے کہ بغیر تشریح کے بھی لطف دے سکتی ہے تاہم ہم نے جو اس میں لطف پایا ہے ہم چاہتے ہیں کہ ناظرین کو بھی اس میں شریک کریں۔ غور سے سنیئے:

لکھتے ہیں اس بچے نے اسلامی مہینوں میں چوتھا مہینہ لیا۔ اس کی تفسیر فرماتے ہیں کہ ماہ صفر، کیا خوب! محرم سے تو سنہ ہجری شروع ہوتا ہے جس کے لحاظ سے صفر دوسرا مہینہ ہے مگر مرزا جی کی قادیان میں شاید ذی قعد سے سنہ شروع ہوتا ہوگا جس کے حساب سے صفر چوتھا مہینہ ہوتا ہے۔

پھر لکھتے ہیں ہفتہ کے دنوں میں چوتھا دن لیا یعنی چہارشنبہ۔ معلوم نہیں ہفتہ کس روز سے آپ نے شمار کیا ہے مسلمانی ہفتہ تو شنبہ (سنیچر) سے شروع ہوتا ہے جس کے حساب سے چہارشنبہ پانچواں روز ہے اور سرکاری ہفتہ پیر کے روز سے شروع ہوتا

ہے جس کے حساب سے چہار شنبہ تیسرا روز۔ پھر نہیں معلوم ہفتہ کا چوتھا روز چہار شنبہ کیسے ہو گیا۔ یہ بھی لکھتے اس بچے نے پیٹ میں دو دفعہ باتیں کیں مگر اس پہلے لکھ آئے ہیں کہ مجھ میں اس کی روح بولی پھر جب اس کی روح مرزا صاحب میں بولی اور وہی بولنا ان کا پیٹ میں بولنا شمار کیا گیا تو کیا یہ نتیجہ ثابت نہ ہوا کہ وہ لڑکا مرزا صاحب کے پیٹ سے نکلا ہوگا۔ بے شک نکلا ہوگا کیونکہ کشتی نوح کے صفحہ ۲۷ پر مرزا نے اپنا نام مریم بتا کر اپنے حاملہ ہونے کا ذکر بھی کیا ہے کیا عجب کہ اس حمل کا یہی بچہ پیدا ہوا ہو۔

لطف یہ ہے کہ بچہ ۱۴ جون ۱۸۹۹ء کو پیدا ہوا مگر مرزا صاحب کے اندر اس کی روح نے یکم جنوری ۱۸۹۷ء ہی کو بولنا شروع کر دیا گویا دنیا میں قدم رکھنے سے اڑھائی سال پیشتر اس نے انڈے کے اندر بلکہ اس سے بھی پہلے اذان دینا شروع کر دیا۔ سبحان اللہ جل جلالہ دیکھو جی ایسے صاف اور صریح معجزات دیکھ کر بھی لوگ ایمان نہیں لاتے کیسے بدنصیب ہیں: پڑیں پتھر سمجھ ایسی پر وہ سمجھے تو کیا سمجھے

مرزائیو! ہم مانتے ہیں کہ تمہارا مسیح اور کرشن لوہا ڈبونے اور بھس تیرانے میں کمال رکھتا ہے: ہر کہ شک آرد کافر گردد

سب سے زیادہ مزے کی بات ہے کہ مرزا جی خود پہلے ہی اپنے الہام کی تفسیر بلکہ ترجمہ بھی غلط کرتے ہیں اصل الفاظ الہام کے یہ ہیں:

انی اسقط من اللہ و اصیب۔

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ میں اللہ کی طرف سے گرونگا اور اسکو پاؤنگا۔

مگر مرزا جی نے اس کا ترجمہ یہ کیا کہ پھر اسی کی طرف جاؤنگا، حالانکہ یہ ترجمہ ان الفاظ کا نہیں بلکہ مرزا جی کا من گھڑت ہے۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہاں یاد آیا کہ مرزا صاحب کو مطلب بگاڑنے میں ایسی مہارت ہے کہ اپنے الہام کو تو بگاڑتے ہی تھے اس معصوم بچے کے کلام کو بھی بگاڑ دیا جس نے مرزا جی کے اندر اذان دیتے ہوئے کہا تھا کہ، مجھ میں اور تم میں ایک دن کی میعاد ہے۔، اس کی تفسیر آپ خیریت سے کرتے ہیں کہ ایک دن سے مراد دو برس تھے۔ واہ واہ کیا کہنے ہیں ایک دن سے مراد دو برس کیوں نہ ہو الہامیوں کے دن بھی الہامی ہیں مگر لطف یہ

ہے کہ ان بھائیوں میں دو سال نہیں بلکہ چار سال کی میعاد ہے کیونکہ تیسرے لڑکی کی پیدائش مرزا جی ۲۴ مئی ۱۸۹۵ء لکھتے ہیں دیکھو صفحہ ۴۰ تریاق القلوب۔ ۹۵ سے ۹۹ تک چار سال کی میعاد ہے۔ پھر بھی مرزا صاحب کا حساب ٹھیک ہوا اور اگر اس کی آواز دینے سے میعاد کی ابتداء سمجھی جائے تو بھی دو سال ساڑھے چار ماہ ہوتے ہیں غرض کسی طرح بناؤ مرزا جی کا الہام ملا دو پیازہ کی میت کی طرح بنتا ہے جس کی ٹانگیں اونچی کرنے سے سر نیچے اور سر نیچے کرنے سے پاؤں اوپر جائیں گے۔ غرض مرزا جی کا الہام کیا ہے خاصہ اس شعر کا مصداق ہے:

لطف پر لطف ہے املاء میں مرے یار کے یار
حاء حطی سے گدرح لکھتا ہے ہوز سے ہمار

مرزائیو! ہم جانتے ہیں اور سنتے ہیں کہ تم لوگ اہل حدیث کے مواخذات سے کھسیانے ہوتے ہو مگر یاد رکھو تمہارا کھسیانے ہونا کافی جواب نہیں جب تک کہ اہل حدیث کے پیش کردہ حوالہ جات اور واقعات کی صحیح واقعات سے تکذیب نہ کرو۔ اہل حدیث میں یہی ایک عیب ہے کہ جو مضمون لکھتا ہے حوالجات اور صحیح صحیح واقعات سے لکھتا ہے سچ ہے

مجھ میں اک عیب بڑا ہے کہ وفا دار ہوں میں
ان میں دو وصف ہیں بدخو بھی ہیں خودکام بھی ہیں

یہاں تک مضمون تیار ہونے کے بعد اخبار بدر اور الحکم پہنچے دونوں میں ایک تازہ الہام دیکھنے میں آیا جس سے ہمارے دعوی کی تصدیق ہوتی ہے کہ مرزا پر ہمارے مباہلہ کا اثر کامل ہوا چنانچہ بدر مورخہ ۳۔ اکتوبر اور الحکم مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۷ء میں یہ انگریزی الہام درج ہے: لائف آف پین۔

جس کا ترجمہ بدر میں کیا گیا ہے۔ تلخ زندگی۔

یعنی مرزا صاحب پر آج کل نہایت تلخ زندگی گذر رہی ہے۔ یہ الہام آپ کا ۳۰ ستمبر کا ہے اور بیٹے کی وفات ۱۶ ستمبر کی ہے یعنی مبارک احمد کے انتقال کے بعد مرزا صاحب کی زندگی تلخ ہو رہی ہے اور یہی مباہلہ کا اثر ہے۔ فالحمد للہ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۱۔ اکتوبر ۱۹۰۷ء۔ ۳ رمضان ۱۳۲۵ھ ص ۱۔۶)

قادیانی نیرنگیاں

ہم چو سبزہ بارہا روئیدہء
سی صد و ہفتاد قالب دیدہء

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی نیرنگیوں کا نقشہ وہی ہے جو شیخ فرید الدین مرحوم عطار نے لکھا ہے

چوں شتر مرغے شناس ایں نفس را
نے کشد بار و نہ پرد بر ہوا

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں کہ تفصیل کے لئے واقعات ذیل سنئیے۔

۱۸۹۳ء میں ایک دفعہ مرزا صاحب نے عیسائیوں سے مباحثہ کیا بعد مباحثہ علماء امرتسر نے ان سے مباحثہ کی درخواست کی تو آپ نے لکھا کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ دعھم و انصار ھم یعنی ان مولویوں اور ان کے حمایتیوں کو چھوڑ دو اسلئے میں مباحثہ نہیں کرتا میری طرف سے مولوی نور الدین صاحب اور مولوی محمد احسن صاحب کریں گے۔اس سے بعد آپ نے متعدد کتابوں میں علماء اسلام کا خوب رد کیا آخر ۱۸۹۶ء میں رسالہ انجام آتھم لکھا تو اسکے اخیر صفحہ پر لکھ دیا کہ ہم نے قصد کر لیا ہے کہ آج سے بعد علماء کو مخاطب نہ کریں۔اس سے بعد متصل ہی ۱۸۹۷ء میں اسی کتاب کے ضمیمہ پر علماء اسلام کو خوب کوسا۔پھر نومبر ۱۸۹۸ء میں کتاب راز حقیقت لکھی جس کے پہلے صفحہ ہی پر اپنے مریدوں کو ہدایت فرمائی کہ:

اب یہ مسل خدا کے سامنے پیش ہے تم اپنے مخالفوں کو ہرگز کوئی جواب نہ دو خدا خود فیصلہ کرے گا۔

اس سے بعد ...ایک طویل اشتہار موسومہ اشتہار معیار الاخیار لکھا جس کے

صفحہ۲ پر خاص کر علماء اسلام کو مباحثہ کا چیلنج دیا کہ بٹالہ یا قادیان میں آکر مجھ سے بحث کرلو۔ اپریل ۱۹۰۲ء؟ میں دافع البلاء لکھی اور اکتوبر ۱۹۰۲ء میں کشتی نوح لکھی ان سب کتابوں میں علماء اسلام سے خطاب کیا اور ان کا خوب رد کیا نومبر ۱۹۰۲ء میں ایک کتاب اعجاز احمدی خاص میرے نام کی ڈیڈی کیشن (تحفہ) لکھی۔ علی هذا القیاس تحفہ غزنویہ اور تحفہ گولڑویہ، یہ اور وہ بہت رسالے لکھے جن میں علماء اسلام سے مناظرہ کیا اور ان کا خاص رد اور خطاب کیا۔ اس کے بعد چوتھی دفعہ الحکم کے اڈیٹر کو ہدایت فرمائی کہ تم مخالفوں کے جواب میں کچھ نہ لکھو بلکہ ان کو خدا کے سپرد کرو چنانچہ الحکم کے سادہ اڈیٹر نے ۱۰۔ اپریل ۱۹۰۵ء کے پرچے میں اعلان کر دیا کہ آج سے بعد کسی مخالف خصوصاً اہل حدیث پیسہ اخبار وغیرہ کا کبھی جواب نہیں دیا جائے گا حضرت امام زمان نے منع فرمایا ہے۔ اس سے بعد پھر امام زمان اور آپ کی امت کو خارش نے غلبہ کیا تو خاکسار سے مباہلہ کی ٹھہرائی پہلے تو آپ کے اڈیٹروں نے کچھ لکھا پھر آپ خود ہی درمیان میں کود پڑے اور مباہلہ کا اشتہار دے دیا جس کا اثر بھی بحمد اللہ حضرت پر اچھا خاصہ ہوا جس کا مفصل ذکر ۱۱۔ اکتوبر کے پرچہ میں کیا گیا ہے۔ زاں بعد آپ نے حقیقۃ الوحی، بے ایمان بنئے کی بہی سے بھی بڑی کتاب لکھی جس میں سب مخالفین کا رد کیا اور اچھی طرح سے خطاب کیا۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں کہ ان واقعات صحیحہ کے پیش کرنے سے ہماری یہ غرض ہے کہ ناظرین کو اس مسیح اور مہدی اور کرش گوپال کی کسی قدر نیرنگیاں دکھاویں کہ جس کے اپنے استقلال اور اصابت رائے کا یہ حال ہے کہ گویا کسی استاد کا شعر اسی کے حق میں زیبا ہے

شب کو مئے خوب سی پی صبح کو توبہ کر لی
رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی

ایک وقت اعلان ہوتا ہے کہ ہم کبھی نہ بولیں گے کوئی کچھ بھی کہے دوسرے وقت اتنا بولتے ہیں کہ مغز چاٹ جاتے ہیں۔ ان واقعات گذشتہ اور توبہ شکستہ کو خوب یاد کر کے مندرجہ ذیل توبہ نامہ کو بغور دیکھیں جو اڈیٹر الحکم اور اڈیٹر بدر دونوں کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ ہر دو صاحب لکھتے ہیں:

اطلاع عام:

چونکہ ہماری طرف سے کیا تحریراً اور کیا تقریراً پورے طور پر مخالفوں پر اتمام حجت ہو چکا ہے اس لئے اب ان کے ایسے کلمات کا اخباروں میں رد کرنا جو انصاف پر مبنی نہیں ہیں ہرگز مناسب نہیں اب یہ تمام امور خدا تعالیٰ کی عدالت میں ہیں وہ خود آسمان سے ان کا فیصلہ کرے گا اس لئے ہم تمام لوگوں اور تمام مخالفین کو عام اطلاع دیتے ہیں کہ اب مخالفین کی تحریروں کے مقابل پر ان کا نام لے کر کوئی تحریر شائع نہیں ہوگی بجز اس صورت کے کہ کوئی ایسا افتراء شائع کریں جس پر خاموشی کرنے سے دین کا حرج ہو۔

والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔ (بدر و الحکم۔۱۰۔اکتوبر ۱۹۰۷ء)

اس اعلان کی پختگی کی بابت تو ہم جانتے ہیں اور واقعات ہم کو بتلاتے ہیں کہ: قیاس کن زگلستان من بہار مرا۔ اس لئے ہم یہ تو خوب جانتے ہیں کہ ان ہر دو اعلانوں کا اثر اسی قدر ہوگا جتنا کہ محرم کے مرثیہ سننے سے بازاری فاحشات کو زناکاری کے چھوڑنے پر ہوتا ہے جس کی انتہاء محرم کی گیارھویں تاریخ ہوتی ہے مگر ہمارا یہ سوال نہیں بلکہ سوال یہ ہے کہ چونکہ ہم اہل حدیث ہیں علم حدیث کے اصول میں ایک حدیث مرفوع ہوتی ہے ایک موقوف۔ ان دونوں میں بہت بڑا فرق ہے پہلی قسم شریعت میں حجت ہے اور دوسری قسم حجت نہیں اس لئے دونوں صاحب اڈیٹر بدر و الحکم کم سے کم یہ اطلاع دیں کہ یہ اعلان آپ دونوں صاحبوں نے اپنے اختیار سے دیا ہے یا مرزا صاحب کے حکم سے گو مرزا صاحب کے ایسے اعلانات کو بھی ہم جانتے ہیں کہ مخالفوں کے سخت مواخذات سے چند روز تک آرام سے بسر کرنے کے لئے اس قسم کے سرکلر دیا کرتے ہیں آج کل تو اہل حدیث اور مرقع کی پکڑ کی پکڑ سے ایسا کرنا ان کو بہت ہی ضروری ہے جس سے دانا سمجھ سکتے ہیں

زاہد نہ تاب داشت جمال پری رخان
کنجے گرفت و ترس خدا را بہانہ ساخت

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۱۷رمضان ۱۳۲۵ھ۔۲۵۔ اکتوبر ۱۹۰۷ء ص ۶، ۷)

قصیدہ رائیہ بمقابلہ قصیدہ مرزائیہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین آگاہ ہونگے کہ مرزا صاحب قادیانی نے ایک رسالہ اعجازی احمدی لکھا تھا جس میں ایک قصیدہ عربی بھی تھا۔ اُس کا نام مرزا صاحب نے قصیدہ اعجازیہ کہا تھا۔ بایں زعم کہ اُس کے مقابلہ کا کسی سے بن نہیں سکے گا۔ خاکسار نے اُس قصیدہ کی کسی قدر اغلاط رسالہ الہامات مرزا میں لکھی ہیں جن کا جواب آج تک نہ مرزا صاحب سے اور نہ اُن کے کسی حواری سے ہوسکا۔ جن احباب نے رسالہ مذکورہ نہ دیکھا ہو، ان کی اطلاع کے لئے قصیدہ مذکورہ کے دو تین شعر لکھے جاتے ہیں۔ مطلع قصیدہ کا یہ ہے:

ایا ارض مد قد دفاك مدمرٌ
و ارداك ضليل واغراك موغرٌ

باوجودیکہ مجریٰ اس کا رفع ہے۔ تاہم بہت سے اشعار ایسے بھی ہیں جن میں نہ نحو کا لحاظ ہے نہ عروض کا پاس۔ چنانچہ

ااُخيت ذئبا عائثا او ابالوفاء
او اخيت مدا او رء يت امرتسرٌ

اس شعر میں امرتسر۔ روء یت کا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب چاہئے تھا۔ مگر قادیانی مسیح نے اپنی اعجاز سے اُسے مرفوع کردیا۔ اور سنئے!

و لما اعتدى الامرتسرى بمكائده
و اغرىٰ على صحبى لياما وكفروا

اِس شعر کا ترجمہ ہی اس کی خوبی کا مظہر ہے جو حضرت نے خود ہی کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

"اور جب ثناء اللہ اپنے فریبوں سے حد سے گذر گیا اور لوگوں کو میرے دوستوں پر برانگیختہ کیا۔"

اِس ترجمہ میں یہ چالاکی ہے کہ نہ تو لیاماً کا اظہار ہوتا ہے نہ کفروا کا ترجمہ نکلتا ہے۔ اس کے علاوہ اِس شعر میں جو ما حرف شرط ہے اس کی جزاء دوسرے شعر میں نکلتی ہے جو یہ ہے:

فقالوا لیوسف ما نری الخیر ھٰھنا
ولکنّہ من قومہ کان یحذر

لما کی جذا پرف کا آنا جائز نہیں۔ قرآن شریف میں لما زاغوا ازاغ اللّٰہ قلوبھم غرض اسی قسم کی سینکڑوں لفظی اور معنوی غلطیوں سے یہ قصیدہ پُر تھا اِس لئے کسی اہل علم نے اِس کے مقابلہ میں قصیدہ لکھنے کی ضرورت نہ سمجھی۔ تاہم اللہ تعالیٰ نے چونکہ مرزا صاحب قادیانی کے بے جا غرور کو توڑنا تھا، اس لئے خدا نے قاضی صاحب ظفر الدین مرحوم پروفیسر اورینٹل کالج لاہور کو توجہ دلائی تو مرحوم نے ایک قصیدہ لکھا لیکن طبع ہونے تک نوبت نہ آئی تھی کہ مرحوم نے پیغام الٰہی کو لبیک کہا اور قصیدہ کہیں ردّی ہی میں پڑا رہا۔

آخر کار مرحوم کے اور میرے ایک شاگرد رشید مولوی محمد داؤد مولوی فاضل نے مجھ سے کہا کہ اِس قصیدہ کو چھپوا دیا جائے تا کہ مصنف کی محنت ضائع نہو۔ میں نے خیال کیا کہ رسالہ کی صورت میں چھاپنے میں خرچ ہوگا اور اشاعت بھی کم ہوگی، اس لئے اخبار میں ایک کالم میں پورا کر دیا جاویگا۔ چنانچہ آج سے شروع کیا جاتا ہے۔ ناظرین سے امید ہے کہ قصیدہ کے مصنف اور ساعی کے لئے دعا خیر فرماوینگے۔ بہرحال قصیدہ مذکورہ یہ ہے۔ (ثناءاللہ امرتسری)

قفا نبك من ذكری علوم تبعثر
قلوبا اماتتہ الھوی و تذکر
تذکرھا عوداً الی البدء للوری
و لقیان ذات اللہ یوم تبعثر
و اھل لھا اضحوا رمیماً و اقفرت
منازل علم الدین منھم وسیّروا

مع السیر اخلاقاً حسانا و کلهم
نجوم اضاء ت ثم غابوا و غوروا
کانی اذا ما اذکر المهدی و الهدی
اشیم بروقا قد تلوح و تستر
و صحبی قیام فی مقام نصیحة
یقولون لا تحزن فانك توجر
و ان شفائی سنة نبویة
فهل من کریم یرتضیها و یؤثر
الا رب یوم کان یوما مبارکا
و لا سیما یومٍ بهیٍ مدنر
لهم فیه نصح للبریة والوری
بتذکار یوم کلنا فیه یحشر
بتذکار یوم لیس یخفی علی الوری
به الله یعطی من یشاء و یخسر
به الله یصمی من اتی متکبراً
به الله یوهی کید من هو یفخر
به الله یقضی بیننا کل امرنا
و یفتح مهما فتحه متعسر
و یوم عقرنا فیه لیل نفوسنا
الی کل ما یفنی و ما یتغیر
ومِلنا الی باق و خیر ذخیرة
و نعنی رضاء الله فیما یدخر
فاول ما یعلو به المرء فی الوری
قبول لما قال الا له المکبر

و تسلیم احکام اتت فی کتابه
مرادی به ذاك الكتاب المنور
مرادی به ما قد تراه مفصلاً
بایدی الکرام المسلمین و یزیر
و کیف یریدون الاناس به فهم
سواء علیهم انذروا ام تناذروا
فمن کان منهم مرسلاً کان مرسلاً
الی نفسه او غیره ذاك یعسر
و ذاك لان الغیر ایضاً کمثله
فمن کان منهم آمرا کان یومر
و مامورهم ایضاً کتاب و آمر
لآمره حقاً کذلك یعثر
و اعشار شئی نفسه مثل ما مضی
عسیر محال مثله لا ییسّر
رجعنا الی ما قد آتیناه اولا
و قلنا اردنا منه ما هو یزیر
کتاب حوی ما یتبعه اولو النهی
من الهدی و العلم الذی هو الجر
فلولاه کنا فی الضلال کغیرنا
و ذقنا کما ذاقوه ام هو اکثر
کتاب شفاء للصدور ویاله
من الخیر و الفصل الذی لا یغمر
کتاب هدانا حسن اخلاق ربنا
کتاب هداه خیر کم لا یزنتر

کتاب هدانا ان فجّ رسوله
هو الملك الابهى السنّى المظهر
کتاب هدانا الاجتماع فلا نرى
على الحق من وافى الينا يبخثر
يفرق شمل المسلمين بقوله
انا المقتدى الجر الامام الموزر
انا الحجة البيضاء فى كل ساعة
اغوص على علم عليم و اصدر
بدر بهى ذى سناء فلا ترى
مثالاً له فيما يرون و ابصروا
فا نى انا الموعود للناس فى الدنا
مسيح و مهدى تعالوا فتنظروا
على انه يهدى الاناس على السواء
لقد مات عيسى فانظروا و تفكروا
فاى كتاب الله ينطق هكذا
كذا قول خير الناس يهدى ففكروا
و لست نبيا بالاصالة للورى
انا الظل لا الاصل الاصيل و اشكر
فعوا و اسمعوا من كلامى فاننى
اريد جوابا يرتضيه مبصّر
لان مات عيسى فالرجوع محرم
الى هذه الدنيا لديه مقرر
فكيف يقول المرء انى خليفة
مسيح له فى القاديان تستّر

و ان كان حياً فالجواب ميسّر
وسهل على من كان يخشى و يحذر
بان ليس هذا ذاك و قط بلا مرا
فكيف يكون العز حراً يوقر
و ان كان دعواه بانى مثيله
فما قوله قد مات عيسى فابشروا
لان مثيل الامر لا يقتضى ولا
يدنى لاعدام الممثل فا حذروا
على ان اختم الانبياء يقيمنا
على منهج حقٍ سوى يدّ تز
اذا تم مضمار النبوة فى الورى
فما قول شبه و مثل فابصروا
متى لم يكن امر لامر مشاركا
فما ذا وما ذاك انظروا و تدبروا
لان مثيل الشئى ياتى مشاركاً
له فى امور الذات و هو مقرر
على ان هذا جاء من حصص له
و ذاك له نوع كذالك يوثر
و ليس نبى بعد حضرته و لا
يحوم على الانكار الا مغذفر
فكيف يقول المرء انى مسيحكم
و ليس شريكا فى النبوة ينذر
فان قال انى ظله لا اصيله
فما الظل الا ضده المستحقر

فهذا هو المحروم من نور شمسه
و ذاك مضيء نير متنور
يبائن هذا ذاك حقا بلا مرا
فهذا هو العرض الذی یتهور
و ذاك محل قائم باصوله
بناء قوی امره لا یصور
فان كان هذا مثله او مثيله
فقل کلنا الامثال واطال مخبر
فقال كتاب الله انی مثلکم
و ليسوا النبيين الكرام ففكروا
لانهم مثل النبی لکونهم
اناساً كما كان النبی محرروا
فما قاس مردود بقول اقوله
فقد قلت ما فيه الكفاية فاشكروا
و ليس نبی خصمنا و خصیمنا
بل الخصم ضد للنبی مقرر
براهمة الهند الذین نراهم
حیاری یرون ما يراه و یامر
بان الاناس الساكنين على البری
جميعا صحيفات عن الرب تذكر
فليس كتاب ناطقا عن حقوقه
و کلهم فی الوحی یسوی و یخبر
و ليس نبی خاتما لنبوة
و ليس كتاب نازل جاء ینذر

عجیب علی اهل الذکاوة و النهی
اذا ما دروا ان النبوة تعسر
لختم النبوات البهیة عذ ؟ ما
امات الکریم حی من جاء ینذر
ترجهم ؟ نحو العلامات و هی لا
تفید اذا للاصل کان تهور
فما ذا حراب القوم بعد رسولنا
مسیلمة الکذاب اذ جاء یاشر
و ما ذا اتفاق القوم بعد رسولنا
علی ان الهام الوری لا یهزبر
و لیس ببرهان علی من دعاه من
کرام خلیفة الکریم فذکروا
و لیس بمغنی من دعاه من النصوص
بل امره امر عجیب فیهجر
عجیب علینا المسلمین اتباعه
و لو جاء فی اثواب یتبختر
عجیب علینا بعد اقرارنا بما
اتانا به ذاك النبی المطهر
ایترك ذاك العذب ساغ حلاله
بال رأه المرء کالنهر یسجر
تلون فی رقراق و کان
تلون غول خیثعور تختعر
سمعنا و اقررنا بان ثلاثة
من الاوجه اللتی تلوح و تزهر

تکون براهیناً لمن قد اتی بها
فمن لم یسلمها یعاب و یوتر
فمنهن احساس سلیم و بعد ذا
یعدون اخباراً بصدق یخبّر
و ثالثها عقل و ثم جمیعها
و لیس سواها وجه یجشّر
فقول اله الخلق ثم نبیه
یعمهما الاخبار بالصدق فاشکروا
و کذلك اخبار الاناس کثیرهم
اذا اخبرونا بالتواتر فازبروا
یضل به من کان فیه مسلّکا
یقول الا یا لیت قومی یشعر
بانی فصل ضل عن مسلکی فلا
مسلك یهدینی الطریق و یشکر
یقید طوراً لغوه بزیادة
و اخری بنقض فهو همسیان یصفر
یفور کتنّورٍ مراراً و ربّما
یقور کخاشٍ ربه یتضور
الم یدر ان الاطلاع علی المغیب
لا ینفع المرء الذی لا یعذر
اذا کان مما لیس یعثره علی
مشارع للشرع الجدید فیخبر
و ذلك مختص بمختار ذی العلا
تبارك و یعطی من یشاء و یقتّر

و الا فدخ قاله لنبينا
جهارا فلم ينكره الا المعذمر
جهاراً بلا شك و حريب و ريبةٍ
بمحضر اصحاب صغير مصغر
و ليس نبينا عندنا بل محقر
صبی و فی امره لا یوقر
و لیس ولیاً قائماً بمحبته
لامر الا له الحق ذاك الجوكر
بل شك فی اسلامه و وفاته
سواه و ذا یروی و یوعی و یوثر
علی ان اخبارا بریب یریبها
وبحزه؟ الریاب امر مختعر
و لیس من الحق الحقیق لدی الوری
و لا مثله یجنی و یوعی و یوثر
و دعوی المسیح القادیانی اننی
اقول علی علم هباء تختعر
فقد ابطلوا دعواه من غیر ریبة
من اراد لم ینکره الا المنکر
عجبت لقومی کیف زال عقولهم
یهدون اسّاً امره لا یشنر
الم ینظروا ان الفراسة حقنا
اذا حصلت فینا به نتذخزر
فنخبر طورا ان هذا یضرنا
و هذا یفید القوم حقاً و ینصر

و هذا یروم العلم و الدین و الهدی
و هذا المشمخر الغرور یدنقر
و هذا یقیم الخلق عن نهج العمی
و هذا یزکیهم و هذا یطهر
و هذا یدیم النظر فی طلب العلی
و هذاك یغوین و هذا یشنطر
و هذا العلیل الجسم یرتاد موته
فلا یعدون الموت فهو مقدر
و هذا الزکی الطاهر الاصل قد حوی
علوفا فیرضی الخلق و هو موقر
علی ان احوال الوری لا یعدها
خبیر اناس بالحساب مزّزر
ولا یعلم الاحوال الا ملیکنا
خبیر بقطمیرٍ و ما هو اصغر
علیم بادواء الوری و دوائهم
فمن شاء فلیومن و من شاء یکفر
فمکة اهلها و سکانها بها
لادری بما فیها شعاباً و اجرر
الم تر جعفر الکرام و قد اتی
خبیث رشیداً بالمغیبات یخبر
و اخبر حیناً ان یوم وفاته
قریب بلا ریب و ذا سوف یقبر
فاخبرتهم هذا و ضاق صدورهم
و قاموا علی احر یخاف و یحذر

علاه بسیف ثم قال ایا فتی
کم العمر باق و هو خزیان ینظر
فقال لعمری مدتی لمدیدة
فاحماه ذاك و الحرّ ذاك و الغضنفر
فسرّ امیر المومنین بفعله
و زال هموم قد اتت تتکدر
دری ان من وا عاجزا کیف یدعی
باخبار امر دائما عنه یحذر
فان حیاتنا و موت جمیعنا
بامر اله الخلق حقا مقدر
فنحن علی جهل بمقدار خطنا
عن العمر فی دار الفناء نعذر
اصاح تری نورا مزیلا عن العمی
مضیئا منیر نیّرا یتنوّر
عن الاحرف اللاتی حواها تلا لو
نجوم اضاء ت لاتغور و تزهر
تضئی طریقا مستقیما مسلّکا
الی ان دعواه هبأ تختعر
و ما یدعی من کون عیسی میتا
یتجدیده هذا انتحال مفرر
فان الامیر السید الهندی نبی لهم
بناء رفیعا قوله ذاك اشهر
وما مات الا من سنین قلائل
و عاش طویلاً امره لا یمستر

علی انه لما تلالاء للوری
بآیات صدق ان عیساه یقبر
فما النفع فی اثبات قبر ثوی به
و لتصویره الظلی للناس فا نظرو
باخبار من یزری علیه بلا مراء
احادیث جاء ت من خرافة توثر
نعم قوله من بعد ذاك اننی
مسیح جدید بعد ما صار یقبّر
نعم قوله ان التصاویر للوری
ابیحت جدید لیس فیها یحذّر
علی ان تصویر الجلیل مقامه
یزار و لا یرعاه الا مطهر
نعم قوله لا تقتدوا احدا سوا
اناس حواهم فضله المتکبر
جدید فلیسوا مقتدین سواهم
فما بالهم خانوا و جالوا و خسّروا
فمن یعترت منهم مقیماً باجره
یصلی اذا ما الناس ادوا و یحتروا
و الا فیعروه ملال فیتبغی
مذاهب لغشاها و ماء فینخر
یعلك طوراً بالسواك و تازه
بذاك الاعضداء تضیء و تزهر
یقول ترکت الامر و هو محتم
علی فربی بالجماعة یامر

و لكننى لا عيب فى تركتها
بامر مسيح القاديان و احذر
يمن اله الخلق طراً بانه
يولف بيننا و ذاك مقرر
و هذا يفرّق الجميع بقوله
و فعل له حتى يخاف و يعذر
فكيف يهجر؟ المرء ما يقتدى به
بغير تقاة و هو امر محقر
اهذا هو الامر الذى يبتغيه من
يقبله فيما يقول و يزير
ليصد عن الجمع الجميع و نفسه
يصد فمن يحمى و من هو يفر
نعم جد منه انهم يجزونه
باسماء اولاد لهم ثم يامر
لهم بازدواج او فراق فكلهم
اسير لديه امره لا يغير
سواء عليهم قطع رحم و وصلها
اذا ما اتاهم ما يراه و يوثر
نعم جد منه انهم يخبرونه
بايراد لفظ الاحمدى فياشر
لتركهم مختار صدق ذى العلاء
و سماكم عما ذكرت يذكر
نعم جد منه انهم يرتجونه
اذا ما دنا يوم عسيب مشنزر

و یاتوہ من یاتیہ عراً مشتمراً
و مسنجدا فیما وھاہ محّذر
یشمجر کالرمیمان ضلّ سبیلہ
الیہ و یھدیہ فینبئی و یخبر
نعم جد منہ انھم یجتنبونہ
فیاتونہ و الشیء بالشیء یذکر
فمن لم یود المال و ھو یحتم
علیہ فذا یقلی و یشنا و یھجر
و لو لم اخف ربی تعالی و شئونہ
و اکرم من یھدی الوری و یذکر

ہفت روزہ اخبار اہلحدیث امرتسر ۱۹۰۷ء کے شماروں (۱۱ جنوری، ۱۸ جنوری، ۲۵ جنوری، یکم فروری، ۱۵ فروری، ۲۲ فروری، ۸ مارچ) میں درج بالا اشعار اس قصیدہ کے موجود ہیں، مجھے یہ شمارے فوٹو کی صورت میں علی گڈھ اور گوجرانوالہ سے حاصل ہوئے تھے، اور کاغذ خستہ اور پرانا ہونے کی وجہ سے فوٹو بھی اچھی نہیں آئی، اس لئے اسے پڑھنا کارے دارد ہے۔ تاہم جیسا کچھ مجھ سے پڑھا جا سکا ہے، نقل کر دیا ہے اور درخواست ہے کہ اگر کوئی صاحب علم اس کی تصحیح میں میری مدد فرمانا چاہیں تو رابطہ کئے جانے پر انتہائی ممنون ہوں گا اور بعد تصحیح اسے کسی دوسری جگہ نقل کر دیا جائے گا۔ انشاء اللہ۔ بہا

مرزا قادیانی وغیرہ غور سے پڑھیں اور جواب دیں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالویؒ کا ایک تحریر کردہ خط بایں الفاظ نقل فرماتے ہیں:

مرزا قادیانی یا اسکے چیلہ مولوی نورالدین یا محمد احسن یا کوئی اور مرزائی غور سے پڑھیں اور جواب دیں

مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے ایک خط ۱۴۔ اپریل ۱۹۰۷ء کو بخدمت مولوی نورالدین صاحب بھیجا تھا اور اس کی ایک نقل بغرض اشاعت آپ کی خدمت میں ارسال کی تھی، مگر افسوس کہ آپ نے اس کو اہل حدیث یا مرقع میں شائع نہ فرمایا (آپ نے اس کی اشاعت کو ضروری نہیں لکھا تھا۔ اڈیٹر) اس خط میں اس عاجز کے ۲۷ خوابات والہامات درج تھے۔ منجملہ ان کے بہت سے پورے ہو چکے ہیں جن میں سے تین حسب ذیل ہیں:

۱۔ مرزا پر ایک بجلی گرے گی تا سیاہ روئے شود ہر کہ دروغش باشد

تصدیق: ۱۶ ستمبر کو مرزا کا الہامی لڑکا مبارک احمد جو تین کو چار کرنے والا، اسیروں کو رستگاری دینے والا، علوم ظاہری و باطنی سے پر ہونے والا، اور کانّ اللہ نزل من السماء وغیرہ وغیرہ تھا ایک ..(مرض) سے صحت یاب ہونے اور شادی ہو جانے کے بعد اچانک فوت ہو گیا جس سے مرزا قادیانی کو ایک ناگہانی صدمہ پہنچا اس کا منہ کالا ہوا۔ اور اس کے تمام الہامات جو اس چوتھے لڑکے کی نسبت تھے جھوٹ ثابت ہوئے۔ اصل الہام کے یہی تین اجزاء تھے۔

پھر ۷ ستمبر ۱۹۰۷ء کو مجھے الہام ہوا جو آپ کے مرقع میں بھی شائع ہوا تھا:

آج مرزا کے ٹوسٹ میں قلق ہے۔ چنانچہ صحت اور شادی کے بعد مبارک احمد مریض ہوا اور ۱۶ ستمبر کو فوت ہو گیا۔

۲۔ ۲۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کو مجھے القاء ہوا:

انا نبشرك بغلام اسمه يحيى

تصدیق: ۲۹۔ اپریل کی رات کو یہ لڑکا پیدا ہوا۔

۳۔ شیخ محمد حسین مراد آبادی کو میں نے خواب میں کہا:

اب وہ لعنتیں جو مرزا اوروں پر برسایا کرتا تھا اب اس پر الٹ پڑیں اور وہ اب تمہیں کچل ڈالیں گی اور تمہارا چھیتا؟ ہو جائے گا۔،

تصدیق: اس کے بعد محمد حسین وجع مفاصل میں مبتلا ہوا۔ اس کے عیال و اطفال سخت مریض ہیں اور بہت سے مرزائی طاعون سے ہلاک ہوئے جن کی تفصیل، کانے دجال، میں عنقریب شائع ہوگی۔

۴: میرے لئے ایک پختہ مکان پٹیالہ میں تیار ہوا۔

تصدیق۔ اس وقت میں انسپکٹر آف ویکسی نیشن و رجسٹریشن تھا جس کی وجہ سے ہمیشہ دیہات میں دورہ کرنا پڑتا تھا۔ اس کے بعد میری تبدیلی شفاخانہ فوجی میں ہوگئی اور سو روپیہ تنخواہ زیادہ ہوگئی۔

کیا کوئی سعید مرزائی ہے جو ان چار بشارات سے متنبہ ہو کر دجالی مذہب سے تائب ہو جائے اور یکم ستمبر ۱۹۰۸ء کا انتظار نہ کرے۔

والسلام خاکسار عبدالحکیم خان ایم بی اسسٹنٹ سرجن ملٹری ہسپتال پٹیالہ

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اپنے ادارتی نوٹ میں لکھتے ہیں:

کوئی کم فہم مرزائی یہ نہ سمجھے کہ مبارک احمد (پسر مرزا قادیانی) کے مرنے کو اسی اہل حدیث ۱۱۔ اکتوبر کے پرچے میں بڑی شرح و بسط سے اڈیٹر (ثناء اللہ) نے مرزا صاحب پر اپنے مباہلہ کا اثر بتلایا، اب اسی واقع کو ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب اپنی تصدیق میں پیش کرتے ہیں، لہذا یہ دونوں تو آپس میں پہلے فیصلہ کرلیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں جھگڑا ہی کوئی نہیں، تو فیصلہ کیا۔ ڈاکٹر صاحب کے الہامات میں اجمالاً اس کے وقوعہ کی خبر دی گئی تھی اور میرا مباہلہ اس کے لئے علم الٰہی میں سبب بنتا تھا اور دانا خوب جانتے تھے کہ ایک واقع کے لئے سبب اور اعلان وقوع میں کوئی تعارض نہیں۔ پس اس لحاظ سے ڈاکٹر صاحب کے الہامات تو کیا خود مرزا صاحب کے الہامات متعلقہ موت مبارک احمد بھی اگر کوئی ہو تو وہ بھی صحیح ہوسکتا ہے اور میرے مباہلہ کا اثر بھی ٹھیک ہے۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵ نومبر ۱۹۰۷ء ص ۸۔۹)

مرزا قادیانی کو میرے مباہلہ کے اثر کا اعتراف

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین آگاہ ہوں گے کہ مرزا صاحب قادیانی نے میرے مواخذات سے چیخ کر بجائے خود میرے ساتھ مباہلہ کا اشتہار دے دیا تھا کہ ہم دونوں (مرزا قادیانی وثناء اللہ) میں سے جھوٹا سچے کی زندگی میں مرے گا یا اس پر کوئی موت کے برابر مصیبت آوے گی۔ خدا کی شان اس مباہلہ کے بعد مرزا صاحب پر طرح طرح کی آفتیں نازل ہوئیں۔ آپ کا عزیز فرزند مبارک ۱۶ ستمبر گذشتہ کو مرگیا جس سے مرزا صاحب کی کمر کو ایسا صدمہ پہنچا کہ موت سے بدتر جس کی تفصیل ۱۱۔ اکتوبر کے اہل حدیث میں دکھائی گئی ہے۔ اس کے جواب میں مرزا صاحب نے ۱۰ نومبر کے بدر اور الحکم میں ایک لمبا ہاتھی کے دو کانوں کے برابر اشتہار دیا ہے جس کا ایک حصہ درج ذیل ہے۔ (اس تحریر میں بین القوسین نمبر لگا کر بعد میں شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے ان کا جواب بھی لکھا ہے۔ بہاء)

مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

تبصرہ

مجھے اس تحریر کے لئے اس بات نے مجبور کیا ہے کہ میں مامور ہوں کہ امر معروف اور نہی منکر کروں اور سننے والوں کو ان امور پر قائم کروں جن سے ان کا ایمان قوی ہو اور معرفت زیادہ ہو اور صراط مستقیم پر قائم ہو جاویں واضح ہو کہ اس ہفتہ کے اخبار عام (۱) میں اس کے پہلے کالم میں ہی پڑھا ہے کہ بعض کوتہ اندیش لوگوں نے میرے فرزند مبارک احمد کی وفات پر بڑی خوشی ظاہر کی ہے بلکہ دوسرے بعض اخباروں میں بھی بڑے زور سے اس واقعہ کو ظاہر کر کے یہ رنگ اس پر چڑھایا ہے کہ گویا ان میں سے کسی کا مباہلہ میں فتح یاب ہونا اس سے ثابت ہوتا ہے۔ ہم اس جگہ زیادہ نہیں لکھنا چاہتے کیونکہ جھوٹ کی سزا دینے کے لئے خدا تعالیٰ کافی ہے۔ واضح ہو کہ

میں نے کسی سے ایسا مباہلہ نہیں کیا جس سے کسی دوسرے فریق کی اولاد کو اس طرح پر معیار صدق کذب بنا جاوے (۲) کہ اگر اس فریق کا لڑکا مر گیا تو وہ جھوٹا ٹھہرے گا بلکہ میں ہمیشہ یہی چاہتا ہوں کہ وہی شخص نابود ہو جس کا گناہ ہے جس نے خدا پر افتراء کیا ہے (۳) یا صادق کو کاذب ٹھہراتا ہے ہاں اگر کسی کی اولاد مباہلہ کے وقت حاضر ہو کر خود مباہلہ سے حصہ لے اور افتراء کے حامی یا تکذیب کے حامی ہو جائیں جیسا کہ قرآن شریف سے سمجھا جاتا ہے تب وہ کاذب ہونے کی حالت میں عذاب میں بھی شریک ہوں گے جیسا کہ وہ مقابلہ میں شریک ہوگے ورنہ بموجب حکم آیت

لاتزر وازرۃ وزر اخری ،

خدا ایک کے گناہ کیلئے دوسرے کو ہلاک نہیں کرتا۔ میرا لڑکا مبارک احمد نابالغ تھا اور ابھی نو برس کی عمر کو نہیں پہنچا تھا جب وہ فوت ہو گیا اور خدا نے اس کی وفات سے کئی برس پہلے دو مرتبہ اس کی نسبت خبر دی تھی کہ ابھی وہ بالغ نہیں ہوگا جو فوت ہو جائے گا (۴) اور یہ بھی فرمایا تھا کہ دشمن اس دن خوش ہوگا اور اپنا وار کرے گا (۵) مگر ساتھ ہی دشمن کے بد انجام کی بھی خبر دی تھی کہ آخر کار وہ غضب الٰہی کے نیچے آئے گا (مرزا صاحب یہاں کس دشمن کی بات کر رہے ہیں؟ بہاء) اور میری نسبت یہ بھی فرمایا تھا کہ وہ دن تلخ زندگی کے ہوں (۶) ساتھ اس کے میرے دل کی حالت کو ان الفاظ سے ظاہر کیا تھا کہ انی مع

اللہ فی کل حال

یعنی میں ہر ایک حال میں خدا کے ساتھ ہوں اور جو اس رضا ہے وہی میری رضا ہے اور یہ بھی میرے گھر کے لوگوں کو خدا نے مخاطب کر کے مجھے یہ الہام کیا تھا کہ ہے تو بھاری مگر خدائی امتحان کو قبول کر۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے تحریر بالا میں بین القوسین لگے ہوئے نمبروں پر یوں حواشی لکھے ہیں:

۱: اصل مقابل کا نام لینے سے کیوں شرماتے ہو وہ وہی ہے جس کو مباہلہ کے لئے آپ نے بلایا تھا جس کا نام ابوالوفا ثناء اللہ ہے۔

۲۔ جھوٹ کہتے ہوئے شرم کرو ہم بھی تو یہ نہیں کہتے کہ مباہلہ میں اولاد کے مرنے کو مدار صدق و کذب آپ نے بنایا تھا بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ موت جیسی مصیبت کو بنایا تھا۔ مصیبت ایک مفہوم کلی ہے جس کے افراد کثیر میں سے ایک فرد، اولاد کی موت بھی ہے جو آپ کو مبارک احمد کے مرنے سے پیش آئی۔ خدا کے علم میں تھا وہ ہو گیا اور آپ کو موت کے برابر مصیبت پہنچ گئی جس کا آپ کو بھی اعتراف ہے۔

۳۔ پھر عبداللہ آتھم والی پیش گوئی پوری نہ ہونے پر آپ نے پادری وائٹ کے مرنے کو کیوں پیش کیا تھا وہ تو آپ کے مقابلے پر نہ آیا تھا۔ علاوہ اس کے ہم نے تو یہ بتلانا ہے کہ آپ پر مصیبت آئی خواہ وہ اولاد کے مرنے سے آئی یا پہاڑ گرنے سے ہاں اگر آپ کی کوئی ایسی اولاد مرتی جس کے مرنے کا آپ پر کوئی صدمہ نہ ہوتا جیسے فضل احمد (باغی پسر) کی موت ہوئی تھی، تو ہم بھی اس کو مباہلہ کا اثر نہ بتلاتے لیکن جب ایسی اولاد مری ہے کہ اس کے مرنے سے آپ کی زندگی تلخ ہو گئی اور ہو رہی ہے تو ہمارا حق ہے کہ ہم اسکو اپنے مباہلہ کا اثر ظاہر کریں جو خدا کے فضل سے ہماری تائید میں ہوا ہے

۴۔ کیسا سفید جھوٹ ہے اگر یہ الہام تھا تو آپ نے اس کا نکاح کیوں کیا تھا۔ اس کے خسر ڈاکٹر ستار شاہ سے کوئی رنج تھا کہ اس کو بھی صدمہ پہنچایا۔ اگر سچے ہو تو یہ الہام کسی سابقہ تحریر میں دکھاؤ کہ مبارک احمد بالغ ہونے سے پہلے مر جاوے گا ورنہ جھوٹے پر لعنت کہو۔

۵،۶: دیکھا آپ خود قائل ہیں کہ اس بچے کے مرنے سے آپ کی زندگی تلخ ہوئی یعنی آپ پر اور آپ کے تمام اہل بیت پر سخت مصیبت آئی اور ہمارا وار آپ پر چلا۔ رہا یہ کہ یہ آپ کا الہام ہے سو ہمیں اس سے مطلب نہیں ممکن ہے خدا نے آپ پر حجت قائم کرنے کو کسی طرح یہ سمجھا دیا ہو تا کہ وقت آنے پر آپ کو اس مصیبت سے انکار کی گنجائش نہ ہو۔ مختصر یہ ہے کہ ہمارے مباہلہ میں جو آپ نے موت جیسی مصیبت جھوٹے کے لئے چاہی تھی وہ آپ پر پڑ گئی جس سے آپ کی زندگی تلخ ہو رہی ہے۔ پس بحمد اللہ ہمارے مباہلہ کا اثر آپ پر پورا ہوا۔ کیا خوب:

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

(باقی اشتہار کا جواب آئندہ)۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۲ نومبر ۱۹۰۷ء ص ۴، ۵)

کرشن قادیانی کی گیدڑ بھبکی

عاشقاں از ہیبت تیغ تو سپر پیچیدہ اند
جامیء بے چارہ را چوں دیگراں پنداشتی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

کرشن قادیانی نے جب سے میرے ساتھ مباہلہ کیا ہے سخت ابتلاء میں ہیں ۔نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن، کی مثال آپ پر صادق آ رہی ہے۔ مباہلہ چونکہ خدا کی مرضی کے خلاف آپ نے کیا تھا اس لئے اس کی سزا بھگت رہے ہیں۔ گذشتہ ہفتہ کے (اخبار) اہل حدیث میں آپ کے اشتہار کا ایک حصہ نقل ہو چکا ہے، آج باقی حصہ نقل کرتے ہیں جو آپ نے گیدڑ بھبکی دینے کو شائع کیا ہے۔

ناظرین آگاہ ہوں گے کہ مرزا صاحب کی قدیمی عادت ہے کہ جب کبھی کسی مقابلہ میں عاجز آتے ہیں تو جھٹ سے ایک دو پیش گوئیوں کا اشتہار شائع کر دیتے ہیں۔ جب سے آپ نے ڈپٹی کمشنر گورداسپور سے تحریری وعدہ کیا تھا کہ آئندہ کو کسی مخالف کی ہلاکت کی بابت پیش گوئی نہ کرونگا، چندروزہ آپ کے الہامات منذرہ رکے تھے۔ مگر آپ نے جو گورنمنٹ کو دوسری طرف متوجہ دیکھا ہے تو آپ نے عادت کا اظہار کرنا پھر شروع کر دیا ہے۔ اب اس پر سوال ہے کہ گورنمنٹ اس عہد شکنی پر کیوں نوٹس نہیں لیتی، اس کا جواب یہ ہے کہ:

رموز مملکت خویش خسرواں دانند

بہرحال وہ اشتہار درج ذیل ہے۔ مرزا صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

خدا کی قدرتوں پر قربان جاؤں کہ جب مبارک احمد فوت ہوا ساتھ ہی
خدا تعالی نے یہ الہام کیا

انا نبشرك بغلامٍ حليمٍ ينزل منزل المبارك۔

یعنی ایک حلیم لڑکے کی ہم تجھے خوش خبری دیتے ہیں جو بمنزلہ مبارک احمد کے ہوگا اور اس کا قائم مقام اور اس کا شبیہ ہوگا۔ پس خدا نے نہ چاہا کہ دشمن خوش ہو اس لئے اس نے بمجرد وفات مبارک احمد کے ایک دوسرے لڑکے کی بشارت دے دی، تا یہ سمجھا جائے کہ مبارک احمد فوت نہیں ہوا، بلکہ زندہ ہے (اس لڑکی کا کیا بنے گا جو بچپن میں بیوہ ہوگئی۔ کیا وہ شادی نہ کرے؟ اور جب مبارک کی شبیہ پیدا ہو تو کیا وہ بغیر نکاح اس کے پاس چلی آئے؟ وہ کب تک شبیہ کا انتظار کرے؟ بہاء) اور ایک الہام میں مجھے مخاطب کر کے فرمایا

انی اریحك و لا اجیحك و اخرج منك قوماً

یعنی میں تجھے راحت دونگا اور میں تیری نسل قطع نہیں کرونگا اور ایک بھاری قوم تیری نسل سے پیدا کرونگا۔ یہ خدا کا کلام ہے جو اپنے وقت پر پورا ہوگا اگر اس زمانہ کے بعض لوگ لمبی عمریں پائیں گے تو وہ دیکھیں گے کہ آج جو خدا کی طرف سے یہ پیش گوئی ہے وہ کس شان اور قوت اور طاقت سے ظہور میں آئے گی۔ خدا کی باتیں ٹل نہیں سکتیں وہ خدا جس نے ابراہیم علیہ السلام کو اور پھر موسیٰ علیہ السلام کو اور پھر عیسیٰ علیہ السلام کو اور سب کے بعد ہمارے سید و مولی آنحضرت ﷺ کو جانی اور خونی دشمنوں سے بچایا، وہ مجھے بھی بچائے گا۔ اور وہ وقت آتا ہے بلکہ نزدیک ہے کہ دشمن اپنے کردار کی سزا پائیں گے، کیونکہ خدا شریر کو دوست نہیں رکھتا۔ جو شخص تقوی سے کام نہیں لیتا اور بدزبانی میں حد سے بڑھ جاتا ہے وہ آخر پکڑا جاتا ہے مگر خدا متقی کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ معمولی سلسلہ موت کا ہر ایک نیک اور بد پر محیط ہے، کسی خاص فرقہ سے مخصوص نہیں۔ اگر ہماری اولاد میں سے کوئی مر گیا، یا آئندہ مرے تو دشمنوں کے لئے یہ خوشی کی بات نہیں، کیونکہ یہ موت ہر ایک کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ بلکہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ ہمارے گھر کے عزیزوں میں سے ہمارے بہت قریب متعلقین میں سے بعض کی اجل قریب ہے (بقول آپ کے مریدوں کی تعداد تین لاکھ تک ہے، اور یہ تو ظاہر ہے کہ مریدوں سے زیادہ عزیز اور متعلق کون ہو سکتا ہے، تو ان، مصنوعی، تین لاکھ کی جماعت میں ہر

روز موت ہے اور ہر روز حیات ہے۔ پس اس طرح جس روز آپ کا جی چاہے گا اس پیش گوئی کو سچا کر لیں۔ ناظرین منتظر رہیں کہ عنقریب ہاتھی کے کان کے برابر کوئی اشتہار نکلے گا کہ دیکھو ہمارا فلاں عزیز جماعت کا سرگرم ممبر ایسا اور ویسا مر گیا جسکی بابت ہم نے پہلے ہی لکھ دیا تھا کہ مر جائے گا۔ کیا اب بھی مخالف ہدایت حاصل نہیں کریں۔ اس پر آپ ڈوم میراسی آپ کو مبارک بادی ایڈریس چھاپیں گے یا مسیح الخلق مبارکباد۔ لاچار ہمیں بھی کہنا پڑے گا: آپ کا ہونا اپنی شامت اعمال ہے۔ اڈیٹر) سو ایسے واقعات دشمن کے لئے خوشی کی جگہ نہیں کیونکہ موت فوت سے کسی نبی کا خاندان مستثنی نہیں رہا۔ آنحضرت ﷺ کے کئی لڑکے فوت ہو گئے یہاں تک کہ خبیث فطرت کافروں نے آنحضرت ﷺ کا نام ابتر رکھا، مگر آخر کار خدا نے فتح اور نصرت کے تمام وعدے پورے کئے یہاں تک کہ ان عرب کے کافرون کا نام ونشان نہ رہا جو آنحضرت ﷺ کو معدوم کرنا چاہتے تھے اور جزیرہ عرب اسلام سے بھر گیا۔ یہ سچ ہے کہ

العاقبة للمتقين

سو خدا کا یہ وعدہ ہے کہ وہ مجھ سے بھی ایسا ہی کرے گا جیسا کہ آنحضرت ﷺ سے کیا۔ ایک دن آتا ہے کہ جب متعصب اور جانی دشمنوں کا آج منہ دیکھتے ہو پھر نہیں دیکھو گے، وہ جڑ سے کاٹے جاویں گے اور ان کا نام ونشان نہیں رہے گا۔

اس بارے میں ان دنوں جو کچھ خدا تعالی نے مجھے فرمایا ہے وہ پیش گوئی اس جگہ لکھتا ہوں۔ چاہیے کہ میری جماعت اس کو یاد رکھیں اور اس کو اپنے گھروں کے نظارہ گاہ جگہوں پر چسپاں کریں اور اپنی عورتوں اور لڑکوں کو اس سے اطلاع دیں، اور جہاں تک ممکن ہو نرمی اور آہستگی سے اپنے واقف کاروں کو اس امر پر مطلع کریں کیونکہ یہ دن آنے والے ہیں اور خدا نے سب کچھ دیکھا ہے اور اب وہ ہم میں اور ان مخالفوں میں جو تکفیر اور گالیوں سے باز نہیں آتے فیصلہ کرے گا، وہ حلیم ہے مگر اسکا غضب بھی سب سے بڑھ کر ہے، اور وہ سزا دینے میں دھیما ہے، مگر اس کا قہر بھی ایسا ہے کہ فرشتے بھی اس سے کانپتے ہیں۔ اور اس پیش گوئی میں ہمارے مخالف صرف وہ

لوگ ہیں جنہوں نے حد سے زیادہ مجھے ستایا اور گالیاں دینے اور بدزبانی میں حد سے زیادہ بڑھ گئے، بلکہ بعض نے ان میں سے میرے قتل کے فتوے دیئے (میں ان کی رائے سے اتفاق نہیں کرسکتا بلکہ آپ کی ہدایت چاہتا ہوں۔اڈیٹر) اور سب لوگ چاہتے ہیں کہ میں قتل کیا جاؤں اور زمین سے نابود کیا جاؤں اور میرا تمام سلسلہ پراگندہ اور نابود ہوجائے مگر خدا جو میرے دل کو جانتا ہے وہ وہی فیصلہ کرے گا جو اس کے علم کے موافق ہے اس نے مجھے اپنے فیصلہ کی خبر دی ہے اور وہ یہ ہیں:

الم تر کیف فعل ر بك با صحا ب الفیل الم یجعل کید هم فی تضلیل انك بمنز لة رحی الاسلا م افتر تك و ا ختر تك ۔

ترجمہ۔تونے دیکھ لیا یعنی تو ضرور دیکھے گا کہ اصحاب الفیل یعنی وہ جو بڑے حملے والے ہیں اور جو آئے دن تیرے پر حملہ کرتے ہیں اور جیسا کہ اصحاب الفیل نے خانہ کعبہ کو نابود کرنا چاہا تھا وہ تجھے نابود کرنا چاہتے ان کا انجام کیا ہوگا؟ یعنی ان کا وہی انجام ہوگا جو اصحاب الفیل کا ہوا، پھر فرمایا

و ینصر ك ر جا ل نو حی الیهم من السماء یأ تو ن من کل فج عمیق ۔یعنی تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں ہم الہام کریں گے وہ دور دراز جگہوں سے تیرے پاس آویں گے۔

اس جگہ استعارہ کے رنگ میں خدا تعالی نے مجھے بیت اللہ سے مشابہت دی کیونکہ آیت یا تو ن من کل فج عمیق خانہ کعبہ کے حق میں ہے۔اور پھر فرمایا کہ تو مجھ سے بمنزلہ اسلام کی چکی کے ہے،اس چکی میں جو پڑے گا وہ آخر کو پیسا جائے گا۔یعنی تجھ سے لڑنے والے اور تیرے پر حملہ کرنے والے سلامت نہیں رہیں گے۔اور پھر فرمایا کہ تیرے مخالفوں کا اخزاء اور افناء تیرے ہی ہاتھ سے مقدر تھا۔یعنی جو لوگ تجھے رسوا اور ہلاک کرنا چاہتے ہیں وہ آپ ہی رسوا اور ہلاک ہوں گے۔اور پھر فرمایا

انی انار بك الر حمن ، ذو العز و السلطا ن ۔ من عا د او لیا ئی فکا نما خر من السماء انی مو جود فا نتظر ۔ سینا لهم غضب

من ر بھم و ما کنا معذ بین حتی نبعث رسو لا ۔ قد افلح من زکا ھا و قد خا ب من دسا ھا قل انی امر ت لکم فافعلوا ما تؤمرو ن ۔ الیو م یو م البر کا ت ۔ یا عبد اللہ الی معك و الضحی و ا للیك اذا سجی ما و دعك ر بك و ما قلی ۔

یعنی میں رحمان ہوں صاحب عزت اور سلطنت جو میرے ولی سے دشمنی کرے گو یا وہ آسمان سے گر گیا میں موجود ہوں پس میرے فیصلہ کا منتظر رہ جو لوگ عداوت سے باز نہیں آتے عنقریب ان پر غضب الٰہی نازل ہوگا ہم عذاب نازل نہیں کیا کرتے مگر اس حالت میں کہ جب پہلے رسول آ جاوے یعنی دنیا پر عذاب شدید ہونا اس بات پر دلالت کرتا کہ رسول آ گیا ہے اور پھر فرمایا کہ عذاب سے وہ لوگ نجات پائیں گے جنہوں نے دلوں کو پاک کیا اور وہ لوگ سزا پائیں گے جنہوں نے اپنے نفسوں کو گندہ کیا۔

اور پھر فرمایا کہ میں تیری نسل کو جڑھ سے معدوم نہیں کرونگا بلکہ جو کچھ کھویا گیا وہ تجھے خدائے کریم واپس دے گا ان کو کہدے کہ میں تمہارے لئے مامور ہو کر آیا ہوں پس وہی کرو جو میں حکم کرتا ہوں یہ برکت کے دن ہیں ان کا قدر کرو۔ اے خدا کے بندے میں تیرے ساتھ ہوں یعنی روز روشن کی قسم ہے اور اس رات کی جو تاریک ہو جو تیرے رب نے تجھے دشمن نہیں پکڑا اور پھر اردو میں فرمایا کہ ہر ایک حال میں تمہارے ساتھ موافق ہوں اور تیرے منشاء کے مطابق۔ اور پھر فرمایا

لکم البشری فی الحیوۃ الد نیا خیر و نصرت و فتح ان شا ء اللہ تعا لی و ضعنا عنك وزر ك الذی انقض ظھرك و رفعنا لك ذکر ك انی معك ذکر تك فا ذ کر نی وسع مکا نك حان ان تعان و تر فع بین الناس انی معك یا ابرا ھیم انی معك و مع اھلك انك معی و اھلك انی انا الر حمن فا نتظر قل یاخذ ك اللہ

یعنی تمہارے لئے دنیا اور آخرت میں بشارت ہے۔ تیرا انجام نیک ہے، خیر ہے، نصرت اور فتح انشاء اللہ تعالی ہم تیرا بوجھا تار دیں گے جس نے تیری

کمر توڑ دی اور تیرے ذکر کو اونچا کر دیں میں تیرے ساتھ ہوں، میں نے تجھے یاد کیا ہے۔ سوتو مجھے بھی یاد کر، اور اپنے مکان کو وسیع کر دے۔ وہ وقت آتا ہے کہ تو مدد دیا جائے گا اور لوگوں میں تیرا نام عزت اور بلندی سے لیا جائے گا۔ میں تیرے ساتھ ہوں اے ابراہیم، اور ایسا ہی تیرے اہل کے ساتھ۔ اور تو میرے ساتھ ہے اور ایساہی تیرے اہل۔ میں رحمان ہوں، میری مدد کا منتظر رہ اور اپنے دشمن کو کہہ دے کہ خدا تجھ سے مواخذہ لے گا۔ اور پھر آخر میں اردو میں فرمایا کہ میں تیری عمر کو بھی بڑھا دوں گا۔ یعنی دشمن جو کہتا ہے کہ صرف جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیش گوئی کرتے ہیں ان سب کو میں جھوٹا کروں گا اور تیری عمر کو بڑھا دوں گا، تا معلوم ہو کہ میں خدا ہوں اور ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے۔

یہ عظیم الشان پیش گوئی ہے جس میں میری فتح اور دشمن کی شکست اور میری عزت اور دشمن کی ذلت اور میرا اقبال اور دشمن کا ادبار بیان فرمایا ہے، اور دشمن پر غضب اور عقوبت کا وعدہ کیا ہے۔ مگر میری نسبت لکھا ہے کہ دنیا میں تیرا نام بلند کیا جائے گا اور نصرت اور فتح تیرے شامل حال ہو گی۔ اور دشمن جو تیری موت چاہتا ہے وہ خود میری آنکھوں کے روبرو اصحاب الفیل کی طرح نابود اور تباہ ہو گا خدا ایک قہری تجلی کرے گا اور جو جوٹھ اور شوخی سے باز نہیں آتے ان کی ذلت اور تباہی ظاہر کرے گا مگر میری طرف ایک دنیا کو جھکا دے گا اور میرا نام عزت کے ساتھ دنیا کے ہر ایک کنارہ میں پھیلا دے گا سو چاہیے کہ میری جماعت کے لوگ اس پیش گوئی کے منتظر رہیں اور تقوی وطہارت سے پاک نمونہ دکھاویں۔

مرزا غلام احمد ۵ نومبر ۱۹۰۷ء

(اس اشتہار کا آخری پیراگراف شیخ الاسلام نے نقل نہیں، جسے مجموعہ اشتہارات قادیانی جلد سوم صفحہ ۵۹۲ سے یہاں نقل کیا جا رہا ہے۔ بہاء۔:

اس پیش گوئی کے ساتھ یہ پیش گوئی بھی ہے کہ ایک سخت طاعون اس ملک میں اور دوسرے

ممالک میں بھی آنے والی ہے جس کی نظیر پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی۔ وہ لوگوں کو دیوانہ کی طرح کر دے گی۔ معلوم نہیں کہ اس سال یا آئندہ سال میں ظاہر ہو گی۔

مگر خدا مجھے مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ میں تجھے اور تمام ان لوگوں کو جو تیری چار دیواری کے اندر ہیں بچاؤں گا۔

گویا اس دن یہ گھر نوح کی کشتی ہو گا جو شخص اس گھر میں داخل ہو جائے گا وہ بچایا جائے گا۔

اور خدا نے فرمایا میں روزہ بھی رکھوں گا اور افطار بھی کروں گا اور اس گھڑی تک جس کو بجز خدا کے کوئی نہیں جانتا میرا عذاب دنیا کے شامل حال رہے گا اور طاعون دور نہیں ہو گی اور کبھی دور نہیں ہو گی جب تک لوگ اپنی اصلاح کر کے نیکی اور خدا کی طرف رجوع نہ کریں۔ خدا چاہتا ہے کہ زمین گناہ سے پاک ہو جائے۔ سو اس لئے ایک طرف اس نے طاعون اور کئی عذاب بھیجے اور دوسری طرف اپنے راہ کی منادی کرنے والا بھیجا تا زمین کو گناہ سے پاک کرے۔)

جواباً شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

جن لوگوں کو مرزائی تحریرات دیکھنے کا ملکہ ہے وہ جان سکتے ہیں کہ یہ اشتہار کوئی نیا نہیں ہے بلکہ وہی پرانا رونا رویا ہے جو آج سے کئی سال پیشتر رویا کرتے ہیں کہ میں فتح یاب ہونگا، میں بلند اقبال ہونگا، میرا دشمن ذلیل ہو گا، یہ ہو گا وہ ہو گا، تاہم ناظرین کی آسانی کے لئے ہم اس اشتہار کو چند فقروں میں مختصر کرتے ہیں ناظرین غور سے دیکھیں

فقرہ اول: میری بہت بڑی عزت ہو گی فتح ہو گی، میرے ہاں مبارک احمد جیسا لڑکا پیدا ہو گا (بہت خوب)

دوئم: موت کا سلسلہ ایک معمولی بات ہے دشمن کی خوشی کا موجب نہیں (بہت خوب)

سوم: ایک دن آنے والا ہے کہ میرے دشمن مر جائیں گے اور جڑ سے کاٹے جائیں گے یعنی ان کا کوئی قائم مقام نہ رہے گا۔

ہم پوچھتے ہیں کہ کون سا لفظ آپ نے اس اشتہار میں زائد لکھا ہے جو اس سے پہلے کئی دفعہ شائع نہیں کر چکے۔ ہمیشہ آپ عزت کے طالب ہوتے رہے ہیں اس جگہ ایک مقام کی عبارت پوری نقل کرتا ہوں۔ آپ لکھتے ہیں:

ایک الہامی پیش گوئی کا اشتہار:

چونکہ مجھے ان دنوں چند متواتر الہام ہوئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالی عنقریب آسمان سے کوئی ایسا نشان ظاہر کرے گا جس سے میرا صدق ظاہر ہو، اس لئے میں اس اشتہار کے ذریعہ سے حق کے طالبوں کو امید دلاتا ہوں کہ وہ وقت قریب ہے کہ جب آسمان سے کوئی تازہ شہادت میری تائید کے لئے نازل ہوگی۔ یہ ظاہر ہے کہ جس قدر خدا تعالی کے مامور دنیا میں آئے ہیں گو ان کی تعلیم نہایت اعلی تھی، اور ان کے اخلاق نہایت اعلی تھے، اور ان کی زیرکی اور فراست بھی اعلی درجہ پر تھیں (لیکن مسیح کے بارے میں تو آپ الٹ لکھتے ہیں۔ بہاء) لیکن ان کا خدا سے ہم کلام ہونا لوگوں نے قبول نہ کیا جب تک کہ ان کی تائید میں آسمان سے کوئی نشان نازل نہیں ہوا (مسیح کے لئے کون سا نشان نازل ہوا ان کے معجزات کو تو آپ مکروہ اور مسمریزم کہتے ہیں، لہو کہتے ہیں۔ بہاء) اسی طرح خدا تعالی اس جگہ بھی بارش کی طرح اپنے نشان ظاہر کر رہا ہے، تا دیکھنے والے دیکھیں اور سوچنے والے سوچیں۔ اور اب مجھے بتایا گیا ہے کہ ایک برکت اور رحمت اور اعزاز کا نشان ظاہر ہوگا جس سے اکثر لوگ تسلی پائیں گے جیسا کہ ۱۴ستمبر ۱۸۹۹ء کو یہ الہام ہوا:

ایک عزت کا خطاب، ایک عزت کا خطاب لك خطا ب العزة۔ ایک بڑا نشان اس کے ساتھ ہوگا۔ (ضمیمہ تریاق القلوب)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

ناظرین بغور دیکھیں کہ کس آرزو سے عزت کی تمنا ہے مگر افسوس کہ مرزا صاحب قادیانی جس عزت کے خواہش مند ہیں وہ ہنوز پردہ عدم ہی میں ہے۔ ہم ناظرین کی دل چسپی اور تفریح کے لئے ذرہ اور سامان بھی مہیا کرنا چاہتے ہیں کیونکہ مرزا صاحب کے مباحثات ہمارے خیال میں اب محض تفریح طبع کے لئے ہیں، ورنہ آپ کا کذب اور بطلان تو اظہر من الشّمس ہے، تمام دنیا سے آواز آرہی ہے

رسول قادیانی کی رسالت۔ جہالت ہے جہالت ہے جہالت

مرزا صاحب قادیانی نے اسی طرح مخالفوں سے تنگ آ کر پہلے بھی کئی ایک دفعہ فیصلے اشتہار دیئے ہیں، چنانچہ ایک اشتہار آپ کا جو اپنی تاریخ آپ بتلا تا ہے یہ ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

کبھی نصرت نہیں ملتی در مولی سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں وہ اپنے نیک بندوں کو
وہی اس کے مقرب ہیں جو اپنا آپ کھوتے ہیں
نہیں رہ اس کی عالی بارگہ تک خود پسندوں کو
یہی تدبیر ہے پیارو کہ مانگو اس سے قربت کو
اسی کے ہاتھ کو ڈھونڈو جلاؤ سب کمندوں کو

اس عاجز غلام احمد قادیانی کی آسمانی گواہی طلب کرنے کیلئے ایک دعا اور حضرت عزت سے اپنی نسبت آسمانی فیصلہ کی درخواست

اے میرے حضرت اعلیٰ ذوالجلال قادر و قدوس حی و قیوم جو ہمیشہ راست بازوں کی مدد کرتا ہے تیرا نام ابدالآباد مبارک ہے۔ تیرے قدرت کے کام کبھی رک نہیں سکتے۔ تیرا قوی ہاتھ ہمیشہ عجیب کام دکھلاتا ہے۔ تو نے ہی اس چودھویں صدی کے سر پر مجھے مبعوث کیا اور فرمایا کہ:

اٹھ میں نے تجھے اس زمانہ میں اسلام کی حجت پوری کرنے کے لئے اور اسلامی سچائیوں کو دنیا میں پھیلانے کے لئے اور ایمان کو زندہ اور قوی کرنے کے لئے چنا۔،

اور تو نے ہی مجھے کہا کہ:

تو میری نظر میں منظور ہے میں اپنے عرش پر تیری تعریف کرتا ہوں۔،

اور تو نے ہی مجھے فرمایا کہ:

،تو وہ مسیح موعود ہے جس کے وقت کو ضائع نہیں کیا جائے گا۔،

اور تو نے ہی مجھے مخاطب کر کے کہا کہ:

تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید۔

اور تو نے ہی مجھ کو فرمایا کہ:

میں نے لوگوں کی دعوت کے لئے تجھے منتخب کیا۔ ان کو کہہ دے کہ میں تم سب کی طرف بھیجا گیا ہوں،...

مگر اے میرے قادر خدا تو جانتا ہے کہ اکثر لوگوں نے مجھے منظور نہیں کیا اور مجھے مفتری سمجھا۔ اور میرا نام کافر اور کذاب اور دجال رکھا گیا۔ مجھے گالیاں دی گئیں۔ اور طرح طرح کی دلآزار باتوں سے ستایا گیا۔ اور میری نسبت یہ بھی کہا گیا کہ، حرام خور، لوگوں کا مال کھانے والا، اور وعدوں کا تخلف کرنے والا، حقوق کو تلف کرنے والا، لوگوں کو گالیاں دینے والا، عہدوں کو توڑنے والا، اپنے نفس کے لئے مال جمع کرنے والا، اور شریر اور خونی ہے۔ یہ وہ باتیں ہیں جو خود ان لوگوں نے میری نسبت کہیں جو مسلمان کہلاتے ہیں اور اپنے تئیں اچھے اور اہل عقل اور پرہیزگار جانتے ہیں۔ اور ان کا نفس اس بات کی طرف مائل ہے کہ درحقیقت جو کچھ وہ میری نسبت کہتے ہیں، سچ کہتے ہیں۔ اور انہوں نے صدہا آسمانی نشان تیری طرف سے دیکھے مگر پھر بھی قبول نہ کیا۔ وہ میری جماعت کو نہایت تحقیر کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ہر ایک ان میں جو بدزبانی کرتا ہے وہ خیال کرتا ہے کہ بڑے ثواب کا کام کر رہا ہے۔

سو اے میرے مولا قادر خدا! اب مجھے راہ بتلا اور کوئی ایسا نشان ظاہر فرما جس سے تیرے سلیم الفطرت بندے نہایت قوی طور پر یقین کریں کہ میں تیرا مقبول بندہ ہوں۔ اور جس سے ان کا ایمان قوی ہو، اور تجھے پہچانیں اور تجھ سے ڈریں اور تیرے اس بندے کی ہدایتوں کے موافق ایک پاک تبدیلی ان کے اندر پیدا ہو، اور زمین پر پاکی اور پرہیزگاری کا اعلیٰ نمونہ دکھلاویں...

لیکن اگر اے میرے پیارے مولیٰ میری رفتار تیری نظر میں اچھی نہیں ہے تو مجھ کو اس صفحہ دنیا سے مٹادے تا میں بدعت اور گمراہی کا موجب نہ ٹھہروں۔

میں اس درخواست کے لئے جلدی نہیں کرتا تا میں خدا کے امتحان کرنے والوں میں شمار نہ کیا جاؤں لیکن میں عاجزی سے اور حضرت ربوبیت کے ادب سے یہ التماس کرتا ہوں کہ اگر میں اس عالی جناب کا منظور نظر ہوں تو تین سال کے اندر کسی وقت میری اس دعا کے موافق میری تائید میں کوئی ایسا آسمانی نشان ظاہر ہو جس کو انسانی ہاتھوں اور انسانی تدبیروں سے کچھ بھی تعلق نہیں... مجھے تیری عزت اور جلال کی قسم ہے کہ مجھے تیرا فیصلہ منظور ہے۔ پس اگر تو تو تین برس کے اندر جو جنوری ۱۹۰۰ء سے شروع ہو کر دسمبر ۱۹۰۲ء تک پورے ہو جائیں گے میری تائید میں اور میری تصدیق میں کوئی آسمانی نشان نہ دکھلا دے اور اپنے اس بندہ کو ان لوگوں کی طرح ردّ کر دے جو تیری نظر میں شریر اور پلید اور بے دین اور کذاب اور دجال اور خائن اور مفسد ہیں تو میں تجھے گواہ کرتا ہوں کہ میں اپنے تئیں صادق نہیں سمجھونگا اور ان تمام تہمتوں اور الزاموں اور بہتانوں کا اپنے تئیں مصداق سمجھ لونگا جو میرے پر لگائے جاتے ہیں۔ اگر میں تیرا مقبول ہوں تو میرے لئے آسمان سے ان تین برسوں کے اندر گواہی دے تا کہ ملک میں امن اور صلح کاری پھیلے اور تا لوگ یقین کریں کہ تو موجود ہے اور دعاؤں کو سنتا اور ان کی طرف جو تیری طرف جھکتے ہیں جھکتا ہے۔ اب تیری طرف اور تیرے فیصلہ کی طرف ہر روز میری آنکھ رہے گی جب تک آسمان سے تیری نصرت نازل ہو اور میں کسی مخالف کو اس اشتہار میں مخاطب نہیں کرتا اور نہ ان کو کسی مقابلہ کے لئے بلاتا ہوں۔ یہ میری دعا تیری ہی جناب میں ہے کیونکہ تیری نظر سے کوئی صادق یا کاذب غائب نہیں ہے۔ میری روح گواہی دیتی ہے کہ تو صادق کو ضائع نہیں کرتا اور کاذب تیری جناب میں کبھی عزت نہیں پا سکتا۔ اور وہ جو کہتے ہیں کہ کاذب بھی نبیوں کی طرح تحدی کرتے ہیں اور ان کی تائید اور نصرت بھی ایسی ہی ہوتی ہے جیسا کہ راست باز نبیوں کی وہ جھوٹے ہیں اور چاہتے ہیں کہ نبوت کے سلسلہ کو مشتبہ کر دیں۔ بلکہ تیرا قہر تلوار کی طرح مفتری پر پڑتا ہے اور تیرے غضب کی بجلی کذاب کو بھسم کر دیتی ہے مگر صادق تیرے

حضور میں زندگی اور عزت پاتے ہیں۔ تیری نصرت اور تائید اور تیرا فضل اور رحمت ہمیشہ ہمارے شامل حال رہے۔ آمین ثم آمین۔

المشتہر مرزا غلام احمد از قادیان ۵ نومبر ۱۸۹۹ء

(مجموعہ اشتہارات قادیانی جلد سوم ص ۱۷۴-۱۷۹) (شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری نے اس اشتہار سے مختصر اقتباس نقل کیا تھا میں نے مجموعہ اشتہارات قادیانی سے نسبتاً تفصیل سے نقل کر دیا ہے۔ بہاء)

اس عبارت کا مطلب صاف ہے کہ اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک مرزا صاحب اور ان کے مخالفوں میں بین طور پر فیصلہ ہو جائے گا جن دنوں یہ اشتہار نکلا تھا ہم تین سال تک منتظر رہے تھے کہ دیکھئے پردہ عدم سے کیا کچھ ظہور پذیر ہوتا ہے مگر افسوس کہ تین سال بخیرو عافیت پورے ہو گئے نہایت افسوس ہے کہ زلزلہ عظیمہ بھی آیا تو اس میعاد کے باہر اپریل ۱۹۰۵ء میں آیا جو مرزا صاحب کی میعاد گذر کر دو سال چار ماہ بعد پیش ہوا کاش کہ یہ زلزلہ ہی میعاد کے اندر آ جاتا تو ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ہو جاتا۔ خیر بہر حال جو کچھ ہوا وہ دنیا نے دیکھ لیا مگر اب ہم دکھاتے ہیں کہ مرزا صاحب نے حسب مراد اس دعا کے قبول نہ ہونے پر اپنے لئے کیا کیا اگریمنٹ (اقرار نامہ) کیا ہوا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

میں نے اپنے لئے یہ قطعی فیصلہ کر لیا ہے کہ اگر میری دعا قبول نہ ہو تو میں ایسا ہی مردود اور ملعون اور کافر اور بے دین اور خائن ہوں جیسا کہ مجھے سمجھا گیا ہے اگر میں تیرا مقبول ہوں تو میرے لئے آسمان سے ان تین برسوں کے اندر گواہی دے تا ملک میں امن اور صلح کاری پھیلے اور تا لوگ یقین کریں کہ تو موجود ہے اور دعاؤں کو سنتا اور ان کی طرف جو تیری طرف جھکتے ہیں جھکتا ہے اب تیری طرف اور تیرے فیصلہ کی طرف ہر روز میری آنکھ رہے گی جن تک آسمان سے تیری نصرت نازل ہو۔ (اشتہار مذکورہ بالا)

ناظرین! بغور دیکھئے مرزا صاحب اپنے زبانی اپنے اقرار کے موافق کیا کچھ بن رہے ہیں اگر ہم ان کو ایسا کہیں گے تو وہ ہم سے خفا ہوں گے پس بہتر ہے کہ مرزا صاحب اپنے الفاظ کو خود ہی ملاحظہ فرماویں۔ ہم تو بس مرزا صاحب کے اسی فرمودہ پر

ایمان رکھتے ہیں مرزا جی آمنا و صدقنا فاکتبنا مع الشاھدین

خیر مرزا صاحب کو عزت اور کامیابی کے الہامات تو چھچھڑوں کے خواب سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔ ہوا ہی کرتے ہیں مگر اشتہار منقولہ میں خاص لطف یہ ہے کہ فقرہ نمبر ۲ میں تو آپ موت کو ایک معمولی واقعات سے جانتے ہیں مگر پھر فقرہ نمبر ۳ میں آپ خود ہی دشمنوں کی موت کو اپنا نشان قرار دیتے ہیں (چہ خوش) واللہ! اس الہام کی گولائی اس مسخرے کے الہام سے کہیں بڑھ کر ہے جس نے اپنے الہام میں یہ کہا تھا کہ ہفتہ کے ایام میں تمام دنیا فنا ہو جائے گی جس پر ہمارا بھی صاد ہے۔

این کرامت ولی ما چہ عجب
گربہ شاشید و گفت باراں شد

چونکہ تاریخیں بتلا بتلا کر مرزا صاحب بار ہا ذلیل وخوار ہوئے ہیں آتھم کی تاریخ بتلائی، آسمانی نکاح کی تاریخ بتلائی، لیکھ رام کے لئے بتلائی مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے لئے بتلائی۔ علاوہ ازیں کئی اور تاریخیں بتلائیں مگر سب تاریخوں میں یہی سننے میں آیا کہ

نہیں وہ قول کا پورا ہمیشہ قول دے دے کر
جو اس نے ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا تو کیا مارا

اس لئے اب آپ نے تاریخ بتلانے کی رسم بالکل اٹھادی اور بقول استاد:

مجھ کو محروم نہ کر وصل سے او شوخ مزاج
بات وہ کہہ کہ نکلتے رہیں پہلو دونوں

گول مول الہاموں سے کام لینا شروع کر دیا جس کے جواب میں ہم یہ مختصر سا جواب عرض کرتے ہیں:

شور بختاں بآرزو خواہند
مقبلاں را زوال نعمت و جاہ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۹ نومبر ۱۹۰۷ء ص ۳۔۶)

آریوں کی بددیانتی اور بدعہدی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

آریوں کا دعوی تو ہمیشہ سے لوگ سنتے ہیں کہ مذہبی مباحثات میں تحقیق حق کا ہوتا ہے مگر جب کبھی دیکھا گیا تو یہ دعوی ہاتھی کے دانتوں سے زیادہ عمدہ ثابت نہ ہوا۔ پرانے واقعات کا تو ذکر ہی کیا۔ نیا واقع قابل ذکر ہے کہ لاہور کی آریہ سماج نے مجھے اپنی مذہبی کانفرنس کے اشتہار اور دعوت کے خطوط بھیجے میں نے چند ایک استفسار کیئے جن میں ایک سوال یہ بھی تھا کہ ہر مذہب کا مقرر محض اپنے مذہب کا ثبوت دے گا یا دوسرے مذہب پر بھی اعتراض کر سکے گا؟ اس کا جواب آیا کہ آپ تہذیب اور شائستگی کے ساتھ دوسرے مذہب پر بھی اعتراض کر سکتے ہیں۔ میں نے اسی بھروسہ پر مضمون تیار کیا بلکہ کاتب کے سپرد بھی کر دیا تو قریب جلسہ کے ایک خط آیا کہ افسوس امسال کے لئے آپ کے لئے گنجائش نہیں۔ اس پر میں نے سکرٹری سماج کو رجسٹری کرا کر خط لکھا کہ کن کن اصولوں پر آپ نے انتخاب کیا ہے کہ میرے لئے گنجائش نہیں رہی اسکا جواب ہی نہ آیا۔ ہاں مرزا صاحب قادیانی کو بڑی خوشی سے موقع دیا گیا اور اسلام اور اہل اسلام کا وکیل انہی کو سمجھا گیا، اس لئے کہ آریہ سماج جانتی ہے کہ مرزا صاحب اپنے مضامین میں خواہ اسلام اور قرآن کی وکالت میں ہوں اپنے آپ کو پیش کیا کرتے ہیں مثلاً ان کی ساری تقریر کا خلاصہ یہ ہوتا ہے کہ اسلام کی تعلیم ایسی ہے کہ اپنے پیرو کو خطاب الہی کے لائق بنادیتی ہے چنانچہ میں (مرزا قادیانی) اس کا ایک زندہ نمونہ ہوں کہ مجھے خدا کی طرف سے الہام ہوتے ہیں۔ اور مرزا صاحب کے الہامات اور نمونہ کی جو قدرومنزلت اس وقت پبلک کی نگاہ میں ہے وہ کسی سے مخفی نہیں جس کی تہ میں آریہ سماج کی غرض یہ ہے کہ بقول، درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے، مرزا صاحب کے نمونہ سے لوگ اسلام کو بھی ایسا ہی سمجھیں گے اور ویدک دھرم ایک حد تک محفوظ رہے گا۔ ہمیں اس موقعہ پر اس بات کا رنج نہیں کہ مرزا صاحب کو کیوں وقت دیا، ہرگز

نہیں بلکہ اگر مرزا صاحب صرف قرآن مجید کی خوبیاں بیان کرتے تو اس کام میں ہم ان سے متفق ہوتے اور ہیں یہ تو پاگلوں کا کام ہے کہ مخالف کی کسی بات میں بھی ساتھ نہ دیا جائے۔ بلکہ رنج تو یہ ہے کہ ہمارے ساتھ خط و کتابت اور وعدہ کر کے عین وقت پر ٹلا دیا حالانکہ تمام ہندوستان کے مباحثات آریہ سے قطع نظر خاص میں آریہ سماج لاہور میں بھی کئی سال سے حصہ لیتا رہا ہوں۔ پھر ہم اس کو آریہ سماج کی بد دیانتی اور بدعہدی نہ کہیں تو کیا کہیں؟

خیر آریہ سماج نے اگر مجھ سے بد دیانتی کی تو وہ جانے اور اس کا کام جانے۔ میں نے جو مضمون جلسہ میں سنانا تھا اسکو چھاپ دیا ہے ۲۴ صفحہ کا رسالہ ہے جس نام القرآن العظیم ہے جس میں قرآن شریف کے الہامی ہونے کا ثبوت ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد پنجم۔ نمبر ۵۔ ۲۹ شوال ۱۳۲۵ھ۔ ۶ دسمبر ۱۹۰۷ء ص ۸)

آسمانی نشان

(راقم: ابوالسخا محمد رفعت اللہ خان، شاہجہان پور محلہ انٹہ)

عزیز ناظرین! آپ مرزا صاحب سے تو بخوبی واقف ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ مرزا صاحب مسیح و مہدی و کرشن وغیرہ وغیرہ کر رہے ہیں اور طرح طرح کے عقاید باطلہ سے مخلوق خدا کو گمراہ کر رکھا ہے۔ آپ کے الہام، آپ کی پیش گوئیاں ہمیشہ الٹی پڑیں۔ اگر آپ نے کسی کے جینے کی پیش گوئی کی تو وہ مر گیا۔ اور مرنے کی پیش گوئی پر زندہ رہا۔ ہم ہمیشہ سے یہی تماشہ دیکھ رہے ہیں۔ چنانچہ مسٹر آتھم کا قصہ ناظرین کو بھولا نہ ہوگا۔ کیا مرزا صاحب نے اس کے پندرہ ماہ تک مرجانے کی پیشگوئی نہیں کی، اور کیا وہ میعاد معینہ پر مر بھی گیا۔ استغفر اللہ۔

پھر دیکھئے! احمد بیگ والی پیش گوئی کہ مرزا صاحب کی الہامی منکوحہ ایک دوسرے کے تصرف میں ہے اور وہ اب تک زندہ ہے۔ اور ملاحظہ ہو عبدالکریم حواری کے واسطے مرزا صاحب نے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر دعا کی اور مرزا صاحب کو اس کی

زندگی کے الہام بھی ہوئے مگراب مرزا صاحب قادیانی بتائیں کہ عبدالکریم کہاں ہے اور باوجود بشارات کے وہ کیوں مرگیا؟ شرم شرم شرم!

ہم ناظرین کا عزیز وقت ان پرانے الہاموں میں ضائع کرنا نہیں چاہتے اور نہ یہ کہتے ہیں کہ وہ مدت کے بوسیدہ اوراق الٹ پلٹ کر دیکھیں ہاں کسی وقت ہم ایک بسیط مضمون اس پر لکھیں گے۔ فی الحال ہم ناظرین کو ایک نئے واقعہ کی طرف متوجہ کرتے ہیں اور وہ ایسا واقعہ ہے کہ ہرایک کو بخوبی یاد ہوگا۔ سنئیے

جب مرزا صاحب قادیانی ہمارے مولوی فاضل کی دھواں دھار تقریروں اور تحریروں سے تنگ ہوئے اور کسی طرح سے اس فاضل کا جواب نہ بن سکا، تو اپنی پرانی چال چلے۔ وہ یہ کہ مولوی فاضل اگر مرد میدان ہے، تو مباہلہ کرلے۔ مگر ہمارا شیر پنجاب بھلا ان گیدڑ بھبکیوں میں کب آنے والا تھا۔ وہ خم ٹھونک کر میدان میں آڈٹا اور کہا بسم اللہ: ہمیں میداں ہمیں چوگاں ہمیں گو۔ مگر مرزا صاحب مہربانی کرکے اتنا بتا دیں کہ اس مباہلہ اختراعی مرزا صاحب کا اجام کیا ہوگا اور کس مدت تک اس کا انتظار کرنا چاہیے۔ جس وقت مرزا صاحب نے اس کا جواب دوحرفی شائع کیا میں لعنت کرنے کو موجود ہوں۔ مگر مرزا صاحب اور صاف الہام یا پیش گوئی؟

ایں خیال ست ومحال ست وجنون

آپ نے جواب دینا تو درکنار اس طرف رخ بھی نہیں کیا اور کرتے کیسے، حضرت کی دوکانداری میں جو فرق آتا۔ ادھر یہ مشکل ہوئی کہ خاموش رہنے میں بھی نقصان تھا اور خیال تھا کہ اگر اس شیر کو حیلہ حوالا سے نہ ٹالا تو خود شکار ہونا پڑتا ہے۔ ایسے ہی امور پر غور کرکے حضرت نے خواہ بمشورہ یا بے مشورہ ایک مضمون ۱۷۔ اپریل کے الحکم قادیان میں لکھ مارا، جس کی سرخی تھی،

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ۔

اس مضمون کو بتمامہ نقل کرنا فضول ہے کیونکہ ناظرین یہ کل تحریریں دیکھ چکے ہوں گے متعدد اخباروں میں اس کا ذکر ہوا اور اس معاملہ کو عام طور پر شہرت ہوگئی تھی میں یہاں پر مضمون کا آخری حصہ نقل کرتا ہوں۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہو

ں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی ہی مے دنیا سے اٹھال یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے نزابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے مالک تو ایسا ہی کر آمین۔ ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔

کیوں مرزا صاحب! یہ صاف جملے نہیں کہ نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ کیا ان صاف اور صریح جملوں میں بھی کوئی راز پوشیدہ ہے؟ حضرت یہ تو ایسے صریح اور صاف جملے ہیں کہ اس کے سمجھنے میں ایک غبی اور جاہل کو بھی تکلف نہیں ہوسکتا اس کے لئے مزید تشریح کی ضرورت نہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ فریقین میں سے جھوٹے کو یا موت ہے یا کوئی ایسی آفت اس پر آئے گی جو موت کے برابر ہو۔ ہاں یہ امر قابل غور ہے کہ وہ کون سی آفت ہوسکتی ہے جو موت کی برابری کرے اس میں ہم اپنے رائے ظاہر نہیں کرتے بلکہ ناظرین سے ملتجی ہیں کہ وہ اپنے اپنے کلیجوں پر ہاتھ رکھ کر اور دیانت داری وانصاف سے بلارعایت غور کریں اور اپنے دل سے خود ہی جواب طلب کریں کہ کیا اولاد کا مرنا موت سے کم ہے خصوصاً ایک ستر سالہ بڈھے کے سامنے اس کا نوعمر لڑکا کھیلتا کودتا مرجائے تو اس کا کیا حال ہوگا۔ کیا اس کے سامنے زمانہ تاریک نہ ہوگا کیا وہ اپنی موت نہ چاہے گا۔ کیا یہ آفت موت سے کچھ کم ہے یا بدرجہا زاید۔

ہم نہیں کہہ سکتے کہ کسی بڈھے کی یہ خواہش ہو کہ میرا لڑکا مرجائے اور میں قیامت کے بورئے بٹورے کو بیٹھا رہوں۔ ناظرین! خدالگتی کہنا واقعی اولاد کا صدمہ موت سے بدرجہا بڑھ چڑھ کر ہے۔ مرزائیو! بولو۔ گریبانوں میں سر کیوں ہے۔ خاموش کیوں ہو۔ اب منہ سے جواب نہیں نکلتا۔ کیا غضب ہے کیا تم کو انصاف کرنا نہیں آتا یا خدا کا خوف نہیں۔ اگر ہے تو بول اٹھو لا الہ الّا اللہ محمد رسول اللہ ۔کوئی یہ خیال نہ کرے کہ ہم کو کسی کے مرنے پر خوشی ہوئی،استغفر اللہ توبہ۔ واللہ ہم کو کسی کی موت سے خوشی نہیں اور نہ ہم مرزا صاحب کی طرح خوش ہونا اور اچھلنا کو دنا پسند کرتے ہیں بقول سعدی:

اگر بمرد عدو شادمانی نیست
کہ زندگانی ما نیز جاودانی نیست

مگر وہ امر جس کو خداوند کریم نے تائید مذہب حق میں خود ظاہر کیا اس کو پوشیدہ کرنا صریح ظلم اور ناجائز امر ہے۔ لہذا ہم ظاہر کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کا لڑکا مبارک احمد جس کی عمر بقول اخبار بدر ۹ سال کی تھی بتاریخ ۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء بروز دو شنبہ انتقال کر گیا اور خدا نے شیر پنجاب کو فتح بخشی ،نہیں نہیں دین حق کو فتح ہوئی کیونکہ مولانا ثناء اللہ صاحب نے مباہلہ نہیں کیا بلکہ مرزا صاحب نے خود ہی خداوند جبار وقہار سے یہ دعا مانگی تھی کہ

اے اللہ جو جھوٹا ہو اس کو موت دے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔

اور پھر نہایت زوردار الفاظ میں یہ کہا تھا کہ

اے میرے مالک تو ایسا ہی کر۔،

اس اخیری جملے سے ظاہر ہے کہ مرزا صاحب کی دراصل یہی خواہش تھی کہ کوئی صدمہ جھوٹے پر واقع ہو جاوے اور حق و باطل میں تمیز ہو۔ یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کو اپنی پیش گوئیوں پر خود ہی اعتماد نہیں ورنہ وہ موت ہی چاہتے اور کسی دوسرے نشان کا ذکر بھی نہ کرتے مگر نہیں ان کو اپنی ننھی سی جان کا خیال آ گیا اور علاوہ موت کے دوسری آفت مانگ کر اپنے معصوم بچے کو موت کی بھینٹ چڑھا دیا۔

مرزا صاحب ! ہم انصاف کا خون کرنا نہیں چاہتے صاف صاف کہتے ہیں کہ آپ کی تمام عمر میں یہی ایک ایسی دعا ہے جو نہایت صفائی سے بلا تاویل ۵ ماہ میں پوری ہوگئی۔ ہم خیال کرتے ہیں کہ مرزا صاحب نے کسی پرچہ الحکم میں یہ بھی شائع کیا تھا کہ میری دعا بمقابلہ ثناء اللہ مقبول ہوگئی مطلب یہی تھا خواہ الفاظ دوسرے ہوں بے شک ہر کہ شک آرد کافر گردد۔ اے خدا تیرا ہزار ہزار شکر ہے کہ تو نے ہمیشہ دین حق کی جھوٹوں کذابوں شریروں سے حفاظت کی اور موقع پر ہمیشہ ایسے لوگوں کو ذلیل وخوار کیا۔ اے خدا! تیری حمد ہے کہ تو نے اس معاملہ میں بھی ایک ایسا فیصلہ آسان کر دیا کہ کسی کو چون و چرا کی گنجائش نہ رہی یہ ایسا چمکتا ہوا نشان ہے کہ مرزا صاحب سر نہیں

اٹھا سکتے اور ان کے حق میں یہی بہتر ہے کہ فوراً قبل اس کے کہ آواز برآید فلاں نماند شیر پنجاب کے ہاتھ پر اپنی حرکات سے تائب ہوں (یہ تو مرزا کی موت کی پیش گوئی ہے جو جلد واقع ہونے والی تھی۔ بہاء) اور اگر اسی حال میں ملک الموت کا بقول ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب سامنا ہو گیا تو بجز حسرت و یاسکے اور کچھ نہیں ہو سکتا سیدھے وہیں جائیں گے جہاں ایسے لوگ جایا کرتے ہیں۔ مرزائیو! کہاں ہو کچھ تم ہی انصاف کرو تمہارے پیر صاحب سے تو ہم کو امید نہیں کہ وہ انصاف کریں۔

معزز ناظرین! اس معاملہ کے دوسرے پہلو پر بھی نظر کیجئے اور غور فرمایئے کہ اگر خدانخواستہ مولانا ثناء اللہ کے صاحبزادے پر کوئی صدمہ گذرتا تو کیا مرزا صاحب مع اپنی ذریت کے دنیا نہ ہلا دیتے اور یہ نہ کہتے کہ وہ مارا۔ اب کدھر ہیں مولوی محمد احسن اور حکیم نور الدین ذرا تعصب کی عینک علیحدہ کر کے انصاف کریں اور سب مل کر مارے مضمون کا جواب لکھیں اور جواب لکھتے وقت مرزا کی ان تحریروں کا بھی خیال رہے جن میں انہوں نے نہایت رکیک امور پر اپنی پیش گوئیاں پوری کی ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اس بین اور صاف نشان سے بہت سے لوگوں کا ایمان درست ہو گا اور جو شقی ازلی ہیں ان کا تو ذکر ہی نہیں وہ تو بمصداق آیت ختم اللہ علی قلوبھم و علی سمعھم و علی ابصار ھم غشاوہ کے نجات سے بے بہرہ ہیں۔ ہم زاید تحریر کو طول دینا نہیں چاہتے ورنہ اس میں بہت سے نکات باقی ہیں اگر کسی صاحب نے حق کا مقابلہ کیا تو ہم مرزا صاحب کی تحریر سے بخوبی ثابت کر دیں گے اور دکھا دیں گے کہ مباہلہ کا فیصلہ ہو چکا اور ہم ثابت بھی کر چکے ہیں کہ درحقیقت فیصلہ تو ہو ہی گیا باقی رہا دوسرا پہلو کہ صاحبزادے موعود تھے یا ان کے زندہ رہنے کے مرزا صاحب کو الہام ہو چکے تھے اس کو ہمارے مضمون سے تعلق نہیں یہ حصہ ہمارے شیر پنجاب کا ہے ہم مولانا فاضل صاحب سے اچھا نہیں لکھ سکتے۔ اخیر میں ہم مرزا صاحب سے ہمدردی کرتے ہیں کہ ان کو پیری میں ایسا زخم جگر لگا کہ اس کا بدل ممکن نہیں گو کہ انہوں نے الہام سے اپنا... کر لیا مگر ہم کو امید نہیں کہ ان کے لڑکا ہو گا (یہ پیش گوئی بھی مضمون نگار کی سچ نکلی۔ بہاء) کیوں مرزا صاحب سچ کہنا کیا کچھ امید ہے۔ یہ باتیں چھوڑ یئے اور صبر کیجئے (دراصل مرزا صاحب اپنی جائداد رہن رکھ چکے تھے، اس لئے مجبور ہو گئے تھے ورنہ وہ کسی بھی گری

پڑی مرزائن سے شادی کر کے ایک اورلڑ کے کی کوشش کر سکتے تھے ، نصرۃ بیگم تو بیمار تھیں اور انہی کی تبدیلی آب و ہوا اور علاج کے لئے مرزا صاحب نے قادیان چھوڑ کر اپریل مئی ۱۹۰۸ء میں لاہور میں ڈیرہ لگایا تھا ۔بہاء)۔ یہ آفت تو آپ نے خود ہی اپنے سر لی تھی خود کردہ را درمانے نیست ۔ بموجب آپ کی دعا کے خدا نے حق ظاہر فرما دیا آگے کو خیر منایئے اور آپ بھول کر بھی مباہلہ کا نام نہ لیجئے بلکہ الہام کر دیجئے کہ خدا نے مباہلہ سے روک دیا ہے جیسا کہ مباحثہ سے روکے گئے ۔ ہمارے شہر کے مرزائیوں کو نہایت بے چینی سے اس مباہلہ کے نتیجہ کا انتظار تھا اور فخر یہ کہتے تھے کہ عنقریب ظاہر ہونے والا اور ہماری آنکھوں کے سامنے مولوی ثناء اللہ صاحب کی نعش رکھی ہوء ہے۔اب شرم سے خاموش ہیں ۔کس کی نعش کا انتظار تھا اور کون سامنے اا گیا۔، یہ بھی خدا کی قدرت اور حقانیت کا فیصلہ ہے ۔مرزائیو! اب بھی وقت ہے خدا کی جناب میں تو بہ کرو آئندہ تم کو اختیار ہے

و ما علینا الا البلا غ ۔

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر جلد پنجم نمبر ۶ ۔ مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۹۰۷ء مطابق ۷ ذی قعد ۱۳۲۵ھ ص ۵۔۷)

مرزا قادیانی اور آریہ سماج لاہوری

شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں :

ہم نے اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۶ دسمبر ۱۹۰۷ء میں لاہور کی مذہبی کانفرنس کی نسبت لکھا تھا کہ آریوں نے عام اشتہار دے کر مسلمانوں کے کسی عالم کو وقت نہیں دیا ۔ بلکہ صرف مرزا صاحب قادیانی کو منتخب کیا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ آریوں نے مرزا صاحب کے انتخاب میں اپنا فائدہ یہ سمجھا ہے کہ چونکہ مرزا عموماً ہر ایک جگہ اسلامی ثبوت اور قرآنی الہام بتلانے کے موقع پر بھی اپنی ذات خاص کو بطور نمونہ اسلام کے پیش کیا کرتے ہیں اور.....جمہور انام اس پر متفق ہیں کہ:

رسول قادیانی کی رسالت

جہالت ہے جہالت ہے جہالت

اس لئے جو لوگ اس سنہرے اصول سے واقف ہیں کہ، درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے، ان کو اس نمونہ (مرزا قادیانی) سے اسلام کی حقیقت بھی ایسی ہی معلوم ہوگی اور وہ کہہ اٹھیں گے:

ترا دیدہ یوسف را شنیدہ

شنیدہ کے بود مانند دیدہ

یہ تھا راز پنہانی جس کی وجہ سے آریہ سماج لاہور نے سخت بددیانتی اور بدعہدی کی اور مسلمانوں کی حق تلفی کی بھی پرواہ نہ کی۔ الحمد للہ کہ ایک حد تک ہمارا خیال صحیح ثابت ہوا۔ الحکم قادیانی ۲۰ دسمبر ۱۹۰۷ء میں مرزا جی کے مضمون کا خلاصہ دیتے ہوئے اڈیٹر الحکم بڑے فخر سے لکھتا ہے کہ:

کھلے کھلے الفاظ میں فرمایا کہ امتیازی نشان جو الہامی کتاب میں ہونا چاہیے وہ صرف قرآن مجید میں ہے اور اسکے ثبوت میں ظاہر فرمایا کہ قرآن مجید میں یہ طاقت ہے کہ اس کا سچا پیرو خدائی طاقت کے نمونہ معجزات کے رنگ میں دکھاتا ہے اور اس کے لئے اپنے باجود وجود کو پیش کیا اور ان کثیر تعداد نشانات اور معجزات میں سے بعض کا ذکر فرمایا جو اللہ تعالی نے آپ کے ہاتھ پر ظاہر فرمائے ہیں، (الحکم مذکور۔ ۲۰ دسمبر ۱۹۰۷ء ص ٦ کالم ۲)

اس اقتباس سے ہمارا خیال بالکل صحیح ثابت ہوا۔ آہ! آج سے پہلے ہم نے بھی کوئی الہامی بڑ ماری ہوتی تو کون تھا کہ ہمارے اس الہام کی تصدیق نہ کرتا۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

مرزائیو! ایسا صاف اور واقعات کا سچا کوئی الہام مرزا جی کا بھی دکھلا سکتے ہو؟ بقیہ رائے اس لیکچر پر لیکچر پہنچنے پر ظاہر کی جائے گی اور ان معجزات کی بھی پوری پڑتال کر کے جو قادیانی کرشن اور پنجابی مہدی کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے قلعی کھول کر آریہ سماج کی بددیانتی کا اظہار ایک دفعہ اور بھی کیا جائے گا۔

کیا کسی کو اب بھی آریہ سماج کی بددیانتی اور بدعہدی میں شبہ ہوسکتا ہے کہ باوجودیکہ ۱٦ گھنٹوں میں صرف ۱۰ گھنٹے رکے تھے اور ٦ گھنٹے خالی تھے۔ پھر بھی کسی مسلمان عالم کو موقع نہ دیا گیا، حالانکہ اشتہار میں عام دعوت دے کر سب کو بلایا تھا۔

ہاں دیا تو صرف مرزا صاحب قادیانی کو دیا۔ ہم کو مرزا صاحب سے رشک نہیں کہ کیوں ان کو دیا، البتہ رنج ہے تو آریہ سماج کی بدعہدی اور اسلام اور اہل اسلام کی حق تلفی کا ہے اور مرزا صاحب پر رنج ہے تو یہ ہے کہ انہوں نے اسلام کی وکالت کرتے ہوئے اپنے آپ کو کیوں نمونہ پیش کیا۔ کیا وہ جانتے نہ تھے کہ عام رائے میری نسبت اچھی نہیں ہے۔ کیا وہ جانتے نہ تھے کہ میری بدظنی سے مخالفوں کو اسلام سے بھی بدظنی ہو جائے گی۔ پھر ان کا کیا حرج تھا اگر وہ اسلام کو خدا کی طرف سے جانتے ہیں اور واقعی اسلام کی خدمت کے لئے انہوں نے مضمون لکھا تھا تو تھوڑی دیر کے لئے اپنی دوکانداری کا اشتہار بند رکھتے۔ کاش کہ وہ اتنا ہی جانتے کہ میں اگر خالص اسلام کی خدمت کرونگا تو میرے اشتہار دینے سے زیادہ مجھے فائدہ ہو سکے گا مگر یہ کام وہ کرتا جس کے دل میں اسلام کی سچائی جاگزین ہو۔

اس موقع پر حکیم نورالدین خلیفہ کرشن جی کے دعوی علم وفضل پر بھی ہم افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ آپ کی نسبت الحکم میں لکھا ہے:

> اخیر میں اس مضمون کے لکھنے کے وقت جو الہامات حضرت (مرزا قادیانی) کو ہوئے تھے وہ درج تھے۔ ان کے ترجمہ کے متعلق عام لوگوں نے خواہش ظاہر کی جس پر حضرت حکیم الامت (نورالدین) نے کھڑے ہوکر بیان فرمایا کہ جب ملہم نے ترجمہ نہیں دیا، تو مجھے کوئی حق نہیں کہ میں ان کا ترجمہ کروں۔ لیکن حاضرین کی پرزور خواہش اور آرزو کی بھی میں قدر کرتا ہوں، اس لئے میں اپنے فہم اور سمجھ کے موافق ان کا ترجمہ سنا دیتا ہوں۔ مگر یاد رہے کہ ملہم جس پر یہ وحی ہوئی ہے میرے اس ترجمہ کا پابند نہیں، اور نہ اس پر یہ ترجمہ حجت ہوسکتا ہے۔ اصل وہی ہو گا جو وہ خود پیش کرے گا۔ جب چاہے گا یا یہ کہ کب خدا تعالی اس پر کھولے گا۔
>
> بہر حال ترجمہ حاصل بالمطلب کے طور پر یہ ہے:
>
> کہ تیرے مخالفوں اور منکروں نے تیرے خلاف جو منصوبہ کیا ہے اور چاہا ہے کہ تیری عظمت اور تیرے اقبال اور ان سچائیوں کو جو تو پیش کرتا ہے پامال کریں، یاد رکھ وہ باریک در باریک تجویز اور منصوبے تیرے خلاف

کرتے ہیں، اور کریں گے، مگر وہ یقیناً یقیناً ان میں با مراد نہیں ہوں گے ،خواہ وہ کسی رنگ میں حملہ کریں۔ جس طرز سے حملہ کریں گے اسی رنگ میں نامرادر ہیں گے۔ تو میرے حضور میری روح کی طرح ہے۔ تو مجھ سے بمنزلہ اس ستارہ کے ہے جو قوت اور روشنی کے ساتھ شیطان پر حملہ کرتا ہے۔ گویا تیرے کلام اور بیان میں وہ اثر اور روشنی ہے کہ شیطانی باتیں اس کے سامنے ٹھہر نہیں سکتیں۔ اور سچ تو یہ ہے کہ حق آ گیا اور باطل اپنی نحوستوں کو لے کر بھاگ گیا۔ (اخبار الحکم قادیان ۱۰ دسمبر ۱۹۰۷ء)

کس قدر باریکی جتلائی ہے حالانکہ وہ الہام معمولی عربی میں ہیں اور ایسے ہیں کہ قادیانی مشین میں ہر سال بلکہ ہر ماہ بلکہ ہر ہفتہ بنے جاتے ہیں۔ ناظرین سے حکیم صاحب کے تکلف اور نازک مزاجی کی داد حاصل کرنے کے لئے ہم ان کو اصل عربی میں بھی نقل کرتے ہیں۔ اسی الحکم ۱۰ دسمبر ۱۹۰۷ء میں درج ہیں:

انت منی بمنز لة النجم الثا قب۔

انهم ما صنعوا هو كيد سا حر و لا يفلح السا حر حيث اتى ۔

انت منی بمنز لة رو حی۔

انت منی بمنز لة النجم الثا قب ۔

جا ء الحق وزهق الباطل (ص ۸)

دیکھئے کیسی معمولی عربی ہے مگر ہاں حکیم صاحب بھی چونکہ مرزا صاحب کی ذات والا صفات سے تجربہ رکھتے ہیں کہ ایک ہی الہام ہوتا کہ اس کے ایک موقع پر کچھ معنی لئے جاتے ہیں، پھر دوسرے موقع پر اسی سے کچھ اور کام بھی لینا ہو، تو عیار عطار کی طرح ایک ہی بوتل سے ہر قسم کے شربت نکال دیا کرتے ہیں۔ اسی لئے حکیم صاحب نے سوچا ہوگا کہ مبادا میں کوئی ایسی تفسیر کر دوں جو ایک ہی معنی میں ان گول مول الہاموں کو بند کر دے تو حضرت صاحب (مرزا قادیانی) مجھ پر خفا ہو جائیں:

یار کا پاس نزاکت دل ناشاد رہے
نالہ رکتا ہوا تھمتی ہوئی آواز رہے

ہمارے ناظرین ہماری یہ رائے مخالفانہ نہ سمجھیں اس لئے ہم اس دعوی کی

ایک مثال بھی سناتے ہیں۔

مرزا صاحب قادیانی کا ایک بڑا زوردار اور نہایت ہی گول الہام ہے:

شاتان تذبحان یعنی دو بکریاں ذبح کی جائیں گی۔

اس الہام کی تفسیر کرتے ہوئے مرزا غلام احمد صاحب نے ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۵۷ پر لکھا ہے،

پہلی بکری سے مراد مرزا احمد بیگ (والد منکوحہ آسمانی) اور دوسری بکری سے مراد اس کا داماد (خاوند منکوحہ آسمانی) ہے۔ (محمدی بیگم کا الہامی خاوند بھی تو ہوسکتا ہے۔ اور اس صورت میں یہ پیش گوئی اپنی پوری تشریح کے ساتھ درست ہو جاتی ہے کہ محمدی بیگم کا باپ بھی مریگا اور اس کا خاوند جس سے آسمان میں اس کی شادی ہوئی ہے، وہ بھی مرے گا۔ بہاء)

باجود اس تصریح کے جب مرزا صاحب کے دو مرید (بقول ان کے) کابل میں مارے گئے اور آپ کو ایسے واقعہ ہائلہ کی بابت کسی پیش گوئی کی تلاش ہوئی، تو عیار عطار کی طرح اسی بوتل سے، جس سے شربت بنفشہ نکالا تھا، سکنجبین بھی نکال کر آنکھ کے اندھے اور گانٹھ کے پورے مریدوں کے گلاس میں نہیں بلکہ حلق میں اتار دی۔ چنانچہ آپ نے اپنے کامل مریدوں کے متعلق جو ایک کتاب تذکرۃ الشہادتین لکھی تو اس کے صفحہ ۶۷ پر اسی الہام کو دو کامل مریدوں پر لگا دیا اور بڑی ہوشیاری سے لکھا کہ

ہم نے براہین احمدیہ (الہامی تھیلہ) میں پہلے سے لکھ لیا تھا کہ دو بکریاں ذبح کی جاویں گی، پس وہ یہی ہمارے دو مرید ہیں جو کابل میں مارے گئے۔

حاشیہ نشین ہیں کہ آنکھیں بند کر کے سر ہلا کے کہتے ہیں آمنا و صدقنا فاکتبنا مع الشاھدین۔

مرزائیو! الیس فیکم رجل رشید (کیا تم میں کوئی بھلا آدمی سمجھدار نہیں)۔

اخیر میں ہم حکیم نورالدین صاحب سے پوچھتے ہیں کہ جب یہ اصول آپ کے نزدیک بھی صحیح ہے کہ جو معنی ملہم کرے وہی صحیح ہوں گے تو آپ کا یا مرزا صاحب کا کیا حق ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ کے الہامات کے معنی اپنی طرف سے حسب مراد خود کرتے ہیں۔ غور سے سنئے! حضور ﷺ فرماتے ہیں:

فینزل عند المنارۃ البیضاء شرقی دمشق (سنن ترمذی)

اس حدیث میں مذکور ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم، دمشق کے مشرقی جانب میں سفید منارہ کے قریب اتریں گے۔ بتلایئے کس نے آپ کو اجازت دی ہے کہ ملہم ربانی کے سچے الہام کو بگاڑ کر دمشق سے مراد قادیان اور مسیح سے مراد مرزا غلام احمد سمجھیں؟ حالانکہ آپ خود ہی لکھتے ہیں:

ظواہر معانی کے علاوہ اور معانی لینے کے واسطے اسباب قویہ اور موجبات حقہ کا ہونا ضروری ہے۔ (خط ملحقہ بازالہ اوہام۔ ص ۹)

حکیم صاحب! انصاف سے کہنا آپ کے اور آپ پیر مرشد کے تراشے ہوئے معانی کے لئے بھی کوئی قرینہ قویہ اور موجبات حقہ ہیں؟ ایمان سے کہتے ہوئے شرم نہ کیجئے گا شرم مانع ہو تو آئینہ سامنے رکھ کر اپنی سفید داڑھی کو ملاحظہ فرما کر غور کیجئے گا کہ عمر کتنی باقی ہے۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۷ دسمبر ۱۹۰۷ء ص ۴۔۶)

مرزا قادیانی کے تبصرے کا خاکہ

(از مولوی محمد ابراہیم وکیل اسلام لاہور)

تبصرے کے عنوان سے مرزا قادیانی صاحب نے جو لمبا چوڑا اشتہار دیا ہے وہ خاکسار کی نظر سے گذرا۔ اس میں مرزا صاحب نے اپنے مخالفوں پر اس بات کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے (جن سے مرزا صاحب نے بزعم خود مباہلہ کیا تھا) مرزا صاحب کے فرزند دلبند مبارک احمد نامی کے فوت ہو جانے پر بذریعہ اپنی تحریروں کے اخباری دنیا میں جو اپنی فتح یابی پر بڑی خوشی ظاہر کی ہے اور مرزا صاحب کے مقابلہ میں خود کو نصرت یاب ثابت کیا ہے اس اشتہار کی طرز عبارت اور مرزا جی کے مندرجہ الہامات و دلائل سے (جیسا کہ بیان کیا جاوے گا) معلوم ہوتا ہے کہ واقعی مرزا صاحب کی موجودہ زندگانی کے دنوں کو مبارک احمد کی موت وفوت نے سخت تلخ کر دیا ہے اور مبارک احمد کی موت نے ان پر نہایت مصیبت ڈھائی اور مخالفین سے انہیں جگ ہنسائی کرائی ہے مگر تعجب ہے کہ اسی غم آلودہ الفاظ والہاموں کو خود

بدولت تحریر کرتے ہوئے بھی کھسیانے لہجے میں یہی لکھتے چلے جا رہے ہیں کہ مجھ پر کوئی مباہلہ کا اثر نہیں ہوا حالانکہ مرزا صاحب کو اپنے الہاموں میں اپنے خدا کی طرف سے بار بار تاکیدیں ہو رہی ہیں کہ یہ شکست و رنج، ہے تو بھاری مگر خدائی امتحان کو قبول کر۔

اس اشتہار کو مرزا صاحب قادیانی نے عجیب و غریب نقیض اور غلط در غلط الہاموں سے لبریز کر رکھا ہے لہذا نیازمند نے محض ناظرین کی دلچسپی کے لئے اس کے خاکہ کو کھینچ کر خدمت شریف میں پیش کیا ہے امید ہے کہ ناظرین بے لاگ و بے رو رعایت کے اس کو ملاحظہ فرما کر مرزا صاحب کے الہام اور اس پر میری جرح کا انصاف فرماویں گے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کی ایک ذرہ سی زد میں آ جانے سے (کہ جو کسی طرح سے اب ٹل نہیں سکتی) مرزا صاحب نے اپنے آپ کو اس سے صحیح و سلامت بچانے کی بے طرح کوشش کرتے ہوئے ایک ذراسی معمولی بات کا بتنگڑ بنا کر اپنی اور جگ ہنسائی کرالی ہے۔

مرزا صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

> واضح ہو کہ میں نے کسی سے ایسا مباہلہ نہیں جس سے کسی دوسرے فریق کی اولاد کو اس طرح پر صدق و کذب بنایا جاوے... بلکہ میں تو ہمیشہ یہی چاہتا ہوں کہ وہی شخص نابود ہو کہ جس کا گناہ ہے۔ (اس پر مرزا صاحب چند ماہ بعد خود بھی نابود ہو گئے۔ بہاء)

حضور ذرا ہوش میں آیئے سوائے آپ کے وجود پر عذاب ثابت کرنے کون کہتا ہے کہ مبارک احمد پر مباہلہ کا اثر جا پڑا؟ مخالف و مکفر تو یہ کہتا ہے کہ مبارک احمد کے جوانا مرگ جانے سے حضور اقدس نامراد ہو گئے اور اس کی بے وقت موت سے جو زبردست صدمہ کی چوٹ حضور فیض گنجور کے دل و دماغ پر خصوصاً اور آپ کی جماعت پر عموماً خاص خداوند کریم کی عنایت و مہربانی سے مباہلہ کا انصاف فرمانے سے حقیقی و قدرتی سزا کے طور پر ماری گئی ہے اس سے آپ کی زندگانی تلخ ہو چکی اور عاقبت برباد ہو چلی ہے۔ جلدی اپنی بے ایمانی افترا پردازی سے باز آ کر توبہ کرو اور آئندہ خدا سے معافی مانگو اور ہم بھی آپ کو دوستانہ طور پر کہتے ہیں اور تبصرہ بتلا رہے ہیں کہ مبارک

احمد مردود نہیں مرزا بلکہ اس کی موت سے خداوند کریم نے آپ کو مردود و خاسر ثابت کر دیا ہے اب آپ کی وہی بات ہے کہ جیسے کسی دہقانی کو کسی نے اس زور سے لاٹھی ماری کہ جس سے لاٹھی بھی ٹوٹ گئی مگر وہ ڈھیٹھ اور بے شرم حضور کی طرح یہی کہنے لگا کہ مجھے تو کچھ صدمہ نہیں ہوا بلکہ صدمہ تو لاٹھی کو پہنچا ہے۔ اب اسی طرح سے خدا تعالی نے تو بجائے دنیاوی سزاؤں کے (جو دنیاوی مجرموں کو اس کے مقررہ بندوں کے عدالتی ہاتھوں سے دی جاتی ہیں) خود اپنے دست مبارک سے (جیسا کہ مباہلہ کے ذریعے درخواست بھی اس کی عدالت میں کی گئی تھی) مبارک احمد کو آپ کے سر پر ایسا دے مارا کہ آپ کا دل و دماغ چور کر جانے کے ساتھ ہی وہ بھی مر گیا۔ اب آپ از راہ مہربانی مبارک احمد کو تو چھوڑو کیونکہ وہ تو پیش گوئی بابا جان کی مر کے جھوٹی کر گیا آپ ذرا اپنے دل کی کیفیت بتلائیے کہ آپ کو اس کی موت سے کیا کچھ تبصرہ حاصل ہوا؟ آپ کو اگر اپنے فرزند دلبند معصوم و خوبصورت لخت جگر کے کٹ جانے سے کچھ بھی خوشی ہوئی تو تمہیں خدا کی قسم ذرا ایک دفعہ اسی طرح پھر ہاتھ اٹھا کر اور خوب گڑگڑا کر فتمنوا الموت ان کنتم صادقین پس اگر تم اپنے دعوی میں سچے ہو تو خدا سے اپنے سارے گھرانے کے لئے مر جانے کی دعا مانگو تا کہ تمہیں کمال خوشی حاصل ہو اور ہمارے گلے سے بھی روز روز کا جھگڑا دور ہو۔ حضرت جی آپ کی لیاقت اور مذہبی ناواقفیت کا تو یہ حال ہے کہ جو کچھ زبان پر آیا کہہ دیا اور جو لفظ قلم سے نکل گیا خود بخود نکل گیا سو وہ وہی دھر گھسیٹا جیسا کہ آپ ذرا آگے چل کر فرماتے ہیں:

> ہاں اگر کسی کی اولاد مباہلہ کے وقت حاضر ہو تب وہ عذاب میں شریک ہو گی ورنہ بموجب حکم آیت لا تزر وازرۃ وزر اخری خدا ایک کے گناہ کے لئے دوسرے کو ہلاک نہیں کرتا۔

واہ حضرت جی واہ! آپ کے کیا کہنے ہیں ہم تو کہتے ہیں کہ مباہلہ کا عذاب اور قہر الہی حضور کی جان پر پڑا ہے۔ آپ کے جگر کے ٹکڑے ہو رہے ہیں اور آپ کے الہام کے ذریعہ آپ ہی کو یہ خوش خبری آپ کے دل و دماغ کو تازہ کرنے والی فرحت افزا پیش گوئی دی گئی تھی کہ:

> وہ بالغ نہیں ہو گا جب وہ فوت ہو گا تو دشمن اس دن خوش ہو گا اور تمہارے وہ

دن تلخ زندگانی کے دن ہوں گے۔

ہم تو یہ کہتے ہیں کہ چونکہ مبارک احمد کو حضور پر کوئی امید نہ تھی اس لئے وہ تو دنیا سے نامراد نہیں گیا بلکہ حضور کے نگوڑے چھوڑتے دیدے اس کی طرف ہزاروں امیدوں سے لبریز دیکھ رہے ہیں جن سب پر اس کے مرنے سے پانی پھر گیا اور آپ اپنی ان کل مرادوں سے نامراد ہو گئے مرزا جی ذرا اتنا تو فرمایئے کہ اگر آپ کے یہ پیش کردہ الہام واقعی سچے ہیں اور آپ کو مباہلہ کے وقت وقت سے پیشتر ہو چکے ہوئے تھے (جیسا کہ لڑکے کی عمر سے ظاہر ہے) تو مباہلہ کے وقت یا اپنے خصم کو اپنے ہاتھ کاٹ کر تحریر کر دیتے وقت ہی کیوں نہ آپ یا آپ کے خدا نے مبارک احمد کی موت فوت کو عذاب مباہلہ سے مستثنیٰ کر دیا تھا؟ تا کہ آپ کی روسیاہی نہ ہوتی۔ کاش آپ کو یا آپ کے ایسے فضول الہام کرنے والے کو اب اس تبصرہ لکھنے سے پیشتر ہی کچھ عقل ہوتی تو ان الہاموں کو اب بھی مشتے بعد از جنگ سمجھ کر ہم سے اپنا سر نہ تڑواتے۔ ذرا ہوشیار ہو کر اور سنیئے اور بے شک کھلے دل سے سنیئے کہ آپ کا یہ فرمانا کہ بالکل ٹھیک نہیں کہ مبارک احمد مباہلہ میں شامل نہیں تھا کیونکہ جو مباہلہ آپ نے فاضل امرتسری سے کیا ہے وہ دو بدو یا روبرو میدان میں آ کر (مطابق کلام الٰہی کے) نہیں کیا تھا بلکہ اسی منحوس گھر بیت الفکرات میں اپنے بال بچوں میں بیٹھے ہی فقط قلم سیدھر گھسیٹا تھا لہذا فقط اکیلا مبارک احمد ہی نہیں گھسیٹا بلکہ: آنخانہ ہمہ گھسیٹا شدہ است، اسی لئے اس کے بقایا لوگوں کی نسبت بھی خواہ وہ آپ کے عزیز ہیں یا بہت قریبی رشتہ دار ایک دم سب کی موت کی ایک زبردست خوش خبری آپ کو مل چکی ہے جیسا کہ حضور نے اپنی آئندہ روسیاہی مٹانے کی خاطر ابھی سے اپنے خصم کو اس تبصرے میں لکھ کر خوش خبری سنا دی ہے کہ: ہمارے گھر کے عزیزوں میں سے یا ہمارے بہت ہی قریبی متعلقین میں سے بعض کی اجل قریب ہے۔

الحمد للہ رب العالمین۔ رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا

مرزا جی! بھلا یہ بھی کوئی عقل کی بات ہے کہ سان فرانسسکو کے لوگ جن کو آپ جیسے کی کبھی (بد) ہوا بھی نہیں لگی ان کو تو آپ یہ فرماویں کہ وہ آپ کے منکرین ہونے کے سبب زلزلوں سے تباہ کئے گئے اور جب اپنے مبارک احمد کی باری آئی تو وہ

مباہلہ کرنے والے کی گود میں بیٹھا ہوا بھی مباہلہ کے شر سے الگ بتلانے لگ گئے۔ شائد حضور کو حافظہ نباشد۔ کیا انی مع اللہ فی کل حال یعنی میں ہر ایک حال میں خدا کے ساتھ ہوں، لکھتے ہوئے اور بر خلاف اسلام کے آریوں کے اصول کو قبول کرتے ہوئے شرم نہیں آئی ؟ یا آپ نے اس غلط خواب و خیال کی بات کو حالت سکر میں لکھا ہے؟ کیا روح مادہ اور خدا تینوں ابدی ہیں اور روح مادہ کے آپ جیسے پتلے کا خدا کے ساتھ ہر حال یا ہمیشہ ہونا، یہ دونوں باتیں ایک ہی ہیں؟ پھر کیا وجہ ہے کہ خود تو آپ آریہ کہلانا پسند نہیں کرتے جب کہ ان کے اصولوں کے مطابق آپ کے ڈھکوسلے دلی خیال یا الہام ہوتے ہیں۔ تف۔ پھر اس آگے چل کر یہ آپ کے الہام کیسے نقیض غلط اور لغو ہیں کہ، یہ بھی میرے گھر کے لوگوں کو خدا نے مخاطب کر کے مجھے یہ الہام کیا تھا کہ

ہے تو (شکست) بھاری مگر خدائی امتحان کو قبول کر،

اور یہ بھی ان کی نسبت الہام تھا، کہ

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھر کم تطھیرا

اس الہام میں بھی اس مصیبت کی طرف اشارہ تھا۔،

آپ کے اس پہلے الہام سے تو ظاہر ہے کہ آپ کے خاندان کو (جس میں خود بدولت سب سے پہلے شامل ہیں) اس مبارک احمد کی موت والی مصیبت و امتحان الہ کو منظور و قبول کرنے کی تاکید ہے مگر دوسرے الہام سے صاف طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور کا مبارک احمد حضور کے خاندان کی محض ایک گندگی تھا کیونکہ الہامی آیت کا ترجمہ یہ ہے:

تحقیق اللہ چاہتا ہے کہ تم سے نجاست کو الگ نکال دیوے۔ اے گھر والو۔،

سو جو کنبے میں سے نکال دیا گیا وہی سارے گھر کی نجاست ہوا۔ لہذا اس میں تو آپ کے گھر والوں کو مبارک احمد کے مرنے سے گھر کی گندگی نکل جانے کی رحمت حاصل ہوئی ہے اسکے شکریہ کی ان کو تاکید ہے جیسا کہ ان کا گھر مبارک احمد کے مار دینے سے خدا نے خس کم جہاں پاک کر دیا۔ پس کہاں اس پہلے الہام کے الٰہی امتحان کی مصیبت

وزحمت اور کہاں دوسرے الہام میں گھر کے گند دھوئے جانے کی رحمت:

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

مگر حضور ہیں کہ اپنی پراگندہ دماغی سے اپنے من گھڑت غلط الہاموں کو اپنے حاشیہ دار ترجموں سے موم کی ناک کی طرح اپنی اور اپنی جماعت کی جھوٹی وکھوٹی تسلی و دل جمعی کی خاطر جدھر چاہیں مروڑ لئے جا رہے ہیں۔

اس سے ذرا اور آگے بڑھ کر مرزا صاحب نے اپنے اس تبصرہ میں ایک اور الہام دنیا میں اپنی روسیاہی کرنے والا، اپنی عادت قدیمہ کے مطابق لکھا ہے کہ:

جب مبارک احمد فوت ہوا ساتھ ہی خدا تعالی نے الہام کیا انا نبشرك بغلام حليم ينزل بمنزلة المبارك ایک حلیم لڑکے کی ہم تجھے خوش خبری دیتے ہیں جو بمنزلہ مبارک احمد کے ہوگا،

مرزا صاحب نے اپنے اس خوش خبری دینے والے الہام کو اپنی طرف سے تو ایسے لفظوں کی ترکیب دے کر لکھا ہے کہ تا ایک سادہ لوح، جاہل مرید کو یہ معلوم ہو کہ گویا مرزا صاحب کو اب مبارک احمد کے غم سے بالکل بےفکری ہوگئی ہے اور اس الہام سے آپ بڑے ہشاش بشاش ہوگئے ہیں مگر ایک میرے جیسا مرزا جی کی چالبازیوں، ابلہ فریبیوں، افترا پردازیوں سے ادنی سے ادنی درجہ کا واقف کار بھی مرزا صاحب کے اس ڈھکوسلے کو بخوبی سمجھ گیا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اول تو مرزا صاحب! اگر چہ بالفرض ایسا ہی ہو مگر مبارک احمد کا جو صدمہ آپ کے دل و دماغ پر پہنچ چکا ہے سو ہر صورت میں پہنچ ہی چکا ہے۔ اب اگر بمنزلہ مبارک احمد کے دس ہزار عبدالحلیم کیوں نہ پیدا ہو جاویں اور شیخ چلی سے بڑھ کر خواہ آپ ساری دنیا کے باوا آدم کیوں نہ بن جاویں نہ تو وہ وقت ہی ہاتھ آ سکتا ہے اور نہ وہ آپ کو دنیا میں روسیاہی دلانے والا اور نامرادوں میں شامل کرنے والا مبارک احمد ہی پھر مل سکتا ہے۔ ہاں: صد سال میتواں بتمنا گریستن، جس طرح ان سے اپنے ہاتھوں کی مباہلہ نما مطبوعہ لکیروں کو آپ چاٹ کر بھی واپس نہیں لے سکتے۔ اسی طرح سے جو زبردست لعنتی صدمہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے مباہلہ کا آپ کے روح دل دماغ بلکہ جناب کی کل امت پر پڑا ہے وہ ہرگز ہرگز آپ کے سر سے

تا قیامت نہیں ٹل سکتا۔ ذرا ملاحظہ فرمائیے میرے انصاف کو کہ میں آپ کا مخالف ہو کر بھی مانتا ہوں کہ اس تبصرے میں جناب نے یہ بالکل بالکل بجا اور درست فرمائی ہے کہ، خدا کی باتیں ٹل نہیں سکتیں،، مگر افسوس ہے کہ خدا کے عذاب مباہلہ نے آپ کے ہوش وحواس کو کچھ ایسے جونی چکر میں ڈالا ہے کہ آپ خود ہی اپنے اس سچے اور سنہرے قانون کو لکھ کر چھاپ کر مشتہر کر کے ناحق اور فضول بچنے کی خاطر جھٹلا رہے ہیں حالانکہ جو صدمہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے مباہلہ کا بذریعہ مبارک احمد کی موت کے آپ کی جان و ایمان و مریدان پر خدا نے ڈال دیا ہے وہ ہرگز ہرگز اب ٹل نہیں سکتا کیونکہ، خدا کی باتیں ٹل نہیں سکتیں۔،

میں آپ کے اس اشتہارے تبصرے کے لفظ لفظ پر جرح کر کے عامہ اہل اسلام کے روبرو آپ کی جھوٹی نبوت کو طشت از بام کرتا مگر چونکہ کافہ اہل اسلام آپ جیسے جھوٹے لغو اور فضول آدمی کے ڈھکوسلوں سے آگاہ ہیں اور آپ کے اشتہاروں اور کاغذی رسالوں کی ایک گوزشتر کے برابر بھی وقعت نہیں جانتے علاوہ اس کے آپ آپ کی بے حیائی لغو گوئی دریدہ دہنی دروغ گوئی افترا پردازی غلط نویسی پرلے درجہ کی ضدیت ہٹ دھرمی سے میں خود اچھی طرح سے آگاہ ہوں اس لئے خواہ نخواہ اپنے عزیز و بزرگ ناظرین کی زیادہ سمع خراشی پسند نہیں رکھتا۔

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۲۷ دسمبر ۱۹۰۷ء ص ۷۔۹)

❁ سلطان المعظم (عثمانی خلیفہ) نے مکہ سے عرفات ریلوے تیار کرنے کا حکم صادر فرمایا ہے۔ امید ہے کہ ۱۳۲۶ھ کے حج سے پیشتر مکہ اور مدینہ کے درمیان ریلوے مکمل ہو جائے گی۔

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۲۷ دسمبر ۱۹۰۷ء ص ۱۱)

❁ مرزائیوں اور آریوں کے اخباروں میں آریہ کانفرنس کے متعلق خوب نوک جھونک ہو رہی ہے۔ مرزا صاحب نے جو اپنی نبوت کو پیش کیا تو آریہ اخبار لکھتے ہیں کہ آج کل جو سب سے زیادہ ڈھیٹھ ہوتا ہے وہ نبوت کا دعوی کرتا ہے۔

ڈھیٹھ اور بے شرم بھی دنیا میں ہوتے ہیں مگر
سب پہ سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۲۷ دسمبر ۱۹۰۷ء ص ۱۱)

ایک مرزائی کا خط اور اس کا جواب

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:
دسمبر ۱۹۰۷ء کے رسالہ مرقع قادیانی امرتسر میں ایک مضمون نکلا تھا جس کو بالاختصار اور اخباروں میں بھی دیا گیا تھا۔ خلاصہ اس مضمون کا یہ تھا کہ مرزا صاحب قادیانی نے اپنے ازالہ اوہام میں مسیح موعود کے آنے کی تواریخ ایسی متضاد بتلائی ہیں کہ ان تواریخ کے لحاظ سے وہ خود بھی اس عہدے کے لائق نہیں ہیں۔ یہ بھی لکھا تھا کہ اگر مرزا صاحب قادیانی ان تواریخ متضادہ میں تطبیق کر دکھائیں تو ہم ان کو مبلغ پانچ سو روپئہ انعام دیں گے۔

اس پر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے مدرسہ کے ایک عربی مدرس نے ہم کو خط لکھ کر جواب مانگا ہے، جو درج ذیل ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

بخدمت جناب مولوی ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب اڈیٹر مرقع امرتسر

السلام علی من اتبع الھدی۔

میں نے کل ۱۵ دسمبر ۱۹۰۷ء کو آپ کا مرقع مجریہ دسمبر سن رواں پڑھا۔ انعامی مضمون، چیستان مرزا، کے آخر میں آپ نے احمدیوں کو خطاب کر کے لکھا ہے الیس فیکم رجل رشید۔

یہ مضمون پڑھ کر مجھے تحریک ہوئی کہ میں آپ کو یہ نیاز نامہ لکھوں آپ اس چیستان کے حل پر پانچ سو روپئہ کی نذر کرنا چاہتے ہیں۔ آپ سے بتر سیل ہذا استفسار کرتا ہوں کہ آپ نے اس چیستان کا حل اور انعامی رقم کی نذر صرف حضرت مرزا صاحب سے مخصوص کی ہے، یا ہر ایک احمدی کو اجازت دی ہے کہ آپ کے اس معما کو حل کر کے اس رقم کو آپ سے وصول کرے۔ جہاں تک میرا خیال ہے آپ نے اس مضمون سے عوام کو مغالطہ

میں ڈالنا چاہا ہے۔ انعامی رقم کو شائع کر کے اس مضمون کی عظمت اور وقعت کو ظاہر کیا ہے اور ساتھ ہی اپنا بچاؤ یوں کیا ہے کہ اس کی تخصیص صرف حضرت مرزا صاحب کی ذات سے کر دی ہے۔ آپ اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب (قادیانی) کے عزیز اوقات اور ان کی گرامی ذات ان لا حاصل امور سے ارفع ہے۔ آپ نے اس مضمون میں یہ بڑی چالاکی کی ہے کہ عوام پر تو اسکا اثر یوں ڈالا کہ اس کو انعامی قرار دے دیا اور اپنی جان بچانے کے لئے اس وعدہ کو صرف انہی کی ذات سے مخصوص کر دیا۔ اور دوسری طرف احمدیوں کی طرف سے آپ کو یقین ہو چکا ہے کہ وہ آپ کے مضامین کا جواب دینا تضیع اوقات سمجھتے ہیں، اور وہ بلافائدہ دینی و دنیوی کب اپنے وقت کو ضائع کرنے لگے، اس لئے اس بات سے خوف زدہ ہو کر کہ کہیں کسی احمدی کا شکار نہ ہو جائیں اس انعام کو مرزا صاحب کی ذات سے مخصوص کر دیا۔ ایسی چالاکی کے وتیرے جو مومنوں کی شان سے بعید ہیں ظاہر کرتے ہیں کہ آپ لوگوں کو صرف عوام میں غلط فہمی پھیلانے کا شوق ہے والّا اگر یہ اعتراض حقیقۃً لاینحل و چیستان ہوتا تو آپ اس قدر ہشیاری اور چالاکی سے کام نہ لیتے جو سراسر دھوکا ہی پر مبنی ہے۔

اگر میرا یہ خیال غلط ہے تو آپ ہی بتایئے کہ اس چالاکی سے اور کیا فائدہ ہے۔ اگر آپ کے نزدیک یہ مضمون درحقیقت چیستان اور معما ہے اور آپ اس کو لاینحل خیال کرتے ہیں تو اس کے حل کرنے کی جو تخصیص آپ نے کی ہے اس کو اڑا دیجئے، اور احمدیوں کے سامنے عام سوال کے طور پر پیش کیجئے۔ گو امید نہیں کہ بزرگان ملت میں سے کوئی بزرگ اس طرف توجہ بھی فرمائیں، مگر تاہم ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اس کبر اور تعلّٰی کو اگر چاہے تو کسی اور خادم سے تڑوا ڈالے۔ مجھے ضرورت نہ تھی کہ میں آپ کو یہ نیاز نامہ لکھتا مگر اس وجہ سے کہ میرے خیال میں آپ نے بڑے دھوکا سے کام لیا ہے اور اس مضمون کو انعامی قرار دے کر شائع کیا ہے میں نے مناسب سمجھا کہ آپ کو یہ مشورہ دوں اگر آپکو حوصلہ ہے اور سمجھتے ہیں کہ آپ کے

اس مضمون میں کچھ جان ہے، تو اسکو عام احمدیوں کے نام سے شائع کیجئے۔ ممکن ہے کہ کوئی احمدی آپ کے اس چیستان کے حل پر بھی توجہ نہ کرے اور آپ کی انعامی رقم کو وصول نہ کرے مگر قبل از وقت یہ فرض کر لینا ٹھیک نہیں کیونکہ یہ مضمون آپ کے سابقہ مضامین سے خاص امتیاز کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ بالفرض اگر کسی احمدی نے اسکے بعد بھی توجہ نہ کی تو آپ کی طرف سے تو قطع حجت ہو جاوے گا، اگر آپ کا یہ اعتراض اپنے اندر کچھ روح رکھتا ہے اور آپ کو اعتماد ہے کہ یہ لا جواب ہے تو امید ہے کہ آپ ضرور یہ اعلان شائع کریں گے کہ حضرت مرزا صاحب ہی اس کے حل پر انعامی رقم حاصل کرنے کا حق نہیں رکھتے بلکہ اگر کوئی احمدی بھی اسکا حل کرے تو اس کو یہ رقم مل سکے گی۔ مگر اسکے ساتھ یہ امر بھی ضروری ہے کہ آپ ایک ماہ کی میعاد اس دن سے شروع کریں جب کہ یہ اطلاع اخبار میں شائع ہو جائے۔ اس سے آپ کو یہ اندازہ بھی ہو سکے گا کہ احمدیوں نے جو اس قدر عہد موثق حضرت مرزا صاحب سے کیا ہے اس کی کوئی وجہ ہے یا نہیں۔ دوسرا امر جو انعامی رقم کے حاصل کرنے کے متعلق چاہیے اس کے متعلق آپ نے کچھ نہیں لکھا کہ اسکا فیصلہ کس طرح ہوگا، اور یہ محاکمہ کون کرے گا کہ آیا چیستان کا حل ہوا یا نہیں۔ اس کے متعلق بھی آپ کو واجب ہے کہ اس اطلاع کے ساتھ ہی کچھ لکھیں۔ اگر کسی احمدی کو خدا نے توفیق دی تو وہ آپ کے مضمون کا جواب لکھ دے گا۔ پر آپ کو یہ امر معلوم رہے کہ اس میں آپ کا نام نہیں آئے گا۔ البتہ آپ کے سوال کا جواب ہونا ضروری ہوگا اور اس کے بعد آپ کا فرض ہوگا کہ آپ اپنے اخبار میں اسکو شائع کر کے اپنے ناظرین کے سامنے پیش کریں۔ امید کہ آپ میری اس درخواست کو قبول فرما کر جواب سے مطلع فرماویں گے۔ والسلام ۱۶ دسمبر (۱۹۰۷ء)۔

خاکسار فضل الدین دوم مدرس عربی تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ جواباً لکھتے ہیں:

ناظرین ! راقم خط کی بدحواسی دیکھئے کہ جس امر پر پہلے خود ہی استفسار کرتا ہے کہ پانچ سو کی رقم خاص مرزا صاحب قادیانی کو دیں گے یا ہر ایک مرزائی کو، جس کے یہ معنی ہیں کہ آپ کو ابھی تک اس مضمون سے یہ معلوم نہیں ہوا کہ یہ انعام خاص مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے لئے ہے یا ہر ایک مجیب کے لئے، مگر اس سے ایک ہی سطر نیچے اتر کر گئی ایک دفعہ اس انعام کو خود ہی مرزا صاحب قادیانی کے ساتھ مخصوص لکھتا ہے۔ یہاں تک کہ اخیر خط میں صرف یہی درخواست کرتا ہے کہ آپ نے جو انعام کی تخصیص مرزا صاحب قادیانی سے کی ہے اس کو اٹھا دیجئے۔ کیا کوئی صاحب عقل سلیم کہہ سکتا ہے کہ ایسا شخص بھی مرقع یا اہل حدیث کے مواخذات کا جواب دے سکتا ہے؟ حقیقت میں یہ بھی مرزا صاحب کی صحبت کا اثر ہے

ساحری کرد دو چشم تو وگرنہ زیں پیش

بود ہشیار تر از دل دیوانہء او

شروع میں لکھا تھا احمدی تمہارا جواب دینا تضیع اوقات سمجھتے ہیں، پھر خود ہی جواب دینے کی آمادگی ظاہر کرتا ہے، اور دوسروں سے بھی توقع دلاتا ہے۔ کیا یہ اس خاکسار کے ذریعہ سے ہمارے نبی کریم ﷺ کا زندہ معجزہ نہیں ہے، کہ مسیح کاذب کی عبارات میں تناقض دکھایا تو اس کے جواب دینے پر مستعد ہونے والے شروع ہی میں عبارات متناقضہ لکھ کر ثابت کر رہے ہیں کہ

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند

آنچہ استاد ازل گفت ہماں می گویم

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ مضمون بھی خود بدولت مرزا صاحب قادیانی ہی نے لکھا ہے جو اس بے چارے کم گو بے زبان کے نام پر بھیجا گیا ہے۔

اب سنئے اصل سوال کا جواب:

ہم نے مرزا صاحب قادیانی سے انعام کی تخصیص اسلئے نہیں کی تھی کہ کوئی مرزائی نہ حاصل کرلے، بلکہ اس لئے کی تھی کہ چونکہ ہمارا اعتراض خاص مرزا صاحب کی عبارات پر ہے، اور یہ تو ظاہر ہے، تصنیف را مصنف نیکو کند بیان۔ پھر تم لوگوں کی کوئی تحریر یا تقریر خود بدولت پر حجت نہیں ہوسکتی۔ کیا تم کو معلوم نہیں کہ حکیم نورالدین

صاحب نے بایں دعوی ہمہ دانی لاہور کے جلسہ میں مرزا صاحب کے الہاموں کا ترجمہ کرتے ہوئے کیا کہا تھا، جو گذشتہ نمبر اہل حدیث میں نقل ہو چکا ہے۔ اسلئے ہم نہیں چاہتے کہ ایسے لوگوں کو انعام دیں جن کو انعام دینے سے کوئی عام فیصلہ نہ ہو سکے۔ ہاں تم بھی عجیب دنیا پرست ہو گے کہ تمہارے نبی مہدی اور مسیح موعود پر سوال وارد ہوں اور تم بقول خود جواب دینے پر قدرت رکھتے ہو مگر انعام نہ ملنے سے جواب ہی سے خاموش رہو۔ کیا یہی تمہاری دینی خدمت ہے۔ پیغمبر خدا ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔

تعس عبد الدر ھم والدینار ان اعطی رضی و ان لم یعط سخط یعنی درہم و دینار کا بندہ ہلاک ہوا اگر اسے کچھ ملے تو خوش ہوتا ہے، ورنہ ناراض۔

تمہارا یہ عذر بھی کیسا کمزور ہے کہ مرزا صاحب کی شان جواب دینے سے ارفع ہے۔ اے جناب! اسی قسم کی تحریرات سوال و جواب پر تو وہ فخر کیا کرتے ہیں اور آپ جیسے دام افتادہ ان کو سلطان القلم کا لقب دیتے ہیں۔ اس کے سوا اور کون سا سونا تول رہے ہیں جس سے فرصت نہیں۔ کیا آج سے پہلے انہوں نے مجھ سے کبھی خطاب نہیں کیا؟ سنئے! میں تو مرزا صاحب کا ایسا مخاطب ہوں کہ مجھ کو قادیان پہنچنے کی دعوت دی تھی اور آپ جیسوں کی جیبوں سے نکلوا کر لاکھ روپیہ دینے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر جب میں بلائے بے درمان کی طرح قادیان جا پہنچا تو آپ حرم سرائے سے بھی باہر نہ آئے۔ سنئے! میں وہی ہوں جس کے نام پر مرزا صاحب نے رسالہ اعجاز احمدی خاص ڈیڈیکیشن کیا تھا (نذر) ہاں میں وہی ہوں جس سے مرزا صاحب قادیانی نے چند ہی روز ہوئے مباہلہ کا اشتہار دیا تھا جس پر اثر بفضلہ تعالی انہی پر پہنچا۔ یاد نہ ہو تو سنو! میں وہی ہوں جس کے مباہلہ کے اثر میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا لخت جگر مبارک احمد مر کر مرزا غلام احمد صاحب کو موت جیسی مصیبت میں پھنسا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ میرے جواب دینے کی حضرت کو فرصت نہیں یا بقول آپ کے شان ارفع ہے:

زاہد نہ تاب داشت جمال پری رخان
کنجے گرفت و ترس خدا را بہانہ ساخت

البتہ یہ سوال معقول ہے کہ انعام کا فیصلہ کس طرح ہوگا۔ سو یہ سوال کرنا مرزا صاحب کا کام ہے۔ جب وہ سوال کریں گے تو ہم ان کے جواب میں کہیں گے کہ جس

طرح آپ کے مقررہ انعامات بابت جواب براہین احمدیہ اور سرمہ چشم آریہ وغیرہ کا فیصلہ ہوا تھا یا ہوگا۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں کہ یہ مضمون کاتب لکھ چکا تھا کہ آج (۳۰ دسمبر ۱۹۰۷ء کو) راقم خط (مرزائی) کا مطبوعہ جواب پہنچا جس کے شروع میں آپ نے مبلغ پانچ سو روپیہ نہ دینے پر نالش کی دھمکی دی ہے۔ میں راقم مضمون بڑی خوشی سے موکد بقسم غلیظ اجازت دیتا ہوں کہ وہ مرزا صاحب کی عزت بچانے کی خاطر مبلغ پانچ سو کا دعوی مجھ پر کریں۔ بے شک کریں دعوی کرنے سے پہلے آپ کو کھانا حرام ہے۔ پس عدالت ہی میں فیصلہ ہو جائے گا کہ جواب صحیح ہے یا نہیں۔ آپ کے دعوی کا انتظار کر کے مرقع میں جواب دیا جائے گا۔ انشاء اللہ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳ جنوری ۱۹۰۸ء ص ۴، ۵)

(قادیانی معجزہ: الحکم قادیان میں بڑے فخر سے مرزا صاحب قادیانی کا معجزہ لکھا تھا کہ آریہ کانفرنس کے لئے جو مضمون مرزا صاحب قادیانی نے تیار کیا تھا وہ تین روز میں تحریر ہو کر چھپ بھی گیا، کیا یہ معجزہ نہیں۔ مگر ناظرین افسوس سے سنیں گے کہ وہ مضمون آج تک بھی شائع نہیں ہوا بحالیکہ اس خاکسار کا مضمون القرآن العظیم تمام ملک میں پہنچ گیا ہے۔ کیا یہ معجزہ کم ہے؟ تو پھر کس کا ہے؟ اسی قرآن لانے والے (فداہ روحی) کا صلوات اللہ علیہ وسلامہ۔ ہفت وزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰۔ ۱۷ جنوری ۱۹۰۸ء ص ۹۔ ۱۰)

مرزا جی کا دابۃ الارض

(منشی اللہ دتا)

بخدمت اڈیٹر صاحب اخبار اہل حدیث السلام علیکم۔

مرقع قادیانی میری نظر سے گذرا جس کے صفحہ ۱۱ و ۱۲ میں ایک طویل مضمون قادیانی رسالہ ریویو بابت ماہ اکتوبر ۱۹۰۷ء میں کسی مرزائی نامہ نگار یا مرزا غلام احمد کی طرف سے نسبت طاعون قرآن کی آیت سے درج ہے اس کا دنداں شکن جواب مولوی ثناء اللہ صاحب شیر پنجاب نے عمدہ طور سے دے دیا ہے لیکن راقم الحروف کا

تھوڑا سا مضمون ذیل بھی اخبار اہل حدیث یا مرقع قادیانی بابت ماہ جنوری ۱۹۰۸ء میں درج فرما کر مشکور فرماویں۔

نقل ذیل از قادیانی رسالہ ریویو

طاعون کی پیش گوئی قرآن مجید میں

بغیر کسی لمبی تمہید کے میں ناظرین کے آگے قرآن مجید پیش کر کے دکھاتا ہوں کہ اس کتاب پاک میں کھلے الفاظ میں طاعون کے ظہور کی اصل وجہ بیان کی گئی ہے چنانچہ سورہ نمل میں آیت ہے

و اذا وقع القول علیھم اخرجنا لھم دابة من الارض تکلمھم ان الناس کانوا بآیاتنا لا یوقنون۔ (النمل:۸۲)

یعنی جب لوگوں پر حجت پوری ہو جائے گی تو ہم زمین سے ان کے لئے ایک کیڑا پیدا کریں گے جو ان کو زخمی کرے گا....

(پھر ایک اور جگہ) بہر حال یہ ایک عظیم پیش گوئی ہے جو اس آخری زمانہ میں طاعون کے کیڑوں کے ذریعہ سے پوری ہو رہی ہے جو زمین سے نکلتے ہیں اور انسانوں کو زخمی کرتے ہیں۔

اے نامہ نگار رسالہ ریویو اگر یہ مضمون تیری طرف سے ہے تو تجھ پر ڈبل افسوس ہے اس واسطے کہ تو اپنے مرشد مرزا غلام احمد کی کتب الہامیہ سے بھی ناواقف ہے اور اگر یہ مضمون مرزا صاحب کی طرف سے درج ہوا ہے تو ان پر کچھ افسوس ہی نہیں اس لئے کہ ان کو اپنا پہلا لکھا ہوا یاد نہیں رہتا یا دیدہ دانستہ لوگوں کو دھوکہ دے کر اپنی طرف مائل کرنا چاہتے ہیں۔ اے نامہ نگار! تم خود اور تمہارے تمام مرزائی بھائی غور سے سنو! کہ مرزا صاحب اپنے ازالہ اوہام کے صفحہ ۵۱۰ میں تحریر فرماتے ہیں اور اسے نکال کر تو دیکھو ھو ھذا:

ایسا ہی دابة الارض یعنی علماء واعظین جو آسمانی قوت اپنے اندر نہیں رکھتے ابتدا سے چلے آتے ہیں لیکن قرآن کا یہ مطلب ہے کہ آخر زمانہ میں ان کی حد سے زیادہ کثرت ہوگی اور ان کے خروج سے مراد وہی ان کی کثرت ہے۔،

مرزا غلام احمد کی عبارت بالا سے چند امور صاف ظاہر ہیں:

۱: دابۃ الارض سے مراد علماء واعظین ہیں جو آسمانی قوت اپنے اندر نہیں رکھتے
۲۔ جو ابتداء سے چلے آتے ہیں
۳۔ لیکن قرآن کریم کا مطلب کہ آخر زمانہ میں ان کی حد سے زیادہ کثرت ہوگی
۴۔ ان کے خروج سے مراد وہی ان کی کثرت ہے۔

افسوس صد افسوس ان کی ایسی حالت پر جو اپنے پہلے نوشتہ کے کے خلاف ریویو ماہ اکتوبر ۱۹۰۷ء میں لکھتے ہیں

۱۔ دابۃ الارض ایک عظیم الشان پیش گوئی ہے جو آخری زمانہ میں طاعون کے کیڑوں کے ذریعہ سے پوری ہو رہی ہے جو زمین سے نکلتے ہیں
۲۔ پس صاف ثابت ہوا کہ وہ عذاب جو آخری دنوں میں دابۃ الارض کے ذریعہ ظاہر ہوگا جس سے ایک دنیا ہلاک ہوگی

اے مرزا کے مرزائیو! اور اڈیٹر رسالہ ریویو! تم خود یا اپنے مرشد سے دریافت کر کے تحریر کرو کہ ازالہ اوہام میں جو انہوں نے تحریر کیا ہے کہ دابۃ الارض سے مراد علماء واعظین ہیں جو آسمانی قوت اپنے اندر نہیں رکھتے اور ابتداء سے چلے آتے ہیں۔ اور قرآن کریم کا مطلب یہ ہے کہ آخر زمانہ میں ان کی حد سے زیادہ کثرت ہوگی۔ یہ سچ ہے کہ عبارت رسالہ ریویو کہ دابۃ الارض ایک عظیم پیش گوئی ہے جو آخر زمانہ میں طاعون کے کیڑوں سے پوری ہورہ ہے جو زمین سے نکلتے ہیں مگر تم سے امید نہیں کہ جواب دو گے کیونکہ جب مولوی ثناء اللہ صاحب شیر پنجاب نے تم کو دو دوسو روپیہ اور پانچ سو روپیہ تک انعام دینے کا اقرار کر کے جواب طلب کئے تو تم ایک کا بھی جواب صحیح نہ دے سکے۔ یہ سوال تو بلا انعام ہے شاید تمہاری توجہ اس کے جواب کی طرف ہو یا نہ ہو لیکن میری اس تحریر سے اہل انصاف پر بخوبی ظاہر ہو جائے گا کہ مرزا غلام احمد صاحب اپنے رسالہ ازالہ اوہام میں دابۃ الارض کے معنی علماء واعظین تحریر کر چکے ہیں جو ابتداء سے چلے آتے ہیں اسکے خلاف اب طاعونی کیڑے کہتے ہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳ جنوری ۱۹۰۸ء ص ۷،۸)

قادیانی معجزہ

شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسری لکھتے ہیں:

الحکم قادیانی نے بڑے فخر سے مرزا صاحب کا معجزہ لکھا تھا کہ آریہ کانفرنس کے لئے جو مضمون مرزا صاحب نے تیار کیا تھا وہی تین روز میں تحریر ہوکر چھپ بھی گیا کیا یہ معجزہ نہیں۔

مگر ناظرین افسوس سے سنیں گے کہ وہ مضمون آج تک بھی شائع نہیں ہوا بحالیکہ اس خاکسار کا مضمون القرآن العظیم تمام ملک میں پہنچ گیا ہے۔کیا یہ معجزہ کم ہے؟ تو پھر کس کا ہے؟ اسی قرآن لانے والے (فداہ روحی) کا صلوات اللہ علیہ وسلامہ

(اہل حدیث امرتسر ۱۰۔۱۷ جنوری ۱۹۰۸ء مطابق ۵۔۱۲ ذی الحجہ ۱۳۲۵ھ جلد ۵ نمبر ۱۰۔۱۱ ص ۹۔۱۰)

مرزا قادیانی اور اس کے حواری

ما مریداں رو بسوئے کعبہ چوں آریم چوں
رو بسوئے خانہء خمار دارد پیر ما

شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

یہ شعر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے مریدوں کے حال پر بہت ہی موزوں ہے مرزا صاحب قادیانی جیسے اپنے مطلب میں ہوشیار اور اپنی تصانیف کے ناظرین کو دھوکہ دینے میں پکے ہیں، ان کے مرید بھی کسی طرح سے کم نہیں۔

الحکم قادیان میں ایک کھلی چٹھی اڈیٹر مرقع قادیانی کے نام شائع ہوئی ہے جو نہ کسی مسئلہ کے متعلق تھی بلکہ محض اس دریافت کے لئے کہ مرقع قادیانی میں جو میں نے انعامات مرزا صاحب قادیانی کے لئے مقرر کئے ہیں ان پر کچھ استفسار تھا، اس لئے اس کا جواب بہت ضروری تھا کہ اسی اخبار میں چھپتا، تاکہ الحکم کے ناظرین کو حقیقت حال سے پوری آگاہی ہو جاتی۔مگر قادیانی پارٹی ایسی کہا کہ صحیح صحیح واقعات اپنے دام افتادوں کو پہنچنے دیں۔

اخبار الحکم کے اڈیٹر سے دریافت کیا گیا کہ آپ اس چٹھی کا جواب اپنے

اخبار میں چھاپنے میں کا وعدہ کریں تو جواب بھیج دیا جائے۔ جواب آیا کہ آپ اپنے اخبار میں جواب دیں۔

ناظرین غور کریں کہ محققین، ہاں جدید مسیحین کی، یہی جدید تحقیق ہے؟ کہ ایک معمولی مراسلہ کا جواب بھی فریق مخالف کا اپنے ناظرین تک پہنچانا نہیں چاہتے۔ بغور دیکھا جائے تو جتنے کج رو یہ لوگ ہیں ان کی عادت یہی ہے کہ حتی المقدور اپنے مخالف کی بات کو اپنے ناظرین سے پوشیدہ رکھتے ہیں۔

ہمارے شہر کی حنفی پارٹی کے فخر اڈیٹر اہل فقہ بھی اسی قبیل سے ہیں۔ آپ نے ایک مراسلہ میرے برخلاف شائع کیا، جو نہ کسی مسئلہ کی تحقیق تھی بلکہ محض ذاتیات پر حملہ تھا، لیکن میں نے جو اخباری مذہب کے مطابق اس کا جواب لکھ کر بغرض درج کرنے کے بھیجا، تو اس کو درج نہ کیا۔ اور ایک نوٹ میں یہ لکھ دیا، کہ نامہ نگار اپنا جواب اہل حدیث میں مانگتا ہے... یہ ان (اہل حدیثوں) کا اپنا معاملہ ہے اس لئے یہ جواب درج نہ ہوگا۔، (اہل فقہ ۱۳ دسمبر) حالانکہ امر اول محض جھوٹ تھا۔ نامہ نگار اہل حدیث میں جواب اور بات کا مانگتا تھا، نہ کہ اس مراسلہ کا۔ اس کی عبارت کو بھی اڈیٹر صاحب نہ سمجھے۔ دوسری وجہ کو بھی بفضلہٖ تعالیٰ خود ہی ثابت کر دیا کہ اسی نامہ نگار کے نام کا ایک اور مراسلہ ۳ جنوری کے پرچہ میں پھر درج کر دیا، جو محض میری ذات پر حملہ تھا۔ نہ پہلے نہ دوسرے مراسلہ کو درج کرتے ہوئے یہ سوچا کہ یہ ان (اہل حدیثوں) کا اپنا معاملہ ہے مگر میرے جواب کو شائع کرتے وقت یہ عذر یاد آیا۔ یہ ہے ان لوگوں کی ایمان داری اور یہ ہے ان کی دیانت داری کہ میں جواب دوں تو اس بنا پر درج نہ ہو کہ تمہارا اہلحدیثوں کا آپس کا جھگڑا ہے اور جب میرا کوئی مخالف اپنے نام کے ساتھ اہل حدیث لگا کر بھیج دے تو اس کو غنیمت کبری جان کر شائع کیا جائے۔ کیا کوئی دانا اس قسم کی کاروائیوں کو دیانت پر مبنی جان سکتا ہے؟ مگر حیف اور افسوس ہے ان لوگوں پر جو اپنے نام کے ساتھ اہل حدیث لکھ کر اپنے بھائی کی عیب جوئی کرنے کو ایک دشمن کے ہاں جاتے ہیں جو منہ در منہ ان کو سناتا ہے کہ تمہارا آپس کا جھگڑا ہے مگر وہ پھر بھی شرم نہیں کرتے۔

خیر مختصر یہ کہ مرزائی اخبار نے انکار کیا، لہذا اہل حدیث میں اس کا جواب دیتا ہوں۔ چٹھی مذکور کا راقم یعنی مولوی فضل دین مدرس سکول قادیان لکھتا ہے:

میں نے کل ۲ جنوری ۱۹۰۸ء کو آپ کا مرقع مجریہ بابت جنوری ۱۹۰۸ء پڑھا ہے اس میں آپ نے اور دو انعامی مضمون علاوہ دسمبر ۱۹۰۷ء کے انعامی مضمون چیستان مرزا، کے بوعدہ ایک ہزار روپیہ شائع کئے ہیں سو آپ کو اس چٹھی کے ذریعہ مطلع کیا جاتا ہے کہ جو رقم انعامی پانچ سو روپیہ چیستان کے حل کی آپ کے ذمہ واجب الادا ہے اور آپ نے اب تک اس کو ادا نہیں کیا پہلے آپ وہ ادا کریں جب تک آپ پہلا قرضہ ادا نہ کرلیں ہم کس طرح اس دوسری بحث کو شروع کردیں۔ اگر خلط مبحث کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں بفضلہٖ آپ کو ان دونوں سوالوں کے جواب بہت جلدی چھپوا کر بھیج دیتا۔ مگر چونکہ آپ نے اس وقت تک پہلے پانچ سو کے متعلق اب تک کچھ اطلاع نہیں باوجودیکہ آپ کے چیستان کا حل کامل میعاد کے اندر چھپ کر آپ کو پہنچ چکا ہے اس لئے مناسب خیال کیا گیا ہے کہ جب تک پہلی بحث کا خاتمہ ہو کر مبلغ پانچ سو روپیہ آپ سے وصول نہ ہو جاوے، تب تک اس دوسری بحث کو جو آپ نے جنوری کے پرچہ میں لکھی ہے نہ چھیڑا جاوے۔ لہٰذا آپ اس چٹھی کے پڑھتے ہی اطلاع دیں کہ آپ نے اس وقت تک کیوں انعامی رقم مبلغ پانچ سو روپیہ جو حل چیستان پر مقرر تھی باوجود چیستان کے حل ہو جانے کے مجھے نہیں بھیجی اور نیز یہ امر بھی شائع کریں کہ آپ کے ان دونوں شائع کردہ انعامی مضمونوں اور ان کے جوابات کا کون محاکمہ کرے گا جس کے بعد ہم آپ سے انعامی رقم یک ہزار کے وصول کرنے کے مستحق ٹھہریں گے۔

(اخبار الحکم ۶ جنوری ۱۹۰۸ء ص ۶ کالم ۱)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ جواباً لکھتے ہیں:

اس چٹھی میں بھی آپ تخالف اور تہافت سے نہیں بچے پہلے تو مجھ سے انعامی رقم کا تقاضا کرتے ہیں اور اسکو واجب الادا کہتے ہیں نیچے اتر کر فیصلہ کی صورت پوچھتے ہیں کہ محاکمہ کون کرے گا۔ اے جناب! پہلے آپ اپنے دماغ کا تو علاج کرائیے مرزا صاحب کی صحبت کا اثر آپ پر پورا ہے جس طرح وہ بہکی بہکی باتیں کرنے میں مشاق ہیں آپ بھی ان سے کم نہیں مگر اتنا تو سمجھو کہ مقابلہ کس سے ہے:

سنبھل کے رکھیو قدم دشت خار میں مجنون
کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے

اے جناب! آپ کا جواب بالکل ناقص بلکہ میری تائید میں ہے میں منتظر تھا کہ آپ نے حسب اطلاع نالش کی ہوگی اور عدالت ہی میں فیصلہ ہوگا مگر آپ بھی ایسے کچے کہاں تھے کہ نالش کرتے۔ آخر آپ کو نہیں تو آپ کے مشیر قانونی کو تو اتنی سمجھ ہوگی کہ لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔ پس سنو! تم جس مضمون کا چاہو جواب لکھو اور جو انعام اس پر مقرر ہے اس کے لینے کا طریقہ یا تو مرزا صاحب سے پوچھو کہ آپ جو انعامی اشتہار دیتے ہیں ان کی رقوم دینے کا کیا ذریعہ سوچا کرتے ہیں؟ یا بذریعہ نالش مجھ سے وصول کرو، یا میرے جواب الجواب کو دیکھ کر اپنی تسلی کر لیا کرو اور یاد رکھو:

باندھے ہوئے ہاتھوں کو بامید اجابت
رہتے ہیں کھڑے سینکڑوں مضموں مرے آگے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴ جنوری ۱۹۰۸ء ص ۳۔۵)

مرزا صاحب اور حافظ محمد یوسف امرتسری

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو تو سب لوگ جانتے ہیں البتہ حافظ صاحب کا تعارف کرانا ضروری ہے آپ کی مختصر تعریف یہ ہے کہ آپ بقول مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی امرتسر کی جماعت اہل حدیث کے سابقین افراد سے ہیں۔ آپ ایک زمانہ میں مرزا صاحب قادیانی سے نیک ظن تھے مگر اب تاخاصے مدمقابل ہیں گو آپ پنشن لے کر خانہ نشین ہیں مگر دینی غیرت میں کبھی کبھی کچھ نہ کچھ حرکت کر لیا کرتے ہیں۔ بعض بیرونی لوگوں نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ نے مرزا صاحب کو کیوں قبول کیا تھا اور کیوں چھوڑا، اس سوال کے جواب میں آپ نے ایک مضمون لکھ کر دفتر اہل حدیث میں بھیجا ہے جو درج ذیل ہے۔ اڈیٹر اہل حدیث

بسم اللہ الرحمن الرحیم بخدمت جناب مکرم السلام علیکم

آپ کا کارڈ پہنچا حال معلوم ہوا بعض بعض اور اشخاص نے بھی مجھ سے یہ حال دریافت فرمایا ہے، ان کا بھی جواب ہو جاوے گا۔

جناب من! اصل حال میرے معتقد ہونے کا اور بد اعتقاد ہونے کا یہ ہوا کہ مرزا غلام قادر صاحب برادر حقیقی مرزا غلام احمد صاحب محکمہ نہر میں ملازم تھے اور میں بھی اسی محکمہ میں ملازم تھا۔ کمترین گاہ گاہ موضع قادیان مرزا صاحب کے والد مرحوم اور ان کے بھائی صاحب مرحوم سے ملاقات کو جایا کرتا تھا۔ مرزا غلام احمد صاحب سے بھی ملاقات ہوگئی اور کبھی ان کے والد صاحب اور ان کے برادر صاحب امرتسر میں آ کر میرے مکان میں اترا کرتے تھے۔ اور ایک دو مرتبہ مرزا غلام احمد صاحب، عبداللہ صاحب غزنوی سے ملنے آئے۔ میری ذریعہ سے عبداللہ صاحب سے ملاقات کی۔ شاید بیعت بھی کی ہوگی۔

غرضیکہ میری اور مرزا صاحب کی بہت ملاقات تھی، مگر ابھی مرزا صاحب نے کسی قسم کا کوئی دعوی اور کسی قسم کا کوئی اشتہار نہیں دیا تھا۔ بعد انتقال عبداللہ صاحب مرحوم، مرزا صاحب کے والد اور برادر بھی اس جہان سے انتقال کر گئے چند روز بعد مرزا صاحب نے ایک اشتہار اسلام کی تائید میں مخالفین اسلام کو دیا۔ اس اشتہار میں دس ہزار روپیہ دینے کا بھی وعدہ تھا۔ اس زمانہ میں اکثر مسلمان اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی بھی معتقد ہو گئے۔ ان کے سبب میں بھی مرزا صاحب کا معتقد ہو گیا اور میں نے مرزا صاحب کو مخالفین اسلام کے مقابلہ میں بڑی بڑی امداد کی کہ آج تک کسی نے ایسی امداد نہیں کی اور مولوی محمد حسین صاحب نے بھی مرزا صاحب کی بہت امداد کی اور جس وقت مرزا صاحب امرتسر میں آیا کرتے تھے مولوی عبدالجبار صاحب بھی ان سے دعا کرانے جایا کرتے تھے (انجام کیا معلوم تھا۔ خبث نفس نہ ردد بسالہا معلوم۔ اڈیٹر اہل حدیث) یہ باتیں سب کو معلوم ہیں اور مشہور ہیں۔ ابھی مرزا صاحب بھی زندہ ہیں اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی، مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی زندہ ہیں تحقیق کر لیں۔

جب مرزا صاحب نے دعوی مثیل مسیح ہونے کا کیا تو کمترین موضع قادیان

گیا۔ مرزا صاحب میری تعظیم کو کھڑے ہوئے۔ میں نے ان سے معانقہ کرنے سے انکار کیا، اور کہا کہ آپ نے اسلام میں تفرقہ کر دیا۔ مرزا صاحب نے فرمایا کہ جو دعوی کیا ہے قرآن و حدیث کے موافق ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اب تک آپ کے تمام علماء معتقد ہیں آپ کو چاہیے تھا مولوی محمد حسین صاحب اور مولوی عبدالجبار صاحب امرتسر میں آپ کے معتقد ہیں ان سے مشورہ کر کے اپنا دعوی مشتہر کرتے تاکہ تفرقہ نہ ہوتا۔

اس وقت مرزا صاحب نے اپنی غلطی کا اقرار کیا اور لکھ دیا کہ جہاں حافظ یوسف علماؤں کے جلسہ میں مجھ کو طلب کریں گے میں وہاں حاضر ہو کر اپنا دعوی قرآن و حدیث سے ثابت کر دونگا۔

چنانچہ میں نے تمام علماؤں کو لاہور طلب کیا کوئی عالم نہ آیا مگر میرے جواب میں آیات قرآن اور حدیث رسول اللہ ﷺ کا نشان دے دیا۔ اس میں یہ بھی حدیث درج تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں ۳۰۔ آدمی کذاب دجال ہوں گے اور نبوت کا دعوی کریں گے اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گیا۔ یہ دلائل دیکھ کر میں بداعتقاد ہو گیا۔ ماسوائے اسکے اور بھی چند غلطیاں دیکھیں جن کا ذکر بہت طویل ہے۔

بعد اس کے کتاب عصائے موسی کے دیکھنے سے مرزا صاحب کی تکذیب خوب تصدیق ہو گئی۔ منشی الہی بخش صاحب مرحوم نے اپنے الہامات سے یہ کتاب تحریر کی۔ مرزا صاحب نے اب تک اس کا کچھ جواب نہیں دیا۔ میں نے اکثر الہامات منشی صاحب مرحوم کے معلوم کر کے تصدیق کیئے۔ مرزا صاحب کا کوئی الہام آج تک مجھ کو تصدیق نہیں ہوا گویا کہ مرزا صاحب دلائل اور الہامات میں بالکل کاذب ہیں وہ تو اپنے عیش و طمع نفسانی اور جمع مال میں مصروف ہیں یہ کام نبی اور ولی اللہ کا نہیں ہوتا۔ فقط۔

محمد یوسف از امرتسر

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۲۵ھ ج ۵ نمبر ۱۳ مطابق ۳۱ جنوری ۱۹۰۸ء ص ۸۔۹)

مرزا قادیانی اپنے منہ سے کافر

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

آج کل مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے کافر ہونے، نہ ہونے میں بہت موشگافیاں ہورہی ہیں، مگر ہم آج جس طریق سے مرزا جی کا کافر ہونا ثابت کریں گے وہ سب سے آسان تر ہے۔اور لطف یہ ہے کہ مرزا جی کا اپنا اقرار بھی ہے۔ مرزا جی حمامۃ البشری میں لکھتے ہیں:

ما کا ن لی ان ادعی النبوۃ و ا خر ج عن الاسلا م و الحق بقومٍ کا فرین

یعنی یہ جائز نہیں کہ میں نبوت کا دعوی کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں سے جاملوں۔

قادیانی مرزا جی کے اس کلام سے معلوم ہوا کہ دعوی نبوت اسلام سے خارج ہونے اور کافر ہونے کا موجب ہے۔اب سنئے! کہ مرزا جی نے دعوی نبوت کیا یا نہیں؟ پرانے حوالے تو سب کو معلوم ہیں کہ کس آن بان سے اظہار نبوت ہوا کرتا تھا مگر آج ایک نیا حوالہ سب سے واضح تر بتلا کر مرزائیوں کو متنبہ کرتے ہیں کہ کیوں ایسے بڈھے خبطی کے پیچھے پڑے ہو جو بقول خود کافر ہے۔

مرزائیو! نیچے کا حوالہ بغور سنو:

مولوی احسن امروہی نے جمعہ کے خطبہ میں بموجودگی مرزا صاحب وعظ کرتے ہوئے کہا کہ:

پھر چودھویں صدی میں آفتاب نبوت طلوع کرے گا اگر اس نبی (مرزا) کی اطاعت نہ کریں گے تو وہی ہوگا جو عادیوں اور فرعونیوں کے ساتھ ہوا۔

(اخبار بدر قادیان۔۲۳ جنوری ۱۹۰۸ء)

مرزائیو! دیانتداری سے ان دونوں کلاموں کو ملا کر نتیجہ نکالو تم میں سے جو

ذرہ منطق جانتے ہیں، ان کی آسانی کے لئے ہم یہاں صغری ۔ کبری بنا کر بتلاتے ہیں۔ سنو!

مرزا نے دعوی نبوت کیا (صغری)

اور بقول مرزا جی دعوی نبوت کرنے والا کافر ہے (کبری)

نتیجہ تم خود ہی سوچ لو کہ کون کافر ہے

آپ ہی اپنے ذرا جور و ستم کو دیکھو
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴۔۲۱ فروری ۱۹۰۸ء ص ۱)

مرزائیوں کو عام نوٹس

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہم نے جو اختلاف بیانی دسمبر ۱۹۰۷ء اور فروری ۱۹۰۸ کے مرقع قادیانی (مرقع والا مضمون اسی کتاب میں دوسری جگہ درج ہوگا ۔ بہاء) میں مرزا صاحب کی لکھی ہے، اس کے جواب کے لئے ہم نے سابق میں مبلغ پانچ سو روپیہ خاص مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے لئے انعام رکھا تھا، جس پر مرزائیوں نے واویلا مچایا کہ یہ تخصیص مرزا صاحب سے کیوں کی گئی ہے، اس تخصیص کو اٹھا دیجئے۔ اس لئے آج ہم بذریعہ اس اعلان کے اس تخصیص کو اٹھاتے ہیں کہ اگر کوئی مرزائی بھی اس چیستان کو حل کر دے گا تو اس کو بھی مرزا جی سے نصف انعام دیا جائے گا کیونکہ وہ مرزا جی کے ماتحت ہونے کی حیثیت میں ان کے برابر انعام نہیں پا سکتے۔ درصورت نہ دینے کے ان کا حق ہوگا کہ بذریعہ نالش وصول کریں

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

مرزائیو! ہمت ہے تو آؤ۔ اپنے پیغمبر اور کرشن کی لاج رکھ لو ورنہ دنیا کیا کہے گی؟ مگر اتنا سوچ لینا کہ مقابلہ کس سے ہے:

سنبھل کے رکھیو قدم دشت خار میں مجنون
کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴۔۲۱ فروری ۱۹۰۸ء ص ۲)

ایک مرزائی کی ابلہ فریبی

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

جس طرح مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ابلہ فریبی میں مشاق ہیں ان کے دام افتادہ معتقد بھی کم نہیں۔ڈاکٹر عبدالحکیم خان پٹیالوی (سابق مرید مرزا قادیانی) نے ایک رسالہ لکھا جس کا نام ہے: کانا دجال، جس میں قادیانی مرزا جی کی مرزائیت بس کھول کر دکھادی ہے۔

اس رسالہ پر کھسیانے ہوکر ایک مرزائی نے قادیانی اخبار الحکم میں ڈاکٹر عبد الحکیم صاحب کی بعض پہلی تحریرات ایام جاہلیت (ارادت مرزا کے زمانہ) کی شائع کر کے اپنے ناظرین کو دھوکہ دیا ہے، حالانکہ ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب خود ہی ان تحریرات کو رد کر چکے ہیں۔ بلکہ جس جس کتاب میں ان کی اس قسم کی تحریریں تھیں، ان کو ترمیم کر کے چھاپ چکے ہیں۔

مگر اس مرزائی کو اتنا معلوم نہیں کہ مرزا صاحب قادیانی بھی تو اس الزام میں آئے ہوئے ہیں جو براہین احمدیہ میں حضرت مسیح کی زندگی اور دوبارہ تشریف آوری لکھ چکے ہیں۔ جب ہم نے موضع مد ضلع امرتسر کے مباحثہ میں وہ مقامات پیش کئے تو مرزا صاحب قادیانی نے رسالہ اعجاز احمدی میں کس وضع داری کے ساتھ تسلیم کیا کہ عیسی کی آمد ثانی کا عقیدہ سادگی سے لکھ دیا تھا (اعجاز احمدی۔ص ۷)۔جس کا مطلب دوسرے لفظوں میں یہ ہے کہ بے وقوفی سے ایسا کیا گیا۔حالانکہ آپ بقول خود اس وقت بھی الہامی تھے اور کتاب براہین احمدیہ محض الہام ہی سے لکھی گئی تھی۔

تو جب پیر طریقت اور پیغمبر امت سے بے وقوفی ہوگئی تو ڈاکٹر عبد الحکیم

صاحب پر بحیثیت مریدی تھوڑی سادگی نے اثر کر دیا ہو، تو کیا عجب، جب کہ انہوں نے دیانتداری سے اصلاح بھی کر دی پھر اسی قسم کی تحریروں کو پیش کرنا ابلہ فریبی نہیں تو کیا ہے۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴۔۲۱ فروری ۱۹۰۸ء ص ٦)

لعنت اللہ علی الکاذبین

حافظ غلام رسول گلگو وزیر آبادی ہمارے موضع مکھانہ میں گذشتہ ماہ کی کسی تاریخ کو آیا اللہ تعالیٰ شاہد ہے کہ نہ وہ مجھے ملا نہ مجھے اس کے گاؤں میں آنے اور وعظ کہنے کی کچھ خبر ہے اسکے چلا جانے کے بعد میرے سامنے کسی نے بیان کیا کہ یہاں فلاں مرزائی واعظ آیا تھا اور فلاں دھوبی کے ہاں اترا تھا اور اسنے رات اس کے گھر بہت کچھ بکواس کیا۔ اس کی ساری تقریر کا خلاصہ بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ مرزا کادیانی خدا کا رسول ہے اور وہ خدا کی طرف بلاتا ہے اور علماء اسلام کور باطنی سے اسے کتوں کی طرح بھونکتے ہیں۔ جوں ہی اہل اسلام نے اس کی ان ہفوات کو سنا تو وہ فوراً اس ابلہ فریب کی مجلس سے اٹھ گئے اور نادان لڑکوں نے اس کی تخریب وتذلیل کے لئے چکارہ والے کو بلا کر امام قاسم کا قصہ سننا شروع کر دیا جس سے کاذب گلگو کی سخت گت بنی اور بڑی تذلیل سے صبح سویرے دم دبا کر بھاگ گیا رؤساء گاؤں میں سے کسی کو بھی اس خفاش کی اطلاع نہیں ہوئی وہ صرف جھوٹے اعزاز کیلئے بدر (قادیان) میں طبع کراتا ہے کہ میں نے موضع سکھانہ میں جا کر وعظ کہا اور محمد عبداللہ خاں ذیلدار نے میرے مقابلہ میں چکارہ بجوانا شروع کیا۔ ضلع سیالکوٹ کا ہر کہ ومہ میری لائف سے واقف ہے کہ میں منکرات سے کیسے متنفر ہوں اور میں کبھی ایسی مجالس میں شامل نہیں ہوا چہ جائے کہ میں خود چکارہ بجوا کر سنتا۔ گلگو بیچارہ اور اسکا میزبان میرے گاؤں میں چیز ہی کیا تھے کہ میں ان کی مجلس کو اس طرح منتشر کرنے کی کوشش کرتا واللہ علماء کی توہین سننے سے میرے بدن پر رونگھٹے کھڑے ہو گئے اور مجھے اس کاذب بطال کے اچھوتا نکل جانے پر نہایت ہی افسوس ہوا بھلا کسی مومن کی غیرت تقاضا کرتی ہے کہ وہ اپنے پیشوا

یان دین کی نسبت ایسے کلمات سنے اور جان فدا نہ کرے۔ اگر کسی مرزائی میں بھی مادہ عقل ہے تو وہ گریبان میں منہ دے کر سوچے کہ ایسے مہمان ومیزبان کے اس جرم کی پاداش میں ایک ذیلدار رئیس ضلع سے یہ ہی سزا ہوسکتی ہے؟

اللہ تعالی جھوٹے شہرت حاصل کرنے والوں کی عقل پر پردہ ڈال دیتا ہے اور جیسے وہ اللہ تعالی کی طرف سے بھکے ہوئے ہوتے ہیں ویسے ہی وہ عقل وخرد سے بھی بھڑک جاتے ہیں اگر حافظ مذکور یا اس کا اڈیٹر بدر اپنے بیان میں سچے ہیں تو وہ مرد میدان بن کر ہمارے گاؤں میں آکر اہل دہ کے سامنے اپنی راستی اور سچائی کا ثبوت دیں والاّ میری طرف سے اپنی برأت کیلئے اتنا ہی کافی ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

راقم: محمد عبداللہ خان۔ اہلحدیث۔ ذیلدار موضع سکھانہ ضلع سیالکوٹ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴۔۲۱ فروری ۱۹۰۸ء ص ۹)

قادیانی کی کذب بیانی

اوراس پر بے ہودہ لن ترانی

ڈھیٹھ اور بے شرم بھی دنیا میں ہوتے ہیں مگر
سب پہ سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مرقع قادیانی بابت فروری ۱۹۰۸ء میں ہم نے دجال اکبر (مرزا غلام احمد قادیانی) کی ایک کذب بیانی پر مواخذہ کر کے جواب طلب کیا تھا۔

دجال موصوف نے قادیان کے سالانہ جلسہ میں اثناء تقریر میں کہا تھا کہ پنڈت لیکھ رام آریہ نے خدا سے دعا کی تھی کہ ہم دونوں (مرزا قادیانی اور پنڈت لیکھ رام) میں سے جو جھوٹا ہے پرمیشر اسے ہلاک کرے (الحکم ۲ جنوری۔ص ۵)

اس دعوی کی تصحیح نقل مانگی گئی تھی اور لکھا تھا کہ تمہاری یہ ایک معمولی عادت ہے۔ جب بھی تمہارا کوئی مخالف مرتا ہے، تو تم کہہ دیا کرتے ہو کہ اس نے مجھ سے

مباہلہ کیا تھا کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مرے گا۔

چنانچہ مولوی محمد اسماعیل صاحب علی گڈھی اور مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری مرحومین وغیرہ سے تم نے بھی یہی برتاؤ کیا جس کی کئی ایک دفعہ اخبار اہل حدیث اور مرقع قادیانی میں قلعی کھولی گئی ہے اور اچھی طرح ثابت کیا گیا کہ:

رسول قادیانی کی رسالت

بطالت ہے بطالت ہے بطالت

سچے ہو تو لیکھ رام کی یہ دعا اس کی کسی تحریر سے دکھاؤ کہ اس نے خدا سے مانگا ہو کہ جھوٹے کو ہلاک کر۔ اسکا جواب دجال اکبر (یہ مضمون دراصل تو اڈیٹر الحکم کا ہے مگر دجال قادیانی چونکہ ازالہ اوہام صفحہ ۴۱۸ پر مانتا ہے کہ مریدوں کے تمام کام پیروں کے ہوتے ہیں (خصوصاً اشاعت تعلیم میں) اس لئے ہم نے یہ مضمون دجال ہی کا سمجھا اور اسی کو مخاطب کیا۔ اڈیٹر اہل حدیث) نے اخبار الحکم ۱۴ فروری میں دیا ہے جس کا عنوان ہے، ثناء اللہ کی بے حیائی، اس میں وہ اپنی معمولی لن ترانی اور مزیدار گالی گلوچ کے بعد پنڈت لیکھ رام کا ایک حوالہ دیتا ہے جس کی نسبت لکھتا ہے کہ:

ثناء اللہ کو چاہیے کہ عینک اتار کر نہیں، بلکہ لگا کر پڑھے۔ اور اگر بالکل ایمان اور علم مامور من اللہ کی مخالفت میں سلب نہیں ہو گیا، تو اپنی غلطی کا اعتراف کرے.... لیکھ رام کے مباہلہ کے متعلق دیکھو کلیات آریہ مسافر صفحہ ۵۸۵۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس لن ترانی کے بعد پنڈت لیکھ رام کی عبارت نقل کی ہے جس کو جلی لفظوں میں لکھا ہے، جس سے معلوم ہو کہ یہ عبارت بعینہ وہی ہے جو لیکھ رام کے قلم سے نکلی تھی۔ مگر ناظرین دیکھ کر حیران ہوں گے کہ پرانی مشہور مثل: چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد، جو مدت مدید سے ایک مفہوم کی صورت میں تھی، آج اس کا مصداق بھی قادیان دارالزیان میں ملتا ہے۔ بہرحال دجال اکبر نے پنڈت لیکھ رام کی عبارت ان لفظوں میں نقل کی ہے:

ہے پرمیشور ہم دونوں میں سچا فیصلہ کر (ایسا ہو) کہ جہالت اور تعصب اور جوروستم والے کا ناش ہو کیونکہ کاذب صادق کی طرح کبھی تیرے حضور

عزت نہیں پاتا۔ دستخط: لیکھ رام شرما از پشاور (الحکم ۱۴ فرورص ۵ کالم ۱)

اسی عبارت کو بدستخط پنڈت لیکھ رام دجال اکبر نے اپنی نئی تصنیف حقیقت الوحی میں یوں لکھا ہے کہ:

اے پرمیشور ہم دونوں فریقوں میں سچا فیصلہ کر کیونکہ کاذب صادق کی طرح کبھی تیرے حضور میں عزت نہیں پاسکتا (راقم آپ کا ازلی بندہ لیکھ رام شرما سبھاسد آریہ سماج پشاور حال اڈیٹر آریہ گزٹ فیروز پور پنجاب۔) ص ۳۱۹

شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ یہ دو نقلیں ہوئیں آیئے اب ہم ناظرین اصلی عبارت لیکھ رام کی اصل کتاب سے دکھا دیں:

تا سیاہ روئے شود ہر کہ دروغش باشد۔

کلیات آریہ مسافر اور خبط احمد یہ جس کا حوالہ خود دجال اکبر (مرزا قادیانی) نے حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۱۹ پر دیا ہے نکال کر دیکھئے جہاں لیکھ رام نے اپنا مدعا ان الفاظ میں لکھا ہے کہ:

اے پرمیشور ہم دونوں میں سچا فیصلہ کر اور جو تیرا ست دھرم ہے اس کو نہ تلوار سے بلکہ پیار سے معقولیت اور دلائل کے اظہار سے جاری کرا اور مخالف کے دل کو اپنے ست گیان سے پرکاش کرتا کہ جہالت اور تعصب وجور وستم کا ناش ہو کیونکہ کاذب صادق کی طرح کبھی تیرے حضور میں عزت نہیں پاسکتا۔

راقم: آپ کا ازلی بندہ لیکھ رام شرما سبھاسد آریہ سماج پشاور۔ص ۳۴۷

ناظرین بغور دیکھیں کہ پنڈت لیکھ رام نے جہالت اور تعصب کا ناش ہونا لکھا ہے مگر چونکہ جہالت اور تعصب کے ناش ہونے کی دعا ایک معمولی دعا ہے جو ہر ایک مذہب کا پابند کیا کرتا ہے۔ اور اتنی عبارت سے دجال کا کام نہ بنتا تھا اس لئے اس نے اور اسکے دام افتادہ اڈیٹر الحکم نے حیاوشرم کو نصیب اعداء جان کر، والے، کا لفظ بڑھایا اور اس عبارت کو ان لفظوں میں ادا کیا کہ:

جہالت اور تعصب اور جور وستم والے کا ناش ہو۔،

جس سے غرض انکی یہ ہے کہ جہالت والے کے لفظ سے ہم پنڈت لیکھ رام

کی ہلاکت کا ثبوت دیں۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

ناظرین! یہ ہے عذر گناہ بدتر از گناہ جس اعتراض کو اٹھانے کے لئے کوشش کی تھی اس سے زیادہ سنگین اعتراض اپنے اوپر لے لیا۔

مرزائیو! الیس فیکم رجل رشید تم میں کوئی بھی بھلا آدمی نہیں جو دجال اور دجاجلہ کی بے حیائی اور بے شرمی کی داد دے۔

دجالیو! ہم اتنا تم سے پوچھتے ہیں کہ کیا وجہ ہے کہ تمہارا دجال اکبر مخالف کی تحریر کو اصل الفاظ میں نقل نہیں کرتا چونکہ جھوٹ اور کذب کا عادی ہے اس لئے اس موقع پر تنگ آ کر اس نے لیکھ رام کی اصل عبارت کو نقل کیا تو بھی اپنی عادت مردار خوری سے نہ چوکا۔

مرزائیو! آؤ ہم تم کو بتلا دیں کہ لیکھ رام کی دعا کا کیا مطلب ہے اور کہ وہ کہاں تک قبول ہوئی۔

سنو! ہر ایک مذہب کا پابند اپنے مخالف مذہب کو جہالت اور تعصب جانتا ہے جیسے مرزا صاحب ویدک دھرم کو کہا کرتے تھے اسی طرح لیکھ رام بھی اسلام اور قرآن کو جہالت اور جور وستم جانتا تھا چنانچہ لیکھ رام بالتصریح اپنے اس مدعا کو اسی کتاب میں اس دعا کے متصل ہی لکھتا ہے کہ:

> چونکہ توریت زبور انجیل قرآن تغیر تبدل سے بھری ہوئی غلطیوں سے مملو اور جور وستم کے ہادی ؟ ہیں ان کی سچائی کی دلیل سوائے طمع یا نادانی یا تلوار کے ان کے پاس کوئی نہیں اس واسطے وہ سچے نہیں ... پس ناراستی کے پھیلانے والا اور جھوٹ کو ترقی دینے والا سچا کبھی نہیں ہوسکتا۔ (خبط احمدیہ۔ص ۳۴۶)

پس اس عبارت کو ملحوظ رکھ کر لیکھ رام کی دعا کا مدعا یہ ہے کہ اے پرمیشور جہالت اور جور وستم یعنی اسلام اور قرآن (خاکش بدہن) کا ناش کر ان کو صفحہ دنیا سے مٹا دینے غالباً لیکھ رامی دعا کا یہ مطلب سمجھنے سے کسی مومن یا کافر کو بھی انکار نہ ہوگا۔

اب مطلع بالکل صاف ہے تم ہی بتلاؤ کہ اس کی یہ دعا قبول ہوئی ؟ کیا اس کی دعا کے موافق اسلام اور قرآن کا ناش ہو گیا؟ ہرگز نہیں اور کبھی نہ ہوگا۔ اور اگر تم یہ کہو کہ اس

کے ذہن میں گو تعصب اور جہالت سے مراد قرآنی تعلیم تھی مگر چونکہ خدا کے نزدیک قرآنی تعلیم جہالت نہیں اسلئے خدا نے اس کے الفاظ کے موافق اسکو تباہ کیا تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ سچ ہے قرآن کے نزدیک قرآنی تعلیم جہالت نہیں تو ویدک تعلیم تو یقیناً جہالت ہوگی اور اسکی تسلیم تو تم بھی خوشی سے کرو گے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ وہ ہنوز ناش نہ ہوئی بلکہ اس کی دعا اور اسکے مرنے کے بعد جتنا اس کو فروغ ہوا ہے وہ واقف حال لوگوں سے مخفی نہیں۔

بہر حال کوئی صورت ہی لیں، کہنا پڑتا ہے کہ لیکھ رام کی یہ دعا قبول نہیں ہوئی۔ بلا سے نہ ہوئی ہو، ہمیں اس سے کیا رنج ہے۔ قرآن مجید ہم کو پہلے ہی بتلاتا ہے

مادعاء الکافرین الّا فی ضلال

پھر تم لوگ کس منہ سے کہتے ہو کہ لیکھ رام نے جو دعا کی تھی اس کے مطابق وہ مر گیا جس کا مطلب تمہارے قول کے مطابق یہ ہے کہ لیکھ رام کی دعا قبول ہوگئی حالانکہ ہم ہر دو صورتوں سے بتفصیل بتا چکے ہیں کہ اسکی دعا بالکل غلط ہوئی بلکہ اس شعر کی مصداق رہی:

شور بختاں بآرزو خواہند
مقبلاں را زوال نعمت و جاہ

مرزائیو! آؤ ہم تم کو اس فیصلہ کی صورت آسان بتلا ویں امرت سر یا لاہور میں ایک جلسہ قرار دو، اس میں چند معزز اہل علم بطور ججوں کے انتخاب کئے جائیں۔ ان کے سامنے لیکھ رام کی اصل کتاب خبط احمدیہ اور کلیات آریہ مسافر رکھ دیں گے، وہ خود ان مقامات میں لیکھ رام کی عبارت کو دیکھ کر ہماری اور تمہاری عبارات منقولہ میں سے جس عبارت کو اصل کتاب سے مطابق نہ بتلا ویں وہ سو روپیہ جرمانہ دے۔ اس سے بعد اسی جلسہ میں جھوٹے کے لئے لعنت کا ووٹ پاس کیا جائے گا۔

مرزائیو! ایمان سے کہنا تمہارے مذہب میں نبی اور رسول مہدی اور مسیح کرشن اور کاہن وغیرہ بننے کے لئے اعلیٰ درجہ کا کذاب ہونا بھی ضروری ہے؟ آہ!

آپ ہی اپنے ذرا جور و ستم کو دیکھو
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۸ فروری ۱۹۰۸ء ص ۳۔۵)

مبارکہ بیگم اور نواب

(بدر اور الحکم جواب دیں)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے اخبار اہلحدیث امرتسر کے نائب اڈیٹر جناب منشی علم الدین لکھتے ہیں:

اہل حدیث اور مرقع قادیانی کے مواخذات بے شک زبردست ہیں اور مرزائی عمارت کو منہدم مسمار اور تہ و بالا کرنے میں واقعی اپریل ۱۹۰۵ء کے قیامت خیز زلزلہ سے بڑھ کر ہیں۔ جس قدر مرزائی پارٹی کو اپنے نبی، کرشن، ابن اللہ اور ابو اللہ (مرزا جی کے الہامات انت منی بمنزلة او لادی ۔ انت منی و انا منك ۔ انت من ماء ی وغیرہ سے نکلتے ہیں۔ یعنی ہم نے زبردستی ان پر نہیں لگائے بلکہ وہ خود ان القاب کو اپنے اوپر لیتے ہیں) اعلیٰ حضرت مرزا صاحب کی پیش گوئیوں اور الہاموں پر ناز ہوا کرتا ہے، اہل حدیث اور مرقع اسی قدر آسانی سے ان سب کے بخئے ادھیڑ ڈالتے ہیں اور ان کی تہ تک پہنچ کر ان دجاجلہ کے شرمناک اور کذب مجسم کارناموں کی قلعی کھول کر پبلک کے سامنے لے آتے ہیں جس سے کرشن پنتھیوں کا بنا بنایا کھیل بگڑ جاتا ہے۔ چنانچہ ناظرین کئی بار دیکھ چکے ہیں کہ مولوی غلام دستگیر مرحوم اور مولوی اسماعیل مرحوم علی گڈھی والے مرزائی مباہلہ کے متعلق مرزا جی کے جھوٹے کاذب بلکہ اکذب الناس ہونے کا بین ثبوت دیا جا چکا ہے۔ ایسا ہی ڈاکٹر ڈوئی امریکن کے معاملہ کے متعلق سب کی سب تحریرات چھانٹ کر مرزا جی کا جھوٹ اظہر من الشّمس کیا گیا ہے۔ لیکھ رام کے مباہلہ میں کرشن قادیانی کا صریح کذب دکھلایا گیا اور اسکے نافرمان مرید (نافرمان مرید اس لئے کہ وہ بعض اوقات کرشن کی حکم عدولی بھی کرلیا کرتا ہے چنانچہ ایک دفعہ بٹالہ گیا اور باوجود مرزا کی ممانعت اور فہمائش اور موکد حکم کے مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی کا خط مرزا جی کے نام لے آیا۔ جس کے باعث مرزا جی نہایت ناراض ہوئے۔ مفصل واقعہ مولوی سرور شاہ مرزائی سے دریافت ہوسکتا۔ نائب اڈیٹر اہل حدیث) الحکم کی

فریبانہ چالاکی جو اس نے جور وستم کے ساتھ، والے، کا لفظ اضافہ کرنے سے کی، طشت از بام کی گئی۔

ان مواخذات سے تنگ آکر اب مرزائی اخباروں نے اعلیٰ حضرت کرشن مقدس کی مقدس پیشگوئیوں کو بلا حوالہ درج کرنا شروع کر دیا ہے۔ گویا ہمارے مواخذات سے بچاؤ کے لئے یہ روباہانہ چال نکالی ہے۔ مثال کے طور پر تازہ واقعہ سنیئے کہ ۱۷ فروری (۱۹۰۸ء) کو مرزا صاحب کی دختر نیک اختر مبارکہ بیگم کا نکاح محمد علی خان رئیس مالیر کوٹلہ سے ہوا۔ ۲۷ فروری کا بدر اس کے متعلق ایک پیش گوئی بلا حوالہ یوں بیان کرتا ہے۔ لکھتا ہے:

> مبارکہ بیگم کے واسطے بہت سے الہام ہوئے تھے جو اخباروں میں شائع نہیں ہوئے۔ ان میں سے صرف ۱۹۰۱ء میں ایک الہام اس بارے میں اخبار الحکم میں شائع ہوا تھا جب کہ مبارکہ بیگم کی عمر صرف چار برس کی تھی اور نواب محمد علی خان کی پہلی بیوی صحیح وسالم ان کے گھر میں آباد تھی۔ وہ الہام یہ ہے:
>
> **نواب۔ مبارکہ بیگم**
>
> یہ الہام دو الگ الگ فقرے ہیں ایک نواب۔ دوسرا فقرہ مبارکہ بیگم۔ اس الہام میں دونوں فقروں کو ایک جگہ بالمقابل لکھ کر یہ پیش گوئی کی گئی تھی کہ مبارکہ بیگم نوابی خاندان میں بیاہی جائے گی۔
>
> (بدر۔ قادیان ۲۷ فروری ۱۹۰۸ء ص ۲ کالم ۱)

پہلے تو اڈیٹر بدر کا یہ صریح جھوٹ دیکھئے کہ،

> مبارکہ بیگم کے واسطے بہت سے الہام ہوئے تھے جو اخباروں میں شائع نہیں ہوئے۔،

دیکھئے کیا یہ بات تسلیم کے قابل ہے کہ الہام تو مرزا جی کو ہوں اور ہوں بھی بہت سے، مگر مرزائی اخباروں میں درج نہ ہوں۔ پھر وہ اخبار کاہے کے لئے رکھے ہیں اور وہ اخباروں والے جو اپنے خطوں اور عرضیوں میں اپنے آپ کو کرشن کی جوتیوں کا غلام لکھا کرتے ہیں کس مرض کی دوا کے لئے حضرت اقدس کے قادیان میں بیٹھے جوتیاں کھا رہے ہیں۔ بھاڑ میں جائیں ایسے اخبار اور اخباروں والے۔ ہم یہ بات

کسی طرح تسلیم نہیں کر سکتے، کیونکہ کمہار کے گدھے جب بوجھ نہ اٹھائیں گے تو چارہ کہاں سے کھائیں گے؟ بندر اور ریچھ قلندر کی ڈگڈگی پر نہ ناچیں گے، تو ان کی بھلا خیر کہاں؟ اور سنئیے کہتے ہیں کہ، صرف ایک الہام ۱۹۰۱ء میں الحکم میں شائع ہوا تھا۔، یہ بھی صریح کذب معلوم ہوتا ہے اگر کوئی الہام ہے اور وہ الحکم میں شائع بھی ہو چکا ہے جیسا کہ تم نے اس کے الفاظ نقل کئے ہیں کہ، مبارکہ نوابی خاندان میں بیاہی جائے گی، تو کیوں اس الحکم کا پورا حوالہ صفحہ مع تاریخ و ماہ کے نہیں بتایا؟ اسی سے تمہارے کذب، فریب اور چالاکی کا پتہ چلتا ہے۔

ہم دعوی سے کہتے ہیں (اور ہمارا یہ دعوی اس وسیع تجربہ کی بنا پر ضرور صحیح ہوگا جو عموماً مرزا جی اور مرزائی اخبارات کے بات بات پر جھوٹ بولنے سے ہمیں حاصل ہو چکا ہے) کہ ضرور ہی یہ الہام جھوٹا شائع کیا گیا ہے۔ اگر بدر اپنے دعوی میں سچا ہے تو الحکم ۱۹۰۱ء کے مندرجہ بالا الہام والے پرچہ کا پورا پتہ بتلا وے اور اگر اسے نہ مل سکے تو اڈیٹر الحکم کو بھی اس دینی کام میں اپنے ساتھ ملا لے اور دونوں مل کر پورا حوالہ بتلاویں۔

فا ن لم تفعلوا و لن تفعلوا فاتقواالنار التی وقو د ھا الناس والحجار ۃ (البقرۃ: ٢٤)۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۰ مارچ ۱۹۰۸ء ص ۹۔۱۰)

قادیان میں فنانشل کمشنر

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

فنانشل کمشنر بغرض دورہ ۲۱ مارچ (۱۹۰۸ء) کو قادیان میں پہنچے۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ان کی خاطر تواضع کرنے میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا۔ اپنے مریدوں میں سے برگزیدہ اصحاب کو دور دور سے جمع کیا اور مکلّف دعوت دی۔ خود ملنے گئے۔ ملاقات کے وقت مرزا غلام احمد قادیانی نے گورنمنٹ کے حق میں وفاداری کا اظہار کرتے ہوئے جہاد کی مخالفت کی۔ یہی ایک نسخہ قادیانی دجال کے پاس ہے کہ

جب کسی پولٹیکل تقریر میں حکام کو دھوکہ دیتے ہیں تو بس یہی ایک تکا چلا دیتے ہیں کہ میں جہاد کا مخالف ہوں۔

او ظالم! جہاد کو مع شرائط کس نے منع کیا اور کون دجال ہے جو اس کو منسوخ کرے۔ او ظالم تم ہمیشہ کہتے ہو کہ میں نے جہاد کو منسوخ کر دیا کہ میرے آنے کے بعد اشاعت اسلام کے لئے جہاد جائز نہیں۔

ظالم! تم کفار کو موقع دیتے ہو کہ وہ اعتراض کریں کہ تم سے پہلے اس قسم کا جہاد جاری تھا۔ تف ہے ان لوگوں کی سمجھ پر جو تم دشمن اسلام کو مسیحائے اسلام سمجھتے ہیں۔ تمہارا الہام تھا کہ بادشاہ میرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے کیا یہی برکت ہے کہ بادشاہ کے ایک ادنی ملازم فنانشل کمشنر کی خوش آمد کرتے ہوئے تم خود اس کے ڈیرہ پر ملنے گئے اور نہایت لجاجت سے قدم بوسی کی۔

ہمارے خیال میں فنانشل کمشنر صاحب کو تمہاری دعوت کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔ مگر صرف لفظی شکریہ نہیں بلکہ عملی شکریہ۔ اس کی صورت ہم بتلاتے ہیں کہ صاحب موصوف گورنمنٹ میں تمہارے لئے خطاب ملنے کی سفارش کریں کیونکہ تم کو سالہا سال سے خطاب کے لئے الہامات ہو چکے ہیں جو ہنوز معرض التواہی میں ہیں اور خطاب کی تعیین ہم سے کرائیں تو ہم ایسا خطاب بتلا دیں کہ جس پر کسی حاسد کو حسد بھی نہ ہو اور کوئی اس میں شریک بھی نہ ہو سکے، یعنی خناس۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۔ اپریل ۱۹۰۸ء ص ۶)

مرزا قادیان
اور آریہ سماج کا ہذیان

وہ قصے اور ہوں گے جن کو سن کر نیند آتی ہے
تڑپ جاؤ گے کانپ اٹھو گے سن کر داستان میری

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

جب سے لاہور میں آریوں نے گذشتہ نومبر (۱۹۰۷ء) میں مذہبی کانفرنس کر کے قادیانی مرزاجی کو بلایا اور اپنے لیکچر میں حضرات انبیاء علیهم السلام پر عموماً اور حضرت مسیح اور جناب رسالت مآب فخر عالم افتخار دو عالم سید ولد آدم ﷺ کی ذات ستودہ صفات کی نسبت خصوصاً بزدلانہ حملے کیے ہیں مرزائی اخبارات چیخ رہے ہیں کہ آریوں کا یہ برتاؤ اخلاقی تعلیم کے بالکل برخلاف ہے۔ بلکہ بعض دفعہ تو قادیانی اخباروں نے یہاں تک لکھا ہے کہ مسلمانوں نے صبر وشکیبائی کا ثبوت دیا ہے ورنہ ایسے پر از اشتعال مضامین پر خون کی ندیاں بہ جائیں۔ ہم نے آج تک اس پہلو پر کچھ نہیں لکھا کیونکہ صحیح واقعات ہمارے سامنے پیش نہ ہوئے تھے بلکہ راویان کلام محض اپنی آراء ہمارے سامنے پیش کرتے رہے جس کو ہم حسب قواعد علم روایت کافی نہ جانتے تھے۔ الحمد للہ ہمارا یہ انتظار رفع ہوا آج قادیان کا رسالہ ریویو ہمارے سامنے ہے جس میں اس واقع کو الفاظ ذیل میں لکھا ہے جو ناظرین کی واقفیت کے لئے ہم اصل الفاظ میں نقل کرتے ہیں۔ وھو ھذا:

ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے حضرت مسیح کی پیدائش پر ایک سخت ناگوار حملہ کیا جس کو خواہ کسی طرح بچ بچ کر پیش کیا گیا ہو مگر صاف طور پر یہ بتایا گیا تھا کہ نعوذ باللہ گویا ان کی ولادت ناجائز طور سے ہوئی تھی۔ اس اعتراض کرنے میں اس نے آریہ سماج کے بانی کی اتباع کی ہے۔ اگرچہ وہ الفاظ جو اس نے استعمال کئے تھے لفظ بلفظ ستیارتھ پرکاش سے نقل نہ کئے گئے ہوں مگر تاہم اسکا بیان اس عبارت سے بہت ملتا جلتا تھا اور مضمون دونوں کا واحد تھا ستیارتھ پرکاش میں متی باب اول آیت ۱۸ سے ۲۰ پر سوامی دیانند بانی آریہ سماج نے یوں حاشیہ چڑھایا ہے (اور وہ یہ الفاظ ہیں جن سے آریہ لیکچرار ناواقف نہیں ہوسکتا کیونکہ خود اس نے اس کتاب ستیارتھ پرکاش کا انگریزی میں ترجمہ بھی کیا ہے)، کوئی تعلیم یافتہ آدمی کبھی بھی ایسی باتوں پر یقین نہیں کر سکتا جو کہ شہادت کی تمام اقسام اور قوانین قدرت کے برخلاف ہوں۔ صرف وحشیانہ حالت کے لوگ ایسی باتوں پر اعتقاد کر سکتے ہیں کیا دنیا میں کوئی ایسا متنفس ہے جو خدا کے قوانین کو توڑ سکے ... اگر یسوع کی پیدائش کی

کہانی سچی تصور کی جاوے تو ہر ایک غیر منکوحہ لڑکی جو حاملہ ہو جائے کہہ سکتی ہے کہ وہ روح القدس سے حاملہ ہوئی ہے۔ وہ یہ بھی جھوٹ بول سکتی ہے کہ خداوند کے فرشتے نے اس کو خواب میں بتلایا ہے کہ جو کچھ اس کے رحم میں ہے سو روح القدس سے ہے ...صرف ایسے لوگ جو عقل نہیں رکھتے اور صرف روپئہ رکھتے ہیں ان باتوں پر اعتقاد کر سکتے ہیں اور آسانی سے توہم پرست بن سکتے ہیں یہ اس طرح وقوع میں آیا ہو کہ (نعوذ باللہ) مریم کسی سے ہم بستر ہوئی ہوگی اور اس طرح حاملہ ہوئی ہوگی ۔،

اب جائے غور ہے کہ ایک صدیقہ کو آریہ سماج نے کیسی تہمت لگائی ہے حالانکہ قریباً نصف دنیا اس کو صدیقہ اور راست باز یقین کرتی ہے یہ سچ ہے کہ اوروں نے بھی اس بات سے انکار کیا ہے کہ مریم روح القدس سے حاملہ ہوئی لیکن آریہ سماج کے حامی طرز بیان ایسا ناپاک اختیار کرتے ہیں جس سے ناحق کا دکھ دینا مقصود ہوتا ہے اگر صرف ولادت مسیح پر اعتراض کرنا ضروری تھا تو وہ اعتراض ایسے پیرایہ میں کیا جا سکتا تھا کہ بغیر کسی فرد بشر کا دل دکھانے کے عیسائیوں اور اسلام کے کسی خاص عقیدہ پر بڑے زور سے حملہ کیا جا سکتا تھا لیکن یہ کہنا کہ، مریم کسی سے ہم بستر ہوئی ہوگی، یا یہ کہ، کوئی غیر منکوحہ لڑکی جو اتفاق سے حاملہ ہو جاوے کہہ سکتی ہے کہ وہ روح القدس سے حاملہ ہے ۔، گویا یہ مریم پر بالفاظ دیگر زنا کی تہمت لگانا ہے ۔ یہ سچ ہے کہ دہریہ لوگ ایسے الفاظ حضرت مریم اور عیسی علیھما السلام کے متعلق استعمال کرتے ہیں لیکن کیا یہ وطیرہ اختیار کرنا ایک مذہبی پیشوا کو مناسب ہے ۔،

(ریویو آف ریلی جنز قادیان۔ بابت مارچ ۱۹۰۸ء ص ۱۰۱۔۱۰۳)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

آریہ کانفرنس کی رپورٹ چھپ گئی مگر اس مضمون پیش کردہ ریویو آف ریلی جنز کا اس میں پتہ نہیں ملتا۔ ہاں اس میں اتنا لکھا ہے:

مریم کا روح القدس سے حاملہ ہونا اور اس حمل کا نتیجہ یسوع مسیح کا پیدا ہونا، اب یہ ایسی بات ہے کہ جس کو کوئی بھی عالم موجودہ معلوم شدہ قوانین قدرت

کے مطابق ثابت نہیں کر سکتا اور جب تک کوئی عیسائی عالم ایسا کوئی قانون قدرت دریافت نہ کرے کہ جس کے مطابق مسیح کی پیدائش ثابت ہو جاوے تب تک عیسائی لوگ ہم کو ایسی باتوں کے ماننے سے معذور سمجھیں

(رسالہ الہام یعنی مجموعہ مضامین کانفرنس آریہ سماج)

مرزائی اخبار چیختے ہیں کہ آریوں نے جو مضمون سنایا ہے خوف کے مارے وہ درج نہ کریں گے بلکہ اس کو بدل ڈالیں گے ۔ بہت خوب ۔ پس مضمون ہذا میں ہم مرزائیوں کی تصدیق کرتے ہیں کہ واقعی آریوں نے اپنے مضمون میں تحریف کی ہے تاہم مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بھی اس الزام کے ملزم ہیں جس کی تفصیل بتلانا ہمارا کام ہے۔

حضرات انبیاء کی شان میں گستاخیاں سن کر بحیثیت مسلمان ہونے کے ہمیں بھی رنج ہے اور ہر ایک مسلمان کو رنج ہونا چاہیے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ آریہ سماج نے جس قسم کی گالیاں اور ہتک آمیز باتیں استعارہ کے طور پر طے کر کے اور لپیٹ کر حضرت مسیح کو دی ہیں جناب مرزا صاحب قادیانی نے ان سے بڑھ کر دی ہوئی ہیں جن کا ثبوت درج ذیل ہے۔

جناب مرزا صاحب (خود بدولت) اپنے رسالہ ضمیمہ انجام آتھم میں فرماتے ہیں، ناظرین عموماً اور مرزائی دوست خصوصاً غور سے سنیں:

یسوع کی تمام پیش گوئیوں میں سے جو عیسائیوں کا مردہ خدا ہے اگر ایک پیش گوئی بھی اس پیش گوئی کے ہم پلہ اور ہم وزن ثابت ہو جائے تو ہم ہر ایک تاوان دینے کو طیار ہیں۔ اس درماندہ انسان کی پیش گوئیاں کیا تھیں، صرف یہی کہ زلزلے آئیں گے، قحط پڑیں گے، لڑائیاں ہوں گی ۔ پس ان دلوں پر خدا کی لعنت جنھوں نے ایسی ایسی پیش گوئیاں اس کی خدائی پر دلیل ٹھہرائیں ،اور ایک مردہ کو خدا بنا لیا۔ کیا ہمیشہ زلزلے نہیں آتے ،کیا ہمیشہ قحط نہیں آتے ،کیا کہیں نہ کہیں لڑائی کا سلسلہ شروع نہیں رہتا۔ پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا نام پیش گوئی کیوں رکھا۔ محض یہودیوں کے تنگ کرنے سے اور جب معجزہ مانگا گیا تو یسوع صاحب فرماتے ہیں کہ

حرام کار اور بدکار لوگ مجھ سے معجزہ مانگتے ہیں، ان کو کوئی معجزہ نہیں دکھایا جائے گا۔ دیکھو یسوع کو کیسی سوجھی اور کیسی پیش بندی کی۔ اب کوئی نابکار اور بدکار بنے تو اس سے معجزہ مانگے۔ یہ تو وہی بات ہوئی کہ جیسا ایک شریر مکار نے جس میں سراسر یسوع کی روح تھی لوگوں میں یہ مشہور کیا کہ میں ایک ایسا ورد بتلا سکتا ہوں جس کے پڑھنے سے پہلی ہی رات میں خدا نظر آ جائے بشرطیکہ پڑھنے والا حرام کی اولاد نہ ہو۔ اب بھلا کون حرام کی اولاد بنے اور کہے کہ مجھے وظیفہ پڑھنے سے خدا نظر نہیں آیا۔ آخر ہر ایک وظیفچی کو کہنا پڑتا تھا کہ ہاں صاحب نظر آ گیا۔ سو یسوع کی بندشوں اور تدبیروں پر قربان ہی جائیں اپنا پیچھا چھڑانے کے لئے کیسا داؤ کھیلا یہی آپ کا طریق تھا۔ ایک مرتبہ کسی یہودی نے آپ کی قوت شجاعت آزمانے کے لئے سوال کیا کہ اے استاد قیصر کو خراج دینا روا ہے یا نہیں۔ آپ کو اپنی جان کی فکر پڑ گئی کہ کہیں باغی کہلا کر پکڑا نہ جاؤں، سو جیسا کہ معجزہ مانگنے والوں کو ایک لطیفہ سنا کر معجزہ مانگنے سے روک دیا تھا اس جگہ بھی وہی کاروائی کی، اور کہا کہ قیصر کا قیصر کو دو اور خدا کا خدا کو۔ حالانکہ حضرت کا اپنا عقیدہ یہ تھا کہ یہودیوں کے یہودی بادشاہ ہونا چاہیے نہ کہ مجوسی۔ اسی بنا پر ہتھیار بھی خریدے شہزادہ بھی کہلایا مگر تقدیر نے یاوری نہ کی۔

متی کی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی عقل بہت موٹی تھی۔ آپ جاہل عورتوں اور عوام الناس کی طرح مرگی کی بیماری نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ جن کا آسیب خیال کرتے تھے۔ ہاں آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ ادنی ادنی بات میں غصہ آ جاتا تھا۔ اپنے نفس سے جذبات روک نہیں سکتے تھے۔ مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں، کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔ جن جن پیشگوئیوں کا اپنی نسبت توریت میں پایا جانا آپ نے بیان فرمایا ہے ان کتابوں میں ان کا نام و نشان نہیں پایا جاتا بلکہ وہ اوروں کے حق میں تھیں جو آپ کے

تولد سے پہلے پوری ہو گئیں ۔ اور نہایت شرم کی بات ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے یہودیوں کی کتاب تالمود سے چرا کر لکھا ہے، اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے لیکن جیسے یہ چوری پکڑی گئی عیسائی بہت شرمندہ ہیں ۔ آپ نے یہ حرکت شائد اس لئے کی ہو کہ کسی عمدہ تعلیم کا نمونہ دکھلا کر رسوخ حاصل کریں لیکن آپ کی اس بے جا حرکت سے عیسائیوں کی سخت روسیاہی ہوئی اور پھر افسوس یہ ہے کہ وہ تعلیم بھی کچھ عمدہ نہیں عقل اور کانشنس دونوں اس تعلیم کے منہ پر طمانچہ مار رہے ہیں ۔ آپ کا ایک یہودی استاد تھا جس سے آپ نے توریت سبقاً سبقاً پڑھا تھا ۔ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو قدرت نے آپ کو زیرکی سے حصہ نہیں دیا تھا اور یا اس استاد کی یہ شرارت ہے کہ اس نے آپ کو محض سادہ لوح رکھا ۔ بہر حال آپ علمی اور عملی قوی میں بہت کچے تھے اسی وجہ سے ایک مرتبہ شیطان کے پیچھے پیچھے چلے گئے ۔

ایک فاضل پادری صاحب فرماتے ہیں کہ آپ کو اپنی تمام زندگی میں تین مرتبہ شیطانی الہام بھی ہوا تھا چنانچہ ایک مرتبہ آپ اسی الہام سے خدا سے منکر ہونے کے لئے بھی تیار ہو گئے تھے

آپ کی انہی حرکات سے آپ کے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے تھے اور ان کو یقین تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور کچھ خلل ہے اور وہ ہمیشہ چاہتے رہے کہ کسی شفا خانہ میں آپ کا با قاعدہ علاج ہو شائد خدا تعالی شفا بخشے ۔

عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا اور اس دن سے کہ آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں، اور ان کو حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھہرایا، اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا اور نہ چاہا کہ کہ معجزہ مانگ کر حرام کار اور حرام کی اولاد بنیں ۔ آپ کا یہ کہنا کہ میرے پیرو زہر کھائیں گے اور ان کو کچھ اثر نہ ہو گا بالکل جھوٹ نکلا کیونکہ آج کل زہر کے ذریعہ سے یورپ میں

بہت خودکشی ہو رہی ہے، ہزار ہا مرتے ہیں۔ایک پادری گو کیسا ہی موٹا ہو، تین رتی اسٹرکینا کھانے سے دو گھنٹے تک بآسانی مرسکتا ہے۔ پھر یہ معجزہ کہاں گیا۔ایسا ہی آپ فرماتے ہیں کہ میرے پیرو پہاڑ کو کہیں گے کہ یہاں سے اٹھ اور وہ اٹھ جائے گا۔ یہ کس قدر جھوٹ ہے بھلا ایک پادری صرف بات سے ایک الٹی جوتی کو سیدھا کر کے تو دکھلائے۔

ممکن ہے کہ آپ نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کور وغیرہ کو اچھا کیا ہو یا کسی اور ایسی بیماری کا علاج کیا ہو۔مگر آپ کی بدقسمتی سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے ۔خیال ہوسکتا ہے کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہوں گے۔ اسی تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے اوراسی تالات نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہو تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے۔اور آپ کے ہاتھ میں سوا مکر اور فریب کے اور کچھ نہیں تھا، پھر افسوس کہ نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں۔

آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی۔آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شائد اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے، ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقعہ نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگاوے، اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے ،اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہوسکتا ہے۔آپ ہی حضرت ہیں جنہوں نے یہ پیش گوئی کی تھی کہ ابھی یہ تمام لوگ زندہ ہوں گے کہ میں پھر واپس آجاؤنگا۔ حالانکہ نہ صرف وہ لوگ بلکہ انیس نسلیں ان کے بعد بھی انیس صدیوں میں مرچکیں مگر اب تک تشریف نہ لائے۔خود تو وفات پا چکے مگر اس جھوٹی پیش گوئی کا

کلنک اب تک پادریوں کی پیشانی پر باقی ہے۔

(ضمیمہ انجام آتھم۔ص۴، ۵، ۶، ۷، ۸)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

مرزائیو! غور سے دیکھو۔ کوئی شریفانہ یا غیر شریفانہ گالی ہے جو تمہارے پیر مغان نے حضرت یسوع کی شان والا شان میں اٹھا رکھی ہو۔ پھر تم کس منہ سے کہتے ہو کہ آریوں نے مسلمانوں کے دل دکھائے اور کس منہ سے گورنمنٹ کو آریوں کے برخلاف اکساتے ہو؟

ذرہ انصاف تو کیجئے نکلا کس نے شر پہلے

ہاں اگر تم یہ کہو کہ مرزا صاحب قادیانی نے جو برا بھلا کہا ہے تو اس کی وجہ مرزا صاحب نے خود ہی بتلائی ہے چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ

اور مسلمانوں کو واضح رہے کہ خدا تعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا اور پادری اس بات کے قائل ہیں کہ یسوع وہ شخص تھا جس نے خدائی کا دعویٰ کیا اور حضرت موسیٰ کا نام ڈاکو اور بٹمار رکھا، اور آنے والے مقدس نبی کے وجود سے انکار کیا اور کہا کہ میرے بعد سب جھوٹے نبی آئیں گے پس ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راستبازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے چہ جائے کہ اس کو نبی قرار دیں۔ (ص ۹۔ضمیمہ انجام آتھم)

جواب: یہ بھی مرزا صاحب قادیانی کی ایک ابلہ فریبی ہے جس سے ان کی غرض تمہاری آنکھوں میں مٹی نہیں بلکہ کنکر ڈال کر تمہاری جیبیں کترنے کی ہے آؤ ہم تمہاری آنکھوں سے یہ کنکر نکالیں ذرہ تحفہ قیصری نکال کر پڑھئے جس میں لکھا ہے کہ:

یہ عریضہ مبارک بادی اس شخص کی طرف سے ہے جو یسوع مسیح کے نام پر آیا ہے (ص ۱)۔...

اس (خدا) نے مجھے یسوع مسیح کے رنگ میں پیدا کیا (ص ۱۵)...

اس (خدا) نے مجھے اس بات پر بھی اطلاع دی ہے کہ درحقیقت یسوع مسیح خدا کے نہایت پیارے اور نیک بندوں میں سے ہے... میں وہ شخص ہوں

جسکی روح میں بروز کے طور پر یسوع مسیح کی روح سکونت رکھتی ہے (ص ۱۶)
...خدا کے دائمی پیارے اور دائمی محبوب اور دائمی مقبول کی نسبت جس کا نام یسوع ہے (ص ۱۹)
..اس جگہ اس قدر لکھنے کی میں نے اس لئے جرأت کی ہے کہ حضرت یسوع مسیح کی سچی محبت اور سچی عظمت میرے دل میں ہے اور نیز وہ باتیں جو میں نے یسوع مسیح کی زبان سے سنیں ...ان تمام امور نے مجھے تحریک کی کہ میں جناب ملکہ معظّمہ کے حضور یسوع کی طرف سے ایلچی ہو کر باادب التماس کروں ...کیا خوب ہو کہ جناب (ملکہ) کو اس چھپی ہوئی توہین پر نظر ڈالنے کے لئے توجہ پیدا ہو جو یسوع مسیح کی شان میں کی جاتی ہے۔(ص ۱۸)
...آخر جو موحد فرقہ تھا اور حضرت یسوع مسیح کو صرف خدا کا رسول اور نبی جانتا تھا وہ غالب آ گیا (ص ۲۱)

غرض اسی طرح کئی ایک مقامات پر یسوع مسیح کی نسبت اعزازی الفاظ درج ہیں پھر لطف یہ کہ پہلی تحریر یعنی ضمیمہ انجام آتھم جنوری ۱۸۹۷ء کی ہے اور یہ تحریر مئی ۱۸۹۷ء کی، جائے غور ہے کہ جس شخص کی نسبت جنوری میں ایسے فحش الفاظ لکھے گئے تھے اس کی نسبت چار ماہ بعد اس قدر تعظیمی الفاظ بھرے گئے اور یہ خیال بھی ذات شریف کو نہ آیا کہ ابھی چار ماہ کا عرصہ ہوا ہے کہ میں نے یسوع کو ماں بہن کی گالی دے کر یہ لکھا تھا کہ یسوع کا ذکر قرآن شریف میں نہیں ہے۔ یہ بڑا مکار تھا جھوٹا تھا دغا باز تھا۔ آج میں کس شرافت اور دیانت سے چار ہی ماہ بعد اس رائے کو بدل کر اسی یسوع کو خدا کا دائمی محبوب مقبول اور رسول ظاہر کرتا ہوں کیا دانا مجھے یہ نہ کہیں گے کہ

نہیں وہ قول کا پورا ہمیشہ قول دے دے کر
جو اس نے ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا تو کیا مارا

اس سے بڑھ کر افسوس اڈیٹر ریویو آف ریلیجنز پر ہے کہ وہ بھی باوجود چنین و چناں کے آنکھیں بند کر کے اپنے پیر مغاں کی طرح بہکی بہکی باتیں کرتا ہے۔سوامی دیانند کی عبارت میں خود ہی یسوع کا لفظ نقل کرتا ہے۔ پھر خود ہی اس کو مسیح کے ہم معنی سمجھ کر یوں لکھتا ہے کہ:

اگر صرف ولادت مسیح پر اعتراض کرنا ضروری تھا تو یہ ایسے ایسے پیرایہ میں کیا جا سکتا تھا۔

دیکھئے، بقول، جادو وہ جو سر پر بولے، خود ہی مان گئے کہ یسوع اور مسیح ایک ہی شخص کے دو نام ہیں مرزائیو! دیکھا نہ

رگوں میں دوڑ نے پھرنے کے ہم نہیں قائل
جو آنکھ ہی سے نہ ٹپکے تو وہ لہو کیا ہے

مختصر یہ ہے کہ آریوں کی بدزبانی پر ہر مسلمان کو رنج ہے مگر اس رنج میں ہم واقعات نہیں چھپا سکتے۔ واقعات ہم کو بتلاتے ہیں کہ مرزا صاحب اس الزام کے زیادہ ملزم ہیں جنہوں نے باوجود تسلیم رسالت مسیحائی اور نبوت عیسائی کے حضرت ممدوح کی شان میں گستاخیاں کی ہے۔تو یہ کہنا بے موقع نہ ہوگا کہ

کئے لاکھوں ستم اس پیار میں بھی آپ نے ہم پر
خدا نخواستہ گر خشمگیں ہوتے تو کیا کرتے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۔ اپریل ۱۹۰۸ء ص ۳۔۶)

دعوت مرزائیہ اور اس کا جواب

(راقم: مولوی محمد ادریس وکیل جودھپور)

کچھ عرصہ ہوا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے مریدین میں سے کسی بزرگوار قاضی حبیب اللہ نام مقیم دولت کدہ شیخ میراں بخش صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر لاہور کی طرف سے ایک تحریر ہمارے پاس پہنچی تھی جس میں ہم کو کاتب تحریر نے اپنے مذہب کی طرف مدعو کیا تھا اور اس کا جو کچھ جواب ہم نے بوساطت شیخ میراں بخش صاحب موصوف کو دیا تھا اس کی نقل زیر عنوان مندرجہ صدر ۲۱۔۲۲۔۲۵ جون ۱۹۰۶ء کے پرچہ ہائے روزنامہ اخبار لاہور کے ذریعہ سے ہدیہ ناظرین ہو چکی ہے اور ان تحریرات سے جو بعد اشاعت مضمون مذکور لاہور وغیرہ مقامات سے ہمارے پاس پہنچیں اس جواب کا

قابل اطمینان ہونا ظاہر ہے بلکہ شیخ میراں بخش صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر نے (جو اس معاملے میں ہمارے اور قاضی صاحب کے درمیان حکم قرار دیئے گئے تھے) صاف لفظوں میں ہمارا حق پر اور ان لوگوں کا طریقہ باطل پر ہونا لکھا ہے۔

قاضی حبیب اللہ صاحب نے اگرچہ اس پر کچھ لکھا پڑھی نہیں کی لیکن ان کے سکوت سے ظاہر ہے کہ انہیں کوئی اعتراض باقی نہیں تھا، ورنہ وہ ضرور پھر لب کشائی کرتے اس لئے کہ ان کو لکھا گیا تھا کہ جو دریافت کرنا ہو بلا تکلف لکھیں انکے اطمینان کے لئے کافی سامان موجود ہے۔

اب اس قدر عرصہ کے بعد اسی مضمون کے متعلق مرزا صاحب کے دوسرے مریدین کی طرف سے دو تحریریں میرے پاس پہنچی ہیں جن میں

۱: منجانب محمد حسین صاحب جنہوں نے بیس صفحہ سیاہ کر کے بھیجے ہیں اور اپنا قیام لاہور میں لکھا ہے مگر پتہ نہیں لکھا جو ان کے نام پر براہ راست جواب بھیجا جا سکے۔

۲۔ منجانب عبداللہ خاں صاحب دوم مدرس عربی مہندر کالج پٹیالہ ریاست

پہلی تحریر میں ایک ایک بات کو کئی دفعہ دہرا کر طول دینے کے علاوہ فحش اور گستاخانہ الفاظ بھی بھرے ہوئے ہیں اور اس پر صاحب مضمون کی خواہش ہے کہ ان کی تحریر کسی اخبار میں شائع کرائی جائے اور اس کے بعد جواب چھپوایا جائے۔ یہ خواہش ان کی ایسی ہے کہ ہرگز پوری نہیں ہوسکتی اس لئے کہ مجھ کو ایسا کوئی اخبار نظر نہیں آتا جو اس قسم کے مضامین کے لئے ناحق اپنے کالم مہینوں تک وقف رکھے۔

دوسری تحریر اگرچہ تحریر اول کی طرح فحش اور عامیانہ الفاظ میں نہیں ہے لیکن مضمون دونوں کا قریب قریب یکساں ہے۔ اسلئے دونوں تحریروں سے جس قدر سوالات پیدا ہوتے ہیں ان کے جوابات لکھے جاتے ہیں۔

اگر دونوں تحریروں کے کاتبوں کو یا ان کے ہم مشربوں میں سے کسی کو اور بھی کوئی خدشہ ہو تو ہم بفضلہ تعالیٰ اسکے رفع کرنے کو ہر وقت تیار ہیں

ان جوابات کی ایک نقل مولوی عبداللہ خان صاحب (کاتب دوم) کے پاس پٹیالہ ریاست بھیجی گئی ہے اور دوسری نقل بذریعہ اخبار ہذا ہدیہ ناظرین ہے اسی سے کاتب اول (محمد حسین) کو بھی جواب سے اطلاع ہو جائے گی اگر وہ اپنا مفصل پتہ لکھ دیں

تو براہ راست بھی ان کو مطلع کیا جا سکتا تھا و باللہ التوفیق و ھو خیر الرفیق

سوالات ماخوذ از تحریر نمبر ا مع جوابات :

سوال نمبر ا : ہر ایک نماز میں بطور دعا اھد نا الصرا ط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم پڑھنے کی ہدایت فرمائی گئی ہے اور گروہ مذکور میں (دوسرے مقام پر) انبیاء صدیق شہداء اور صالحین کا شامل ہونا بیان ہوا ہے اگر یہ مدارج نماز پڑھنے والوں کو نہ مل سکتے ہوں تو ایسی دعا کیوں تعلیم فرمائی جاتی ؟

جواب : اس سوال کے مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ سائل کو سورۃ فاتحہ.. غلط پڑھایا گیا ہے اس میں ہرگز ہرگز انعمت علیھم کے مدارج ملنے کی درخواست نہیں ہے بلکہ اللہ جل شانہ نے اپنے کلام پاک میں ایک جگہ ارشاد فرمایا ہے و ما خلقت الجن و ا لا نس الّا لیعبدون یعنی جن وانس صرف عبادت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ نماز بھی ایک عبادت ہے۔ اس حکم کی تعمیل میں نماز ہی پڑھی جاتی ہے اور شروع میں یہ.. کیا جاتا ہے کہ ہم تیری ہی عبادت کریں گے۔ چونکہ کوئی کام بدن اعانت خداوندی کے پورا نہیں ہوسکتا، اس لئے ساتھ ہی یہ بھی عرض کیا جاتا ہے کہ ہم تجھ ہی سے اعانت چاہتے ہیں۔ مگر عبادت کرنے میں بھی کئی طرح کے لوگ نظر آتے ہیں ایک وہ جو گروہ انعمت علیھم میں شامل ہیں (اور جن سے مراد انبیاء وصدیقین وشہداء وصالحین مراد ہیں) دوسرے وہ لوگ جو مغضو ب علیھم یا گمراہ ہیں۔ اور انسان میں بالطبع سہو ونسیان کا مادہ ہے اس لئے یہ دعا کی جاتی ہے کہ ہم وہ طریقہ عبادت بتا جو گروہ انعمت علیھم کا ہے اور اس راستہ پر نہ چلا جو مغضو ب علیھم اور گمراہوں کا ہے۔ اس میں کسی جگہ مدارج ملنے کی درخواست نہیں ہے اور نہ ایسی درخواست کی جا سکتی ہے کہ انسان انسان ہونے کی حیثیت سے جب کہ عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے تو عبادت کرنا اسکا فرض منصبی ہوا، اور فرض منصبی پر کسی انعام کا خواہش مند ہونا داخل حماقت ہے۔

یہ اور بات ہے کہ ادائے فرض منصبی پر.. حسب رضا وارادہ خداوندی کوئی درجہ مل جاوے۔ مگر کوئی شخص استحقاقاً اس کی خواستگاری نہیں کرسکتا۔

کاتب تحریر نمبر ایک نے اس دعا کا ترجمہ یہ کیا ہے،

کہ ہم پر رحمتیں نازل فرما جو گروہ انعمت علیھم پر نازل کی ہیں۔،

یہ ترجمہ بالکل غلط ہے نہ قواعد عربیہ کے موافق صحیح ہوتا ہے اور نہ ان ترجموں اورتفسیروں کے مطابق ہے جو مسلمانوں میں مروج ہیں۔ پس جب کہ یہ سوال ایک غلط ترجمہ کی بنا پر کیا گیا ہے اور مدارج ملنے کی کوئی درخواست ہی نہیں کی جاسکتی۔ نہ مدارج کے حاصل نہ ہونے پر شکایت کا موقع ہے تو یہ سوال ہی فضول ہے۔

سوال نمبر۲: جب کہ گروہ انعمت علیھم (انبیاء صدیقین شہداء صالحین) میں قبل ازیں بندگان خدا داخل ہو چکے ہیں تو اب کیوں نہیں ہو سکتے؟

جواب: اس سوال کے متعلق ہم پہلے سوال کے جواب میں لکھ چکے ہیں کہ استحقاقاً تو کوئی شخص کسی درجہ کا مدعی ہو ہی نہیں سکتا اور فضل خداوندی اس کی رضا اور اس کے ارادہ پر منحصر ہے جب اور جس شخص کے لئے اس نے چاہا ان مدارج سے معزز ہوا اور جس کو چاہے آئندہ بھی معزز کرسکتا ہے یہ اس کے قبضہ قدرت واختیار میں ہے اس کی قدرت سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا لیکن گروہ انعمت علیھم میں سے درجہ انبیاء کا بعد حضور سرور کائنات ﷺ کے کسی کو حاصل ہونا محالات سے ہو گیا ہے اس کی وجہ یہ تو ہرگز نہیں ہو سکتی کہ معاذ اللہ خداوند تعالی میں قدرت نہیں رہی اور اب وہ مجبور محض ہے جیسا کہ کاتب مضمون نے طنزاً براہ گستاخی لکھا یا ہے، بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ کسی عہدہ دار کی جگہ دوسرے عہدہ دار کا تقرر محض انہیں دو صورتوں پر ہوسکتا ہے، ایک یہ عہدہ دار مذکور مر جائے، دوسرے یہ کہ وہ اپنے عہدہ سے معزول کر دیا جائے۔ حضور سرور عالم ﷺ کی جناب میں یہ دونوں باتیں نہیں کہی جاسکتیں۔ لہذا جناب باری عز اسمہ نے ان کو خاتم النبیین فرمایا اور خود انہوں نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ایسی حالت میں اگر بعد آنحضرت ﷺ کے کسی شخص کو درجہ نبوت حاصل ہو تو کلام الہی و ارشاد رسالت پناہی کا کاذب ہونا لازم آتا ہے۔

اس موقع پر یہ بھی کہہ دینا ضروریات سے ہے کہ گو مسلمانوں میں یہ مسئلہ متنازعہ فیہ ہو چکا ہے، آیا اللہ تعالی اپنے فرمودہ کے خلاف کرنے پر قادر ہے یا نہیں؟ بعض نے کہا ہے کہ قادر نہیں اور اکثر قادر تو کہتے ہیں لیکن ساتھ ہی یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ خلاف فرمودہ او تعالی شانہ کا واقعہ ہونا محالات سے ہے۔

بہرصورت تمام مسلمان اس امر پر متفق ہیں کہ خلاف ارشاد الٰہی و فرمودہ رسالت پناہی ہرگز واقع نہیں ہوسکتا اس لئے درجہ نبوت بھی بعد آنحضرت ﷺ کے کسی کو حاصل نہیں ہوسکتا۔

رہے باقی مدارج (صدیقین شہداء صالحین) وہ مسلمانوں کو حاصل ہوئے ہیں اور اب بھی بارادہ و رضائے الٰہی محض تفضلاً حاصل ہوسکتے ہیں۔ استحقاقاً نہ پہلے کوئی شخص ان مدارج پر فائز ہوا، نہ آئندہ ہوسکتا ہے۔ اس لئے کہ مرتبہ الوہیت و ربوبیت اس کا شایاں نہیں ہے کہ کوئی بات جناب باری عز اسمہ پر واجب ہو۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو نہیں چاہتا نہیں کرتا۔ اس لے کسی فعل کی بابت کوئی شخص جواب طلب کرنے کا مجاز نہیں ہے اور کوئی درجہ عنایت کرنا اس کا فضل ہے اگر دے تو عنایت ہے ورنہ شکایت نہیں ہوسکتی۔ یفعل اللہ مایشاء و ہو فعال لما یرید

خداوندتعالی کے ایسا کرنے یا نہ کرنے کو ظلم سے بھی تعبیر نہیں کیا جاسکتا اس لئے کہ ظلم دو معنوں میں مستعمل ہے۔ ایک یہ کہ دوسرے کے مِلک میں تصرف کیا جائے۔ دوسرے کسی چیز کا استعمال بے موقع کرنا۔ پہلی صورت تو ظاہر طور سے محال ہے کہ جو کچھ ہے خداوندتعالی کی مِلک ہے وہ ہر طرح تصرف کرسکتا ہے اور دوسری صورت اس لئے محال ہے کہ وہ حکیم ہے اور حکیم کا کوئی فعل خلاف حکمت نہیں ہوسکتا۔ اگر وہ مرزا صاحب کو یا ان کے مریدین کو کوئی درجہ نہیں دیتا تو اس میں بھی کوئی حکمت ضرور ہوگی جس کو ہم دریافت نہیں کرسکتے مگر دنیا ایسے پاک نفوس سے خالی نہیں ہے۔

سوال نمبر۳: جو لوگ اللہ شانہ کو اپنا رب کہتے ہیں اور اس پر ہمیشہ مستقیم رہتے ہیں ان کی نسبت کلام الٰہی میں وعدہ ہے کہ ان پر فرشتے نازل کئے جائیں گے کہ وہ کچھ خوف و حزن نہ کریں اور ان کو جنت کی بشارت دی جائے گی پس جب کہ مومنین پر بھی فرشتوں کے نازل ہونے کا وعدہ ہے اور نبیوں پر بھی فرشتے نازل ہوتے رہے ہیں تو کیا یہ نبیوں کی برابری نہیں ہے؟

جواب: یہ سوال فرشتوں کے نزول کے اسباب سے ناواقفیت کے سبب کیا گیا ہے۔ سب مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ فرشتوں کے متعلق جدا جدا خدمات ہیں بعض بارش پر، بعض رزق پہنچانے پر، بعض قبض ارواح پر متعین ہیں۔ آسمانی وحی پہنچانے پر بھی ایک

فرشتہ متعین تھا سلسلہ نبوت ختم ہونے سے صرف فرشتہ وحی کی آمد بند ہوئی ہے نہ کہ کل فرشتوں کی۔ ایسی صورت میں اصحاب استقامت کو بوقت مرگ (اس لئے کہ استقامت کا یقین وقت مرگ سے پہلے ہو ہی نہیں سکتا) اگر بذریعہ ملائکہ قبض ارواح اطمینان اور جنت کی بشارت دی جائے تو کون سی بڑی بات ہے۔

قابض روح کے نزول کو فرشتہ وحی کے نزول پر قیاس کرنا عقل کیخلاف ہے مگر یہ دھوکہ مرزا صاحب کے مریدین کی طرح پہلے بھی محض بھولے آدمیوں کو ہو چکا ہے چنانچہ مشہور ہے کہ ایک شخص کا باپ بیمار تھا اور حکیم صاحب نے کئی آنہ کا نسخہ لکھ دیا۔ عطار کی دکان کی طرف جاتے ہوئے اس شخص کو ایسے مقام سے گذرنا پڑا جہاں کوئی مولوی صاحب وعظ کہہ رہے تھے۔ ذکر یہ تھا کہ جس مکان میں کتے یا تصویریں ہوں فرشتے نہیں آتے۔ چونکہ یہ صاحب ایک خوش عقیدہ بزرگوار تھے فوراً مکان کو لوٹ آئے اور چار کتے پکڑ کر اپنے والد ماجد کے پلنگ سے باندھ دیئے، اور اس خیال سے کہ اب فرشتہ تو آ ہی نہیں سکتا جو بڑے میاں کی روح قبض کرے گا نسخہ پھاڑ کر باطمینان سو رہے۔ کتوں نے رات بھر غل مچایا، پلنگ کو ادھر ادھر گھسیٹا۔ ان صدمات سے بڑے میاں صبح کو مردہ پائے گئے۔ اب اس شخص کو سخت حیرت ہوئی اور مولوی صاحب سے شکایت کی کہ اگر فرشتہ مکان میں داخل نہیں ہوا، تو بڑے میاں کیسے مرے۔ اس کی وجہ بتلایئے۔ انہوں نے جواب دیا کہ میاں آخر کتوں کی جان بھی تو فرشتہ نکالتا ہے، وہی آ گیا ہوگا۔ ایسے مکان پر صرف ملائکہ رحمت داخل نہیں ہوا کرتے نہ کہ اور قسم کے فرشتے بھی۔

بہر حال جو فرشتہ وحی لے کر آتا تھا وہ اور تھا اور جو اصحاب استقامت پر بوقت مرگ نازل ہوں گے وہ دوسرے ہیں دونوں موقعوں کی صورت جداگانہ ہے اور اس لئے حضرات انبیاء سے کسی حالت میں کسی صاحب استقامت کی (جو نبی نہ ہو) برابری لازم نہیں آ سکتی۔

سوال نمبر ۴: اگر بعد آنحضرت ﷺ کے کسی شخص کا نبی ہونا غیر ممکن تھا تو علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کیسے فرمایا گیا۔

جواب: اس سوال میں جو حدیث بیان کی گئی ہے قطع نظر اس کے کہ اس کی صحت میں

محدثین کو کلام ہے۔ مدعا مریدین مرزا سے وہ کوسوں دور ہے اس لئے کہ اس میں صرف علماء کو انبیاء بنی اسرائیل سے تشبیہ دی گئی ہے اور تشبیہ کے لئے یہ ضروری نہیں جس چیز کو جس چیز سے تشبیہ دی جاوے وہ بالکل ایک ہو جائے۔ مثلاً کسی شخص کو مثل شیر کے کہا جائے تو سننے والا شخص مذکور کی نسبت یہ خیال ہرگز نہیں کر سکتا کہ وہ اس صحرائی مخلوق کا ہم جنس ہو گیا ہے جو درندہ کہلاتا ہے اور انسانیت سے بالکل نکل گیا ہے ۔ بلکہ یہ خیال کرے گا کہ وصف بہادری میں اس کو بھی ایک حصہ حاصل ہے۔ اسی طرح انبیاء بنی اسرائیل سے تشبیہ دینے کا ماحصل بھی یہی ہوگا کہ وہ علماء ہرگز نبی نہ ہوں گے ہاں انبیاء میں جو وصف ہدایت مخلوق اور کثرت اتباع تھا وہ انہیں بھی حاصل ہوگا یعنی مثل انبیاء کے وہ لوگوں کو ہدایت کریں گے اور ایک جماعت کثیر ان کی تابع ہوگی چنانچہ اسلام میں بے تعداد علماء ایسے ہو گذرے ہیں اور اب بھی موجود ہیں جنہوں نے اپنی زندگی کو صرف ہدایت مخلوق کے لئے وقف کر دیا ہے اور لاکھوں آدمی ان کے پیرو ہیں مثال کے لئے بہت سے آئمہ شریعت و بزرگان طریقت کے نام لئے جا سکتے ہیں اور جس سے ہر شخص واقف ہے۔

کاتب مضمون نے اس موقعہ پر یہ بھی لکھا ہے کہ اگر کوئی عالم درجہ نبوت حاصل نہیں کر سکتا تو اس مشابہت سے انبیاء علیہم السلام کی جناب میں کیوں گستاخی نہ ہوگی ۔ اس کا جواب اس قدر کافی ہے کہ ایسی عام تشبیہوں سے بظاہر کوئی گستاخی لازم نہیں آ سکتی اسلئے کہ اگر عام طور سے یہ کہا جائے کہ دیہات کے چودھری و نمبردار ایسے ہی ہیں جیسے اپنے علاقہ میں ڈپٹی کمشنر و کمشنر تو کسی ڈپٹی کمشنر یا کمشنر کی اس سے توہین نہیں ہو سکتی لیکن اگر کسی خاص چودھری کو کسی ڈپٹی کمشنر سے مشابہت دی جائے گی تو اس وقت ایسی تشبیہ دینے والے کو توہین کا مرتکب سمجھا جا سکتا ہے۔ مثلاً اگر یوں کہا جائے کہ علماء انبیاء کے وارث و جانشین ہیں ،تو کوئی بے جا نہیں۔ لیکن مرزا صاحب کے مریدین کی طرح جب مرزا صاحب یا کسی دوسرے کو مثل مسیح علیہ السلام وغیرہ کہا جائے تو یہ صریح گستاخی اور بے ادبی ہے اور اسی وجہ سے علماء دین منع کرتے ہیں کہ مرزا صاحب یا کسی دوسرے شخص کو بالکل مثل مسیح علیہ السلام یا ان سے بہتر نہ کہا جائے مثلاً مرزا صاحب کی ذریات کے لئے لفظ خاندان رسالت تجویز کرنا یا معاذ اللہ یوں کہنا:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے

یا پناہ بخدا یوں سمجھنا:

کل اولیاء سے بہتر بعض انبیاء سے افضل

یہ مصطفیٰ ہمارا یہ دلربا ہمارا

سوال نمبر ۵: بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ امام مہدی (جو درحقیقت مرزا صاحب ہیں) بہت سے انبیاء سے بڑھ کر ہوں گے تو پھر بعد آنحضرت ﷺ کے کسی نبی کا نہ ہوسکنا کیسے صحیح ہوسکتا ہے؟

جواب: یہ سوال مذہب سنت والجماعت کے مقابلہ میں ہرگز پیش ہونے کے قابل نہیں اس لئے کہ ان کے نزدیک تمام انبیاء بہترین مخلوقات سے ہیں۔ لہذا ثواب اور اس قرب ومنزلت میں جو انہیں درگاہ خداوندی میں حاصل ہے کوئی غیر نبی ان کا مثال نہیں ہوسکتا، ان سے افضل ہونا تو کیسے ممکن ہوسکتا ہے۔

کاتب مضمون نے کوئی حدیث پیش نہیں کی اور نہ کتب مستندہ اہل سنت سے وہ ایسی حدیث پیش کرسکتا تھا غالباً اس نے کسی اہل تشیع بزرگ سے سن کر یہ بات لکھ دی ہے اس لئے کہ بعض فرق شیعہ ضرور اس امر کے قائل ہیں کہ غیر اولوالعزم انبیاء سے آئمہ اہل بیت افضل ہیں مگر جمہور علماء مذہب امامیہ کا بھی یہ عقیدہ ہرگز نہیں انبیاء اپنی جگہ پر ہیں اور آئمہ اپنی جگہ پر۔ دوسرے کو اول پر ترجیح دینا سخت بے ادبی ہے اور پھر امام مہدی بھی کس کو بتایا جاتا ہے مرزا صاحب جن کے حالات ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں اور آئندہ بھی لکھنے والے ہیں۔ اگر ایسے ہی بزرگوار کے لئے یہ تمام بشارتیں تھیں تو یہ شعر کسی شاعر نے غالباً اسی موقع کے لئے بنایا ہوگا:

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا

جو چیرا تو اک قطرہ خون نہ نکلا

اگر ایسے ذات شریف، انبیاء علیہم السلام سے نعوذ باللہ افضل ہوں تو انبیاء کی حالت کا دشمنان اسلام کے آگے کیا اندازہ ہوگا اور وہ اسلام کی نسبت کیسا برا خیال قائم کریں گے لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ایسے کفریہ عقیدہ سے توبہ کرنی چاہیے دنیا چند روزہ ہے۔

سوال نمبر ۶ : جب کہ خدا وہی خدا ہے اور وہی اس کی قدرت ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک وقت میں تو لوگوں کو نبی اور رسول بنا دے اور پھر ایسا نہ کر سکے؟

جواب : یہ سوال آریوں کے اعتراضات کی بنا پر کیا گیا ہے مگر ہمارا مخاطب اپنے کو مسلمان بتاتا ہے۔ اگر وہ آریہ ہونے کا مدعی ہوتا تو ہم اس کو دوسری طرح سے سمجھا سکتے تھے لیکن موجودہ حالت میں بجواب سوال نمبر۲ جو کچھ ہم نے لکھا ہے وہ کافی ہے اس سے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔

سوال نمبر ۷ : کلام الٰہی میں ارشاد ہے کہ

قل ان کنتم تحبو ن اللہ فا تبعو نی یحببکم اللہ ۔یعنی اے نبی کریم لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔

اس صورت میں اتباع نبوی سے درجہ محبوبیت حاصل ہوسکتا ہے اور محبوب سے بخل غیر ممکن ہے بول چال شروع ہو جائے گی اسلئے نبوت بھی حاصل ہو جائے گی۔ اسے کیوں محال سمجھا جائے؟

جواب : اس سوال کا جواب بھی نمبر۲ میں گذر چکا ہے اور معلوم ہو چکا ہے کہ نبوت کا حصول کیوں محال ہے۔ اب رہی محبوبیت اس کے لئے صرف اسی قدر لکھ دینا کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہونے سے مراد اس قدر ہے کہ اس بندہ کی بندگی درگاہ الٰہی میں مقبول ہو جاتی ہے۔ یہ دنیاوی محبوبیت ہرگز مراد نہیں ہے جن کی وجہ سے محبّ اپنے محبوب سے اضطراری معاملات کرنے لگتا ہے اور جب اختیار کا معاملہ ہے تو اپنے بندہ سے ہم کلام ہونا نہ ہونا رضا وارادہ خداوندی پر منحصر ہے اور جس حالت میں کہ اس نے سلسلہ نبوت کو آئندہ کیلئے بند کر دیا تو کسی کی محبت اس کے اپنے حکم کے خلاف کرنے پر مجبور نہیں کرسکتی اس لئے جس طرح انبیاء کو ہم کلامی کا شرف حاصل ہوتا تھا اب کسی شخص کو حاصل بھی غیر ممکن ہے۔ ہاں دوسرے طرق الہام والقاء ایسے ہیں جن کے ذریعہ سے بزرگان دین کو کبھی کبھی یہ شرف حاصل ہوسکتا ہے مگر چونکہ الہام والقاء میں وہ حفاظت نہیں ہوتی جو وحی کے لئے ہوتی تھی اور بزرگان دین انبیاء کی طرح معصوم بھی نہیں ہیں۔ اس لئے جو بات الہام القاء سے معلوم ہو، بروئے شرع شریف خود ملہم علیہ شخص کو بھی جب تک کہ وہ احکام کتاب وسنت کے مطابق نہ ہو، اس پر یقین کرنا

درست نہیں۔ پھر دوسرے لوگوں کو تو اس پر یقین کر لینا کیسے درست ہوگا۔

سوال نمبر ۸: چالیس پچاس سال کی ان تھک کوشش کے بعد اگر کسی کو خدا تعالیٰ اپنے کلام پاک کے ذریعہ سے بتلائے کہ تو نبی اور رسول ہے اور وہ تحدیث بالنعمت کے طور پر بموجب حکم خداوندی اعلان کرے تو کیا وہ کافر ہوگا؟ اگر یہ شخص کافر ہے تو ایسے لوگ بہت گذرے ہیں جنہوں نے نہ صرف نبی و رسول ہونے کا دعویٰ کیا بلکہ نام بنام انبیاء علیہم السلام کی نسبت کہا کہ میں وہ ہوں، ان کی نسبت کیا کہا جائے گا؟

جواب: اس سوال کا جواب پہلے جوابوں سے بخوبی حاصل ہوسکتا ہے اس طرح کہ حصول نبوت کا محال ہونا نمبر ۲ کے جواب میں ثابت ہو چکا ہے اور نمبر ۷ کے جواب میں معروض ہو چکا ہے کہ جس طرح انبیاء کو ہم کلامی کا شرف حاصل ہوتا تھا اب کسی کو وہ شرف حاصل نہیں ہوسکتا۔ اب شخص مذکور سوال کو بجز اس کے کہ الہام یا القاء سے معلوم ہوا ہو اور کوئی صورت نہیں ہے اور الہام سے جو کچھ معلوم ہو جب تک کہ کتاب و سنت کے موافق نہ ہو قابل یقین نہیں ہوسکتا لہٰذا شخص مذکور کو اگر اپنا نبی اور رسول ہونا معلوم ہو تو وہ بوجہ خلاف کتاب وسنت ہونے کے لائق اعتبار نہیں۔ بلکہ وسوسہ شیطانی ہے اور ایسی حالت میں وہ خود بھی اس پر عمل کرنے کا مجاز نہیں چہ جائیکہ دوسروں کو گمراہ کرے۔ نہ دوسرے لوگوں کو اس کے کہنے پر عمل کرنا جائز ہوسکتا ہے۔ رہا یہ امر کہ وہ شخص کافر ہوگا یا کیا۔ اس کی نسبت علماء دین سے فتویٰ طلب کریں ہم اپنی زبان سے کسی کلمہ گو کی تکفیر پسند نہیں کرتے۔ گو اس میں شک نہیں کہ ختم نبوت کا اعتقاد ضروریات دین میں سے ہے اور اس کا منکر کافر ہی ہوتا ہے۔

دوسرے بزرگوں کی نسبت جو لکھا ہے کہ انہوں نے نام بنام انبیاء کی جگہ اپنے کو ظاہر کیا مثلاً میں آدم ہوں شیث ہوں وغیرہ، یہ کلمات غلبہ حال میں کسی بزرگ کے زبان سے نکل گئے ہوں گے بے اختیاری میں جو کچھ منہ سے نکل جائے وہ اول تو قابل گرفت نہیں ہوسکتا، دوسرے جن بزرگوں کی جانب ایسے قصے منسوب ہیں ان میں حضرت سلطان بایزید بسطامی کی نسبت مشہور ہے کہ جب ہوش میں آنے پر انہیں اطلاع کی گئی تو انہوں نے توبہ ظاہر کی اور فرمایا کہ اگر پھر ایسے کلمات منہ سے نکلیں تو قتل کر ڈالنا۔ چنانچہ لوگوں نے جب دوبارہ وہی الفاظ سنے تو تلواریں ماریں مگر آپ

کی کرامت سے زخم نہیں لگے۔ پس کجا وہ حالت اور کجا یہ خواہ مخواہ زبردستی علانیہ نبوت کا دعویٰ ہو رہا ہے اور جہاں کسی نے کچھ کہا اور اس کے مقابلہ میں رسائل و اشتہار چھپنے شروع ہو گئے ایسا مقابلہ شرع شریف سے کسی بزرگ نے کیا ہو تو اس کا پتہ دیا جائے۔ یہ کام سوائے کسی انتہاء درجہ کے دشمن دین کے کسی بزرگ تو کیا ادنی مسلمان سے بھی نہیں ہوسکتا۔ خداوند تعالی ایسے مدعی کاذب اور اس کے معتقدین کو ہدایت دے آمین

سوال نمبر ۹ : ہم نے اپنے ابتدائی مضمون میں لکھا تھا کہ انبیاء کے مدارج ملنے کی خواہش کرنے میں علاوہ دوسری خرابیوں کے بے ادبی بھی ہے اس لئے کہ اپنے باپ کی نسبت یہ خواہش کرنا کہ اسکا اعزاز چھن کر اسے مل جاوے سخت گستاخی ہے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ہمارے حضور ﷺ جو تمام مسلمانوں کے دینی باپ ہیں بروئے عقیدہ اہل سنت بلحاظ اپنی تعلیم کے زندہ ہیں اور ان کی نبوت بھی ابدالآباد کے لئے ہے ایسی صورت میں خواستگار درجہ نبوت کا بجز اس کے اور کوئی منشاء نہیں ہوسکتا کہ آنحضرت ﷺ (معاذ اللہ) نبوت سے معزول ہوں اور وہ ان کی جگہ قائم ہو۔

اس پر کاتب نمبر ایک نے کئی ورق سیاہ کئے ہیں اور ہم کو دل کھول کر برا بھلا کہا ہے مگر ہم اس کی بدزبانی پر صبر کرتے ہیں اور اس کے شبہات کا حسب ذیل جواب دیتے ہیں:

جواب : ۱۔ حضور ﷺ نے اپنی پیروی کا حکم دیا ہے بے شک صحیح ہے مگر پیروی اور چیز ہے اور ان کا درجہ مانگنا اور شئے۔

۲۔ ہر شخص اپنے باپ کا رتبہ حاصل کرنے کا خواہش مند ہوتا ہے ہاں ہوتا ہے مگر مرنے کے بعد نہ کہ جیتے جی۔ اس کے معزول ہونے اور اپنے قائم ہونے کی خواہش کرتا ہے مگر ایسا فعل کسی ناخلف سے سرزد ہوسکتا ہے لائق اولاد کبھی ایسا نہیں کرسکتی۔

۳۔ تمام بزرگان دین نماز پڑھتے تھے کیا برابری کے خیال سے ایسے بھی چھوڑ دیا جائے اسے برابری کی خواہش کرنا نہیں کہتے۔ یہ عین بزرگان دین کا اتباع ہے۔ اتباع کو کوئی منع نہیں کرتا بلکہ منع جس فعل سے کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ درجہ نبوت کے حاصل کرنے کی خواہش نہ کی جائے وہ علاوہ طلب محال کے گستاخی بھی ہے۔

سوالات ماخوذ از تحریر نمبر ۲ مع جوابات:

سوال نمبر ۱۰: اس زمانی میں کون شخص امامت کے رتبہ پر فائز ہے اس کا پتہ دیا جائے

جواب: اس سوال کا دینے سے پہلے یہ بتلا دینا ضروریات سے ہے کہ مذہب اہل سنت والجماعت میں لفظ امام کئی معنوں میں مستعمل ہوتا ہے۔

ایک وہ جس کو مسلمان اپنے میں سے بغرض انجام دہی مہمات دینی و دنیوی رئیس بنائیں۔ ایسے امام خلفائے راشدین اور وہ سلاطین ہوئے ہیں جنھوں نے بپابندی شریعت سلطنت کی ہو۔

دوسرے پیشوایان دین جیسے آئمہ اربعہ فقہ میں اور امام غزالی و امام رازی عقاید کلام میں نافع اور عاصم قرأت میں اور بہت سے بزرگان دین علم حدیث میں امام ہوئے ہیں اور اسی طرح آئمہ اہل بیت جو ان تمام علوم اور بالخصوص ہدایت باطن اور ارشاد طریقت میں یکتا تھے۔

۳۔ کبھی ہر ایک مسلمان بادشاہ کو بھی وقت کا امام کہا جاتا ہے اس لئے کہ بادشاہ ہر چند کہ خوش سیرت نہ ہو لیکن محض امور دین مثل اقامت جمعہ و جماعت و اعیاد وغیرہ میں وہی پیشوا ہوتا ہے۔

اس صورت میں سائل کو یہ لکھنا چاہیے تھا کہ وہ کس قسم کے امام کی تلاش میں اگر قسم اول کا پتہ پوچھتا ہے تو وہ اس ملک میں دنیا بھر میں مفقود ہے اور قسم سوم کا امام اس ملک میں کوئی نہیں۔

البتہ قسم دوم کے امام جن سے پیشوایان مذاہب مراد ہیں بفضلہٖ تعالی دنیائے اسلام میں ہر جگہ موجود ہیں گو ان کو لفظ امام سے یاد نہ کیا جاتا ہو۔ دور کیوں جائیں پنجاب اور صوبجات متحدہ کے شہروں اور قصبوں کے علماء کی فہرست منگا کر دیکھیں اس میں سے جس شخص کو بڑا عالم اور زیادہ پرہیز گار دیکھئے اسی کو امام سمجھ لیجئے۔

سوال نمبر ۱۱: کیا امام کے لئے ملہم، کلیم اللہ، صاحب الوحی ہونا شرط نہیں ہے۔ اگر نہیں ہے تو اس نے الہام سے لیا ہی کیا؟

جواب: یہ سوال بھی عقاید کی لاعلمی کی وجہ سے کیا گیا ہے اہل سنت کے نزدیک صا

حب الوحی ہونا تو درکنار یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ امام اپنے تمام ہم عصروں سے افضل ہو۔ یہ عقیدہ حضرات اہل تشیع کا ہے اور انہوں نے خلفاء ثلاثہ کو اماموں سے خارج سمجھنے کے لئے اس قسم کی قیدیں بڑھائی ہیں پہلے قسم کے امام کے لئے زیادہ تر انتظامی قابلیت کا ہونا ضروریات سے ہے۔ اگر چہ دوسری باتوں میں کم ہو اس لئے کہ بہت سے ولی کامل و علماء متبحر ایسے ہوتے ہیں کہ وہ اپنے گھر کا بھی انتظام نہیں کر سکتے، مسلمانوں کی دینی و دنیوی ضرورتوں کا احساس تو ان کو کیا ہوسکتا ہے۔

اور قسم دوم کے امام کے واسطے اس فن میں کمال ہونا چاہیے جس کا وہ امام ہو۔

رہا ملہم، کلیم اللہ، صاحب الوحی ہونا، اس میں صاحب الوحی ہونا تو قطعاً محالات سے ہے جیسا کہ نمبر۲ و نمبر۷ میں ہو چکا ہے۔ ملہم، کلیم اللہ بذریعہ الہام ہونا گو ممکن ہے اور بزرگان دین اس سے مشرف بھی ہوتے ہیں مگر چونکہ محض الہام کافی نہیں ہوتا اس لئے اس کا مشرف ہونا کسی طرح ضروری نہیں ہوسکتا۔ اور جب ہماری ہدایت کے لئے کتاب وسنت موجود ہے تو اس غیر ضروری شئے (الہام) کی قید لگانے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ اسلام میں الہام و القاء کو بہ نسبت دیگر فضائل کے شرف دیا گیا ہے۔ اس لئے کہ بسا اوقات جوگی، رمال اور بعض صحیح الخیال انگریز ایسے ایسے واقعات بتا دیتے ہیں جو وہم وگمان میں بھی نہیں آتے۔

سوال ۱۲: اگر کوئی آنحضرت ﷺ کی نبوت کا مصدق ہو تو گو وہ مستقل نبی نہ ہو سکے لیکن طغوائے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل، نبیوں کی مثال کیوں نہیں ہو سکتا اور آنحضرت ﷺ کے رنگ میں رنگین ہو کر انا النبی کیوں نہیں کہہ سکتا، اور ایسی حالت میں اس کو امتی اور نبی کیوں نہیں کہہ سکتے۔ اس سوال کے متعلق نمبر۴ میں لکھا جا چکا ہے

جواب: صرف تشبیہی لفظ کے استعمال سے کسی کی حقیقت نہیں بدل سکتی ایسی صورت میں وہ عالم، عالم ہی رہے گا اور اس کو ہرگز ہرگز جائز نہیں ہوگا کہ وہ کلمہ انا النبی کا بحالت ہوش وحواس کہے۔ غلبہ حال میں اگر منہ سے نکل جائے تو وہ امر دیگر ہے مگر ہوش میں آنے پر اسے توبہ کرنی چاہیے ورنہ ایمان کی خیر نہیں۔

سوال ۱۳: کیا آیت اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت

لکم الاسلام دیناً کا یہ مطلب نہیں کہ اسلام ناسخ الادیان ہے۔ کسی دوسرے مذہب میں وجود انبیاء محالات سے ہے۔ اور آنحضرت ﷺ کی نبوت کے رنگ میں رنگین ہونے سے نبیوں کا سا قلب نبیوں کی سی وحی حاصل ہوسکتی ہے۔

جواب: معلوم نہیں کہ سائل نے یہ سوال کس تفسیر کی بنا پر کیا ہے۔ آج تک کسی مفسر نے ایسا نہیں لکھا۔ بظاہر یہ تفسیر بالرائے معلوم ہوتی ہے جس کا نتیجہ کفر ہے جس حالت میں کہ سلسلہ نبوت ختم ہو چکا اور دین مکمل ہو گیا، تو وحی اور دوسرے نبی کی ضرورت ہی کیا باقی رہی۔ اسی قرآن شریف سے تمام ضروریات رفع ہوسکتی ہیں۔ آئندہ وحی کی ضرورت تو اس وقت ہوسکتی ہے جب قرآن میں کمی ہو۔ یہ معاملہ شریعت ہے اس میں تشریح جدید کی ہرگز گنجائش نہیں۔ نہ مولانا روم کے اس مصرعہ کہ، نبی وقت باشد اے پسر، سے آپ کو کچھ مدد مل سکتی ہے۔ اس لئے کہ عام طور سے تشبیہی لفظ کے استعمال میں چنداں حرج نہیں لیکن خاص شخص کی نسبت یہ لفظ بطور تشبیہ کے خواہ حقیقتاً استعمال کیا جائے تو بالضرور ممنوع ہوگا۔

سوال نمبر ۱۴: مرزا غلام احمد قادیانی نبوت مستقلہ کے دعویدار نہیں ہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کے ماتحت نبوت کے مدعی ہیں۔ اگر کسی کو خداوند تعالیٰ ایسی نبوت عطا کرے تو کیا تعجب کی بات ہے؟

جواب: اس بارہ میں کئی مرتبہ لکھا جا چکا ہے نبوت کا ہونا محالات سے ہے، اور اس کا مدعی خدا و رسول کو (عیاذاً باللہ) جھوٹا ثابت کرنے کوشش کرتا ہے۔ لہٰذا نبوت تو درکنار اس کو مسلمان سمجھنا بھی مشکل ہے خواہ رسول اللہ ﷺ کی ماتحتی کا بظاہر کیسا ہی ادعا کرتا ہو۔

سوال نمبر ۱۵: سینکڑوں بہشتی کوچہ وگلیاں ہندوستان میں ہیں۔ اگر قادیان میں بہشتی مقام بنے تو کون استبعاد ہے؟

جواب: اس میں استبعاد یہی ہے کہ ابھی تو جنت البقیع اور روضۃ العلی کا مقابلہ ہے لیکن آئندہ کعبہ بھی قادیان میں نہ بننے لگے

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

و السلام علی من اتبع الھدی

(ہفت روزہ اہل حدیث ۱۰۔اپریل ۱۹۰۸ء ۔مطابق ۸ ربیع الاول ۱۳۲۶ھ ج ۵ نمبر ۲۳ ص ۴ ۔۹)

مرزا غلام احمد قادیانی اورنبوت

راقم: مولوی عبدالعزیز از قلعہ میہاں سنگھ۔گوجرانوالہ

آپ اس عنوان کو دیکھتے ہی متعجب ہونگے کہ مرزا اورنبوت یہ کیسی بے جوڑ بات ہے اورایسے شخص کونبوت سے کیا نسبت ۔آپ حیران کیوں ہوتے ہیں کیا آپ نے مرزا کی کتابیں نہیں دیکھیں وہ تو اسی دعوی بے بنیاد سے بھری ہیں اور جا بجا یہی لکھا ہے کہ میں مرسل ہوں ماموں ہوں اللہ کی وحی مجھ پر آتی ہے اور میری وحی دخل شیطانی سے منزہ ہے اور اس دعوے کے ماننے والے بھی عقل کے اندھے گانٹھ کے پورے بہتیرے ہیں خداوندکریم مرزا اوراسکے مقلدین کوراہ راست پر لائے۔آمین ثم آمین

آؤ ہم آپ کو واضح کر کے سمجھائیں کہ مرزا اس دعوی میں سچا ہے یا جھوٹا۔ سوجمیع اہل اسلام پر یہ امر مخفی نہیں کہ نبوت محمد رسول اللہ ﷺ پر ختم ہوچکی ہے چنانچہ اللہ تعالی خودفرماتا ہے

ما کا ن محمد ابا ا حد من ر جا لکم و لکن رسو ل الله و خا تم النبیین (ا لا حزاب : ۴۰)

اورخود آنحضرت ﷺ نے بھی فرمایا ہے: لا نبی بعدی۔

اور یہ بھی کہا ہے میرے پیچھے کئی جھوٹے ہوں گے جو نبی کا دعوی کرنے والے ہوں گے۔

اور یہ بھی آنخضرت ﷺ سے مروی ہے کہ میرے پیچھے اگر کوئی نبی ہوتا تو عمر ضرور ہوتا لیکن میرے پیچھے کوئی نبی نہ ہوگا۔

اورزیادہ ترتعجب کی بات تو یہ ہے کہ نبی میں مومن ہونا ضروری ہے کافر کبھی نبی نہیں ہوتا اورمرزا صاحب جب سرے سے مومن ہی نہیں تو پھر آپ کوعہدہ نبوت ملنا

کیا معنی رکھتا ہے پہلے اپنا ایمان ثابت کرے ازاں بعد نبوت کا دعویدار بنے کیا خدا تعالی ایسے شخص کو جس میں ایمان ہی نہ ہو نبوت کا عہدہ ذی شان بخشتا ہے حاشا وکلا اور مرزا کا کفر اظہر من الشمس ہے ہے چنانچہ فتوے تکفیر مرزا ہندوستان اور پنجاب کے علماء سے مرتب ہو کر چھپ چکا ہے اور یہ کہنا کہ علماء کرام نے ضد اور عناد سے یہ فتوی دیا ہے صحیح نہیں کیونکہ جب تک مرزا نے عقاید باطلہ شائع نہ کئے تھے اس وقت تک علماء عظام ان کے مؤید اور ممد اور محبّ تھے چنانچہ ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی کا ریویو براہین احمدیہ پر اس امر کا شاہد ہے اور کسی نے علماء میں سے کفر کا فتوی نہ لگایا تھا اگر اب علماء نے فتوی لگایا ہے تو محض اس واسطے کہ مرزا کے شر سے بچ جاویں اور اس کی تقلید میں اپنا ایمان نہ ضائع کریں۔

دیگر امر یہ کہ مرزا نے نبوت کا دعوی صحیح کرنے کے واسطے بہتیری پیش گوئیاں کیں لیکن بفضل اللہ تعالی ایک بھی پوری نہ ہوئی اگر میرے اس دعوی کی تصدیق چاہتے ہو تو الہامات مرزا مصنفہ مولوی ثناء اللہ صاحب دیکھو۔

(اہل حدیث ۲۴۔ اپریل یکم مئی ۱۹۰۸ء مطابق ۲۲۔ ۲۹ ربیع الاول ۱۳۲۶ھ۔ جلد ۵ نمبر ۲۵۔ ۲۶ ص ۱۴)

قادیانی دجال لاہور میں

حضرت شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ بتاتے ہیں کہ قادیانی اخبار بدر لکھتا ہے کہ:

میرے آقا میرے سید ومولا حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) ۲۷۔ اپریل (۱۹۰۸ء) کی صبح کو بجانب لاہور تشریف لے گئے مہاجرین قادیان پر جو کچھ اس مفارقت کا اثر ہوا وہ الفاظ سے ظاہر نہیں ہوسکتا مبارک وہ قوم جن میں خدا کا نبی موجود ہو چونکہ حضرت ام المومنین کی طبیعت علیل ہے اسلئے محض تبدیلی آب وہوا کے لئے تشریف لے گئے ہیں۔ (بدر ۳۰۔ اپریل ۱۹۰۸ء)

خدا کی شان ایک زمانہ تھا کہ بڑ ہانکی جاتی تھی:

چہ گوئم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

آج اسی دارالامان سے نکل کر لاہور جیسے (بقول مرزا صاحب قادیانی) مغضوب شہر میں بغرض تحصیل صحت جاتے ہیں۔

مرزائیو! کیا اب ہمیں حق حاصل ہے کہ ہم تمہارے شعر مذکور کی یوں ترمیم کریں

چہ گوئم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
وبا بینی خزاں بینی غرض دار الزیاں بینی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸ مئی ۱۹۰۸ء ص ۶)

(جب سے مرزا صاحب قادیانی لاہور گئے ہیں ان کی مخالفت میں جلسے ہو رہے ہیں ملا محمد بخش کا ان جلسوں کے انعقاد میں بہت حصہ ہوتا ہے۔ افسوس ہے مرزا صاحب نے دارالامان چھوڑ کر آرام نہ پایا ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸ مئی ۱۹۰۸ء ص ۱۱)

مرزا قادیانی کی موت

ہر آنکہ زاد بنا چار باشدش نوشید
ز جام دہر مئے کل من علیہا فان

حضرت شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

دنیا میں ہزاروں لاکھوں آدمی مشہور زمان ہوئے، مگر آج ان کو کوئی نہیں جانتا۔ دنیا! تو کیسی بے وفا ہے، آخر تو وہی ہے نہ، جس کی بابت کہا گیا ہے

زال دنیا چوں عروس آراستہ ست
در دور روزے شوئے دیگر خواستہ ست

آج ہم پنجاب کے ایسے مشہور شخص کی موت کا ذکر کرتے ہیں جن کی شہرت

قریب قریب شیطان کی شہرت کے سب لوگوں میں پہنچی ہوئی ہے۔آہ! ہم افسوس سے کہتے ہیں ہمارا اس خبر کے شائع کرنے سے دل دکھتا ہے، مگر کیا کریں واقعات کا اظہار ہے۔ ہمارا ماتھا تو اسی وقت اس بدخبر کے سننے کے لئے ٹنکا تھا جب مرزا صاحب نے اپنا آخری وصیت نامہ شائع کیا تھا، جس میں اپنے شدادی بہشت (بہشتی مقبرہ) کا اعلان تھا، جو شخص ہمارے اس مقبرہ مین دفن ہوگا وہ بخشا جائے گا۔یہ بھی فرمایا تھا کہ جو کوئی اس شدادی بہشت میں جگہ پانا چاہے وہ اپنی جائداد میں سے کم از کم دسواں حصہ ہمارے اس بہشتی مقبرہ کیلئے وصیت کر کے رجسٹری کرا دے۔ یہ بھی لکھا تھا کہ مجھے وحی الٰہی نے متنبہ کر دیا ہے کہ جلد ہی وہ وقت آنے والا ہے کہ میری نسبت لوگ کہیں گے، خس کم جہان پاک ۔لیکن تاہم ہم قانون خداوندی ویمد هم فی طغیا نهم پر نظر ڈال کر ایسے جلدی کے متوقع نہ تھے جتنی جلدی کی خبر ہم کو آج ہمارے دوست ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب پٹیالوی نے سنائی ہے۔ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

مرزا قادیانی کے متعلق میرے الہامات ذیل آپ شائع فرما کر ممنون فرماویں۔

۱۔مرزا،۲۱ ساون ۱۹۶۵ (۴۔اگست ۱۹۰۸ء) کو مرض مہلک میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جائے گا۔

۲۔مرزا کے کنبہ میں سے ایک معرکۃ الآراء عورت مر جائے گی۔

اس سے پہلے ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب کا ایک الہام ہے کہ ۲ جولائی ۱۹۰۷ء سے ۱۴ ماہ تک مرزا صاحب مرجائیں گے جس کی میعاد ۴ ستمبر ۱۹۰۸ء تک ہے۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

گو مرنا جینا معمولی بات ہے لیکن ایک ایسے شخص کا مرنا جو اسی دنیا کے لئے تمام قسم کی ذلتیں کو گوارا کر رہا ہو، جس نے خدا و رسول اور مومنین بلکہ کل دنیا کے لوگوں پر طرح طرح کے بہتان باندھے ہوں، جس کی زندگی کا خلاصہ یہ دو حرف ہوں

عاقبت کی خبر خدا جانے
اب تو آرام سے گذرتی ہے

اسکی موت دنیا پر دل لگانے والوں کیلئے کافی سے زیادہ موجب ہدایت ہے۔

مرزائیو! ڈاکٹر (عبدالحکیم پٹیالوی) صاحب کے الہامات کی نسبت ہمارا تو وہی اصول ہے جو قرآن شریف نے ہم کو بتلایا ہے کہ

ان يك كاذباً فعليه كذبه وان يك صادقاً يصبكم بعض الذى يعدكم (غافر:۲۸) (اگر جھوٹا ہے تو اس کی گردن پر وبال ہے اور اگر سچا ہے تو اس کا بتلایا ہوا عذاب تم پر ضرور آئے گا)

لیکن تم لوگوں کو تو جہاں کرشن قادیانی نے یہ سکھا رکھا ہے کہ دیندار آدمی کا فرض ہونا چاہیے کہ الہام کے آگے چوں نہ کرے (ازالہ اوہام طبع اول۔ص۱۴۰) پس اس لحاظ سے گو ہم تو سوا قرآن شریف کے کسی الہام کے معتقد ہوں لیکن تم لوگوں کو خوف زدہ ہونا چاہیے کہ پردہ کتم عدم سے کیا ظہور پذیر ہوتا ہے علاوہ اسکے مرزا صاحب کا الہام بھی ہے: مباش ایمن از بازیء روزگار

پس ہم تم کو اس الہام کی طرف توجہ دلا کر ایک شعر سناتے ہیں:

تو مشو مغرور بر حکم خدا
دیر گیرد سخت گیرد مر ترا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء مطابق ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ جلد ۵ نمبر ۲۸۔ص ۶۔۷)

مرزا قادیانی سے ایک سوال

بخدمت شریف جناب مولانا صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

آج میں نے آپ کے پرچہ اخبار اہل حدیث ۸ مئی ۱۹۰۸ء صفحہ ۶ دوسرے کالم کے آخری حصہ پر دیکھا ہے کہ بدر تحریر فرماتا ہے چونکہ حضرت ام المومنین (نصرت) کی طبیعت علیل ہے اس لئے محض تبدیل آب و ہوا کے لئے تشریف لے گئے ہیں (یعنی بمعہ مرزا صاحب لاہور میں)۔

جناب مولوی صاحب! میری ایک آرزو خدمت والا میں ہے کہ ہم کو مرزا صاحب سے بذریعہ اپنے اخبار اہل حدیث (امرتسر) کے جواب منگوا دیں کہ اگر خدا کی

تقدیر سے مرزا صاحب فوت ہو جاویں تو حضرت ام المومنین (نصرت) صاحبہ کے واسطے کوئی مومن حق دار نکاح کا ہو سکے گا یا نہ۔ اور مرزا صاحب کی اولاد مرزا صاحب کا مال تقسیم کر سکیں گے یا نہ، یا لانورث میں داخل ہوگا۔ والسلام۔

میرے خیال میں اس سوال کا جواب بڑا گراں ہے۔ دیکھئے کیا جواب دیتے ہیں۔ بندہ حکیم خیر محمد ڈیرہ غازی خان محلّہ مسجد گلا لہ۔ جواب طلب

اڈیٹر اخبار اہل حدیث نے ادارتی نوٹ میں لکھا ہے:

مرزا صاحب جو جواب دیں گے وہ تو وہی جانیں اسکا علم تو خدا کو ہے، مگر ہم اس کا اصول بتلائے دیتے ہیں کہ جس میں فائدہ ہوگا وہ کریں گے۔ کیونکہ مرزا صاحب کی نبوت چونکہ ذوالوجوہ بلکہ ذوالوجوہات ہے، گویا حضرت عطار مرحوم کا یہ شعر آپ ہی کے متعلق ہے:

چوں شتر مرغ شناس ایں نفس را
نے کشد بار و نہ پر و بر ہوا
گر پر گوئیش گوید اشترم
ور نہی بارش بگوید طائرم

اسلئے غالباً نکاح بیوہ کی تو اجازت نہ دیں گے، مگر اولاد کو وراثت سے محروم نہ کریں گے۔ اگرچہ حضرات انبیاء کی اولاد وارث نہ ہوتی تھی لیکن مرزا صاحب کو اس سے مطلب نہیں، وہ تو اسی اصول پر ہیں جو ہم نے ذکر کیا۔ ممکن ہے ہمارا جواب غلط ہو، اور مرزا صاحب یا ان کے حواری کوئی اور جواب دیں۔ اس میں شک نہیں کہ یہ سوال ایک جدید ہے۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۲ مئی ۱۹۰۸ء ص ۴۔۵)

جناب مرزا صاحب قادیانی

راقم: مولانا عبدالرؤف دانا پوری

کل جدید لذیذ۔ یہ ایک سچا مقولہ ہے اور جتنا زمانہ گذرتا جائے گا اس

کی اعلیٰ اعلیٰ درجہ کی مثالیں پیدا ہوتی جائیں گی۔

مجھے اکثر میرے احباب نے دق کیا کہ تم بھی مرزا صاحب کی نسبت کچھ لکھو مگر مجھے طبعاً ایسے مباحث سے چونکہ نفرت ہے آج تک کچھ نہ لکھ سکا مگر کب تک، الا مر فوق الا دب۔آج کچھ لکھنا ہی پڑا۔

نفرت کی وجہ ظاہر ہے نئی تعلیم نے جہاں صدہا سچے اور صاف مسائل سے نئے تعلیم یافتوں کے دل و دماغ کو بھر دیا ہے وہاں اسی تعلیم نے ہر جدت طرازی کو عزت کی نگاہ سے دیکھا ہے ہمارے مرزا صاحب کو تو یہ موقعہ غنیمت ہاتھ آ گیا ان کی جدت طبعی اور مستقل مزاجی کو قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا اس سے کسی کو کیا غرض کہ ان کے دعوی دلائل پر مبنی ہیں یا لا طائل ہیں سب سے بڑی دلیل ان کی مستقل مزاجی ہے اور بس دوسرے دلائل دیکھنے کی حاجت ہی کیا ہے۔

اسلامی سیاسی قوت اسکا بہت کچھ انسداد کر سکتی تھی مگر خوش قسمتی سے مرزا صاحب ایسی سلطنت میں ہیں جسکو مذہبی اور اخلاقی مباحث سے کوئی سروکار ہی نہیں کوئی زنا کرے تو پرواہ نہیں شرب پیئے تو غرض نہیں عبادات شرعی بجا لائے تو کوئی حرج نہیں تماشا کرے تو اچھا ہے۔ناچ گانا ہو تو لطف ہے ایسے موقع پر مرزا صاحب کا دعوی جو بڑی دلیری پر مبنی ہے اگر قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے تو کون تعجب ہے۔

ہم تھیٹر دیکھنے کو منع کرتے ہیں مگر کون سنتا ہے ناچ دیکھنے کو منع کرتے ہیں مگر کس کو پرواہ ہے جو چھوڑتا ہے وہ اسی وقت چھوڑتا ہے جب وہ دیکھ کر آسودہ ہو جاتا ہے۔اسی طرح ہمیں انتظار کرنا چاہیے کہ یہ قادیانی کھیل ...اور اپنے تماشے دکھا لے پھر یہ خود اپنی طبعی موت مر جائے گا جب اس تماشے کے پردے ختم ہو جائیں گے پھر نہ تو وہ مرزائی مرید رہیں گے نہ مرزا صاحب مرزا صاحب رہیں گے توبہ کریں گے اور خدا کے سچے بندے بن کر یہ تمام خرافات دعوی چھوڑ دیں گے اور تکبر و انانیت سے استغفار پڑھنے لگیں گے بشرطیکہ موت نے مہلت دی۔

واقعی مرزا صاحب نے جس علو ہمتی سے اپنے دعوی کو قوم اور ملک کے سامنے پیش کیا وہ قابل قدر ہے اور اگر صرف ڈھٹائی نبوت کی دلیل ہوتی تو میں ضرور مرزا صاحب کو نبی مان لیتا مرزا صاحب کی تمام تحریروں کو دیکھنے سے یہ عجیب بات

معلوم ہوتی ہے کہ مرزا صاحب کو جس مذہب اور جس قوم کے بھی سردار کا حال معلوم ہوا یہ جھٹ اسی کے مثل ہو جاتے ہیں اور الہام و رؤیا صادقہ بھی حاصل ہو جاتا ہے اور یہی الہام مرزا صاحب کی صداقت کی دلیل ہوتی ہے۔

مرزا صاحب اور نبیوں کی طرح ایک دفعہ نبی نہیں ہو گئے یہ پہلے ایک مولوی تھے پھر صوفی ہوئے پھر انبیاء کے مثل ہوئے پھر نبی ہوئے پھر محمد رسول اللہ ﷺ کے مثل ہوئے پھر سکندر ہوئے پھر کرشن ہوئے وغیرہ وغیرہ یہاں تک خدا نے ان سے فرمایا انت منی وانا منکم یعنی تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں۔

مرزا صاحب پر یہ بھی الہا، ہوا کہ تمام دنیا تیرے قدموں کے نیچے ہے مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ عیسی کے معجزات لہو ولعب تھے مگر میرے معجزات روحانی ہیں۔

مرزا صاحب کے زور کلام کا اس سے اندازہ ہوسکتا ہے۔ تریاق القلوب فرماتے ہیں:

منم مسیح زماں و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبی باشد

ازالہ اوہام میں ایک بڑی نظم لکھتے ہیں اس کا ایک شعر یہ ہے

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم
عیسی کجا ست تا بہ نہد پابہ منبرم

انہیں کی زبان سے یہ بھی سن لیجئے کہ کب تک ہمارے علماء نے ان کا تعرض نہ کیا اور آخر یہ کہاں تک اس سکوت کے زمانہ میں بڑھتے گئے وہ خود ازالہ اوہام صفحہ ۲۵۳۔۲۵۴ میں لکھتے ہیں:

> انصاف کی نظر سے دیکھنا چاہیے کہ کتاب براہین احمدیہ میں خدا تعالی نے اس عاجز کو آدم صفی اللہ کا مثیل قرار دیا اور کسی کو علماء میں سے اس بات پر ذرہ رنج دل میں نہیں گذرا اور پھر مثیل نوح قرار دیا اور کوئی رنجیدہ نہیں ہوا اور پھر مثیل یوسف قرار دیا اور کسی مولوی صاحب کو اس پر غصہ نہیں آیا اور مثیل حضرت داؤد بیان فرمایا اور کوئی علماء میں سے رنجیدہ خاطر نہیں ہوا اور پھر مثیل موسی کر کے بھی اس عاجز کو پکارا تو کوئی اور فقیہوں اور محدثوں میں مشتعل نہیں ہوا یہاں تک کہ پھر اللہ تعالی نے اس عاجز کو مثیل ابراہیم بھی کہا

تو کسی شخص نے ایک ذرہ بھی غیظ وغضب ظاہر نہیں کیا اور پھر مثیل ٹھہرانے کی یہاں تک نوبت پہنچی کہ بار بار احمد کے خطاب سے مخاطب کر کے ظلی طور پر مثیل سید الانبیاء وامام الاصفیاء حضرت مقدس محمد مصطفیٰ ﷺ قرار دیا تو کوئی ہمارے مفسروں اور حدثوں میں سے جوش وخروش میں نہیں آیا اور جب خدا نے اس عاجز کو عیسی یا مثیل عیسی کر کے پکارا تو سب کے شدت طیش وغضب کی وجہ سے چہرے سرخ ہو گئے اور سخت درجہ کا اشتعال پیدا ہو کر کسی نے اس عاجز کو کافر ٹھہرا دیا اور کسینے اس عاجز کا نام ملحد رکھا۔

معجزات کو مسمر یزم یا جادو کہنا معمولی بات ہے جس کی سمجھ میں معجزات کی حقیقت نہیں آتی وہ جادو ہی کہہ دیتا ہے یا آج کل کی اصطلاح میں عموماً معجزات کو مسمر یزم کہا کرتے ہیں مگر کبھی یہ نہیں سنا کہ کسی نبی نے بھی دوسرے نبی کے معجزے کو جادو کہہ دیئے ہوں یا قرآن کا ماننے والا کسی نبی کے معجزے کو مسمر یزم یا جادو کہتا ہو مرزا صاحب اس کی پہلی مثال ہیں جنہوں نے ایک طرف تو ملہم من اللہ نبی کرشن اور کیا کیا ہونے کے دعویدار ہیں اور دوسری طرف عیسی کے ایک بڑے معجزے جو مسمر یزم یا کاری گری کہتے ہیں قرآن پاک میں حضرت عیسی کا ایک معجزہ یوں مذکور ہے۔

انی قد جئتکم بآیة من ربکم، انی اخلق لکم من الطین کهیئة الطیر فانفخ فیه فیکون طیرا باذن الله (آل عمران:۴۹)

میں تمہارے خدا کی طرف سے ایک نشانی کے ساتھ تمہارے پاس آیا ہوں وہ یہ ہے کہ مٹی سے جانور کی شکل تمہارے لئے بناؤں پھر پھونکوں تو وہ اللہ کے حکم سے اڑنیوالا جانور ہو جائے۔

حضرت عیسی فرماتے ہیں کہ میں تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں مگر مرزا صاحب اس نشانی کی نسبت فرماتے ہیں کہ چونکہ ان کے باپ نجاری کا کام کرتے تھے اور بائیس برستک یہ بھی ان کے ساتھ رہے تھے اس واسطے کل ول بنانا سیکھ لیا ہو جس سے جانور بنا کر اڑا دیا ہو پھر فرماتے ہیں:

ماسوااس کے یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز طریق الترب یعنی مسمر یزی طریق سے بطور لہو ولعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکیں...

(ازالہ اوہام۔ص ۳۰۵)

اس بحث کو مرزا صاحب نے بہت طول دی ہے اور پھر اپنے الہام سے ...
دی ہے اور ثابت کیا ہے کہ یہ عمل الترب ہی تھا مگر غالباً مرزا صاحب کو چونکہ اپنے الہام پر وثوق نہیں ہے ورنہ بڑھئی والا قصہ نہ ذکر کرتے۔

مجھے سب سے زیادہ تو یہ تعجب ہے کہ خدا نے بھی لوگوں کو دھوکہ دیا جس نے معمولی طریق مسمر یزم کو ایک نشان اپنا بنایا اور عیسی پر اس سے زیادہ تعجب ہے کہ انہوں نے ایسے لہو ولعب کو اپنی نبوت کی دلیل میں پیش کیا اور بقرینہ غالب مرزا صاحب کو خود میری طرح تعجب ہے کیونکہ وہ اس مبحث میں آگے چل کر لکھتے ہیں:

مگر یاد رکھنا چاہیے کہ یہ عمل ایسا قدر کے لائق نہیں جیسا عوام الناس اسکو خیال کرتے ہیں اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالی کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان اعجوبہ نمائیوں میں حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا۔ (ازالہ اوہام).

مگر مرزا صاحب ذرا چوکے، ایسا خدا ان کی کیا مدد کرتا اور اس کے پاس تھا کیا جب ایک فعل کی تعریف کرتا ہے اور ایک نبی کا وہی معجزہ ہوسکتا ہے اور جس کو اپنی نشانیوں میں ذکر کرتا ہے جو خود مرزا صاحب کے نزدیک مکروہ ہے اور واقعی ہر سمجھدار جس کو مکروہ سمجھے گا بشرطیکہ وہ معجزہ عمل الترب یا بڑھئی کے کل و پرزہ سے بنا ہو...

اسی ضمن میں مرزا صاحب پر مجھے افسوس آتا ہے کہ ایسے شخص کو جو ایسے تماشے کیا کرتا تھا یا کچھ کل و پرزے بنانا جانتا تھا۔ لہو ولعب میں مشغول رہتا تھا جیسا کہ وہ ازالہ اوہام میں لکھتے ہیں:

سخت گو اور زبان دراز تھا

نبی کیوں مانتے ہیں اور ایسے شخص کے مثل ہونے پر انہیں کیوں فخر ہے۔

مجھے دافع البلاء کا یہ شعر یاد ہے:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

مگر جو مرقع حضرت مسیح کا مرزا صاحب نے کھینچ دیا ہے اس سے صرف اتنا ہی کافی نہیں ہوتا وہ صاف لفظوں میں ان کی نبوت سے انکار کیوں نہیں کرتے۔

جس رسول کی امت ہونے پر ہمیں فخر ہے اس کے اہل بیت پر جن کی عبادت ریاضت خدا ترسی مشہور عالم ہے ان کی شان مرزا صاحب قادیانی اپنے سے کیونکر گھٹاتے ہیں ذرا دیکھئے فرماتے ہیں:

انا قتیل الحب لا کن حسیناً
قتیل العدو ذا لفرق اجلی و اظہر

افسوس اعدائے امام سید الشہداء شہادت کے بعد بھی انہیں چین نہیں لینے دیتے اور صدیاں گذرنے کے بعد بھی ان پر منہ آتے ہیں۔

الغرض جو فائدہ مرزا صاحب نے اس آزادی سے لیا ہے جو گورنمنٹ نے مرحمت فرما رکھی ہے وہ بہت ہی قابل افسوس ہے۔ کہیں انبیاء پر حرف آتا ہے۔ کبھی مسلمانوں کے بزرگوں پر طعن کرنا، کبھی ہندوؤں کے دیوتاؤں کو گالی دینا۔ جسکو بڑا سنا اس سے خود کو بڑا ظاہر کر دینا، یہ کوئی اچھی حرکت نہیں ہے۔ مرزا صاحب کو تو اس میں لطف آ گیا ہے اور وہ سمجھنے ہی کیوں لگے مگر ذرا مرزا صاحب کے مقلدوں کو سوچنا چاہیے اور اس سے زیادہ میں کچھ کہنا نہیں چاہتا و اللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۲ مئی ۱۹۰۸ء ص ۵، ۷)

اونچی دکان کا پھیکا پکوان

یا چھپن ہزار حق مہر

(راقم: محمد ابراہیم وکیل اسلام لاہور)

تمام مخلوقات کی خدمت کا جو زبردست بوجھ علماء اسلام پر ہے وہ زیادہ سے زیادہ اتنا ہی ہے کہ خلق خدا کو نیک و بد کا تجربہ کرا دیا جائے تا کہ دنیا میں جہاں کہ سچے اور جھوٹوں کی کثرت و بہتات ہے خدا کے نیک بندوں کو نیکی کرنے میں کوئی دقت واقع نہ ہو اور ان کو کوئی رہزن چور گمراہ کر کے ان کی نیکی برباد کرا کر ان کے ذمہ گناہ لازمی کرا سے قدرتاً انسان اپنی زبان کو ذرا سی حرکت دے کر خدائی تک بڑھ مار دینے پر قادر

بنا دیا گیا ہے اور اسکے مقابلہ میں ایک نیک سیرت فرشتہ خصلت تک کو کسی کی دلی منشاء سے آگاہ ہونا قدرتاً ناممکن بنا دیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ غیروں کے شر سے بچنے کی خاطر خداوند تعالی نے پیغمبروں کو مبعوث فرمایا۔ اپنے احکامات نازل فرمائے۔ اور بعد از خدا و رسول پیغمبروں کی نیابت کا اعزاز عنایت فرمایا ہے۔ اس میں بھی شک نہیں کہ دنیا بھر میں جس قدر جھوٹے اور بٹ مار اور ٹھگ ہیں وہ سب کے سب تمام راست بازوں کو ہی الٹا ٹھگ اور دکاندار پکارتے رہتے ہیں تاکہ لوگ انہیں نیک سمجھ کر ان کی ٹھگی میں مبتلا ہو جاویں۔ اور اکثر لوگ محض اسی جال میں پھنس رہے ہیں۔ لہذا گو سارے زمانے کے ٹھگ الٹا ہمیں ہی ٹھگ قرار کیوں نہ دیں، مگر خلق خدا کو ایسے مکاروں کے پھندے سے نکالنے اور نہ پھنسے ہوئے لوگوں کو پھنسنے سے بچانے کی خاطر ہمارا یہ عین فرض ہے کہ پھیکے پکوان کی اونچی دکان کو ضرور انگشت نمائی کر کے لوگوں پر ظاہر کر دیں بے شک ہمارے ہر ناظرین کا یہ فرض ہے کہ اچھی طرح پہلے پرکھے کہ آیا ہمیں کوئی اس سے ذاتی غرض تو نہیں؟ ہم ایک تجربہ دکھلانا چاہتے ہیں نہ کہ کسی پہیلی کا معمہ کا پیش کرنا۔

خلاصہ یہ ہے کہ مرزائے قادیان جو اونچی دکان کے آج کل بنئے بنے ہوئے ہیں ذرا ان کے پھیکے پکوان کو حضور کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ یہ تو آپ کو اچھی طرح معلوم ہوگا کہ آپ نبوت کا دعوی بھی رکھتے ہیں اور اپنے مریدوں کی تعداد لاکھہا ہونے کی گپ بھی مار رہے ہیں ان کی صاحبزادی مبارکہ بیگم کی شادی صرف چھپن ہزار روپیہ حق مہر پر نواب محمد علی خان صاحب سے مرزا جی نے کی ہے!!

حق مہر کی رقم سے پیشتر آپ کی اصلی غرض اور بھی معلوم ہو جاوے گی کہ جب آپ کو یہ معلوم ہو جاوے گا کہ مرزا جی کہتے تھے کہ، میں بروزی محمد ہوں۔، اور اب ان کو اپنے الہام کی صداقت کے لئے ایک بروزی علی داماد بھی مل گیا ہے۔ جیسی روح تیسے فرشتے مثل مشہور ہے، ایسے ہی غلام احمد ہو کر جب احمد ہی بن گئے تو اب محمد علی کا فقط علی ہی بنا دینا کیا مرزا جی کے لئے کچھ مشکل بات ہے؟

جب کہ صریح مرزا جی کی دامادی کا فخر بھی ان کو حاصل ہو چکا ہے۔ چھپن ہزار مہر کی بھاری رقم والی سنت قادیانی نبی نے اس لئے نکالی ہے کہ آپ کی صاحبزادی

کی برابری کوئی مرید نہ کر سکے کیونکہ آپ ویسے نبی نہیں کہ جن کی سنت پر ہر کوئی بیچارہ مرید بھی عمل کر سکے۔ یہ مبارکہ بیگم بھی (خدا جھوٹ نہ بلوائے) انہی امان جان کے بطن مبارکہ سے ہیں کہ جس (فرضی مومنین کی) ام المومنین نے مرزا جی کی کل نبوتی جائداد کو بیس تیس سال کیلئے باقبضہ گروی لیا ہوا ہے گویا جس نے اپنے خاوند نبی اور اس کے چار لاکھ (فرضی) مومنین کی ناک کاٹ کر مرزا جی کو اپنی دکان بڑھانے کا چکر یا چلتر بنا دیا ہوا ہے۔

وہ اگلے زمانے کے ہی نبی تھے کہ جن کو بادشاہوں کی لڑکیاں شادی میں ملا کرتی تھیں یا جن کی لڑکیاں شریف غریبوں کونکو ہی دی جاتی تھیں۔ یہ تو انگریزی زمانہ کے اشتہاری نبی ہیں اور وہ بھی ایک چھوٹے سے گاؤں کے باشندے۔ ایسے طالب دنیا کی لڑکی تو بیشک ضرور ہی اگر بادشاہوں کی قبولیت کے لائق نہ بھی ہو تو بھی نوابوں سے کم رتبہ اشخاص کو تو ضرور ہی ملتی، تو کیا بلکہ بصد منت وزاری خود پاؤں پڑ کر بھی دے دینی چاہیے تاکہ ایسے طالب دنیا کو دنیا داروں کے دروازے پر جانے کا فخر تو حاصل ہو سکے۔ اور تاکہ امت کے لوگوں کو بھی امیروں اور دنیا داروں کی طرف ہی نگاہ رہے اور اونچی اونچی اتاریاں ہی جھانکا کریں۔

چھپن ہزار حق مہر کی رقم نے واقعی قادیانی مرزا جی کا جہاں محض دنیا کی ہوس میں غرقاب ہونا ظاہر کر دیا ہے وہاں اپنے بھوکے دماغ والے مریدوں میں اور نیز قادیان کے ضعیف العمر بانیا لوگوں کی نظروں میں بڑی وجاہت بھی پیدا کر لی ہے کیونکہ جب ان کو مرزا جی کی خود اپنی والدہ کا چند روپیہ حق مہر یاد آتا ہے جو کہ ان کی دو نانیوں اور دو دادیوں کے مہر سے بھی زیادہ تھا تو اب مرزا جی کی لڑکی کا ان سب کے مقابلہ پر چھپن ہزار حق مہر تک کی ترقی کو دیکھ کر جب زمانے کو اس قدر انقلاب میں پاتے ہیں تو دار الامان قادیان کے مرزائی لنگر کے سوکھے ٹکڑے چبانے والے بھوکے ندیدے مرید الامان الامان اور وہ ضعیف العمر جانئے رام رام پکار اٹھتے ہیں! سچ ہے نبوت ہو تو ایسی ہو، ترقی ہو تو ایسی ہو۔

اپنی صاحبزادی کا چھپن ہزار حق مہر کروانے سے کون شخص نہیں جانتا کہ مرزا جی کے دل میں دنیا داری کا کہاں تک امنگ ہے؟ یہ تو لینے کی باری ہی تھی جو ایسی رقم

خاص وحی نے مرزا جی کو یاد کرادی ورنہ جب مرزا جی کی اپنی شادی اسی لڑکی کی والدہ سے ہوئی تھی تو اس وقت کیوں لکھو کھہا حق مہر نہ لکھوایا؟ سچ ہے اس وقت تو اپنی لالچ تھی وحی کی کیا مجال تھی کہ نزدیک بھی آ سکتا۔

خیر جو کچھ ہوا سو ہوا، مگر نواب محمد علی خان صاحب کا اتنا بڑا نام سن کر شائد آپ سمجھتے ہوں گے کہ خدا جھوٹ نہ بلوائے یہ تو ضرور ریاست حیدر آباد دکن یا سندھ کے اگر نواب نہیں تو لاہور کے نواب تو ضرور ہی ہوں گے کیونکہ نواب محمد علی خان قزلباش تو لاہور ہی کے نواب ہیں۔ ظاہر ہے کہ چھپن ہزار روپیہ حق مہر تو ایسی ہی اسامیوں سے وصول ہوسکتا ہے مگر معززین رؤساء ایسے گنواروں کے ہاں تو جانے والے نہیں؟ تو پھر آخر مرزا جی کے داماد جو نواب ہیں وہ بھی تو کہیں کے نواب ضرور ہوں گے یا ویسے ہی اپنے خسر مرزا جی کے لئے (خسرا ناً مبیناً) الہامی ہی ہیں؟ نہیں صاحب نہ تو یہ کسی دنیاوی ریاست کے مالک ہیں اور نہ ہی جاگیردار ہیں اور نہ ان کی کوئی فوج ہے نہ لشکر توپ خانہ اور نہ خزانہ اور نہ ہی یہ سرکاری خطاب بلکہ ہم جھوٹ بھی کیوں کہیں آج تک تو مرزا صاحب نے کبھی اپنے جھوٹے الہامی اعزاز سے بھی ان کو ایسا سرفراز نہیں فرمایا تو پھر یہ کیسے نواب ہیں؟ بھائی یہ تو ریاست مالیر کوٹلہ ضلع لدھیانہ کے موجودہ نواب کے کسی رشتہ سے ماموں جان ہیں گو وہاں سے ان کو روزینے میں ایک پھوٹی کوڑی بھی نہیں ملتی۔ پس جب نواب صاحب کے ماموں جان ہوئے تو کھرے؟ خاصے نواب ہو گئے اور گو مدت سے مرزا جی کے دروازے پر سوالی پڑے اور لنگر خانے کے ٹکڑوں کا حلال جانتے تھے سو خدا سب کی مرادیں برلانے والا ہے۔ خیر ، تو کیا یہ چھپن ہزار مہر بھی ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟ میاں کیسے تم بھی عقل مند آدمی ہو چھپن ہزار روپیہ تو کیا بلکہ ان کو تو چھپن ہزار دفعہ کسی بے ایمان گنوار کے منہ پر تھوکنے کی بھی توفیق نہیں ہوئی چونکہ ان کا مطلب مرزا جی کی لڑکی سے شادی کرنے کا تھا سو جو مرزا جی نے کہا وہی انہوں نے اقبال کرلیا۔ اجی حضرات اگر یہ صرف اقبال ہی ہے تو مرزا جی کا اس سے کیا فائدہ؟ بھائی کہہ تو رہا ہوں کہ، اونچی دکان اور پھیکا پکوان، اگر نہ دیکھا ہو تو اب دیکھ لو۔ فقط مایہ کی محبت ہے اگر دست رسی نہیں تو نہ سہی گنوار بچوں کا کام ہی باتوں ہی باتوں میں ہر کوئی دل کو بہلا لیتا ہے اس سے ذرا مرزا جی کا نام

بس اخباروں میں روشن ہو گیا کھیل ہی سہی : نہ سہی وصل تو حسرت ہی سہی

ہمارے خیال میں مرزا جی کو چاہیے کہ ضرور اس چھپن ہزار کی رجسٹری کرا لیویں کیونکہ یہ امر ظاہر ہے کہ چھپن ہزار حق مہر والی شادی از روئے شرع و معمولِ دنیا اشرافت کے خلاف اور زبردستی کی دوستی لگانا ہے کیونکہ اس سے محض دلہا کا تعشق ثابت ہوتا ہے غرض مند دیوانہ ہوا ہی کرتا ہے بعد میں پچھتانا نہ پڑے اور عبداللہ آتھم کی پیش گوئی کی طرح ناحق کی دوبارہ رسوائی اٹھانی نہ پڑے۔ بھائی تم بھی عجیب آدمی ہو! پہلے ہی چار لاکھ مریدوں سے دس باراں سال میں دس ہزار کا مینار نہ بن سکا بلکہ دس ہزار تو کجا صرف پانچ ہزار کے عوض مرزا جی کی کل نبوتی جائداد خود مرزا جی کی جورو کے پاس گروی پڑی ہوئی باراں سال سے آج تک نہ چھوڑا سکے تو اب نئے سرے سے اتنی غیرت ان میں کہاں سے آئی کہ چھپن ہزار کی رجسٹری کے اسٹامپ وغیرہ کا خرچ مرزا جی کو مہیا کر دیں۔ آئے دن نئے نئے چندوں کی بھرمار سے زچ ہو کر اکثر مریدوں جی کو سلام کر کے اپنی راہ لی۔

مولوی صاحب یہ بات تو آپ نے عجیب ہی سنائی کہ مرزا جی کی جورو نے مرزا جی کی جائداد گروی رکھی ہوئی ہے۔ پھر تو لعنت ہے ایسی نبوت پر کہ جس کو جورو بھی نہ مانے اور دس ہزار لعنت ہے ایسے چار لاکھ مریدوں میں سے ہر ایک پر کہ جو اپنے نبی کے ساتھ صرف دو پائی کا بھی سلوک نہیں کر سکتے۔

اجی حضرت یہ دو پائی کی کیا کہی؟ بھائی یہ یوں کہی کہ اگر مرزا جی کے چار لاکھ کہنہ مرید ہیں اور ہر ایک مرید فقط خدا کے واسطے مرزا جی کو ایک اندھا محتاج سمجھ کر ان کی جھولی میں دو پائی ہی ڈال دیں تو مرزا جی کی گروی شدہ جائداد چھوٹ سکتی ہے واقعی مرزا صاحب بڑے ہی جھوٹے ہیں ان کے مرید اتنے ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتے؟ ورنہ ناممکن ہے کہ ایک مرید دو پائی کی بھی اپنے نبی کیخدمت نہ کرے لہذا مرزا جی فقط ، پھیکے پکوان کی اونچی دکان ہے۔، اور اگر ذرا بھی مرزا جی کے مذہب میں اشرافت و خلوص ہوتا تو وہ یہ لڑکی حکیم نورالدین، اپنے مخلص دوست ،کی نذر کرتے۔ اور اگر خاندان وقوم کا لحاظ بھی رائے کے دانے کے برابر ان میں ہوتا تو یہ لڑکی اڈیٹر رسالہ ریویو آف ریلی جنز کو دی جاتی۔ یا اگر مرزا جی کے مذہب و ایمان میں ذرا بھی غریب

نوازی کا لحاظ ہوتا تو یہ لڑکی ہمارے گلفام یعقوب علی اڈیٹر الحکم کا حق تھا اور اگر کسی ایسے خالص مرید کی حق الخدمت کی شکر گذاری کا ذرا بھی مرزا جی کی تعلیم میں اثر ہوتا تو جو پشاور سے لے کر گورداسپور کی عدالتوں میں (اپنے موکلوں کا حق مار کر) در بدر پھرتا رہا، تو یہ لڑکی جناب خواجہ کمال الدین وکیل کا حق تھا۔ مگر یہ سیانا کوا، تو گو سے بھی پرے جا گرا۔ سچ ہے ذات کی ٹیڑی اور چھپن ہزار حق مہر۔ افسوس عادت قدیمہ کے مطابق مرزا جی نے یہ بھی ایک خوانخواہ کا گناہ بے لذت کما کر اپنی نبوت کو کلنگ کا ٹیکہ لگوایا ہے مرزا صاحب کو واضح رہے کہ نواب محمد علی کا کوئی حق نہیں کہ اپنی اولاد کا حق کسی صورت سے مار کر (حسب عادت اپنے پیر مرزا جی کے) اپنی جدی جائیداد کو ایسے بے جا مصرف میں لاوے۔ ناظرین مرزا جی کی لالچ کو اس وقت اچھی طرح سے محسوس فرمائیں گے کہ جب ان کو معلوم ہو گیا کی مرزا جی کی نابالغہ دختر کی عمر ابھی چند سال ہے۔ اسلئے ابھی شادی کی رسم چند سال کے بعد وقوع میں آئے گی جب مطابق الہام مندرجہ تبصرہ کے یہ لڑکی اور اس کی والدہ مع دیگران کے مر چکی ہوگی۔ فلعنت الله علی القوم الفاسقین۔ (اہل حدیث ۲۹ مئی ۱۹۰۸ء مطابق ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ۔ ص ۸۔۹)

کذاب قادیانی کی اختلاف بیانی

عاشق تمہارے اور ہیں فرہاد و قیس اور
آخر کو کہنہ کہنہ ہیں اے جان، نئے نئے

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین اخبار اہل حدیث امرتسر بخوبی جانتے ہیں کہ ہمارے پنجابی نبی نے جب سے مسیحیت کا جامہ پہنا ہے آپ کا حضرت عیسیٰ کے حق میں گندی گالیاں دینے اور بدزبانی کرنے کا وطیرہ چلا آیا ہے چنانچہ حضرت موصوف کی شان والا مقام میں جس قدر گستاخی اور بے ادبی مرزا جی کر چکے ہیں اس میں سے مشتے نمونہ از خروار، یہ ہے جو ہم بحکم نقل کفر کفر نباشد حقیقت حال بیان کرنے کے لئے ذیل میں نقل کرتے

ہیں بغور سنئے مرزا جی فرماتے ہیں:

آپ (یعنی حضرت عیسی) کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے، ورنہ کوئی پرہیز گار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقعہ نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگاوے ،اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے، اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہوسکتا ہے۔ (ضمیمہ انجام آتھم)

مگر آپ لوگ حیرانی سے سنیں گے کہ انہی مرزا صاحب قادیانی پر آپ کے لاہور کے سفر میں جب ایک شخص نے آپ کے داڑھی منڈانے والے مریدوں کی نسبت سوال کیا ،تو آپ نے اپنے جواب کے ضمن میں حضرت عیسی کے اس فعل کو مستحسن بتلایا اور اسکی تصدیق وتعریف کی ۔ہم آپ کے الفاظ کو آپ کے مقرب چیلے بدر کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں وہ لکھتا ہے:

داڑھی منڈانے کا ذکر آیا (تو مرزا قادیانی نے) فرمایا لوگ کن بے ہودہ اعتراضوں میں پڑے ہیں۔ وہ ظاہر کو دیکھتے ہیں، ہماری نگاہ باطن پر ہے... جب انکار حد سے گذر جاتا ہے تو ایسے ہی اعتراض سوجھتے ہیں...حضرت عیسی پر ایک شخص نے، جو ان کا مرید بھی تھا، اعتراض کیا کہ آپ نے ایک فاحشہ سے عطر کیوں ملایا۔ انہوں نے کہا کہ دیکھ تو پانی سے میرے پاؤں دھوتا ہے اور یہ آنسوؤں سے۔ خدا کے نزدیک خلوص کی قدر ہوتی ہے اور میں سچ کہتا ہوں کہ آج کل کے جو فقیہ اور فریسی ہیں ان سے ایسی کنچنیاں پہلے بہشت میں جائیں گی (یہ بیان کر کے مرزا جی کہتے ہیں) درحقیقت انہوں نے اس زمانہ کے علماء کی حالت کے اعتبار سے ٹھیک کہا۔

(اخبار بدر قادیان۔۲۴ مئی ص ۱۹۰۴ء)

مرزا جی کی یہ اختلاف بیانی دیکھئے کہ کس فریبانہ چال پر مبنی ہے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس جگہ ایک فعل کو حد درجہ کا قبیح بتلا کر حضرت عیسیٰؑ جیسے پاک دل (وجیهاً فی الدنیا والآخرۃ) اور پاک نفس انسان کو چوہڑے چماروں سے بڑھ چڑھ کر

مغلظات اس لئے سنائیں کہ وہاں ان کی توہین منظور تھی ،اور یہاں اپنے داڑھی منڈے مریدوں کی تعریف کرنے میں چونکہ اسی عیسیٰؑ کے فعل سے استدلال کرنا منظور تھا اسلئے اس جگہ اسی فعل کی جسے پہلے حد درجے کا برا بھلا کہہ چکے ہیں تصدیق و تحسین کر دی اور ان کے معترضوں کو کوس دیا:

تذکرہ میری وفا کا ان کے ہاں آنے لگا
جذب دلداری اثر کچھ کچھ تو دکھلانے لگا

یہ ہیں آپ کے دجالی ہتھکنڈے جن کو اہل حدیث اور مرقع بیان کرنے سے نہیں رک سکتے کیونکہ یہی ظاہر کرنا ان دونوں کا فرض منصبی ہے اور یہی معنی ہیں و لو کان عند غیر اللہ لو جدوا فیہ اختلا فاً کثیراً کے،اور بس۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۹ مئی ۱۹۰۸ء ص ۱۰)

مرزا قادیانی کا انتقال

اگر بمرد عدو جائے شادمانی نیست
کہ زندگانیء ما نیز جاودانی نیست

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

شعر مذکور میں جو اخلاقی تعلیم دی گئی ہے وہ اس موقعہ کے لئے ہے جب کسی شخص کی دشمنی کسی سے ذاتی عناد اور شخصی بغض پر ہو،لیکن جس شخص سے عداوت کی بنا مذہبی اختلاف، یا اس کا دینی فساد ہو،اس کی نسبت خوشی کرنے سے قانون اور شریعت منع نہیں کرتی۔ اس لئے حدیث شریف میں آیا ہے کہ ابوجہل کے مرنے کے موقع پر حضور پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا تھا:

مات فرعون ھذہ الامۃ یعنی امت محمدیہ کا فرعون مر گیا۔

قرآن مجید میں کفار کی ہلاکت پر فرمایا گیا ہے:

فقطع دابر القوم الذین ظلموا فالحمد للہ رب العالمین۔

اس لحاظ سے آج کوئی شخص مرزا صاحب کے انتقال پر خوشی کرے، تو کوئی ایسا قابل ملامت نہیں ۔ مگر ہم کو مرزا صاحب کے انتقال پر اس لئے خوشی نہیں بلکہ ایک اور وجہ سے ہے کہ مرزا صاحب قادیانی نے خاص میرے متعلق ایک اشتہار دیا تھا جو مرزا صاحب اور مجھ ہی میں نہیں بلکہ مرزا صاحب کے تمام مشن کے فیصلے کے متعلق کافی ہے ۔ گو آج سے پہلے بھی ایک دفعہ اشتہار درج ہو چکا ہے مگر ناظرین کے استحضار کے لئے اسے آج بھی درج کیا جاتا ہے:

بسم اللّٰہ الرّحمن الرّحیم۔نحمدہ و نصلّی علی رسولہ الکریم۔
یستنبئونك احقّ ھو۔ قل ای و ربّی انّہ لحقّ۔

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علی من اتبع الھدی

مدت سے آپ کے پرچہ اہل حدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے پرچہ میں مردود دجال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں۔ اور دنیا میں میری نسبت یہ شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افترا ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لیے مامور ہوں اور آپ بہت سے افتراء میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے گالیوں اور تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں جن سے بڑھ کر کوئی مضر نہیں ہوسکتا۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات اپنے ہر پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے۔ اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہے تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ سنت اللہ کے موافق مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا

جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیش گوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے اپنے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم وخبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین۔ میں ان کے ہاتھوں سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گزر گئی وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کیلئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے۔ انہوں نے اپنی تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت لا تقف ما ليس لك به علم پر بھی عمل نہیں کیا۔ اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بدآدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہی تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے میرے

آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لیے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے مالک تو ایسا ہی کر۔

آمین ثم آمین۔ ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین۔ آمین۔

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

الراقم عبداللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ و اید۔

مرقومہ یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۵، اپریل ۱۹۰۷ء

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

اشتہار مرقوم کا مضمون کسی شرح یا حاشیہ کا محتاج نہیں، بلکہ اپنا مضمون آپ صاف بتلاتا ہے کہ مرزا صاحب اور ثناء اللہ میں سے جو پہلے مرے گا، وہ خدا کے نزدیک جھوٹا ہے۔

گو اس قاعدہ کو خاکسار نے تسلیم نہ کیا ہو، مگر مرزا صاحب پر تو اس اشتہار سے اقبالی ڈگری ہے۔ بلکہ ایجاد کردہ اصول ہے۔ پس اس اصول کو مدنظر رکھ کر ناظرین کو ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کا واقعہ سناتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت قادیانی جو حرم محترم (نصرت) کی علالت کی وجہ سے لاہور تبدیل آب و ہوا کے لئے گئے ہوئے تھے، ۲۶ مئی کو خود ہی علیل ہوکر چند گھنٹوں میں راہی ملک بقا ہوئے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے اسٹیشن لاہور پر حکیم نورالدین کو کہتے سنا کہ مرض اسہال سے مرے ہیں۔

۴ بجے صبح کے مرض لاحق ہوا۔ ٦ بجے زبان بند ہوگئی۔ دس بجے انتقال ہوگیا۔ معتقدین کی آنکھوں میں اندھیرا ہوگیا۔ اور مخالفین کو خوشی ہوئی کیوں نہ ہو، جب کہ

دنیا کا عام قاعدہ ہی یہ ہے جو عرب کے مشہور شاعر متنبیؔ نے کہا ہے:

بذا قضت الایام ما بین اھلھا

مصائب قوم عند قوم فوائد

یعنی دنیا میں دستور ہی چلا آیا ہے کہ ایک قوم کی مصیبت پر دوسری قوم کو فوائد ہوتے ہیں۔ افسوس کہ میں اس روز اعظم گڈھ سے امرتسر کو آتا ہوا ریل کے سفر میں تھا، ورنہ عجب نہیں کہ جس وقت جنازہ آپ کا اسٹیشن امرتسر پر آیا تھا، خاکسار بلند آواز سے کہتا کہ: عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

اور آپ کے خلیفہ راشد حکیم نور الدین صاحب کو مرزا جی کا اشتہار منقولہ بالا دکھا کر پوچھتا کہ مرزا صاحب نے جلدی کیوں کی۔ ابھی تو میں زندہ ہوں پھر وہ کیوں چل دیئے۔ ایسی بے وفائی بھی کیا؟ ایسے مسیح، ایسے مہدی، ایسے کرشن، ایسے ابن اللہ اور یہ بے مروتی؟ آہ

قتل عاشق کسی معشوق سے دور نہ تھا

پر ترے عہد سے پہلے تو یہ دستور نہ تھا

الحمد للہ کہ مرزا صاحب میرے مقابلہ پر اپنے کذب اپنے افتراء اپنے دجل غرض اپنے بہمہ صفات موصوف ہونے پر مہر کر گئے جس کی بابت میں ان کا مشکور ہوں اور اس احسان کے عوض میں ان کے لئے دعا کرتا ہوں

بخش دے اس بت سفاک کو اے داور حشر

خون خود مجھ میں نہ تھا خون کا دعوی کیسا

ہاں یاد آیا کہ مرزا صاحب کے انتقال کے وقت سے یہی نہیں کہ بموجب اشتہار مرقومہ آپ کے مشن اور آپ کی نبوت کو صدمہ پہنچا بلکہ کئی ایک اور اسباب بھی ایسے جمع ہو گئے ہیں جو فرداً فرداً قادیانی مشن کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔

منجملہ آسمانی منکوحہ کا نکاح ایک عظیم الشان امر ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ مرزا صاحب کی برادری میں ایک لڑکی تھی جس کا والد ہوشیار پور کا رہنے والا تھا۔ اسکے والد کو مرزا صاحب نے پیغام نکاح دیا، مگر بوجوہات مختلفہ وارثان معصومہ نے انکار کر دیا۔ اس پر مرزا صاحب نے ان کو دھمکایا کہ اگر تم نے اس لڑکی کو اور کسی جگہ بیاہ

دیا تو یہ بیوہ ہو کر بھی میرے پاس آئے گی۔ چنانچہ رسالہ کرامات الصادقین کے اخیر صفحہ پر لکھا:

قال و بموت بعلها و ابوها الہ ثلث سنہ من یوم النکاح
ثم نردها الیک بعد موتھما

میرے خدا نے مجھے بذریعہ الہام کہا ہے کہ اس عورت کا خاوند اور باپ یوم نکاح سے تین سال تک مر جائیں گے اور ان کے مرنے کے بعد اس عورت کو ہم تیری (مرزا کی) طرف پھیر لائیں گے۔

اس پیشین گوئی کے متعلق جب کبھی سوال ہوا تو یہی جواب ملا کہ میں کیا مر گیا ہوں۔ میری زندگی میں ضرور مسمات مذکورہ میرے نکاح میں آئے گی۔ مگر افسوس کہ آج اس امید کا بھی خاتمہ ہو گیا اور مرزا صاحب قادیانی یہ شعر پڑھتے ہوئے تشریف لے گئے

جدا ہوں یار سے ہم اور نہ ہوں رقیب جدا
ہے اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جدا

(ہفت روزہ اہل حدیث ۵ جون ۱۹۰۸ء۔ ۵ جمادی الاول ۱۳۲۶۔ ج ۵ نمبر ۳۱۔ ص ۱۔۲)

مرزائیو! جلدی توبہ کرو

مرزائے قادیانی فرعون بود ثانی
از فوت او مدامی شد پاک دار فانی
بد بخت بود ازلی با ایں ہمہ رعونت
زد خیمۂ شیطانی فی نار جاودانی

افسوس کہ مرزا صاحب کی شقاوت ازلی نے ان کو مثل شداد دار الامان میں مرنے بھی نہ دیا۔ مرزا صاحب کی پیشگوئیاں در بارہ اموات مخالفان کس کو یاد نہیں کہ ان کے پورا نہ ہونے کی صورت میں کس طرح لایعنی تاویلات سے تائید کرتے اور

خوشی سے جامہ میں پھولے نہ سماتے۔

بہر کیف ان کی بے وقت موت پر ہمیں رونا بھی آتا ہے اور ہنسی بھی۔ رونا تو تبصرہ کے نفس مضمون سے اور ہنسی اس بات سے کہ آپ کے دعاوی باطلہ سے کنارہ کشی ہوئی۔ اب مرزا کے جھوٹا ہونے میں کیا شک ہوسکتا ہے کہ خدا نے ابوحمید جیسے ناقص بندے کو جو دنیا میں کسی نیکی کا مدعی نہیں ان کے مرنے کی سچی خبر دے دی، ورنہ گذشتہ ۲۵ سال کے عرصہ میں کوئی نیک نہاد بھی اس بات کو زبان پر نہ لا سکا۔ یہ تائیدایزدی ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ زمانہ تاحال نزول مسیح اور حدیث مہدی سے مستغنی نہیں ہوا اور یول تو مرزا صاحب جیسے مہدی کاذب اور نبوت باطلہ کے مدعی کئی ایک سوڈان مصرامریکہ وغیرہ دنیا کے اکثر حصوں میں بموجب حدیث شریف.. چکے ہیں۔ پس مسلمانو! اس واقعہ چشم دید سے عبرت حاصل کرو اور اپنے عقاید درست کرو اور مرزائیوں کو پیام اجل آنے سے پہلے تائب ہونا چاہیے و ما علینا الاالبلاغ۔

ہاتف غیبی نے دی ہے مجھ آ کر یہ ندا
اب گرا ہے قعر دوزخ میں حریص میرزا

راقم: ابوحمید سابق چونڈہ حال ظفروال

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۵ جون ۱۹۰۸ء ص..)

انتخاب الاخبار

حجاز ریلوے کی نسبت سول اینڈ ملٹری گزٹ ۲۱ مئی لکھتا ہے کہ..

مدینہ میں تکمیل ریلوے لائن میں صرف ایک سو کلومیٹر کی مسافت باقی ہے جس پر دو کلومیٹر روزانہ کی اوسط سے مٹی کا کام مکمل کیا جا رہا ہے۔ مکہ اور اس کے نواح عرفات میں جہاں حجاج بعض مراسم ادا کرنے کی غرض سے جاتے ہیں تہری لائن بچھائے گی، تاکہ ریلوے ایام حج میں آسانی سے ہزاروں کو حجاج کو وہاں تک پہنچا سکے۔ تعمیر لائن کے متعلق بدوؤں کے کسی تازہ ہنگامہ کی خبر موصول نہیں ہوئی۔ نیم

سرکاری طور پر ظاہر کیا گیا ہے کہ سلطان المعظم اپنے عزیز لڑکے پرنس برہان الدین کو مدینہ منورہ تک ریلوے لائن کے مراسم افتتاح ادا کرنے کے لئے روانہ فرمائیں گے مراسم مذکور ۳۱ اگست ۱۹۰۸ء کو ادا ہوں گے۔ مدینہ منورہ سے مکہ معظّمہ تک مابین ۱۵۰ میل مسافت کی لائن غالباً ۱۹۰۹ء تک تیار ہو جائے گی یہ افواہ ہے کہ اس سیکشن (مدینہ تا مکہ) کی تکمیل پر لائن کا کام ختم نہیں ہوگا بلکہ جنوب میں صنعا وعدن تک اس کا سلسلہ بڑھا یا جائے گا لیکن سلسلہ مذکور سے پیشتر معان، مدینہ اور مکہ کی شاخیں عقبہ ینبوع اور عدن تک پہنچائی جائیں گی۔

مرزا قادیانی کی وفات پر امرت سر میں ایک جلسہ ہوا جس میں شیخ عبدالعزیز صاحب سوداگر بوٹ حکیم محمد الدین صاحب اور مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب نے تقریریں کیں مولانا ابوالوفا کی تقریر سب پر جامع تھی آپ نے مرزا کی گویا مختصر سی سوانح عمری بیان کر دی۔

ملا محمد بخش لاہوری لکھتے ہیں کہ مجھ کو مخالفت مرزا قادیانی کے لحاظ سے علماء لاہور نے... اسلام کا لقب دیا اور حافظ جماعت علی شاہ نے خلعت فاخرہ اور دو صد روپیہ اور ایک تمغہ انعام بھی دیا (مبارک ہو)

ہندوستان کے ہر قوم کے اخبارات مرزا قادیانی کی موت کے بعد اس پر نفرین کر رہے ہیں۔ افسوس مرزا صاحب کا آخری الہام بھی جھوٹا ہوا کہ تمام دنیا میں میری قبولیت ہوگی۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۵ جون ۱۹۰۸ء ص ۱۱)

مرزا قادیانی کی ہلاکت

اور سچے مومن کی فتح

(اڈیٹر اہل حدیث، نامہ نگاروں کی رائے کا ذمہ دار نہیں)

ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب پٹیالوی لکھتے ہیں:

میں خداوند عالم کی حمد کرتا ہوں جس نے اپنے فضل سے دجال قادیانی کے

مقابلہ پر خاص طور سے میری مدد فرمائی۔ مئی ۱۹۰۶ء میں اس نے مجھ کو فرمایا تھا:

دجالی فتنہ تیرے ہاتھ سے پاش پاش کرایا جائے گا۔

سو جیسا کہ اس نے فرمایا تھا، بعینہ ایسا ہی ہوا۔

الذکر الحکیم نمبر ۴، المسیح الدجال، اور کانا دجال، ایسے زبردست رسائل مرزا قادیانی کی تردید میں میری قلم سے شائع ہوئے کہ انہوں نے اس کے تمام قلعوں کو توڑ پھوڑ دیا۔ ۱۲۔ جولائی ۱۹۰۶ء کو اس نے مجھ پر ظاہر فرمایا کہ:

مرزا مسرف ہے کذاب ہے اور عیار ہے، صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا۔

اور اس کی میعاد تین سال تک بتلائی گئی ہے۔

پھر ۳۰۔ اکتوبر ۱۹۰۶ء کو خبر دی کہ مرزا پھیپھڑے کی مرض سے ہلاک ہو گیا۔

سو ایسا ہی ہوا۔ میعاد سہ سالہ کے اندر مرزا قادیانی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء میں پھیپھڑے کی مرض میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو گیا۔

یکم جولائی ۱۹۰۷ء کو اس علیم و قدیر اور سمیع و بصیر خدا کی طرف سے مجھ پر کلام نازل ہوا:

مرزا آج سے چودہ ماہ تک بسزائے موت ہاویہ میں گرایا جائے گا۔

چنانچہ اس میعاد کے اندر مرزا ہلاک ہو کر واصل جہنم ہوا۔

بے شک خدا قادر مطلق مجیب الدعوات حی القیوم اور سمیع بصیر ہے کیونکہ جب مرزا نے اپنے شیطانی یا بناوٹی الہامات میرے مقابلہ پر مئی ۱۹۰۶ء میں الفاظ ذیل میں شائع کیے:

فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے، خدا نے تجھے عذاب دردناک میں پکڑ لیا۔ خدا تیرے واسطے سلامتی نہیں چاہتا۔ صبر کر خدا تیرے دشمن کو ہلاک کرے گا۔

ان تمام شیطانی یا جھوٹی دھمکیوں کے خلاف اللہ تعالی نے میری پکار کو سنا، اور مجھے تسلی بخش الفاظ میں جواب دیا انك لمن المرسلين، دجالی فتنہ میرے

ہاتھ سے پاش پاش ہوگا اور میں مسیح ہوں ۔، خداوند عالم میرا حافظ ہے ۔،

مرزا کی نسبت الہام ہوا:

شیطان شیطان شیطان ، الطاغوت ۔،

مرزا کو ایک سیاہ سانپ کی صورت میں دکھلایا گیا جس کو میں نے مارا اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔،

مگر یہ تب بھی بولتا اور پھنکارتا ہے ۔

والدہ مبارک احمد (یعنی ڈاکٹر عبدالحکیم کی اہلیہ) کو کالا سانپ دکھلایا گیا جسکو اس نے کاٹا اور ہنڈیا میں بھونا مگر جب وہ کاٹا گیا ،تب بھی بولتا اور پھنکارتا رہا۔اور جب بھونا گیا تب بھی بولتا اور پھنکارتا رہا۔

چنانچہ میری تحریروں اور تقریروں اور پیش گوئیوں نے اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور بھون دیا ،مگر وہ بولنے اور پھنکانے سے باز نہیں آیا۔آخر دم تک یہی کہتا رہا کہ میرا دشمن میرے سامنے ہلاک ہو جائے گا اسکا نشان مٹ جائے گا خدا مجھے فتح دے گا۔

۱۴۔اپریل ۱۹۰۷ء کو مجھے خواب میں بتلایا گیا کہ مرزا اپنی کمر مٹکا کر مجھے کہتا ہے کہ سیر کا پتھر من کے پتھر کو توڑنا چاہتا ہے ۔اس کے مقابلہ پر میں نے کہا کہ یہ وہی پتھر ہے جسے معماروں نے رد کیا ،کونے کا سرا ہوا۔

مرزا پیشگوئیوں کی میعاد سے پہلے کیوں فوت ہوا؟

اس کی وجہ مرزا کی مسلسل شوخی اور کذابی ہوئی جو وہ میرے الہامات حقہ اور نشانات قاہرہ کے خلاف کرتا رہا۔اس نے اخبارات میں یہاں تک شائع کیا کہ حضرت محمد وموسیٰ وعیسیٰ وغیرہ انبیاء کی پیشگوئیاں غلط ثابت ہوئیں اور ان پر زنا وخیانت وغیرہ کے الزامات لگائے گئے ایسا ہی میرا حال ہے۔

بینات قرآنی اور احادیث صحیحہ سے اس کا صریح ارتداد اور کفر ثابت کیا گیا۔مگر وہ تائب نہ ہوا۔خود اُس کو خدا کی طرف سے تنبیہات ہوئیں مگر اُس نے کچھ پرواہ نہ کی۔ چنانچہ ۱۲/جولائی ۱۹۰۶ء والی پیشگوئی میں نے شائع کی

اور الذکر الحکیم نمبر ۴ - اور المسیح الدجال میں نے اس کے پاس بھیجی مگر تکبر اور خود پرستی کے نشہ میں اُس نے مطلق غور نہ کیا۔ بلکہ ۱۶/اگست ۱۹۰۶ء کو میرے مقابلہ پر کمال بے باکی کے ساتھ مباہلہ کا اشتہار شائع کر دیا جس میں اُس نے ظاہر کیا کہ

''عبدالحکیم میرے سامنے مر جائیگا اور اگر ایسا نہ ہو، تو میں کذاب، مفتری، دجال، بدمعاش، ملعون اور تمام بدمعاشوں سے بدتر ٹھہرونگا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اُس کی زبان پر الفاظ ذیل جاری کرائے

''اے عبدالحکیم خدا تعالیٰ تجھے ہر ایک ضرر سے بچاوے۔ اندھا ہونے سے، مفلوج ہونے سے اور مجذوم ہونے سے۔'' (دیکھو بدر ۱۱/اکتوبر ۱۹۰۶ء)

پھر اس کو الہامات ہوئے:

اے سیف تو اپنا رخ پھیر لے۔ کمترین کا بیڑا غرق ہو گیا۔''

(اخبار الحکم قادیان ۱۷/نومبر ۱۹۰۶ء)

''مت ایها الخوان۔ مر اے بڑی خیانت کرنے والے۔'' دو پل ٹوٹ گئے۔'' (اخبار بدر قادیان ۱۳/فروری ۱۹۰۷ء)

چونکہ مرزا المسیح الدجال تھا یعنی مسیحیت اور دجالیت کا مرکب، اس لئے اس کو بعض اوقات منذر الہامات سچ بھی ہو جایا کرتے تھے۔ چنانچہ یہ منذر الہامات سچ ثابت ہوئے۔ مگر مرزا ان سے بالکل متنبہ نہ ہوا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی شوخیوں اور نافرمانیوں کی سزا میں سہ سالہ میعاد میں جو ۱۱/جولائی ۱۹۰۹ء کو پوری ہونی تھی۔ دس مہینے اور گیارہ دن کم دیئے اور مجھے یکم جولائی ۱۹۰۷ء کو الہاماً فرمایا:

مرزا آج سے چودہ ماہ تک بسزائے موت ہاویہ میں گرایا جاوے گا۔''

یہ الہام کثرت سے اس کے اخبارات میں شایع ہوا۔ اور ۱۶/ستمبر ۱۹۰۷ء کو اس کا بیٹا مبارک احمد میری پیشگوئیوں کے مطابق فوت ہوا۔ خود اس کو تنبیہ ہوئی ''ان خبر رسول الله واقع'' (بدر ۲۲/اگست ۱۹۰۷ء) مگر اُس نے متنبہ ہونے کی بجائے نہایت گستاخی، عیاری اور کذابی کے ساتھ تبصرہ

شائع کردیا جس میں اس نے ظاہر کیا کہ جو دشمن میری موت جولائی سے ۱۴ ماہ تک بتلاتا ہے وہ خود ہلاک ہوجائے گا۔اس کا نشان مٹ جائے گا۔اس کا نمود نہ رہے گا۔اصحاب فیل کی طرح وہ خود تباہ ہوگا۔خدا میری عمر بڑھا دیگا۔ مبارک احمد کی بجائے مجھے ویسا ہی اورلڑکا دیگا وغیرہ وغیرہ اس کو پڑھ کر اور مرزائیوں کا طغیان دیکھ کر خود بخود میرے منہ سے یہ دعا نکلی کہ اے خدا اس ظالم کو غارت کر اے خدا اس بدمعاش کو غارت کر۔اس لئے خدا کا غضب مرزا پر بھڑکا اور اس میعاد میں سے بھی ۲۷ دن کم کیئے جا کر ۲۱ ساون سمت ۱۹۶۵ مطابق ۴؍اگست ۱۹۰۸ء تک میعاد مقرر فرمائی اور مجھ کو فرمایا کہ ''مرزا کی جڑ بنیاد اکھڑ جائیگی۔'' وہ تباہ ہوجائیگا۔'' اس کو بھی تم کدہ کے الہام سے متنبہ کیا گیا اور منذر الہام ہوا۔'' مباش ایمن از بازئی روزگار۔

(بدر ۳۰؍اپریل ۱۹۰۸ء)

میں نے ۸ مئی ۱۹۰۸ء کو اس کی تنبیہ کے واسطے ۲۱ ساون والا الہام پیسہ، وطن، واہلحدیث وغیرہ اخبارات میں شائع کردیا۔اور رجسٹری کرا کر اُس کے نام بھیجا۔اور یہ بھی لکھا۔کہ اگر وہ توبہ کے ساتھ گریہ وزاری کرے تو اس کو سہ سالا پیشگوئی کے مطابق ۱۱ جولائی ۱۹۰۹ء تک مہلت مل سکتی ہے۔اس کو میری پیشگوئی کے مطابق پھیپھڑہ کا مرض بھی ہوا۔اور داہنا ہاتھ بھی بے حس وحرکت ہوا جیسا کہ میں ۲۵؍اپریل ۱۹۰۷ء کو مولوی نورالدین صاحب کے نام الہاماً لکھ چکا تھا۔مگر وہ بدستور سرکش اور شوخ بنا رہا۔اس کے کفریہ کلمات اخبارات میں شائع ہوتے رہے اور مرزائی بدستور مرتد اور سرکش بنے رہے۔ اس لئے میں نے پھر وہی الہامی الفاظ پڑھے۔اور مجھے ۲۴؍مئی ۱۹۰۸ء کو اس کی موت لومڑ کی شکل میں دکھائی گئی۔'' پھر دو چیلوں کی موت جو میری ضربات سے مرے اور جن کو میں نے اپنے پاؤں کے نیچے کچلا۔'' اس کی اطلاع میں نے اپنے احباب کو زبانی اور نیز بذریعہ خطوط کردی تھی۔سو الحمد للہ کہ یہ کالا ناک شیطان، لومڑ، دجال، کذاب، عیار، ملعون ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء کو بسزائے موت داخل جہنم ہوگیا۔اور دنیا کو اس کے مکاید اور دھمکیوں سے

نجات مل گئی۔ اور خاتم النبیین محمد مصطفیٰ ﷺ کی وہ پیشگوئی پوری ہوگئی جو ابوداؤد میں موجود ہے کہ المسیح الدجال ایک مردمومن کے ساتھ مارا جائیگا۔ جو حسب ذیل ہے:

لاتزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق ظاهرین علی من ناداهم حتی یقاتل اٰخرهم المسیح الدجال۔

راقم (ڈاکٹر) عبدالحکیم خان ایم بی۔ اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اپنے ادارتی نوٹ میں لکھتے ہیں:

اس میں شک نہیں کہ مرزا نے ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب کے حق میں بھی بُری طرح ہلاکت کی پیشگوئی کی تھی چنانچہ اشتہار (تبصرہ) مجریہ ۵نومبر ۱۹۰۷ء میں ڈاکٹر صاحب کی طرف اشارہ کرکے لکھا ہے کہ:

”دشمن جو میری موت چاہتا ہے وہ خود میری آنکھوں کے روبرو اصحاب الفیل کی طرح نابود اور تباہ ہوگا

خدا ایک قہری تجلی کرے گا اور وہ جو جھوٹ اور شوخی سے باز نہیں آتے اُن کی ذلت اور تباہی ظاہر کرے گا۔“

ڈاکٹر صاحب کی پیشگوئی میعاد چودہ ماہ کی تردید میں مرزا صاحب قادیانی نے اسی اشتہار میں لکھا ہے:

”(خدا نے مجھے فرمایا) میں تیری عمر کو بڑھاؤنگا یعنی دشمن جو کہتا ہے کہ صرف جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیشگوئی کرتے ہیں ان سب کو میں جھوٹا کرونگا اور تیری عمر بڑھادونگا، تامعلوم ہوا کہ میں خدا ہوں اور ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے۔“

اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کی پیشگوئی چودہ ماہیہ جو ستمبر ۱۹۰۸ء کو ختم ہونے والی تھی مرزا کی عمر اس سے زیادہ ہوگی یعنی وہ ستمبر ۱۹۰۸ء کے اندر اندر کسی طرح نہیں مرسکتے تھے۔ حالانکہ مرے تو ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو جو چودہ ماہ سے

تین ماہ قبل ہے۔ یہاں تک تو ڈاکٹر صاحب کی پیشگوئی کمال صفائی رکھتی ہے مگر ہم خدا لگتی کہنے سے نہیں رُک سکتے کہ ڈاکٹر صاحب اگر اسی پر بس کرتے یعنی چودہ ماہہ پیشگوئی کر کے مرزا کی موت کی تاریخ مقرر نہ کردیتے جیسا کہ انہوں نے کیا۔ چنانچہ ۱۵رمئی کے اہلحدیث میں ان کے الہامات درج ہیں کہ ۲۱ ساون یعنی ۴راگست کو مرزا مریگا تو آج وہ اعتراض نہوتا جو معزز ایڈیٹر پیسہ اخبار نے ۲۷ کے روزانہ پیسہ اخبار میں کیا ہے کہ "۲۱ ساون کو کی بجائے ۲۱ ساون تک ہوتا تو خوب ہوتا۔ غرض سابقہ پیشگوئی سہ سالا اور چودہ ماہہ کو اُسی اجمال پر چھوڑے رہتے اور اُن کے بعد میعاد کے اندر تاریخ کا تقرر نہ کردیتے تو آج یہ اعتراض پیدا نہوتا۔

ہاں اس میں شک نہیں کہ مرزا اپنے اقرار کے مطابق آپ کے مقابلہ پر بھی ویسا ہی ماخوذ ہے جیسا کہ میرے مقابل پر۔ کیوں کہ اُس نے جیسی میری نسبت اپنی زندگی میں موت کی دعا اور پیشگوئی کی تھی ایسی آپ کی نسبت بھی کی تھی۔ گو میری نسبت صاف اور واضح تر الفاظ میں فیصلہ چاہا تھا اور یہ بھی لکھا تھا کہ اگر میں (مرزا) مولوی ثناء اللہ کی زندگی میں مرجاؤں تو مجھ کو کذاب، مفتری، مفسد، اور دجال سمجھو۔ غرض یہ کہ مرزا صاحب نے جو ہم دونوں اور دیگر ہمارے ہم خیال احباب کیلئے چاہا تھا وہ خود اُسی کے لئے پیش آیا۔ کیا سچ ہے

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۲ جون ۱۹۰۸ء۔ ۱۲ جمادی الاول ۱۳۲۶ھ جلد ۵ نمبر ۳۲ ص: ۶-۷)

خط بنام حکیم نورالدین خلیفہ مرزا

(از مولوی ابوالمسیح احمدالدین صاحب سیالکوٹی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

میرے قدیم مکرم و معظم مولوی نورالدین صاحب بعد ما وجب۔

مرزا صاحب کی وفات پر از آفات ومَمات مملو از حسرات پر میرے سامنے آپ کا بت کھڑا ہوگیا اُس وقت جو مکالمہ ہوا وہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے اور آپ سے استفسار کیا جاتا ہے کہ آیا واقعی اُس بت نے جو جواب دیئے وہ آپ کے ہی ہیں یا نہیں۔قبل اس کے کہ میں مکالمہ بیان کروں اپنا نام و پتہ بتانا اور اُس خواب کا جو آپ نے بمقام جموں میرے پاس بیان کیا تھا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ میرا نام احمد دین ہے۔کنیت میری ابوالمسیح ہے۔ سیالکوٹ کا رہنے والا ہوں۔ صدر کچہری ضلع سیالکوٹ میں ایک ملتخواان ہوں بس اتنا ہی پتہ کافی ہے۔ ہاں جب مسیح (اللھم اعذنا شرہ) پیدا ہوا تھا یعنی مدعی مسیحیت بنا تھا اُس وقت بھی میں نے سخت مخالفت کی تھی اور آپ سے خط وکتابت ہوئی تھی اب پھر جب وہ مرگیا ہے تو پھر آپ ہی سے اُس کے متعلق کارسپانڈنس شروع کی جاتا ہے للعك تزكى او تذكر فتنفعك الذكرى آپ کا خواب یہ تھا:

''میں دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں کی جماعت ایک صاف سیدھی سڑک کے اوپر جارہی ہے میں بھی اُس جماعت کے ساتھ ہوں اور سڑک پر آرام وسلامتی سے جارہا ہوں میں نے اپنے دائیں بائیں طرف جو نظر اٹھائیں تو کیا دیکھتا ہوں کہ جنگل بیاباں اور لق دق سنسان میدان پڑا ہے میں نے ارادہ کیا کہ اس ویرانہ کی سیر بھی کروں چنانچہ اُس سیدھی سڑک سے نیچے اتر کر میں ویرانہ میں چلا گیا مگر اپنی نظر بار بار اُس صراط مستقیم پر چلنے والے قافلہ کی طرف ڈالتا ہوں جب ذری دور فاصلہ پر چلا جاتا ہوں تو پھر جھٹ سے قافلہ سے آملتا ہوں۔ جنگل کی سیر بھی کرتا جاتا ہوں اور دل میں یہ خطرہ بھی ہے کہ خدانخواستہ کہیں قافلہ سے بالکل الگ نہ ہوجاؤں اور جنگلی درندے نہ پھاڑ کھائیں۔غرض کہ جب میں دیکھتا ہوں کہ اب قافلہ سے بہت پیچھے رہ گیا ہوں اور خطرناک حالت ہوچلی ہے تو اُس دم جنگل کا راستہ چھوڑ کر ہمہ تن اس طرف مصروف ہوجاتا ہوں کہ قافلہ کو جا پکڑوں چنانچہ میں بفضلہٖ تعالیٰ اس قافلہ کے ساتھ جا ملتا ہوں اسی طرح کرتا چلا جاتا ہوں کبھی جنگل میں نکل جاتا ہوں اور کبھی پھر قافلہ کو آملتا ہوں غرض اسی تگاپو میں تھا کہ جاگ اٹھا۔''

یہ ہے آپ کا خواب جس کے الفاظ خاص خاص تو آپ کے ہیں اور باقی میری بہرحال مطلب وہی ہے جو آپ نے بیان کیا تھا۔ میں نے آپ سے اس خواب

کی تعبیر پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ میں فرقہ اہل السنۃ کے ساتھ ہی انشاء اللہ تعالیٰ جنت میں جاؤنگا۔ گو کبھی کبھی اہل السنۃ کی راہ چھوڑ کر دل سے نہیں بلکہ صرف ظاہری طور پر۔ اہل ضلالت کا راستہ بھی اختیار کر لیتا ہوں بہرحال نتیجہ نیک ہے کیوں کہ نیت صحیح ہے۔

میں نے اُسی دم آپ سے کہا تھا کہ مولانا صاحب ممکن ہے کہ آپ عین اُس حالت میں جب جنگل میں سیر کر رہے ہوں آپ کو کوئی درندہ اچانک قابو کر لیوے اور آپ اُسی جنگل میں ہلاک ہو جاویں اور قافلہ آپ کی کچھ بھی مدد نہ کر سکے۔ بہتر یہ ہے کہ آپ اپنے اُس خواب سے یہ سبق حاصل کریں کہ آپ جنگل کی سیر کا خیال تک نہ کریں اور ہر دم صراط مستقیم پر چلنے والے قافلہ کے ساتھ ساتھ رہیں۔

بہرحال میں آپ کی خواب کے نتیجہ کی انتظار میں تھا کہ آپ بفضلہٖ تعالیٰ اس مسیح کاذب (جو بلاشک وشبہ وادی ضلالت کا رہبر کامل تھا) کے جنگل اور اُس جنگل کے سبز باغ کو دیکھ دیکھ کر حیران نہ ہوں گے بلکہ اپنی خواب کے موافق اُسکی تبعیت چھوڑ کر اہل السنہ کی شمولیت کو اپنا فرض عین سمجھیں گے مگر افسوس ''مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی'' میں نے آپ کی خواب کا دوسرا پہلو اختیار کیا اور سمجھ بیٹھا کہ بس آپ گئے اور سیدھی سڑک پر اب آنے کی توفیق آپ کو نہ ملے گی۔ الحمد للہ کہ مسیح کاذب ٹھیک سنۃ اللہ کے مطابق اپنی جھوٹی پیشگوئیاں بدستور سابق ادھوری نامکمل اور جھوٹی کی جھوٹی چھوڑ کر مرگ مفاجات اور اپنی منہ مانگی بیماری ہیضہ سے بھجوائے آیت لایستطیعون توصیۃ ولا الی اھلھم یرجعون مرگیا اور ان دنیوی فانی آرام وآسائش کو چھوڑ کر عذاب خلد وآلام جاودانی کا شکار ہو گیا۔ آپ میرے پرانے مہربان اور سچ پوچھو تو میں واقعی دل سے آپ کا خیرخواہ ہوں گو آپ کی نجات سے مایوس ہو گیا تھا مگر اب پھر امید بندھ گئی ہے کیوں کہ آپ کے بت نے مجھ سے گفتگو کر کے میری مایوسی دور کر دی ہے۔

مکالمہ یہ ہے:

احمد: ارے بت تو مجھے بتا تو سہی کہ احمد بیگ کی دختر مرزا صاحب کے نکاح میں کسی حالت میں بھی نہیں آئی۔ مرزا جھوٹا ہے یا سچا۔

بت: میں ملہم نہیں ہوں الہام کے الفاظ کے معنی ملہم ہی بتا سکتا ہے۔

احمد: ملہم درگور ہے۔ اب ہم تو اُس سے پوچھ نہیں سکتے۔ یہ تو نکیرین کا کام ہے۔

بت: مگر الہام میں صاف درج ہے کہ ہم نے اُس عورت کے ساتھ تیرا نکاح کر دیا اور ظاہر ہے کہ یہ نکاح آسمان پر ہوا تھا نہ کہ زمین پر۔ ملہم نے جدلی کر کے اس نکاح آسمانی کو نکاح زمینی سمجھ لیا

حالانکہ آسمانی نکاح ہے۔ پس دنیا میں اگر نکاح نہ بھی ہوا تو پھر کیا ہوا۔

احمد: مرزا صاحب تو اسی دھن میں مر گئے کہ مرنے سے پیشتر کبھی نہ کبھی میرے ساتھ نکاح ہوگا۔ کیا کبھی بھی اُس کے ملہم نے اُسے یہ تنبیہ نہ کی کہ خبردار آسمانی نکاح کو زمینی نکاح مت سمجھو۔ زمینی نکاح تو کسی دوسرے شخص سے ہوگا۔ ہاں آسمان پر فرشتوں میں یہ تیری ہی زوجہ کہلاتی ہے۔

بت: یہ مرزا صاحب کی غلطی تھی۔ ہاں ایک اور مطلب بھی ہوسکتا ہے یعنی یہ کہ ہم لوگ جو مرزا صاحب کے تابع ہیں مرزا صاحب کے ناتمام کام کو تمام کریں گے۔

احمد: تو کیا تم مرزا صاحب کی آسمانی زوجہ کو جو تمہارے قول کے مطابق ام المرزائین ہے نکاح میں لانا چاہتے ہو۔

بت: ہاں انشاء اللہ تعالیٰ یہ کوئی عیب کی بات نہیں کیوں کہ فی الحقیقت فرشتوں میں وہ زوجہ مرزا صاحب ہے نہ کہ انسانوں میں۔

احمد: خیر کچھ ہی ہو ارے بت یہ تو بتا کہ یہ پیشگوئی جسے دنیا میں ہی پوری کرنے کے درپے رہتا تھا پوری ہوئی یا جھوٹی ثابت ہوئی۔

بت: مرزا صاحب کے اپنے خیال ووہم واعتقاد کے مطابق تو واقعی جھوٹی نکلی ہے مگر جو معنی میں نے وضع کئے ہیں ان کے مطابق تو پیشگوئی ابھی پوری ہونے والی ہے گو مرزا صاحب کے بعد پوری ہو۔

احمد: اے بت اب تو توبہ کر تیرا کام یہ نہیں ہے کہ تو مرزا صاحب کی اپنی متعقد فیہ پیشگوئی کو توڑ پھوڑ کر کچھ اور کا اور بنا ڈالے۔ خدا کا خوف اور شرم اور انصاف کہاں ہے

بت: میری توبہ۔ خدا سے ڈر کر میں کہتا ہوں کہ مرزا جھوٹا تھا مرزا جھوٹا نکلا ہے۔

احمد: وہ پانچواں پسر کہاں ہے جس کی پیشگوئی مرزا صاحب نے بڑی زور سے کی ہوئی ہے۔

بت: پانچواں چھوڑ کر اُس کا چوتھا پسر بھی مر گیا۔ زیادہ کیا کہوں۔ یہ بھی جھوٹی پیشگوئی

نکلی مرزا نے ہمارا منہ کالا کر دیا ہے۔

احمد: ارے بت ہیضہ کی بیماری سے کون مرا کس کی زندگی میں مرا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری یا مرزا صاحب۔

بت: اجی اب تو کچھ کہنے کی حاجت نہیں ہے۔ مرزا ہی اپنے اعتقاد کے موافق صادق کی زندگی میں صادق کے سامنے ہیضہ کی بیماری سے مر گیا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب ہی صادق نکلے مرزا صاحب.... نکلے۔

احمد: ڈاکٹر عبدالحکیم کی پیشگوئی کی مخالفت میں مرزا صاحب پیشگوئی کی کہ خدا اپنی خدائی ظاہر کرے گا اس طرح پر کہ اُس نے میری عمر زیادہ کر دی ہے اور ڈاکٹر کی پیشگوئی کی میعاد گذار کر وہ مجھے ماریگا اور ڈاکٹر ہی کو میرے روبرو زندگی میں ذلیل وخوار کر کے ہلاک کرے گا ارے بت اب کیا ہوا۔

بت: مرزا ہی جھوٹا نکلا اب آپ مجھے چھوڑ دیں۔ ہماری کمیٹی ہونے والی ہے دیکھیں وہ ان پیشگوئیوں کی کیا تاویل کرتے ہیں۔ جو میرے دل نے فیصلہ کیا ہے وہ تو یہی ہے۔ ہاں کمیٹی کی تاویل بھی دیکھنی ضروری ہے اُس کے فیصلہ کے بعد پھر آپ سے ملاقات ہوگی۔ فقط (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۲ جون ۱۹۰۸ء ص:۷-۹)

❁ مرزا صاحب قادیانی کے انتقال پر مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب کو ہر طرف سے مبارک بادی کے خطوط آ رہے ہیں۔

مرزا قادیانی کے انتقال کے بعد تمام مرزائی جہاں جہاں ہیں اداس اور خاموش نظر آتے ہیں مگر ڈھٹائی سے تائب نہیں ہوتی، امرتسر میں چند مرزائی تائب ہوئے ہیں۔

بعض احباب دریافت کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی کا مولوی صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ کس مرزائی اخبار میں درج ہوا۔ ایسے احباب الحکم ۱۷۔ اپریل ۱۹۰۷ء اور بدر ۱۸۔ اپریل ۱۹۰۷ء ملاحظہ فرمائیں۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۲ جون ۱۹۰۸ء ص ۱۱)

سرسید احمد خان اور مرزا قادیان

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

علی گڈھ گزٹ مورخہ ۳ جون ۱۹۰۸ء میں مرزا صاحب قادیانی کی موت کی خبر لکھتے ہوئے حلیم سلیم اڈیٹر نے اپنے حلم کے دباؤ میں آ کر بہت سی باتیں مرزا صاحب کی تعریف میں ایسی لکھی ہیں جو تمام امت ہی کے خلاف نہیں بلکہ علی گڈھ کے باوا آدم سرسید احمد خان کے بھی خلاف ہیں۔ اڈیٹر صاحب لکھتے ہیں کہ:

اس میں شبہ نہیں کہ مرزا صاحب نے مذہب اسلام کی حمایت میں نہایت سرگرمی دکھائی ہے آپ کی طرز تحریر نہایت پرزور اور جذبیلی ہوتی تھی۔

سرسید احمد خان نے مرزا قادیانی کی تصنیفات کی نسبت جو ریویو کیا تھا وہ بہت مختصر تھا مگر معانی کے لحاظ سے بہت جامع۔ لطف یہ ہے کہ اس ریویو کو مرزا صاحب نے اپنے دافع الوساوس میں خود نقل کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

> چھ ماہ کا عرصہ ہوا کہ سید احمد صاحب نے ایک ایک دوست کے نام جو سیالکوٹ میں رہتے ہیں اس عاجز کی تالیفات کی نسبت لکھا تھا کہ، ایک ذرہ کسی کو فائدہ نہیں پہنچا سکتیں یعنی بکلی صداقت سے خالی ہیں۔ نہ صرف اسی قدر بلکہ مجھے یاد پڑتا ہے کہ ایک دفعہ سید صاحب نے ایک اخبار میں چھپوا بھی دیا تھا کہ کسی سے الہامی پیش گوئیوں کا ظہور میں آنا یا مکاشفات و مخاطبات الہیہ سے مشرف ہونا ایک ممکن امر ہے اور اگر کوئی ایسا دعوی کرے تو وہ مجانین میں سے ہے۔ (دافع الوساوس۔ص ۲۳)

افسوس ہے کہ ہم سرسید کی اس رائے سے متفق نہیں کہ مرزا صاحب کی تصنیفات مفید نہیں بلکہ ہماری رائے یہ ہے کہ مرزا کی تصنیفات اسلام کو سخت مضر ہیں، کیونکہ مرزا کی تحریرات متعلقہ مشن خود سے قطع نظر متعلقہ اسلام کا بھی یہی خلاصہ ہے کہ اسلام میں ایسا کمال ہے کہ اس کی اتباع سے میرے جیسے با کمال آدمی پیدا ہو سکتے ہیں

۔بغور دیکھا جائے تو یہی ایک فقرہ ایسا ہے کہ مخالفین اسلام کو جو مرزا کی کیفیت سے آگاہ ہیں اسلام سے سخت روکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے اور وہ کہہ اٹھتے ہیں کہ:

ترا دیدہ و یوسف را شنیدہ
شنیدہ کے بود مانند دیدہ

ہم اس جگہ ایک واقعہ پیش کرتے ہیں تاکہ ہمارے مکرم دوست اڈیٹر موصوف اپنی اس غلطی کو واپس لیں جو انہوں نے مرزا کی تصنیفات کی نسبت رائے دینے میں کی ہے۔ہم اپنے دوست سے مکرر التماس کرتے ہیں کہ وہ مندرجہ ذیل حوالہ کو بغور پڑھیں پھر ہم کو بتلاویں کہ کیا ایسے شخص کی تصنیفات مفید اسلام ہوسکتی ہیں۔حوالہ مذکور یہ ہے ۔حکیم نورالدین رأس المجانین اپنے رسالہ نورالدین میں لکھتے ہیں:

ایک نہایت لطیف اور ضروری نکتہ

میں نے اس مضمون کو قبل از نماز عشاء حضرت امام ہمام خلیفۃ اللہ مسیح موعود کی خدمت میں پیش کیا آپ نے فرمایا ان اعتراضوں کی اصل ہے معجزات اور خوارق کا انکار۔ یہ لوگ اسی ایک مد میں ان ہزاروں معجزات کو شامل کرتے ہیں جو ہمارے نبی ﷺ سے ظہور میں آئے اور یہ لوگ اوران کے دل و ماغ کے نیچری بھی بدقسمتی سے اسی قسم کے اعتراضوں یا وسوسوں میں مبتلا ہیں اور جہاں کسی معجزہ کا ذکر ہوا سے ہنسی اور ٹھٹھے میں اڑا دیا اس وقت مناسب یہ ہے کہ ان تمام سوالات کا ایک ہی جواب بڑی قوت اور تحدی سے دیا جاوے کہ جسقدر معجزات اور خوارق انبیاء علیہم السلام کے اور ہمارے نبی کریم ﷺ کے قرآن میں مذکور ہیں ان سب کے صدق اور حقیقت کو ثابت کرنے کے لئے آج اس زمانہ میں ایک شخص موجود ہے جس کا یہ دعوی ہے کہ اسے وہ تمام طاقتیں کامل طور پر خدا تعالی کی طرف سے عطا ہوئی ہیں جو انبیاء علیہم السلام کو ملی تھیں جو عجائبات خدا تعالی نے حضرت ابراہیم اور موسی کے ہاتھ پر منکروں کو دکھلائے، وہی عجائبات زندہ اور قادر خدا آج اس کے ہاتھوں پر دکھانے کو موجود اور تیار ہے کوئی ہے جو آزمائش

کے لئے قدم اٹھائے۔ (رسالہ نورالدین)

شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

ناظرین! بغور دیکھئے کہ مرزا صاحب نے اس کلام میں اسلامی حمایت کن لفظوں میں کی ہے تمام مدار بحث صرف اپنا وجود بے جود قرار دیا ہے کہ تمام انبیاء کی طاقتوں کا مجموعہ مجھے دیکھ لو اور آپ خیریت سے جو کچھ تھے، وہ سب کو معلوم ہے۔ تمام عمر آپ کی اعجاز نمائی میں گذری۔ یہاں تک کہ آپ کی موت بھی اعجازی ہوئی۔ سبحان اللہ: ہر کہ شک آرد کافر گردد

ہم اس مضمون کے ذرہ دل چسپ بنانے کے لئے ایک اور حوالہ نقل کرتے ہیں جس میں مرزا صاحب قادیانی نے خاص سر سید احمد خان کو دعوت دی ہوئی ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

جب کہ یہ حال ہے کہ عقل بجائے خود کوئی چیز نہیں بلکہ ثابت شدہ صداقتوں کے ذریعہ سے قدر و منزلت پیدا کرتی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ وحی سماوی ایک ثابت شدہ صداقت ہے جو اپنے اندر اعجازی قوت رکھتی ہے اور علوم غیبیہ پر مشتمل ہوتی ہے اور ہم اس دعویٰ کے ثابت کرنے کے ذمہ وار ہیں پھر آزمائش کے لئے متوجہ نہ ہونا کیا ان لوگوں کا شیوہ ہوسکتا ہے جو حقیقی صداقتوں کے بھوکے اور پیاسے ہیں۔

اگر آپ ایک صادق دل سے میری طرف متوجہ ہوں تو میں خدا تعالی سے توفیق پا کر عہد کرتا ہوں کہ آپ کو مطمئن کرنے کے لئے اس قادر مطلق سے مدد چاہونگا اور میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ میری فریاد سنے گا اور آپ کو ان غلطیوں سے نجات دے گا جن کی وجہ سے نہ صرف آپ بلکہ ایک گروہ کثیر گرداب شبہات میں مبتلا نظر آتا ہے... اگر آپ تھوڑی سی زحمت اٹھا کر اور بزرگواری کے حجابوں سے الگ ہو کر چند ہفتہ اس عاجز کی صحبت میں رہیں تو میں امید رکھتا ہوں کہ آپ کے بہت سے امور ما فوق العقل بڑی آسانی سے آپ کو معقول اور ممکن دکھائی دیں۔ گو آپ اپنے خیال میں فلسفہ اور سائنس کا نچوڑ اپنے دماغ میں جمع رکھتے ہیں اور نیچر کے تمام درجے طے

کر کے نئی روشنی سے منور ہو چکے ہیں لیکن عزیز من (سرسید احمد خان کو عزیز لکھتے ہیں، کیسی تعلیٰ دکھائی ہے۔ اڈیٹر اہل حدیث) ناراض نہ ہوں آسمانی روشنی شئے دیگر ہے اور مغربی علوم کی روشنی دیگر۔ اگر آپکو اس روشنی کی تاریکیوں اور مضرتوں کی کچھ خبر ہوتی تو آپ اسلام کی امیت کو اس نابکار... روشنی پر ہزار مرتبہ ترجیح دیتے اور دین العجائز اختیار کر کے اور اس زمانہ کے دجالی فتنوں سے ڈر کر اور ایمانی امور پر صبر کی خواہش کر کے ہمیشہ تضرع سے یہ دعا کیا کرتے کہ ربنا افرغ علینا صبراً و توفنا مسلمین۔

(دافع الوساوس۔ص ۲۴۲۔۲۴۳)

معزز اڈیٹر صاحب بغور ملاحظہ فرمایئے کہ مرزا صاحب قادیانی، اسلامی صداقت کے ثبوت میں کیا طریق اختیار کرتے ہیں۔

ہم کوئی خدالگتی پوچھے، تو ہم انصاف سے کہیں گے، یہ نہیں کہ آج کہیں گے، بلکہ آج سے مدت پہلے ہم اس رائے کا اظہار کر چکے ہیں کہ قطع نظر اختلاف رائے کے (جو کہ ان دونوں حضرات مرزا قادیانی اور سرسید احمد میں ہے) فن تصنیف میں ہم سرسید احمد کو ایک ثقہ اور معتبر مصنف جانتے ہیں اور مرزا جی کو پرلے درجے کا خائن اور سارق سمجھتے ہیں، کیونکہ سرسید احمد اپنی رائے کچھ ہی رکھتے ہوں، مگر مخالف کے کلام کو جس کا جواب دینا ان کو ضروری ہوتا تھا، اسی کے الفاظ میں پورے کا پورا نقل کر کے کتاب اور صفحہ کا نشان بتلاتے تھے۔ مگر قادیانی صاحب ہیں کہ ایسا کرنے کو گویا جرم جانتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قادیانی حضرات کی تصنیفات سے کوئی شخص مخالف سے مناظرہ کرنے پر قدرت نہیں کرسکتا۔ جس کسی نے ہمارے اس دعوی کا ثبوت ہم سے لینا ہو وہ مرقع قادیانی بابت ماہ اگست ۱۹۰۷ء ملاحظہ کرے۔ مختصر یہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی سے (قطع نظر آپ کی الہامی مشن کے) ایک مصنف کی حیثیت سے بھی اسلام کو کچھ فائدہ نہیں پہنچا مناظرہ میں کوئی نیا اصول آپ نے ایجاد نہیں کیا جو کارآمد ہو بخلاف اس کے ہم ثبوت دینے کو تیار ہیں کہ ہمارے ایجاد کردہ اصولوں سے انہوں نے کہیں کہیں بطور سرقہ کے کام لیا ہے

غرض کہ مرزا صاحب قادیانی کی وہی مثال ہے جو قرآن شریف میں ہے:

یدعوا لمن ضرّہ اقرب من نّفعہ۔ لبئس المولی و لبئس

العشیر (الحج:۱۳)

مرزائی دوستو! ہماری اس تلخ رائے سے تم خفا نہ ہونا کیونکہ ہمارا اور مرزا صاحب کا برابر کا جوڑ تھا۔ ہم خود ان کی جدائی میں مغموم ہیں، تم نے اگر خفگی کا اظہار کیا تو یاد رکھنا:

شیشہء مئے کی طرح اے ساقی
چھیڑیو مت کہ بھرے بیٹھے ہیں

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹ جون ۱۹۰۸ء مطابق ۱۹ جمادی الاول ۱۳۲۶ھ جلد ۵ نمبر ۳۳۔ص ۱۔۳)

بے حیائی آسرا تیرا

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری ؒ لکھتے ہیں:

مرزا قادیانی اپنی دعا سے مر گیا۔ خدا کی شان تمام عمر میں اسکی یہ ایک ہی دعا قبول ہوئی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ مرزا اور مولوی ثناء اللہ میں سے جو خدا کے نزدیک جھوٹا ہے، وہ سچے کی زندگی میں مر جائے۔ چنانچہ خود بدولت ۲۶ مئی (۱۹۰۸ء) کو اس دار فانی سے تشریف لے گئے۔ چونکہ اس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ مرزائی، مرزا جی کے دعاوی کو جھوٹا سمجھ کر تائب ہو جاتے، شاید ان کو یہ منظور نہیں اس لئے (بقول خود) مرزا جی کی جوتیوں کے غلام اڈیٹر بدر نے ایک نوٹ لکھا ہے جو ناظرین کی خدمت میں پیش ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

> یاد رہے کہ جہاں کہیں حضرت (مرزا قادیانی) نے ایسا لفظ لکھا ہے کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو میں ہلاک ہو جاؤنگا، یا کسی مخالف زندگی میں ہلاک ہو جاؤنگا، سو آپ کی اس قدر کامیابی کے ساتھ زندگی کا پورا ہونا، اور آپ کے بعد آپ کے قائم کردہ سلسلہ کا پوری قوت اور طاقت کے ساتھ قائم رہنا، اس امر کی دلیل ہے کہ آپ ہلاک یا فنا نہیں ہوئے۔ ہاں آپ فوت ہوئے، اور آپ کی رفع اللہ تعالی کی طرف ہوئی۔ جیسا کہ پہلے سے پیش گوئی میں درج تھا۔

ہاں ہلاکت کی مثال آپ کے مخالفین نے دکھائی۔ جیسا کہ چراغ دین جمونی، جو مسیح بنتا تھا مگر آج کوئی اس کا نام نہیں لیتا۔ یا بابو الٰہی بخش، جو موسیٰ بنتا تھا مگر آج کوئی نہیں جانتا کہ وہ کون تھا۔ اور ڈاکٹر ڈوئی، جس کے ہزاروں مرید تھے اور جس کے پاس کروڑوں روپیہ تھا، حضرت کی پیش گوئی سے (سچے ہو تو اس پیش گوئی کا حوالہ دو ورنہ جھوٹے کی سزا لعنت سے ڈرو۔ اڈیٹر اہل حدیث) ایسا فنا ہوا کہ اسکا نام و نشان مٹ گیا۔ اور یہی ہلاکت ناکامی اور نامرادی انشاء اللہ تعالیٰ ان مخالفین پر وارد ہوگی جو اب تک مسیلمہ کذاب کی طرح زندہ ہیں کہ وہ ہلاک ہوں گے اور ان کا کوئی نام لینے والا باقی نہ رہے گا۔

(اخبار بدر۔ قادیان ۲۔ جون ۱۹۰۸ء)

اڈیٹر بدر نے اس تحریر سے مرزا صاحب قادیانی کی نبوت پر اور پانی پھیرا، کیوں کہ آپ کے نزدیک ہلاکت یعنی کمال موت یہ ہے کہ اس کا مذہب اور مشن سب برباد ہو جائیں، حالانکہ مرزا صاحب ہمیشہ اپنے دشمنوں کی ہلاکت کرتے تھے۔ سب سے پہلے سوامی دیانند بانی آریہ سماج کو ہلاک شدہ لکھا کرتے تھے۔ اس سے بعد پنڈت لیکھ رام آریہ کی ہلاکت پر تو آپ کو بڑا ناز تھا۔ مگر افسوس کہ آج معلوم ہوا کہ مرزا صاحب کا ناز بالکل بیجا تھا۔ نہ دیانند ہلاک ہوا، نہ لیکھ رام مرا، کیونکہ ان کا مشن برابر زندہ بلکہ ترقی پر ہے۔ سوامی کا نام زندہ رکھنے کے لئے ایک سول کالج اور پریس ہندوستان میں موجود ہیں۔ علی ہذا القیاس لیکھ رام کا مشن بھی زندہ رکھنے کو کل آریہ سماج خصوصاً رسالہ آریہ مسافر اور اخبار مسافر ہیں جن کو ان کے رویہ سے دیکھا جائے تو گمان پڑتا ہے کہ شاید بقاعدہ تناسخ پنڈت مذکور کی روح اس میں حلول کر آئی ہے۔

اس کے علاوہ حضرت مولانا شمس العلماء سید محمد نذیر حسین قدس اللہ سرہ اور مولانا رشید احمد مرحوم مغفور کی موت کو مرزا صاحب اپنی مخالفت کا نتیجہ بتلاتے تھے۔ اڈیٹر مذکور نے ثابت کر دیا کہ مرزا صاحب کا یہ دعویٰ بھی از قسم ہذیانات ہی تھا کیونکہ ان دونوں بزرگوں کا مشن آج تک زندہ ہے اور انشاء اللہ زندہ رہے گا۔ انہی دونوں بزرگوں سے بالواسطہ ایک مستفیض (خاکسار ثناء اللہ) کے سامنے مرزا جی اور مرزائیوں کو آج یہ دن دیکھنا نصیب ہوا کہ عام شہرہ ہے: خس کم جہاں پاک

ہم حیران ہیں کہ ان لوگوں کے علم وعقل پر تو زوال آیا ہی تھا حیا پر بھی آ گیا ۔ او ظالمو! تمہیں شرم نہیں آتی کہ دنیا کے کروڑ ہا مخالفوں میں سے جب کوئی مرتا تھا تو تمہارا دجال اکبر جھٹ سے کہا کرتا تھا کہ میری مخالفت اور مباہلہ سے مرا ہے۔ آج یہ کیا آفت تم پر آئی ہے کہ تم کو لینے کے دینے پڑ گئے ۔ جس اصول سے تمہارا دجال اکبر کام لیتا تھا آج اسی اصول سے تمہارے مخالف کیوں کام نہ لیں۔ ہوش کرو خدا سے ڈرو۔ آخر کب تک اس دنیا میں رہو گے۔ کب تک مرزا کے لنگر کی روٹیوں پر گذارہ کرو گے۔ اور اگر خدا پر تم لوگوں کو ایمان نہیں تو مہذبانہ طور پر مخلوقات ہی سے حیا کرو۔ مرنے والا تو مر گیا، اب تمہارے باتیں بنانے سے کیا ہو گا۔ یہ تو تم جانتے ہو کہ تم مرنے والے سے باتیں بنانے میں بڑھ چڑھ کر نہیں ہو، پھر جب اخبار اہل حدیث نے خدا کے فضل سے اس کا ناطقہ بند کر دیا تھا کہ وہ اپنے اشتہار مباہلہ ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء میں چیخ اٹھا تھا کہ اہل حدیث نے میری عمارت کو ہلا دیا ہے، تو تم بھلا کس شمار و قطار میں ہو۔ اسلئے ہوش سے بات کیا کرو، اور پہلے دل میں یہ سمجھ لیا کرو کہ اہل حدیث کا اڈیٹر جس کے حق میں تمہارے گرو مہاراج نے موت کی بددعا کی تھی وہ بفضلہٖ تعالیٰ زندہ ہے۔

سنبھل کے رکھیئو قدم دشت خار میں مجنون
کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹ جون ۱۹۰۸ء ص ۳)

پیراں نمے پرند مریداں ہمے پرانند

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مرزا قادیانی کے مرنے پر بہت سے لوگوں کو الہامی بننے کا شوق ہوا، حالانکہ اس کی موت سے عبرت حاصل ہونی چاہیے تھی۔ مگر خدا کی شان، ہماری ہر ادا نرالی ہے ۔ اڈیٹر (اخبار) اہل فقہ (امرتسر) نے سوچا کہ ہم کیوں پیچھے رہیں۔ انہوں نے اپنے پیر مرشد حافظ جماعت علی شاہ سیالکوٹی کا الہام شائع کر دیا کہ حضرت شاہ زبدۃ العارفین

نے اپنے وعظ میں مرزا قادیانی کی نسبت ان الفاظ میں پیش گوئی کی تھی کہ مرزا قادیانی بہت جلد عذاب کی موت سے مرے گا۔ (۲۹ مئی ۱۹۰۸ء)

کیا کہنے ہیں ایسے الہاموں کے۔ دیکھئے کیسے صاف لفظوں میں الہام ہوا کہ بہت جلد مرے گا۔ بغور دیکھا جائے تو یہ الہام بھی قادیانی مشین ہی سے نکلا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ ہم حیران ہیں اور اس حیرانی کو ظاہر کرنے کے لئے ہمیں لفظ نہیں ملتے کہ ان لوگوں نے الہاموں کو کیا سمجھ رکھا ہے۔ ہر ایک شخص ادنی اعلی اپنی تمنا اور حدیث نفس کو الہام ہی سے ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ شاباش ہے کہ مریدوں کو تو ایسے الہاموں کو بھی ماننے کے لئے تیار ہیں جن کی نظیر یہی ہے کہ:

بہت جلد مر جائے گا۔

ہم سے پوچھیں تو ہم ان کو نیک مشورہ دیں کہ یوں کہہ دیا کریں کہ:

یہ کام ایام ہفتہ کے اندر اندر ہو جائے گا۔

اور اس سے بھی واضح کہنا ہو تو یوں کہہ دیا کریں کہ:

یہ کام دن کو یا رات کو ضرور ہو جائے گا۔

اگر وہ ایسا کریں گے تو اغلب گمان ہے پبلک کی طرف سے ان لفظوں میں ان کی قدر ہوگی کہ:

ایں کرامت ولی ما چہ عجب
گربہ شاشید گفت باراں شد

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹ جون ۱۹۰۸ء ص ۴)

موت کے بعد مرزا کا اپنے حق میں تحریری فیصلہ

(راقم: منشی اللہ دتا مختار چک نمبر ۳۰ نہر گوگیرہ ضلع گجرانوالہ)

تمام اہل اسلام اور دیگر اہل مذاہب کی خدمت میں عرض ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریر ذیل کو غور سے پڑھیں اور پھر جملہ مریدان مرزا غلام احمد قادیانی کو

بھی اطلاع کر دیں کہ وہ بھی مرزا صاحب کی اس تحریری وصیت کو پڑھ سن کر فوراً اس پر عمل کریں اور ضد و تعصب دل سے نکال کر حق کی طرف رجوع کریں۔

دیکھو اخبار البدر ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء صفحہ ۴ میں۔ ھو ھذا:

جب میں نے دعوت شروع کی تو میں اکیلا تھا اور اب تین لاکھ سے زیادہ میرے ساتھ جماعت ہے اور میرے لئے نشان ظاہر ہوئے وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں اور کوئی مہینہ بغیر نشانوں کے نہیں گذرتا مگر باوجود ان تمام علامتوں کے طالب حق کے لئے میں یہ بات پیش کرتا ہوں کہ میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہی ہے کہ میں عیسی پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلاؤں اور آنحضرت ﷺ کی جلالت اور عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کروں پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتی اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود و مہدی موعود کو کرنا چاہیے تھا تو پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔ فقط غلام احمد

حکیم نور الدین صاحب کی خدمت میں چند سوال:

۱۔ درحقیقت مرزا صاحب کے تین لاکھ سے زیادہ مریدوں کی فہرست آپ نام بنام پیش کر سکتے ہیں؟

۲۔ تین لاکھ نشانات کی بجائے آپ ایک لاکھ نشان کی فہرست دکھا سکتے ہیں (ہم تو ایک پر بھی قناعت کر سکتے ہیں کوئی دکھاوے بھی۔ اڈیٹر اہل حدیث)

۳۔ میں آپ سے حلفاً دریافت کرتا ہوں کہ عیسی پرستی کا ستون مرزا صاحب کی زندگی میں ٹوٹ گیا اور بجائے تثلیث کے توحید پھیل گئی؟

۴۔ علت غائی ظہور میں آ گئی؟

۵۔ جو کام مسیح موعود اور مہدی معہود کو کرنا چاہیے تھا وہ مرزا صاحب کر گئے۔

۶۔ کیا مرزا صاحب کا یہ تحریر کرنا کہ اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو پھر سب لوگ گواہ

رہیں میں جھوٹا ہوں، سچ ہے؟ (بے شک سچ ہے۔اڈیٹر اہل حدیث)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹ جون ۱۹۰۸ء ص ۴-۵)

ڈاکٹر عبدالحکیم اور مرزا قادیان

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیان کے اخبار الحکم کا اڈیٹر ابو الحکم ۱۴ جون ۱۹۰۸ء کے پرچے میں لکھتا ہے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب کی پیش گوئی ۴۔ اگست کو مرنے والی کی تکذیب چونکہ پیسہ اخبار اور اہل حدیث ... نے کر دی ہے اس لئے یہ دونوں جھوٹے ہیں، پس پہلے وہ آپس میں فیصلہ کریں۔مگر اسے معلوم نہیں کہ ہماری کوئی نزاع ہی نہیں جس کا ہم فیصلہ کریں ہم دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب کے متعلق مرزا کا الہام تھا کہ ڈاکٹر صاحب مرزا کی زندگی میں ضرور مریں گے، اور میری نسبت تو یہاں تک تھا کہ میری (یعنی مرزا قادیانی کی) زندگی میں ثناء اللہ کو طاعون و ہیضہ وغیرہ نہ ہوا تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔ پس ہم دونوں ان دونوں پیش گوئیوں کے مطابق مرزا کو جھوٹا کہہ کر اس کی دجالی ذریت کا سر کچلنے پر متفق ہیں باقی رہی ڈاکٹر صاحب کی ۴۔ اگست والی پیش گوئی وہ اگر نہ ہوئی تو اس پر کوئی امر موقوف ہی نہیں جب کہ دجال اکبر کا اپنا منہ مانگا فیصلہ موجود ہے تو کسی اور کی کیا ضرورت ہے۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

دجاجلہ کی تحریرات ختم ہونے پر سب کا ایک ساتھ جواب دیا جائے گا۔ پس وہ جو کچھ کہنا چاہتے ہیں کہہ لیں۔ اتنا یاد رکھیں کہ دجال اکبر سے زیادہ نہ کہہ سکیں گے۔

اطلاع: ڈاکٹر صاحب کی تصحیح الہام آئندہ ہفتہ درج ہوگی انشاء اللہ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۶ جون ۱۹۰۸ء ص ۷)

خلیفہ قادیانی جواب دے

اخبار وطن میں ایک چٹھی چھپی ہے جو درج ذیل ہے:

ایک احمدی کا لطیف خط بخدمت جناب اڈیٹر صاحب اخبار وطن لاہور۔ تسلیم۔
بعض مخالفین جماعت احمدیہ اپنی کوتاہ نظری سے یہ اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود مہدی معہود کی بہت سی پیش گوئیاں پوری ہونے سے رہ گئیں مگر یہ صرف جماعت احمدیہ کے نور ایمان کے امتحان کے لئے ایسا ہوا ہے کہ بعض پیش گوئیاں پوری نہیں ہوئیں اور اب حضرت خلیفۃ المسیح کے ہاتھ سے پوری ہوں گی مثلاً منارہ کی تعمیر براہین احمدیہ کی تکمیل وغیرہ وغیرہ۔ البتہ دو تین پیش گوئیوں کے پورا ہونے سے بحسب ظاہر کسی قدر اشکال معلوم ہوتا ہے منجملہ اس کے زلزلۃ الساعہ کی پیش گوئی ہے مگر ان معترضین کم فہم کو سمجھ لینا چاہیے کہ حضرت اقدس کا درحقیقت انتقال نہیں ہوا اور جب یہ زلزلہ آئے گا جس کی خبر دی گئی ہے تو قبر شریف میں حضرت اقدس کو اس کا کامل احساس ہوگا۔ دوسری اہم پیش گوئی مرزا احمد بیگ کی بیٹی کے نکاح کے متعلق ہے اور غالباً یہ پیش گوئی بھی اس طرح پوری ہو جائے گی کہ حضرت حکیم الملہ خلیفۃ المسیح مولوی نورالدین اس سے نکاح فرمائیں گے اور بفحوائے احکام سنت حضرت ام المومنین بعد انقضائے مدت عدت حضرت حکیم الملۃ خلیفۃ المسیح کے نکاح میں آجائیں گی اور غلام حلیم ان کے بطن سے پیدا ہوگا۔ اس طریق پر انشاء اللہ یہ پیش گوئی بھی پوری ہو کر رہے گی پھر مخالفین جو خدا کی باتوں سے ٹھٹھا اور تمسخر کرتے ہیں پشیمان اور نادم ہوں گے اور ان کو خدا کی قدرت کا دوسرا ہاتھ نظر آئے گا جس کی بابت حضرت مسیح موعود نے الوصیت میں مفصل ذکر کیا ہے۔

عبداللہ احمدی از پٹیالہ دروازہ شیرانوالہ

اڈیٹر اہل حدیث: خلیفہ صاحب قادیانی سے استفسار ہے کہ کیا یہ تجویز صحیح ہے یعنی واقعی ایسا کرنے کا آپ لوگوں کا ارادہ ہے امید ہے کہ بہت جلد جواب سے

اطلاع دیں گے

(اہل حدیث ۲۶ جون ۱۹۰۸ء مطابق ۲۶ جمادی الاول ۱۳۲۶ھ۔ص۹)

ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کی تصحیح

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب پٹیالوی اپنے الہام متعلقہ موت مرزا غلام احمد قادیانی، مورخہ ۴۔اگست والے کی تصحیح لکھتے ہیں:

ایک غلطی کی اصلاح

بخدمت مولوی ابوالوفا ثناء اللہ صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

۱۶ فروری ۱۹۰۸ء کو جو مجھے الہام ہوا تھا اسکے الفاظ یہ تھے۔ ۲۱ ساون ۱۹۶۵ (۴۔اگست) تک مرزا ہلاک ہوجائے گا۔

اسی طرح پر یہ الہام موٹی قلم سے میرے رجسٹر الہامات میں درج ہے۔ اور اسی طرح پر ان تمام رسائل پر قلمی لکھوایا گیا جو ۱۶ فروری کے بعد مختلف شہروں میں بھیجے گئے۔ چنانچہ جو رسائل شروع مئی میں دوبارہ بخدمت مولوی نورالدین صاحب و مرزا صاحب و یعقوب علی تراب و حکیم فضل دین صاحبان بھیجے گئے تھے ان پر بھی اسی طرح درج ہے۔ ۲۰ رسائل مارچ میں بخدمت عبدالغنی صاحب ایم اے پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور بھیجے گئے تھے ان پر بھی یہی درج ہے ایک اور الہام تھا جس کے الفاظ یہ تھے:

مرزا...کو مرض مہلک میں مبتلا ہوکر ہلاک ہوجائے گا۔،

اس میں جو تاریخ تھی وہ یاد نہیں رہی تھی اس لئے یہ درج رجسٹر بھی نہیں کیا گیا تھا۔ جب ۸ مئی کے اخبارات کے نام میں نے خط لکھے اس وقت رجسٹر الہامات میرے پاس نہ تھا، زبانی یادداشت کی بنا پر لکھنے سے یہ غلطی

ہو گئی کہ ۱۶ فروری والا اور بعد کا الہام خلط ملک ہو گئے، اور ۲۱ ساون الہام میں بجائے، تک کے، کو، ہو گیا و الله علی مانقول شهید و السلام

عبدالحکیم خان۔ ایم بی

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اور کوئی شخص اس تصحیح کو مانے یا نہ مانے، اس کا تو اختیار ہے۔ مگر دجالی ذریت اگر اس سے انکار کرے گی تو کافر ہو جائے گی کیونکہ دجال اکبر (مرزا قادیانی) نے خود آپ کے الہام کو یوں لکھا ہے:

ایسا ہی کئی اور دشمن مسلمانوں میں سے میرے مقابل پر کھڑے ہو کر ہلاک ہوئے اور ان کا نام و نشان نہ رہا۔ ہاں آخری دشمن اب ایک اور پیدا ہوا ہے جس کا نام عبدالحکیم خان ہے اور وہ ڈاکٹر ہے اور ریاست پٹیالہ کا رہنے والا ہے۔ جس کا دعوی ہے کہ میں اس کی زندگی میں ہی ۴۔ اگست ۱۹۰۸ء تک ہلاک ہو جاؤں گا، اور یہ اس کی سچائی کے لئے نشان ہو گا...

اس نے یہ پیشگوئی کی کہ میں اس کی زندگی میں ہی ۴۔ اگست ۱۹۰۸ء تک اس کے سامنے ہلاک ہو جاؤنگا مگر خدا نے اس کی پیش گوئی کے مقابل پر مجھے خبر دی ہے کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور خدا اسکو ہلاک کرے گا اور میں اس کے شر سے محفوظ رہونگا۔

سو یہ وہ مقدمہ ہے جس کا فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ بلاشبہ یہ سچ بات ہے کہ جو شخص خدا تعالی کی نظر میں صادق ہے خدا اس کی مدد کرے گا۔

(چشمہ معرفت مصنفہ مرزا قادیانی۔ص ۳۲۱۔۳۲۲)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

کہاں ہے دجال کی جوتیوں کا غلام اڈیٹر بدر جو ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی کو اس تصحیح کرنے پر کانا دجال کہتا تھا (بدر۔ ۱۱ جون)۔ کیا اب وہ اپنے آقا اور اپنے مولا پیر و مرشد نبی بلکہ متنبّی کو بھی ڈاکٹر کے الہام میں، تک، لکھنے پر وہی الفاظ لکھے گا یا نہیں (ایسے انصاف کی امید نہیں)۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳ جولائی ۱۹۰۸ء مطابق ۳ جمادی الثانی ۱۳۲۶ھ جلد ۵ نمبر ۳۵۔ص ۳)

مرزائی پارٹی کی بدزبانی

شیخ الاسلام مولانا امرتسریؒ کے اخبار اہل حدیث کے نائب اڈیٹر جناب منشی علم الدین صاحب لکھتے ہیں:

آج کل جب کہ مرزا جی اپنے ہی فیصلہ کی رو سے مرکر جھوٹے ثابت ہو چکے ہیں، اس وقت مرزائی جماعت میں عجیب کھلبلی مچ رہی ہے۔ وہ اہل حدیث کی تحریروں کا کافی جواب دینے کی سکت اور طاقت نہیں رکھتے، اس لئے بدگوئی اور گندی گالیوں تک پہنچ رہے ہیں اور بدزبانی سے اپنی اصلیت کا اظہار کر رہے ہیں۔ وہ پہلے ہی کریلے تھے، اب مرزا جی کی موت سے نیم چڑھے ہوگئے ہیں:

یکے بود مجنون دگر سنگ گزید

معلوم ہوتا ہے کہ مرزائی اخباروں کا منشاء ایسا کرنے سے یہ ہے کہ ہم بھی ان کی طرح گالی گلوچ پر اتر آئیں اور بحث کا اصلی پہلو مرزا جی کا فیصلہ نظر انداز ہو جائے۔ مگر ہم ایسا ہرگز نہیں کریں گے۔ مرزائیوں کی یہ حالت صاف بتلا رہی ہے کہ ان کے پاس اب کوئی دلیل نہیں۔ اور یہ لوگ بے بس ہوکر بدزبانی کر کے حیلہ حوالہ بنا رہے ہیں کیوں نہ ہو:

چو حجت نماند جفا جوئے را
بہ پیکار گردن کشد روئے را

مرزائی پارٹی کے لیڈرو! یاد رکھو اگر تم اپنے پیر و مرشد کی اندھی تقلید کرتے ہوئے بدزبانی ہی سے کام لوگے، اور ایسی حرکات ناشائستہ سے باز نہ آؤ گے، تو ہم ایسا ہرگز نہ کریں گے۔ گو اینٹ کا جواب پتھر ہی ہوتا ہے مگر اخبار اہل حدیث امرتسر خدا کے فضل و کرم سے ایسے اوچھے پن کو اپنے لئے زیبا نہیں سمجھتا، اور نہیں چاہتا کہ ایسے فرومایہ پرچوں کے مقابلہ پر اپنا متین شیوہ بدل دے کیونکہ

دشنام اگر دہد خسیسے چارہ نبود بجز شنیدن
گر پائے کسے سگے گزیدہ باسگ نتواں عوض گزیدن

کرشن پینتھی اخبارات اس بیہودہ طریق سے اہل حدیث پر ہرگز فتح نہیں پا سکتے، اور نہ ہی ہمیں انکی ان حرکات مذبوحی پر رنجیدہ ہونا چاہیے کیونکہ داناؤں کا مجرب قول ہے

گر ہنر مند ز اوباش جفائے بیند
تا دل، خویش نیازارد درہم نشود
سنگِ بد گوہر اگر کاسہء زرین شکند
قیمت سنگ نے فزائد و زر کم نشود

ناظرین بات یہ ہے کہ جب سے مرزا جی نے اپنا آخری فیصلہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے حق میں شائع کیا تو ہم نے بھی اسے بتمام وکمال ۲۶۔ اپریل (۱۹۰۷ء) کے اہل حدیث میں نقل کر دیا۔ مرزا جی نے اس فیصلے میں یہ الفاظ لکھے تھے کہ:

اگر میں (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ (یعنی ثناء اللہ امرتسری) اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپکی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤنگا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی۔،

(مرزا صاحب قادیانی کی یہ بات) چونکہ قرآن مجید کے بالکل خلاف تھی اس لئے خاکسار (منشی علم دین) نے اس پر اسی جگہ حاشیہ میں یہ لکھا کہ:

آپ اس دعوی میں قرآن شریف کے صریح خلاف کہہ رہے ہیں قرآن تو کہتا ہے کہ بدکاروں کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے سنو!

من کان فی الضلالۃ فلیمدد لہ الرحمن مدا۔ (پ۱۶ع۸)

اور انما نملی لھم لیزدادوا اثماً۔ (پ۴ع۹)

اور و یمدھم فی طغیانھم یعمھون (البقرۃ: ۱۵)

وغیرہ آیات تمہارے اس دجل کی تکذیب کرتی ہیں۔ اور سنو!

بل متعنا ھؤلاء و آباءھم حتی طال علیھم العمر (پ۱۷ع۴)

جن کے صاف یہی معنی ہیں کہ خداتعالی جھوٹے دغاباز مفسد اور نافرمان

لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے تاکہ وہ اس مہلت میں اور بھی برے کام کرلیں پھر تم کیسے من گھڑت اصول بتلاتے ہو کہ ایسے لوگوں کو بہت عمر نہیں ملتی کیوں نہ ہو دعوی تو مسیح کرشن اور محمد بلکہ خدائی کا ہے اور قرآن میں یہ لیاقت ذلك مبلغهم من العلم ۔ نائب اڈیٹر اہل حدیث

آج کل جب کہ مرزا صاحب اسی اپنے تجویز اور تسلیم کردہ فیصلہ کی رو سے مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مر کر اپنے آپ کو جھوٹا ثابت کر گئے تو مرزائی جماعت کو اس حالت میں عجیب دقت پیش آئی ان سے اور تو کوئی جواب بن نہ آیا ان کے اخبار الحکم کے اڈیٹر نے اپنے ۱۴ جون کے پرچہ میں بھجوائے الغریق یتثبت بالحشیش یعنی ڈوبتے کو تنکے کا سہارا، مولانا صاحب کے جواب میں صرف میرے اسی نوٹ کو پیش کر دیا اور کہہ دیا کہ تمہارا حق نہیں کہ تم مرزا جی کے فیصلے کو پیش کر کے مرزائی سلسلہ کی تکذیب پر شہادت پیش کرو بلکہ تم اپنا نوٹ ملاحظہ کرو تم اپنے نوٹ سے خود ہی جھوٹے ثابت ہو رہے ہو اسکے ساتھ میراسیوں کی طرح بات کو چٹ پٹا کرنے کے لئے کئی ایک گالیاں بھی سنا دیں اور بزعم خود پیچھا چھڑا لیا۔

اے اڈیٹر الحکم! سن رکھئے کہ تمہاری ان لمبی چوڑی ادھر ادھر کی بے ٹھکانہ باتوں سے کچھ بن نہیں سکتا اور تمہارے یہ ہوائی قلعے تمہیں کسی طرح مخالفوں کی زد سے محفوظ نہیں رکھ سکتے تم لوگ اب چاہتے ہو کہ مرزا جی کا وہ فیصلہ لوگوں کی نظروں سے چھپا دیا جائے مگر وہ پہلے ہی سے طشت از بام ہو چکا ہے اس کا اخفا کسی صورت سے اب ممکن نہیں۔

سنو! ہم نے مرزا جی کے فیصلے پر جو نوٹ لکھا تھا وہ مرزا جی کی اجازت ہی سے لکھا تھا اگر تمہاری نظر اس فیصلے پر آخر تک پڑتی تو تمہیں معلوم ہو جاتا کہ یہ نوٹ اصل فیصلے کے مخالف نہیں اور نہ اصل فیصلے کو مسترد اور منسوخ کر سکتا ہے۔

سنو مرزا جی اس فیصلے کے آخر میں لکھتے ہیں:

بالآخر مولوی ثناء اللہ صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

اڈیٹر مذکور ذرا دومنٹ کے لئے اپنی آنکھوں سے تعصب اور ضد کی پٹی اتار کر انصاف کی عینک لگائے اور مرزا جی کے ان آخری الفاظ پر:

جو چاہیں اسکے نیچے لکھ دیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے،

نظر ڈالے کہ کیا کہہ رہے ہیں ۔ ان الفاظ میں مرزا جی ہمیں صاف لکھ رہے ہیں کہ مضمون فیصلے کا اپنے اخبار میں درج کرو اور جس طرح سے چاہو تردیدی نوٹ حاشئے اور متن میں لکھو تمہیں ہر طرح اجازت ہے۔ اور ساتھ ہی یہ کہتے ہیں کہ یہ فیصلہ تمہارے کچھ لکھنے نہ لکھنے سے ہرگز بدل نہیں سکے کیونکہ اب یہ فیصلہ خدا کے ہاتھ میں جا چکا ہے وہی اس کو عملی طور پر فیصل کرے گا اور سب لوگ دیکھیں گے اور پبلک خود ہی صادق اور کاذب میں رات دن کی طرح تمیز کر لے گی ۔ سچے کا صدق سب تسلیم کریں گے اور کاذب علی رؤس الا شھاد ذلت کا کفن پہن کر گور نہیں بلکہ قعر دوزخ میں جا گرے گا ۔ سو خدا کے فضل و کرم سے اچھا فیصلہ ہوا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب زندہ سلامت ہیں اور مرزا جی چل بسے۔ و ھو خیر الفاتحین

اڈیٹر صاحب سنئے ! ہمارا وہ نوٹ بھی ہر طرح صحیح اور سچا ہے کیونکہ آیات قرآنی اسکی تائید کر رہی ہیں کہ بداعمالوں اور سرکشوں کو زیادہ مہلتیں اور لمبی عمریں دی جاتی ہیں۔ چنانچہ مرزا جی نے بھی اپنی بداعمالی میں بہت دراز عمر حاصل کی جس کا مرزائیوں کو بھی اعتراف ہے ۔مرزا جی ارذل العمر تک پہنچ چکے تھے اس بے چارے کا حافظہ برمحل نہیں رہا تھا، اس کی بات بات میں تخالف پیدا ہو گیا تھا، وہ کئی بیٹوں کا باپ اور پوتوں کا دادا بن چکا تھا ۔اس سے زیادہ عمر اب کیا ہونی تھی۔ وہ قبر میں پاؤں لٹکا چکا تھا۔ اپنی بداعمالیوں اور شرارتوں سے جب وہ باز نہ آیا بلکہ ان میں دن بدن ترقی کرتا گیا، تو خدا نے اپنی قدیمی سنت کے موافق اسے فوراً پکڑ لیا۔ اور مرزا بے خبر تھا کہ فا خذناہ بغتۃ و ھم لا یشعرو ن(اعراف:۹۵) خدائی سنت اور قدیمی عادت الٰہی کی خبر نہ ہو، تو گوش ہوش سے سنو! وہ خود فرماتا ہے:

فلما نسوا ما ذکروا بہ، فتحنا علیھم ابواب کلّ شیء حتّی اذا فرِحوا بما اوتوا اخذ نا ھم بغتۃ فا ذا ھم مبلسو ن۔ فقطع دابر القو م الذین ظلموا۔ و الحمد للہ رب العا لمین ۔

(الانعام:۴۴۔۴۵)

یعنی جب سرکش اور نادان نافرمان لوگ ہماری نصیحتوں کو فراموش کر دیتے ہیں تو ہم ان پر دنیا کی سب نعمتوں اور ہر طرح کے آرام و آسائش کے دروازے کھول دیتے ہیں حتی کہ جب وہ ان نعمتوں اور آسائشوں میں خوش ہوتے ہیں تو ہم انہیں فی الفور پکڑتے ہیں پس وہ اپنی آرزوؤں اور امنگوں میں ناامید رہ جاتے ہیں۔ بس سرکش اور ظالم لوگوں کا پیچھا اس طرح قطع کیا جاتا ہے اور سب تعریف اللہ رب العالمین ہی کے لئے باقی ہے۔

مرزائیو! بتلاؤ! کیا مرزاجی کا انجام بعینہ اسی طرح نہیں ہوا۔

ہاں یہ آیت مرزاجی پر ہر طرح سے چسپاں ہے۔ اس شخص نے خدا کے احکام کو بھلا دیا اور مسلمانوں میں سے بہت سے لوگوں کو اصل اسلام سے گمراہ کر دیا۔ اس لئے خدا نے اسے دنیا میں فراخی دی۔ اور جب اس پر فراخی اور آسودہ حالی اور گمراہی کی حد ہوگئی تو اچانک اور دفعتاً گیارہ گھنٹے کے اندر اندر مہلک مرض ہیضہ سے ہلاک کر دیا۔ اور یہ اپنی تعمیر منارہ، نکاح آسمانی، ثناء اللہ اور عبدالحکیم پٹیالوی کی وفات، غلام حلیم کی پیدائش وغیرہ سب آرزوؤں میں ناامید اور ناکام رہ کر کوچ کر گیا۔

یہ شخص ساری عمر خدا پر افتراء اور جھوٹ باندھتا رہا اور سب سے بڑا ظلم خدا نے اسی بات کو بتلایا ہے:

و من اظلم ممن افتری علی اللہ کذباً او قال اوحی الیّ و لم یوح الیہ شیء..الآیۃ (الانعام:۹۳)

یعنی اس شریر سے زیادہ ظالم کون ہوسکتا ہے جو نبوت اور رسالت کا جھوٹا دعوی کر کے خدا پر افترا کرے اور کہے کہ میرے پر خدا کی وحی اور الہام ہوتا ہے حالانکہ وحی والہام اس پر کچھ نہ ہوتا ہو۔

جب خدا کی مہلت ایسے ظالم اور مفتری لوگوں کے لئے ختم ہو چکتی ہے تو وہ فی الفور پکڑے جاتے ہیں بات کرنے کا موقع انہیں میسر نہیں آسکتا، کیوں نہ ہو:

تو مشو مغرور بر حکم خدا
دیر گیرد سخت تر گیرد ترا

پس اڈیٹر مذکور اگر صاحب حیا ہوگا تو آئندہ کو شرم کرے گا اور صادق کاذب کو بصیرت کی نگاہ سے دیکھنے کی کوشش کرے گا۔ مگر ان لوگوں سے ایسی امید رکھنا صحیح نہیں کیونکہ، اگر یہ لوگ شرم کو کام میں لاتے تو اپنے مسیح کی لاش کو دجال کے گدھے پر لاد کر قادیان تک نہ لے جاتے، بلکہ لاہور میں اسے چھوڑ کر اعوذ پڑھتے ہوئے اس کے پاس سے بھاگ جاتے۔

اے بدر کے اڈیٹر! تو تو اپنے آپ کو صادق کہتا ہے پھر کاذب کے کذب ظاہر ہو جانے کے بعد اس کی حمایت میں کیوں سرگرم ہے۔ اور اے صادق کے ہاتھ بٹانے والے اکمل! تو کیوں اپنے کمال پر نازاں ہے جب کہ تجھ میں کامل بننے کا کوئی نشان نہیں۔ کامل اور اکمل تو کجا تجھے اگر ناقص بلکہ انقص کہا جائے تو بجا ہے تو تو بالکل بچوں کی سی بے دلیل باتیں کرتا ہے۔ دعوی کرنا آنا ہے دلیل اور ثبوت دینے سے تجھے کوئی کام نہیں۔ تو ہی مرزا صاحب کے اس بین فیصلہ سے کام لے اور اپنی آخرت کو سنوار۔

مرزائی چوکڑی کے ممبرو! مجھے تمہاری حالت پر سخت تعجب آتا ہے کہ یہی وہ معیار ہے جس پر ساری عمر تمہارے مسیح کو اپنے مخالفوں پر فتح حاصل کرنے کے خواب آتے رہے۔ جب اس کا کوئی مخالف مرجاتا تو جھٹ کہتا کہ اس سے ہمارا مباہلہ تھا کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مرجائے گا۔ خواہ مباہلہ وغیرہ کچھ نہ ہوا ہو، اور بالکل جھوٹ ہی جھوٹ پر اتنی بڑی عمارت کھڑی کی گئی ہو۔ تب بھی تم لوگ اس کے ہم آہنگ ہو کر دنیا پر دوہائی مچا دیا کرتے تھے کہ ہمارا مسیح زندہ ہے اور فلاں مخالف مر کر ان کو صادق قرار دے گیا۔ پھر اب جب کہ آخری فیصلہ اور بین فیصلہ مرزا جی اپنے لئے تجویز کر گئے ہیں تو تم کیوں اس پر عمل نہیں کرتے اگر تم ان کی نصیحت بھول گئے ہو تو ہم مکرر سناتے ہیں مرزا جی فرماتے ہیں:

اور دشمن (ڈاکٹر عبدالحکیم) جو میری موت چاہتا ہے وہ خود میری آنکھوں کے روبرو اصحاب الفیل کی طرح نابود اور تباہ ہوگا (قادیانی اشتہار تبصرہ ۵ نومبر ۱۹۰۷ء)

اور سنو!

پس اگر وہ سزا جو انسانی ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے

جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ (یعنی مولوی ثناءاللہ) پر میری زندگی ہی میں وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔

(قادیانی اشتہار آخری فیصلہ۔اپریل ۱۹۰۷ء)

مرزائیو! بتلاؤ! یہ دشمن ڈاکٹر عبدالحکیم نابود ہوا یا مرزا جی خود ہی اصحاب الفیل کی مانند گیارہ گھنٹوں میں دفعتاً تباہ ہو گئے؟ یا مولوی ثناءاللہ پر کوئی مہلک بیماری آئی یا خود مرزا جی ہیضہ میں راتوں رات چل بسے؟ (حکیم الامت کی موجودگی میں؟ ہاں حکیم الامت شائد اس لئے علاج نہ کر سکے کہ وہ تو امت مرزائیہ کے حکیم تھے اور مرزا صاحب، امت نہیں تھے، نبی تھے۔ بہاء) اگر تم لوگوں میں اب بھی کچھ خوف خدا، اور شرم رسول ﷺ ہے تو اس فاسد عقیدہ سے باز آؤ اور مسلمانوں سے علیحدہ ہو کر ڈیڑھ اینٹ کی جدی مسجد نہ بناؤ۔ مرزا جی تو سکرات الموت میں تمہیں یہی وصیت کرتے گئے ہیں کہ: من نکردم شما حذر بکنید۔

فاعتبروا یااولی الابصار۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳ جولائی ۱۹۰۸ء ص ۷۔۹)

مرزا جی کی دکانداری اور دنیا پرستی

شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

آج کل جب کہ مرزا جی فوت ہو چکے ہیں اور ان کی جگہ پر حکیم نورالدین صاحب خلیفہ مقرر ہو گئے ہیں ان کے اس تقرر سے مرزائی اخبار بدر، مرزا جی کی سچائی پر استدلال کرتا ہے چنانچہ اس کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

ہمارا مسیح جیسا کہ نادان مخالف سمجھتا ہے اگر دنیا پرست ہوتا اور دنیا کے لئے اس نے یہ دکان نکالی ہوتی تو ضرور اپنا جانشین اپنی اولاد میں سے مقرر کر جاتا (اسے موقع ہی کب ملا، وہ تو ابھی پندرہ بیس سال اور زندہ رہنا چاہتا تھا، لیکن جب خدا کی پکڑ آئی تو اسے کچھ بولنے اور لکھنے کا موقع ہی نہیں ملا، نہ بول سکتا تھا نہ لکھ سکتا تھا، کاغذ بھی منگوایا تھا، لکھنے کی کوشش بھی کی، لیکن قلم گھسٹ گیا اور کچھ بھی لکھا نہ جا سکا۔ بہاء) کیونکہ

ایک دنیا پرست سے ناممکن ہے کہ وہ اپنی عمر کی کمائی اور محنت کا ثمرہ کسی غیر کے سپرد کر جائے اور یہ تو سب مانتے ہیں کہ آپ اگر ایسا کوئی حکم بلکہ اشارہ تک بھی فرما دیتے تو سب احمدی اس پر عمل کرنا اپنی سعادت دارین سمجھتے

(مرزا قادیانی نے کہا میری شادی محمدی بیگم سے نہ ہو، تو مجھے جھوٹا سمجھنا۔ کیا تم نے ایسا کیا؟

مرزا صاحب قادیانی نے کہا کہ مولوی ثناء اللہ میری زندگی میں نہ مرے تو مجھے جھوٹا سمجھنا۔ تم نے ایسا کیا؟

مرزا صاحب قادیانی نے عبدالحکیم پٹیالوی کو کہا کہ تم میرے رو برو مرو گے، جب ایسا نہ ہوا تو کیا تم نے مرزا کو جھوٹا سمجھا۔ بہاء) حالانکہ اپنی وصیت لکھی جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے کیا، پس صاف ثابت ہے کہ وہ مبارک خدا کی طرف سے مامور تھا اور دنیا کی ذرہ بھی ہوس اس میں نہ تھی۔

جواباً شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری کے نائب اڈیٹر جناب منشی علم الدین صاحب لکھتے ہیں:

ہمارا دعوی ہے کہ کہ مرزا جی پکے دکاندار اور اعلی درجہ کے دنیا پرست تھے۔ ہم بھی اپنے دعوی کا ثبوت اسی طریق پر دیتے ہیں جس طریق پر بدر نے ان کے دین دار ہونے پر دیا ہے۔ یعنی ہم بھی ان کی خلافت ہی کے مسئلہ کو لیتے ہیں اور اسی سے ثابت کرتے ہیں کہ مرزا جی پکے دنیا دار تھے۔ پس ذرا کان لگا کر سنیئے! کہ یہ خلافت مرزا جی کے منشاء سے ہرگز واقع نہیں ہوئی۔ ہم اس دعوی کو انہیں کے رسالہ وصیت ہی سے ثابت کرتے ہیں سنو۔ مرزا جی الوصیت کے صفحہ ۶ پر لکھتے ہیں:

اور چاہیے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لے لیں۔

اس فقرہ کے حاشیہ پر اس کی وضاحت اور تفسیر یوں بیان فرمائی ہے:

ایسے لوگوں کا انتخاب مومنوں کے اتفاق رائے سے ہوگا۔ پس جس شخص کی نسبت چالیس مومن اتفاق کریں گے کہ وہ اس بات کے لائق ہے کہ میرے نام پر لوگوں سے بیعت لے وہ بیعت لینے کا مجاز ہوگا اور چاہیے کہ وہ اپنے تئیں دوسروں کے لئے نمونہ بنا دے۔ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ

میں تیری جماعت کے لئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کرونگا اور اس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کرونگا، اور اسکے ذریعہ سے حق ترقی کرے گا اور بہت سے لوگ سچائی کو قبول کریں گے۔ سو ان دنوں کے منتظر رہو اور تمہیں یاد رہے کہ ہر ایک کی شناخت اس کے وقت میں ہوتی ہے، اور قبل از وقت ممکن نہیں کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے یا بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابل اعتراض ٹھیرے۔ جیسا کہ قبل از وقت ایک کامل انسان بننے والا بھی پیٹ میں صرف ایک نطفہ یا علقہ ہوتا ہے۔

(قادیانی رسالہ الوصیت۔ص ۶)

پس اڈیٹر بدر ذرا غور سے مرزا جی کی وصیت پڑھے اور سوچے کہ (خدا نے مجھے خبر دی ہے ...مخصوص کرونگا،) کے کیا معنی ہیں۔

مرزائیو! مرزا جی کی اصلی وصیت تو یہ تھی جس کو تم لوگوں نے گوزشتر سمجھ کر پس پشت ڈالا اور اس کی پرواہ نہ کر کے حکیم جی کو خلیفہ بنا لیا، حالانکہ مرزا جی صاف اور واضح الفاظ میں بتلا رہے ہیں کہ، میرے بعد میری اولاد جانشین ہوگی، کوئی اور اس بات کا حق دار نہیں۔

بلکہ یہاں تک اس بات کو واضح کر دیا کہ اگر میری اولاد نا لائق اور نا قابل بھی معلوم ہو، تب بھی اس کی جدی وقعت کو، جو آئندہ اس میں ظاہر ہوگی، فراموش نہ کرنا چاہیے کیونکہ ہر ایک نیک آدمی جو بڑے اعلیٰ پایہ کا ہوتا ہے اس پر بھی ایک وقت آیا ہوتا ہے کہ وہ ایک نا قابل ذکر نطفہ کی حالت میں ماں کے پیٹ کے اندر ہوتا ہے۔ پس تم میری اولاد کی اصل حقیقت پر نظر ڈالنا اور اسے میرے بعد جانشین بنا لینا۔

پھر مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ

ممکن ہے کہ، وہ جانشین اور خلیفہ مقرر ہونے کے وقت معمولی انسان دکھائی دے، یا بعض دھوکہ دینے والے خیالات (یعنی کم عمری یا کم علمی) کی وجہ سے قابل اعتراض ٹھہرے، مگر تم نے میری وصیت کو نہ بھولنا اور میری اولاد ہی کو میرا جانشین بنانا اور اسکی اصلی آنے والی عظمت اور وقعت کو ذہن نشین رکھنا۔

یہ ہے مرزا جی کی اصل وصیت جس میں انہوں نے اپنی اولاد کے خلیفہ بنانے

کے متعلق صرف اشارہ سے ہی کام نہیں لیا بلکہ صاف الفاظ میں ہدایت کر دی۔ پس اگر مرزائیوں نے مرزا جی کے بعد ان کی اس واضح وصیت کا خلاف کر کے حکیم جی کو خلیفہ بنا لیا تو اس سے مرزا جی کے دین دار ہونے پر کسی طرح استدلال نہیں ہو سکتا۔ مرزا جی کو اس سے کیا دخل؟ جب کی ان کی وصیت اور روح اس خلافت کی مخالفت میں چلاّ رہی ہے۔

اس کے علاوہ قادیانی مرزا جی کے دنیا پرست اور عبدالدرہم والدینار ہونے کے کئی ثبوت ہمارے پاس موجود ہیں۔ ساری عمر وہ قارون کی طرح دولت سمیٹنے میں لگے رہے۔

سنو! جب مرزا جی مختاری کے امتحان میں فیل ہو گئے اور اس صیغہ میں آپ کامیاب نہ ہو سکے تو دوسرا رنگ بدلا اور سادہ لوح مسلمانوں سے روپیہ بٹورنے کی خاطر مخالفین کے جواب میں ایک کتاب براہین احمدیہ لکھنے کا اشتہار دیا، اور دعویٰ کیا کہ میں اسلام کی حقانیت پر تین سو دلائل قرآن مجید ہی سے نکال کر اس کتاب میں لکھونگا۔ بہت سے نیک دل اور سادہ لوح مسلمان ان کی چال میں آ گئے۔ چنانچہ مرزا جی نے ان بیچاروں سے ہزاروں روپے دم دے کر لے لئے، مگر حقانیت اسلام کے لئے تین سو چھوڑ تین دلائل بھی حسب وعدہ پیش نہ کر سکے، نہ کتاب مذکور کو اختتام تک پہنچا سکے۔ بلکہ اس کی ایک آدھ جلد برائے نام لکھی جس میں اپنے واہی تباہی الہام بھر دیئے اور اپنی نبوت کی بنا قائم کر کے اسے ڈبل الہامی تھیلہ بنا کر پیش کر دیا، مگر ایفائے وعدہ نہ کر سکے اور سب روپیہ بلا ڈکار ہضم کر گئے۔

اس سے بعد رسالہ سراج منیر کے نام سے مسلمانان پٹیالہ وغیرہ کا چودہ سو روپیہ کھا گئے۔

پھر حضرت مسیح کی سیاحت کے واقعات کی تحقیق کے لئے بہانہ کر کے بہت سا چندہ ہڑپ کر گئے۔

پھر منارۃ المسیح کے چندہ کے لئے اشتہار دے کر دس ہزار روپیہ مریدوں سے طلب کیا اور منارہ بنانے کی بجائے وہ سب روپیہ اپنے ہی عیشوں میں صرف کر لیا اور منارہ چھوڑ بالشت بھر برجی بھی نہ بنائی۔

لنگر خانہ کا بہانہ کرکے جو اشتہار دیا اس میں صاف اور بتصریح لکھ دیا کہ ہر ایک مرید کو کچھ نہ کچھ چندہ دینا ضروری ہے۔ جو نہ دے گا تین ماہ کے بعد اس کا نام رجسٹر مریدوں سے خارج کر دیا جائے گا (اس کا مطلب ہے کہ رجسٹر موجود تھا جس میں مریدوں کے نام لکھے جاتے تھے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ اس رجسٹر کا چہرہ کرایا جائے۔ اور اس رجسٹر میں تین لاکھ یا چار لاکھ مریدوں کے نام لکھے ہونا دکھایا جائے۔ بہاء)۔

بدر کا اکمل ہمیں بتلا وے کہ کیا سچے نبیوں کا یہی طریقہ چلا آیا ہے کسی نبی نے اپنی امت سے یوں زور دے کر طوعاً کرہاً چندہ وصول کیا اور کسی رسول نے اپنا پیٹ پالنے کی خاطر اپنی امت سے جبراً مال مانگا۔ اور اگر کوئی اپنی مفلسی کے باعث نہ دے سکا تو اسے اپنی جماعت سے نکال دیا؟ سچے نبیوں کو تو اس کے خلاف وحی اور الہام ہوتے تھے۔ یاد نہ ہو تو سنو سچے نبیوں سے سوال ہوتا ہے:

ام تسئلھم اجراً فھم من مغرمٍ مثقلو ن (طور:۴۰)

کیا تم تبلیغ احکام پر لوگوں سے کچھ اجرت طلب کرتے ہو جس کے باعث ان پر اس چٹی کا بوجھ بھاری ہو رہا ہے؟

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ ما اسئلکم علیہ من اجر میں تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا

حضرت نوحؑ جو اپنی قوم کی ہدایت کے لئے نو سو پچاس برس تک کوشش کرتے رہے، انہوں نے اپنی قوم اور امت پر کچھ بوجھ نہ ڈالا بلکہ یہی فرماتے رہے کہ:

فان تو لیتم فما سألتکم من اجر ۔ انّ اجر ی ا لّا علی اللہ ۔(یونس:۷۲)

حضرت ہودؑ نے بھی اپنی قوم عاد کو یہی فرمایا کہ:

یا قو م لا اسئلکم علیہ ا جراً ۔ ان اجر ی الّا علی الذی فطر نی افلا تعقلو ن (ھود : ۵۱)

حضرت صالح نے اپنی قوم ثمود کو اور حضرت شعیب نے ایکہ والوں کو...اور حضرت لوط وغیرہ سب سچے رسولوں نے اپنی اپنی قوموں سے یہی کہا تھا

لا اسئلکم علیہ من ا جرِ ۔،

ان اجری الّا علی اللّٰہ۔

بتاؤ مرزا جی کو کبھی ایسا الہام ہوا، یا کسی وقت ان کے منہ سے ایسے الفاظ نکلے جو ان کے دنیا سے بے رغبت ہونے پر دلالت کرتے ہوں؟

نہیں، بلکہ وہ آخری وصیت میں مرتے مرتے بھی غریب مریدوں کو قادیانی مقبرے میں دفن ہونے سے بہشت کا لالچ اور دھوکہ دے کر ان کی جائدادیں ہضم کرنے اور ان کے گھر بار لوٹنے، ان کے بال بچوں کا پیٹ کاٹ کر اپنی اولاد کا پیٹ بھرنے کے لئے خوب ہی بندوبست کر گئے۔ کیا یہ اللہ والوں اور مقربان خدا خصوصاً نبیوں اور رسولوں کا کام ہے؟ ہرگز نہیں۔ سچے نبیوں کے مرنے کے بعد تو ان کی جائداد اور ورثہ سے ان کی اولاد بھی محروم رہا کرتی ہے وہ اپنے آخری دم میں یہ وصیت کیا کرتے ہیں کہ

نحن معاشر الانبیاء لا نورث ما ترکنا صدقة

یعنی ہماری اولاد کو ہمارا ورثہ تقسیم نہیں ہوا کرتا بلکہ جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ اور خیرات میں دے دیا جاتا ہے۔

اگر مرزا جی سچے نبی تھے تو اپنے وصیت نامہ میں یہ وصیت اپنی اولاد کے لئے کیوں نہ کر جاتے۔

سنو! مرزا جی اعلی درجے کے دنیا پرست اور تمام جہان کی دولت سمیٹ کر اپنی اولاد کے لئے اکٹھا اور جمع کرنے کی فکر میں ہر دم لگے رہتے تھے یہی وجہ تھی کہ اپنی لڑکی مبارکہ بیگم کا نکاح بھی مالیر کوٹلہ کے ایک رئیس محمد علی خان سے کر دیا اور چھپن ہزار مہر مقرر کرا کے اس کی ساری جائداد پر پانی پھیر دیا۔ اور جو باقی رہا وہ بھی شاید بہشتی مقبرہ کی وصیت کے بہانہ سے ضبط کر لیا، جس کی وجہ سے اس کی پہلی اولاد کو ساری عمر روزے رکھنے نصیب ہوں گے۔

مرزائیو! بتلاؤ یہی معیار ہے تمہارے نبی کی نبوت کے سچے ہونے کا، اسی لئے تم لوگ منہ پھاڑ پھاڑ کر کہا کرتے ہو کہ مرزا جی کے دعاوی کو منہاج نبوت پر پرکھنا چاہیے؟ کیا مرزا جی کے یہ کارنامے کسی سچے نبی کے کاموں سے کچھ بھی مماثلت اور مشابہت رکھتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

مرزا جی کی نسبت ایسا کوئی لفظ کسی واقف کی زبان سے ہرگز نہیں نکل سکتا جو ان کی بے رغبتی اور زہد یا خدا ترس ہونے پر دلالت کرے۔ جو شخص مرزا جی کی ہسٹری (سوانح عمری) سے واقف ہوگا وہ ضرور ہی انہیں کذاب مفتری غدار اور قارون ثانی کہے گا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰ جولائی ۱۹۰۸ء مطابق ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۲۶ھ ج ۵ نمبر ۳۶۔ ص ۳۔۵)

خلیفہ مرزا سے سوال

کیا فرماتے ہیں احمدی جماعت والے کہ جب مرزا صاحب مدعی نبوت تھے حسب الارشاد مخبر صادق محمد رسول اللہ ﷺ ماقبض الله نبياً الّا فی المو ضع الذی يحب ان يد فن فيه (مشکوۃ از ترمذی) یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا نہیں قبض کی اللہ نے روح کسی پیغمبر کی مگر اس جگہ کہ چاہتا ہے اللہ یہ کہ دفن کیا جاوے وہ پیغمبر اس میں۔ جس جگہ (لاہور) آنجہانی ہوئے اسی جگہ نہ دفنائے گئے۔ بینوا و تو جروا۔ سائل: ابوالمنظور محمد عبدالحق نزیل سرہند

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰ جولائی ۱۹۰۸ء ص ۶)

جماعت اہل حدیث کو ایک سخت صدمہ

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

گذشتہ اخبار طیار ہو چکنے کے بعد دہلی سے خطوط آئے کہ حضرت مولانا و بالفضل اولانا جناب مولوی محمد بشیر صاحب سہسوانی مقیم دہلی ۳۰ جمادی الاول کو طاعون سے شہید ہو گئے۔ انا للہ و انا الیه را جعو ن

مولانا ممدوح جیسے جامع عالم کا اٹھ جانا قوم کے لئے کوئی ایسا صدمہ نہیں کہ اس کا عوض ہو سکے اخبار گذشتہ چونکہ تیار ہو چکا تھا اس لئے خاکسار نے ارکان اہل حدیث کانفرنس کو بذریعہ خطوط کے مولانا کے انتقال کی خبر بتلا کر جنازہ غائب کی درخواست کی امرتسر میں متعدد جگہ جنازہ پڑھا گیا۔ ناظرین اخبار سے التماس ہے کہ

اپنے اپنے علاقہ میں جنازہ غائب پڑھ کر مرحوم کے لئے دعا خیر کریں۔

مرحوم، حضرت شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین صاحب مرحوم کے ارشد تلامذہ میں سے تھے جناب نواب صدیق حسن صاحب مرحوم کے اعلی مصاحب رہے تھے۔ سرکار بھوپال میں بہت بڑی عزت رکھتے تھے۔ ہفتہ میں دو دفعہ سرکار عالیہ بھوپال کو وعظ فرمایا کرتے تھے۔

عرصہ مدید ہوا کہ مرزا صاحب قادیانی جن دنوں دہلی بغرض تبلیغ اور برائے مناظرہ محدث دہلوی گئے تھے تو حضرت ممدوح بھی بھوپال سے مناظرہ کے لئے طلب ہوئے تھے وہ مباحثہ مولانا چھپ چکا ہے۔ مرزا صاحب کا حیات مسیح کے مسئلہ میں ایسا ناطقہ بند کیا تھا کہ مرزا صاحب کو بجز بھاگنے کے کچھ سوجھی نہ تھی۔

آپ نرے حدیث محدث نہ تھے بلکہ معقول و منقول کے جامع علماء میں آپ فرد اعظم تھے۔ خدا بخشے بہت ہی خوبیاں تھیں مرنے والے میں۔

افسوس کہ جو کوئی اہل کمال اٹھ جاتا ہے اس کا جانشین نہیں ملتا آپ کی عمر غالباً ۷۰۔۸۰؟ سال کے درمیان ہوگی مگر اولاد ہو کر بھی جانشین کوئی نہیں ...انا للہ۔

شکر ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کے بعد آپ کا انتقال ہوا ورنہ خدا جانے ان کی موت کو بھی مرزا صاحب کسی مباہلہ کا اثر بتلاتے۔ اللھم اغفر له و ارحمه

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰ جولائی ۱۹۰۸ء ص ۹)

مرزا قادیانی کا پیغام صلح یا اعلان جنگ

جنگ کردی آشتی کن زانکہ نزد عاقلاں
ایں مثل مشہور اول جنگ آخر آشتی

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مرزا صاحب نے ایک مضمون تیار کیا تھا جس کو وہ عام مجمع میں سنانا چاہتے تھے، مگر خدا کی شان ان کی دعا قبول ہوئی کہ وہ حسب دعائے خود مجھ سے پہلے مر گئے

جس کا ہمیں بھی افسوس ہونا چاہیے۔ وہی مضمون پیغام صلح کے نام سے ۲۱ جون (۱۹۰۸ء) کو بمقام ہزار ہا مخالفین وموافقین کے سامنے پڑھا گیا۔ ہم نے اس مضمون مطبوعہ کو دیکھا ہے۔ ہم منتظر تھے کہ دیگر ہم عصر اس کے متعلق کیا لکھتے ہیں، لیکن آخر میں معلوم ہوا کہ ہمعصروں نے بجز ایک معمولی خبر لکھ دینے کے باقی حصہ اہل حدیث کے لئے چھوڑ دیا ہے کیوں نہ ہو:

بلائیں زلف جاناں کی اگر لیتے تو ہم لیتے
بلا یہ کون لیتا جان پر لیتے تو ہم لیتے

مرزائی پیغام کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ ہندوؤں اور آریوں کو مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ تم ہمارے نبی کو اور مجھ کو مان لو، اور ہم تمام مسلمان خصوصاً مرزائی تمہارے اوتاروں اور ویدوں کو الہامی اور خدا کا کلام مان لیتے ہیں۔ پس تمہاری ہماری صلح ہوجائے گی۔ چنانچہ ایک مقام پر آپ (مرزا قادیانی) کے الفاظ یہ ہیں:

اے مسلمانو! جب کہ ہندو صاحبان تمہیں بوجہ اختلاف مذہب کے ایک غیر قوم جانتے ہیں، اور تم بھی اس وجہ سے ان کو ایک غیر قوم خیال کرتے ہو، پس جب تک اس سبب کا ازالہ نہ ہو گا کیونکر تم میں اور ان میں ایک سچی صفائی پیدا ہوسکتی ہے۔ ہاں ممکن ہے کہ منافقانہ طور پر باہم چند روز کے لئے میل جول بھی ہو جائے مگر وہ دلی صفائی جس کو درحقیقت صفائی کہنا چاہیے، صرف اسی حالت میں پیدا ہوگی جب کہ آپ لوگ وید اور وید کے رشیوں کو سچے دل سے خدا کی طرف سے قبول کرلو گے، اور ایسا ہی ہندو لوگ بھی اپنے بخل کو دور کر کے ہمارے نبی ﷺ کی نبوت کی تصدیق کریں گے۔

(پیغام صلح۔ از مرزا قادیانی۔ ص ۲۱)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں کہ سودا تو بہت سستا ہے مگر ہم کہتے ہیں کہ اس پیغام صلح میں بھی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے (مرزائی دوست معاف فرماویں) اپنی دجالیت کا پورا ثبوت دیا ہے۔ اس پیغام میں آپ نے شریعت اسلام کی مخالفت کے علاوہ اپنی سابقہ تحریرات کے بھی خلاف کیا ہے۔ بلکہ بغور دیکھیں تو عقل ودانش کی بھی پرواہ نہیں کی۔

پہلے ہم اس بات کا ثبوت دیتے ہیں کہ مرزا صاحب قادیانی نے اپنی سابقہ تحریروں کے خلاف کیسے کیا ہے۔ آپ اپنی مایہ ناز کتاب (جس کو آپ کے خلیفہ نورالدین بڑے فخر سے آریوں کے مقابلہ کی تصنیف کہتے ہیں) شحنہ حق میں ویدوں کی نسبت اظہار رائے یوں کرتے ہیں:

> وید صرف اس زمانہ کے موٹے اور پست خیالات ہیں کہ جب آریوں میں مخلوق اور خالق میں تمیز کرنے کا مادہ پیدا نہیں ہوا تھا۔ اور عناصر اور اجرام سماوی کو خدا تعالی کی جگہ دی گئی تھی۔ چنانچہ رگ وید کے شاعروں کے وہ سب پر جوش شعر جن میں اندر واگنی وغیرہ سے بہت سی گوئیں اور گھوڑے اور لوٹ کا مال مانگا گیا اس بیان پر شاہد ہیں۔ (شحنہ حق مصنفہ قادیانی۔ص ۱۱)

شاید کوئی مرزا جی کا مرید یہ کہے کہ یہ رسالہ بہت پرانی تصنیفات سے ہے ممکن ہے اس زمانہ میں مرزا صاحب کا یہی خیال ہو مگر بعد کی تحقیقات سے ثابت ہوا کہ ویدوں کو جتنا برا جانا گیا تھا وہ دراصل اس برائی کے مستوجب نہیں، بعد کا کلام صحیح ہے، تو ایسے دور اندیش حضرات کیلئے ہم مرزا صاحب کے اسی پیغام صلح میں ایک مقام دکھاتے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ مرزا صاحب آج تک اسی .. پر مصر ہیں چنانچہ آپ کے الفاظ یہ ہیں:

> اگر آج وہی ہندو کلمہ لا الہ الّا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر مسلمانوں سے آ کر بغل گیر ہو جائیں یا مسلمان ہی ہندو بن کر اگنی وایو وغیرہ کی پرستش وید کے حکم کے موافق شروع کر دیں، اور اسلام کو الوداع کہہ دیں تو جن تنازعات کا نام اب پولٹیکل رکھتے ہیں وہ ایک دم میں ایسے معدوم ہو جائیں گے کہ گویا کبھی نہ تھے۔ (پیغام صلح ص ۱۸)

لطف یہ ہے کہ سابقہ حوالہ کے ساتھ پہلے ہی صفحہ پر یہ تحریر ملتی ہے جس میں مرزا صاحب قادیانی نے ویدوں کو اگنی وایو پرستی کا راہ نما کہہ کر مشرکانہ تعلیم کا معلم بتلایا ہے پھر اسی وید کو مسلمانوں کے لئے قابل تسلیم بتلا کر مصالحت کی بنا قرار دیتے ہیں (واہ سبحان اللہ)

مرزائیو! مرزا غلام احمد صاحب قادیانی زندہ ہوتے تو ہم ان سے بہت کچھ

پوچھتے۔ آہ افسوس آج ہمارا مخاطب ہم سے دور ہے، اس لئے ہم تم سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہی تمہارے ہادی پیغمبر، ابن اللہ، مسیح اور مہدی کی ہدایت ہے کہ جس کتاب کو خود ہی مشرکانہ تعلیم کا معلم کہتا ہے اسی کو تم سے منواتا ہے؟ (معاف کیجئے) تف ہے ایسی مسیحائی پر اور حیف ہے ایسی مہدویت پر۔ مسیحائی اور مہدویت تو بڑی بات ہے ایک ادنی مصنف کی شان سے بھی بعید ہے کہ اپنی کہی ہوئی بات کے خلاف ایسی جلدی دوسری بات کہدے کہ پہلی بات لکھنے والے قلم کی سیاہی بھی ہنوز خشک نہ ہوئی ہو۔ اسی قرآن شریف میں ایسی اختلاف بیانی کو اس امر کی دلیل گردانا ہے کہ اس کا قائل خدا کے بلانے سے نہیں بولتا۔

دوسری بات کا ثبوت کہ مرزا صاحب کا یہ پیغام شریعت اسلامی کے بھی خلاف ہے، یہ ہے کہ قرآن مجید نے گو یہ کہا ہے کہ ہر ایک قوم میں خدا کی طرف سے سمجھانے والے آتے رہے، مگر ہندوستان کی کسی کتاب یا کسی ملہم کا نام نہیں بتلایا۔ پس یہ مجمل بات تو ٹھیک ہے کہ ایسے وسیع ملک میں بھی ضرور خدا کی طرف سے کوئی ڈرانے والا سمجھانے والا آیا ہوگا، مگر ان کی اور ان کی کتاب کی تعیین ثابت نہیں۔ اسی لئے آج سے پہلے جن بزرگوں نے ہندوستان میں کتاب اور ملہموں کے آنے کی بابت اظہار رائے کیا ہے، انہوں نے کتاب کا نام اور ملہم کا نام نہیں بتلایا۔ چنانچہ سید الطائفہ حضرت مجدد الف ثانی، مرزا جان جاناں، مولوی شیخ عبیداللہ رحمة الله علیهم اجمعین نے بھی اپنی تحریرات میں یہ لکھا ہے کہ ہندوستان میں الہامی کتاب اور ملہم ہوئے ہیں مگر تعیین ان کی نہیں کر سکے کیونکہ شریعت میں تعیین نہیں آئی تھی۔ مرزا صاحب چونکہ خود ملہم تھے اس لئے ہم ان کے الہام کی تو نہیں کہتے، البتہ شریعت اسلام کی سناتے ہیں کہ ہندوستان کی کسی الہامی کتاب اور الہامی شخص کی تعیین قرآن و حدیث میں نہیں آئی۔ لہذا مرزا صاحب کی یہ تعلیم کہ وید الہامی ہیں اور کرشن جی نبی تھے ،قرآن شریف ہم کو اس کی ہدایت نہیں کرتا۔

ایک اور طرح سے بھی مخالف ہے کہ قرآن شریف نے غیر قوموں سے مصالحت کرنے کے لئے یہ شرط ہرگز نہیں لگائی کہ وہ ہماری کتاب اور ہمارے نبی کو مان لیں گے تو مصالحت ہوگی ورنہ نہیں، نہ ایسا کبھی ہوا، نہ کسی اسلامی تاریخ سے اس

افتراء کا نشان ملتا ہے۔ ہاں عیسائیوں اور آریوں کا یہ ایک پرانا الزام ہے کہ اسلام ایمان بالجبر کی تعلیم دیتا ہے جس کو مرزا صاحب نے اور تقویت دی۔

ہم حیران ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے دماغ میں خلل تھا یا وہ اپنے دام افتادوں کو احمق جانتا تھا۔ اس سے بڑھ کر تعجب ہے کہ حکیم نورالدین راس المجانین اسی کتاب کے دیباچہ میں لکھتے ہیں:

میں حضرت امام مسیح موعود و مہدی معہود کے خلاف ذرہ بھر کو بھی ہلاکت کا باعث اعتقاد رکھتا ہوں۔

ناظرین! یہ ہیں پاگل پارٹی کی باتیں جن کو حکیم امت اور بہت بڑے عالم فاضل کہا جاتا ہے جو خود ہی اپنے دعویٰ علم میں اس قدر تکبر رکھتا ہے کہ اپنے مخالفوں کو نادان اور متکبر کے سوا کوئی لفظ بولنا پسند نہیں کرتا۔ ہم نے جہاں تک آپ کی تحریرات متعلقہ مشن مرزا دیکھی ہیں وہ سب کی سب اسی پاگلانہ بکواس کے ذیل میں آتی ہیں کیونکر نہ ہو آخر مرید کس کے ہیں: گرو جنہاں دے ٹپڑیں چیلے جانڑ شڑپ

کفار کے ساتھ مصالحت بغیر کسی شرط کے جائز رکھی گئی ہے غور سے سنو:

و ان جنحوا للسلم فاجنح لها و توكل على الله (الانفال: ٦١)

(اگر مخالف صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی منظور کرو اور اللہ پر بھروسہ کرو)

اس مصالحت میں یہ بھی نہیں کہ مذہبی مناظرہ نہ کریں، بے شک کریں لیکن اپنے شبہات کو شائستگی سے پیش کریں، نہ کہ دل آزاری سے۔ پس لعن طعن اور دل آزاری کے چھوڑنے پر مصالحت کلی ہے۔ اس میں یہ شرط نہیں کہ ہم ان کی کتاب کو مانیں، یا وہ ہمارے نبی پر ایمان لاویں۔ افسوس کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور مرزائیوں کو خلافت راشدہ کی تاریخ بھی معلوم نہیں، یا اپنے الہاموں کے مقابلہ پر اس سب کو فضول اور غلط جانتے ہیں۔

اب ایک اور طرح سے ثابت کرتے ہیں کہ یہ لیکچر پیغام صلح نہیں بلکہ اعلان جنگ ہے۔ لیکچر کے مرتب نے جو ایک گریجوایٹ وکیل ہیں اور اپنے دماغ میں بہت کچھ بور کھتے ہیں، مرزا جی کے مشیر قانونی اور فدائی ہیں۔ دیباچہ میں لکھا ہے کہ:

(یہ نسخہ پیغام صلح) ایک ایسے حقیقی طبیب کا تجویز کردہ ہے جسے خدا تعالیٰ نے اس

ملک میں امن وآشتی کے پھیلانے کے لئے بھیجا۔ جو صلح کا مشن لے کر دنیا میں آیا، اور جو اپنی مدت العمر میں جہادی جنگوں کی بیخ کنی کر کے اپنے آخری ایام میں مذہبی مجادلات میں دل آزاری کا خاتمہ اس پیغام صلح کے ذریعہ کر گیا (ص ۱)

اس کلام میں دعوی کیا گیا ہے کہ پیغام صلح مذہبی مجادلات میں دل آزاری کا خاتمہ کرنے والا ہے، مگر جب اس کو اندر سے پڑھتے ہیں تو انصافاً کہنا پڑتا ہے کہ آریوں کی سخت توہین اور دل آزاری کوٹ کوٹ کر اس میں بھری ہے۔ شاباش ہے آریوں پر کہ انہوں نے اس کو خاموشی سے سنا (شاید دیوانے کی بڑ سمجھا ہوگا)

ہم اپنی عادت کے مطابق مخالف کا مضمون اسی کے الفاظ میں بتلاتے ہیں مرزا صاحب قادیانی اسی پیغام صلح میں یوں ارشاد فرماتے ہیں:

> ایسا ہی جو نیوگ کی تعلیم وید کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ یہ بھی وہ امر ہے جو انسانی غیرت اور شرافت اس کو قبول نہیں کرتی۔ لیکن جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے ہم قبول نہیں کر سکتے کہ درحقیقت یہ وید ہی کی تعلیم ہے بلکہ ہماری نیک نیتی بڑے زور سے ہمیں اس بات کی طرف مائل کرتی ہے کہ ایسی تعلیمیں کسی نفسانی غرض سے بعد میں وید کی طرف منسوب کی گئیں ہیں (پیغام صلح۔ ص ۲۴)

یہ فقرات ایسے مذہبی مجادلہ اور دل آزاری سے بھرے ہوئے ہیں کہ ہمارے کیا ہر ایک اہل انصاف کے خیال میں اس سے بڑھ کر کوئی لفظ دل آزار ہو نہیں سکتا۔ آریوں کی مذہبی تعلیم نیوگ پر دو طرح سے حملہ کیا گیا ہے۔ ایک تو اس کو ویدوں کے خلاف بتلایا ہے، دوئم انسانی غیرت اور شرافت کے بھی مخالف کہا ہے۔ بتلایئے اس سے زیادہ اور دل آزاری کیا ہو سکتی ہے؟

مرزائیو! شرم کرو ایک ایسے پر از شر مضمون کا نام تم پیغام صلح رکھتے ہو؟ جو دل آزاری میں اس درجہ بڑھا ہوا ہے کہ مخالف کا جوش بھڑکانے میں اعلان جنگ کا کام دے۔ کیا سچ ہے

کیئے لاکھوں ستم اس پیار میں بھی آپ نے ہم پر
خدا نخواستہ گر خشمگیں ہوتے تو کیا کرتے

ہم ایک اور طرح سے بھی اس پیغام صلح پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب باوجود مجدد اور کرشن گوپال ہونے کے مذہبی مناظروں میں کسی اصول کو یجاد کرنے کی بجائے خود سوامی دیانند کے اصولوں کے پیرو ثابت ہوتے ہیں ۔ہمارے مرزائی دوست ذرا صبر سے ہمارے دعوی کو سنیں اور دلیل کو غور سے دیکھیں۔

سوامی دیانند ستیارتھ پرکاش میں اصولاً ایک بات لکھتے ہیں۔ غور سے سنو!

جو مذہب دوسرے مذہبوں کو کہ جن کے ہزاروں کروڑوں آدمی معتقد ہوں جھوٹا بتلاوے اور اپنے کو سچا ظاہر کرے اس سے بڑھ کر جھوٹا اور مذہب کون ہوسکتا ہے (ستیارتھ پرکاش۔طبع اول۔ص ۶۹۷)

اس کلام دیا نندی کا مطلب صاف ہے کہ جس مذہب کو ہزاروں اور کروڑوں آدمی مانتے ہوں وہ سچا ہے گویا کثرت معتقدین اس مذہب کی حقانیت کی دلیل ہے ۔(دیانندیوں ! اسلام کے معتقدین کا شمار کتنے کروڑ تک ہے۔ جانتے ہو؟ سوچ کر کہنا۔ پھر اسلام کو جھوٹا کہنے والا کون ہوگا ؟ کہو جی کون دھرم ہے؟)

اسی اصول کو لے کر مرزا جی ویدوں کی تصدیق فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

ہمارے لئے وید کی سچائی کی یہی ایک دلیل کافی ہے کہ آریہ ورت (ہندوستان) کے کئی کروڑ آدمی ہزار ہا برس سے اس کو خدا کا کلام جانتے ہیں ممکن نہیں کہ یہ عزت کسی ایسے کلام کو دی جائے جو مفتری کا کلام ہے۔

(پیغام صلح۔ص ۲۴)

مرزائیو! سچ کہنا یہ اصول کتاب اللہ کا ہے، یا دیانند جی کا؟ کہتے ہوئے ذرہ اس آیت کو بھی غور کر کے پڑھنا:

ان تطع اکثر من فی الا رض یضلّوك عن سبیل الله

(الانعام : ۱۱۶)

(زمینی باشندوں کی کثرت کی پیروی کروگے تو تم کو خدا کی راہ سے بہکا دیں گے)۔

یہ آیت بتلا رہی ہے کہ کثرت رائے حقیت کی دلیل نہیں، مگر دیانندی اور مرزائی اصولوں کے لحاظ سے۔

مرزائیو! قرآن مجید چھوڑ کر تمہیں اچھا ساتھی ملا:

میرے پہلو سے گیا پالا ستم گر سے پڑا
مل گئی اے دل تجھے کفران نعمت کی سزا

اس لیکچر کے دیکھنے سے ہمارا مرزا صاحب قادیانی کی طرف سے رہا سہا اعتقاد بھی اٹھ گیا۔ گو ہم مرزا صاحب کے دعووں کے مصدق نہ تھے، مگر ہمارا اعتقاد تھا کہ آپ مصنف بے شک ہیں کیونکہ ۲۸ سال سے آپ کی مشق ہے۔ گو آپ کی تصنیف کا خلاصہ دو حرفہ اتنا ہی تھا کہ : جھوٹ کو سچ کر دکھانا کوئی ہم سے سیکھ جا

مگر اس لیکچر کے اخیر میں چند متفرق یادداشتیں مرزا صاحب کی جمع کی گئی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب فن تصنیف میں وہی مرتبہ رکھتے تھے جو ایک نوآموز واعظ رکھتا ہے کہ قبل از تقریر مختلف مواقع کی چند آیات لکھ کر اپنے پاس جمع کر لیتا ہے، پھر وقت پر ان سے کام لیتا ہے۔ لیکن جو لوگ فن تصنیف میں کمال رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ درجہ طفلانہ ہے، نہ کاملانہ۔

اخیر میں ہم اپنی حیرانی ان مسلمان بیرسٹروں اور گریجوایٹوں کی نسبت بھی ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتے جنہوں نے باوجود مرزائی نہ ہونے کے ایک مرزائی کے جال میں پھنس کر ایسے پیغام صلح کے لئے جلسہ کے اشتہار پر دستخط کر دیئے جو درحقیقت اسلام کے، عقل، بلکہ خود لکھنے والے کے بھی مخالف ہے جو محض ایک بازیچہ اطفال اور مضحکہ صبیان سے بڑھ کر وقعت نہیں رکھتا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۷ جولائی ۱۹۰۸ء۔ ۱۷ جمادی الثانی ۱۳۲۶ھ ج ۵ نمبر ۳۷۔ ص ۲۔ ۵)

قادیانی کیمپ میں بے چینی

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری ؒ لکھتے ہیں :

قادیانی دجال کا حال ناظرین اہل حدیث سے مخفی نہ ہوگا کہ اس نے ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کو ایک اشتہار دیا تھا جو قادیانی اخبارات بدر اور الحکم میں علی الترتیب ۱۸۔ اور ۱۷۔ اپریل ۱۹۰۷ء کو شائع ہوا تھا اس میں دجال نے بڑے زور کے ساتھ بطور تحدی

یہ دعا کی تھی جس کو آخری فیصلہ کہا تھا کہ، مولوی ثناء اللہ پر میری زندگی میں طاعون ہیضہ وغیرہ نہ آئے تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔ یہ بھی لکھا تھا کہ

اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات مولوی ثناء اللہ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤنگا۔

یہ بھی لکھا تھا کہ

اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔

یہ بھی لکھا کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی۔

اب جو ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو دجال کے مرنے پر اس دعا کا اثر ظاہر ہوا تو قادیانی کیمپ میں بے چینی کے آثار نمودار ہونے لگے اس خدائی فیصلہ کو جس سے مرزا صاحب کی شان عالی کا ثبوت ہونا تھا کہ آنجناب کی یہ دعا خدا نے قبول کر کے آپ کا مستجاب الدعوات ہونا ثابت کیا دجالی ذریت نے پبلک کی نظر میں خدائی فیصلے کو مشتبہ کرنے کے لئے بہت سی تاویلیں نہیں بلکہ ایسی تحریفیں کیں کہ یہودیوں کے کان کاٹ ڈالے۔

اس کے متعلق انہوں نے چند وجوہات پیش کی ہیں جن کی تفصیل مع جواب درج ذیل ہے:

اول یہ کہ مرزا صاحب ہلاک نہیں ہوئے بلکہ فوت ہوئے ہیں ہلاک وہ ہوتا ہے جس کا سلسلہ مٹ جاوے مگر مرزا کا سلسلہ ہنوز جاری ہے (بے حیائی ہے)

جواب: ہلاک کا یہ معنی کسی قادیانی ڈکشنری (لغات) میں ہوں تو عجب نہیں ورنہ اور کسی لغت میں تو نہیں ملتے۔ مرزائیو! آؤ ہم قرآن مجید کو اس امر میں حکم مانیں۔ جب پہلے بدر مورخہ ۲ جون میں یہ جواب نکلا تھا تو میں منتظر تھا کہ یہ لوگ قرآن کو دیکھ کر جلدی خود ہی نادم ہوں گے اور اس تاویل کو واپس لینے کا اعلان کریں لیکن آج تک بھی وہ اس پر مصر ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ قرآن مجید سے ایسے ناواقف اور نابلد ہیں جیسے کہ عموماً حق پسندی سے دور ہیں۔ مرزائیو ہوش سے سنو

و لقد جا ئکم یو سف من قبل با لبینا ت فما زلتم فی شك مما جا ء کم به ۔ حتی اذا هلك قلتم لن یبعث الله من بعده رسو لًا ۔ (غافر ۔۳۴) ۔

اس آیت میں مذکور ہے کہ حضرت یوسف سلام اللہ علیہ کے ہلاک ہونے یعنی مرنے کے بعد حضرت موسیٰ مبعوث ہوئے ۔ اور حضرت یوسف ہلاک ہوئے تو کیا ان کا سلسلہ اتباع مٹ گیا تھا، آج کوئی ان کو سچا واجب التعظیم رسول نہیں جانتا ۔ کہتے ہوئے خدا سے نہیں تو مخلوق سے ذرہ شرم کرنا ۔

اور سنو: بخاری میں حدیث ہے ۔

(ترجمہ) رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں بنی اسرائیل میں جب کوئی نبی ہلاک ہوتا تو اس کی جگہ اور نبی ہوتا ۔

ایمان سے کہنا (ان کنتم مو منین) جن انبیاء کے لئے حدیث میں ہلاک کا لفظ آیا ہے ان کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے ۔...

ہائے افسوس تمہارے حال پر، دجال کو نبی بنانے میں یہاں تک بڑھ جاتے ہو کہ تمام نبیوں پر بھی حملہ سے نہیں رکتے ۔ افسوس ہے تمہاری سچائی پر اور حیف ہے اس حمیت بے جائی پر ۔

۲ ۔ دوسری تاویل دجاجلہ نے یہ کہ کہ مولوی ثناء اللہ کے متعلق کوئی پیش گوئی نہ تھی بلکہ محض دعا تھی جس سے نتیجہ نکالتے ہیں کہ دعا کا قبول ہونا نہ ہونا خدا کے اختیار میں ہے ۔ یہ بھی دھمکی دی ہے کہ ثناء اللہ اپنے کیفر کردار کو ضرور پہنچے گا ۔

اس کا تو ہمیں رنج نہیں بلکہ خوشی ہے کہ دجاجلہ اب بالکل حرکت مذبوحی پر پہنچ گئے ہیں ۔ ۲۵ ۔ اپریل ۱۹۰۷ء کے اخبار بدر میں جو دجال اکبر کی ڈائری چھپی تھی اس میں صاف لکھا تھا کہ مولوی ثناء اللہ کے ساتھ جو کچھ کیا گیا ہے اس کی بنیاد خدا ہی کی طرف سے ہے ۔ ہم (مرزا قادیانی) نے اس کی طرف خیال کیا تو الہام ہوا:

اجیب دعوة الدا ع ا ذا دعان ۔

جس کا مطلب صاف تھا کہ خدا نے مرزا کی اس دعا کو قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے پھر کیوں کہتے ہیں کہ صرف دعا ہی دعا تھی ۔ اس الہام کو ملا کر دیکھو تو پیش گوئی تھی

کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مرے گا۔ سو الحمدللہ ایسا ہی ہوا۔ کیا ہی سچ ہے:

دعوی تو یہ تھا کہ مر جائیں گے اور
اور تو زندہ ہیں خود ہی مر گیا

۳۔ تیسری تاویل یا عذر بارد یہ کیا کہ ۲۶۔ اپریل ۱۹۰۷ء کے اہل حدیث میں نائب اڈیٹر کی طرف سے ایک نوٹ تھا کہ مرزا قادیانی کا یہ کہنا صحیح نہیں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی، بلکہ بعض اوقات مفسد اور کذاب کی عمر زیادہ ہو جاتی ہے، اس پر آیت قرآنی پیش کی تھی و نمد هم فی طغیا نهم یعمهو ن ۔

پس اس نوٹ پر دجاجلہ نے وہ طوفان بے تمیزی برپا کیا کہ اس کے مقابل پر تمام مرزائی الہامات یک دم مٹی میں نہیں پائخانہ میں ڈال دیئے۔ شور مچا دیا کہ ثناء اللہ اپنے ہی اقرار کے مطابق خود مفسد اور کذاب ہے کیونکہ وہ حضرت (قادیانی) صاحب سے پیچھے زندہ رہا ہے۔ اگر ہم ان کی سمجھ پر افسوس کریں تو بے جا ہے کیونکہ ایسے سمجھدار ہوتے تو دجال کے جال میں پہلے ہی کیوں پھنستے۔

مرزائیو! اول تو وہ نوٹ میرا نہ تھا، بلکہ راقم کا نام پیچھے اس کے لکھا تھا (یعنی منشی احمد الدین صاحب نائب اڈیٹر اخبار اہل حدیث امرتسر)۔ تاہم میں اس کو صحیح جانتا ہوں اور اسکو مرزا قادیانی کے حق میں سمجھتا ہوں، کیونکہ وہ صرف اس اصول کے توڑنے کو تھا کہ مفسد اور کذاب کی عمر بہت نہیں ہوتی۔ اس کی تردید یوں تھی کہ مفسد اور کذاب کی عمر کبھی بہت ہو جاتی ہے۔ چنانچہ خود مرزا قادیانی کی عمر بقول اس کے ۷۵ سال کی ہوئی، حالانکہ حدیث میں آیا ہے

اعمار امتی بین ستین و سبعین و قل من یجوز یعنی امت محمدیہ کی عمر ساٹھ ستر کے درمیان ہوگی اور بہت کم اس سے آگے بڑھیں گے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی عمر اس حدیث اور طبی قاعدہ سے بھی طبعی عمر سے بڑھ گئی۔ پس وہ نمد هم فی طغیا نهم کی ذیل میں آ گیا۔ اور میں تو ابھی پورے چالیس سال کا ہوا ہوں۔ پھر کیونکر کوئی دانا کہہ سکتا ہے کہ میری عمر اس وقت تک بہت لمبی ہوئی ہے۔ (آئندہ کی خبر نہیں)

دجاجلہ نے اصل درازی اور تاخیر موت میں دانستہ یا جہالت سے تمیز نہیں

کی۔نوٹ مذکور کا مطلب اصل درازی سے تھا جو مرزا کو حاصل ہو چکی تھی یہ نہ تھا کہ مقابلہ میں بوقت تحدی جھوٹے کی زندگی سچے سے کم ہوتی ہے۔

مرزائیو! بتلاؤ کوئی شخص اسّی (۸۰) کی عمر پا کر مرے، اور ایک شخص چالیس سال کی عمر کا اس کی موت کے وقت زندہ ہو، تو تم یہ کہو گے کے مردے سے زندہ کی عمر زیادہ ہے۔ کہو گے تو تف ہے تمہاری سمجھ پر۔ بس سمجھو کہ میری چالیس سالہ عمر کے مقابلہ پر (بقول مرزا قادیانی) ۷۵ سالہ عمر پانے والا بڑی عمر پا کر مرا، اور یہی اس نوٹ کا مطلب تھا کہ جھوٹے بھی کبھی کبھی عمر طبعی سے بڑھ جاتے ہیں۔

مرزائیو! آؤ ہم تم کو ایک اور طرح سے سمجھا دیں۔ غور سے سنو۔ ایمان اور دھرم سے بتلانا کہ ایک طرف میری تعلیم اور مسلمہ امور ہوں، دوسری طرف مرزا صاحب کی تعلیم اور مسلمہ امور ہوں، تو کس کو مانو گے اور کس کو چھوڑو گے۔ میری تعلیم اور مسلّمات کو یا مرزا کے مسلّمات کو۔ کچھ شک نہیں کہ مرزا کے مقابلہ پر میری تو کیا تمام دنیا کی اور دنیا کے بزرگوں کی بھی پرواہ نہ کرو گے۔ پس اس اصول کے مطابق بتلاؤ کہ اگر میں ہی نے وہ نوٹ لکھا ہو، اور اس کا مطلب بھی وہی ہو جو تم نے سمجھا ہے، تو تمہارا اس میں کیا بھلا ہو سکتا ہے۔ تم تو مرزا قادیانی کی امت ہو۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو مجدد، رسول، نبی، کرشن اور امام مہدی وغیرہ کہتے ہو، نہ کہ مجھ کو۔ پس میرے اعتقاد میں کچھ ہی ہو، میں تو تم کو مرزا قادیانی کے فیصلے کی طرف بلاتا ہوں، نہ کہ اپنے منشاء کی طرف۔ پس اگر تم واقعی مرزا قادیانی کی موت سے پہلے اس کو اپنا امام سمجھتے تھے تو تم کو چاہیے تھا کہ اس کے آخری فیصلہ پر نظر کر کے موت کے بعد (بقول اڈیٹر اہل فقہ) بے گوروکفن اس کو چھوڑ جاتے۔

اور سنو! چوتھی تاویل یا تحریف دجاجلہ نے یہ کی ہے کہ ۲۶۔ اپریل ۱۹۰۷ء کے اہل حدیث میں مولوی ثناء اللہ نے اس صورت فیصلہ کو خود ہی منظور نہیں کیا تھا، لہٰذا مرزا صاحب قادیانی کی موت پر اس کو اس اشتہار سے استدلال کرنے کا حق حاصل نہیں۔ واہ خوب (بقول خود) پیغمبر، مرسل، خدا کے بیٹے کے منہ سے ایک بات بطور فیصلہ کرے، اور خدا اس کی اس دعا کو قبول کرنے کا الہام کر دے، مگر ثناء اللہ اس سب کو ملیا میٹ کر دے۔ افسوس ہے یہ لوگ قرآنی تعلیم سے ایسے ہی ناواقف ہیں جیسے کوئی

برہمن گائے کے گوشت کے ذائقہ سے۔

مرزائیو! سنو خدا تعالیٰ فرماتا ہے

ربك يخلق ما يشاء ويختار ما كان لهم الخيرة.

اور سنو! مايبدل القول لدیّ ۔خدا کے نزدیک حکم بدلا نہیں کرتا۔

سنو! میں نے تو اس لئے انکار کیا تھا کہ موت وحیات کسی کے اختیار میں نہیں ممکن تھا کہ میں مرزا قادیانی سے پہلے مر جاتا (نہ اس کے بتلانے سے بلکہ تقدیر سے) تو مرزا قادیانی اور مرزائیوں کو مخلوق کے گمراہ کرنے کے لئے ایک بات مل جاتی۔ اس لئے میں نے اعلان کیا تھا۔ مگر یہ اعلان خدائی فیصلہ میں کسی طرح موثر نہیں ہو سکتا تھا، اور نہ ہوا۔ ہاں اس بات کا کھلے لفظوں میں اعلان کرتا ہوں اور علماء کرام کے خوف سے نڈر ہو کر بلند آواز سے کہتا ہوں کہ اعلیٰ حضرت مرزا صاحب کیسے مستجاب الدعوات ثابت ہوئے کہ جو کچھ حضرت ممدوح نے خدا سے مانگا تھا کہ ہم دونوں (مرزا اور ثناء اللہ) میں جو جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں مر جائے، وہ اسی طرح ہوا۔

فقطع دابر القوم الذين ظلموا .فالحمد لله رب العالمين -

آہ! کیا سچ ہے

لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر
کذب میں سچا تھا پہلے مر گیا

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں کہ اخیر میں ناظرین کو مرزا صاحب کی تحریر میں سے ایک فقرہ سنا کر مضمون ہذا کو ختم کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:

پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں، بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں، آپ (ثناء اللہ) پر میری زندگی میں وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔

کیا سچ ہے:

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۳۱ جولائی ۱۹۰۸ء۔ ۲ رجب ۱۳۲۶ھ۔ ج ۵ نمبر ۳۹۔ ص ۲۔ ۴)

دہلی میں عجیب مقدمہ

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری ؒ بتاتے ہیں:

دہلی میں ہمارے دوست مولوی حشمت علی صاحب اور منشی قاسم علی مرزائی کی تکرار ہوئی کہ مرزا صاحب اور مولوی ثناء اللہ کا مباہلہ ہوا تھا۔آخر ہوتے ہوتے یہاں تک بات پہنچی کہ منشی مذکور نے تحریری معاہدہ لکھ دیا کہ مولوی ثناء اللہ نے اگر مرزا صاحب سے مباہلہ کیا ہو، یا اس مباہلہ کو مدار فیصلہ قرار دیا ہو، تو میں مبلغ...روپے مولوی حشمت علی صاحب کو دونگا۔مولوی صاحب نے دلائل سے اپنے مدعا کو ثابت کیا، مگر فریق مخالف نے تسلیم نہ کیا۔آخر نوبت عدالت تک پہنچی۔منصف صاحب نے جو ایک گریجوایٹ مسلمان ہیں اس تکا بوٹی کو اسلامی قوم کے لئے فضیحہ جان کر فریقین کو صلح کے لئے سمجھا۔منشی صاحب سے کہا کہ آپ مبلغ ..روپئے کسی اسلامی انجمن میں دے دیں تو دونوں کو ثواب ہوگا۔انہوں نے نہ مانا۔پھر کہا کہ دونوں صاحب کسی کو ثالث مان لو۔اس پر مولوی صاحب نے جناب مولوی محمد بشیر صاحب مرحوم کو ثالث مانا، جو دہلی میں مقیم تھے مگر مرزائی فریق نے مولوی محمد احسن صاحب مرزائی مقیم قادیان کو اپنا ثالث بنایا۔عدالت نے کہا اتنی دور سے ثالث کا آنا مشکل ہے اور بلانا عدالت کے اختیار سے باہر ہے۔مرزائی فریق چونکہ اس پر مصر رہا آخر کار یہ بات بھی قرار نہ پائی تو عدالت نے مولوی صاحب کو سمجھایا کہ آپ لوگ مصلحان قوم ہیں، آپ ہی معاف فرمادیں۔مولوی صاحب نے بڑی فراخ دلی سے معافی نامہ لکھ دیا اور مقدمہ داخل دفتر ہوا۔

بحمد اللہ گو مولوی صاحب کو مبلغات نہ ملے مگر اس میں بھی ان کی عزت ہے کیونکہ اگر ثالث نامہ لکھا جاتا، اور مولوی محمد بشیر صاحب مرحوم دوسرے ہی روز انتقال فرماتے (جیسا کہ وقوع میں آیا) تو مرزائی پارٹی خوب بغلیں بجاتی کہ یہ بھی ہمارے امام کا معجزہ ہوا کہ مولوی صاحب فیصلہ بھی نہ کر سکے۔کیونکہ اس فریق کے پیشوا نے ان کو اسی

قسم کے معجزات کی مشق کرا رکھی ہے۔ گویا لوہا ڈبونے اور بھس تیرانے میں یہ اور ان کا گرو کمال رکھتے ہیں۔

سچ ہے:

این کرامت ولی ما چہ عجب
گربہ شاشید و گفت باراں شد

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۳۱ جولائی ۱۹۰۸ء۔ ص ۵۔۶)

مرزائیوں سے ایک سوال

جناب مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب۔ السلام علیکم۔

بندہ نے جناب کے اہل حدیث کی معرفت مرزا صاحب سے ایک سوال کا جواب طلب کیا تھا جو آپ کے پرچہ ۲۲ مئی ۱۹۰۸ء اہل حدیث میں درج ہے کہ فوت ہوجانے مرزا صاحب کے بعد جناب ام المومنین صاحبہ کے ساتھ کوئی مومن نکاح کر سکے گا یا نہ، جس کا جواب اب تک تو مرزا صاحب دے سکا، نہ بدر صاحب نے دیا۔ مرزا صاحب کو تو اس جواب کے دینے کی گرانی نے راہِ موت دکھایا، اور اڈیٹر صاحب بدر نے سر بگریبان فرمایا۔ خیر اب ہم جناب کو تکلیف دیتے ہیں کہ جواب میرا بذریعہ اہل حدیث جناب حکیم نور الدین صاحب سے طلب فرماویں کہ جناب ام المومنین (نصرت) بعد وفات مرزا صاحب کسی مومن سے نکاح کر سکتی ہیں یا نہ۔ واضح رہے کہ میرا یہ غرض نہیں کہ وہ خواہ مخواہ نکاح کریں یا نہ کریں، بلکہ غرض یہ ہے کہ نکاح کرنا حضرت ام المومنین کو شرح احمدیہ میں جائز ہے یا نہیں۔ اس کا جواب خواہ اڈیٹر صاحب بدر دیں یا جناب حکیم نور الدین صاحب دیں، یا کوئی اور صاحب فرقہ احمدیہ دے دیں، مگر دیں ضرور۔ مگر واضح رہے کہ یہ جواب ایسا ہے کہ جس نے مرزا صاحب کو موت تک پہنچایا اور اڈیٹر

صاحب بدر کو سر بگریبان فرمایا۔ اب دیکھئے جناب حکیم نور الدین صاحب کیا جواب دیتے ہیں۔ ۱۶ جون ۱۹۰۸ء۔

حکیم خیر محمد ممبر کمیٹی ڈیرہ غازی خاں محلّہ گلالہ

اڈیٹر اہل حدیث نے ادارتی نوٹ میں لکھا:

آپ کے سوال نے تو کمال ہی کیا۔ جوں ہی شائع ہوا گویا بندوق سے گولی نکلی تھی کہ فوراً ہی دوسرے ہفتہ مرزا صاحب انتقال کر گئے۔ اگر اس قسم کا سوال کسی شخص کی نسبت مرزا یا کوئی مرزائی شائع کرتا اور اس شخص کا انتقال بھی ہو جاتا، تو خدا جانے یہ لوگ کتنے ایک معجزات کے پل باندھتے۔ بہر حال ہم بھی سفارش کرتے ہیں کہ امت مرزائیہ اس سوال کا جواب دیں۔ غالباً منہاج النبوت کے مطابق جواب دیں گے

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۳۱ جولائی ۱۹۰۸ء ص ۸)

قادیانی فرعون

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں؛

امروہہ سے ایک اشتہار ہمارے پاس پہنچا ہے جو قادیانی خلیفہ مولوی احسن صاحب امروہی نے اپنے کسی ملنے والے کے نام پر شائع کیا ہے۔ اس میں اور جو کچھ لکھا ہے اس کا جواب دینا امروہہ والوں کا فرض ہے مگر لگتے ہاتھ بقول کھسیانی بلی کھمبا نوچے، مولوی محمد احسن صاحب ہم سے بھی الجھ پڑے ہیں۔ لکھتے ہیں:

ہم نے سنا ہے کہ امروہہ والے مولوی ثناء اللہ کو ہمارے مقابلہ کے لئے بلانے والے ہیں مولوی ثناء اللہ کی بے علمی کی وجہ سے ہم نے اس کو آج تک اپنا مخاطب نہیں بنایا اور نہ بنانا چاہتے ہیں۔،

شیخ الاسلام امرتسریؒ فرماتے ہیں: اس کے جواب میں ہماری تو دعا ہے کہ

رب زدنی علماً

ما خاک نشینم انا را نشاسیم
صد شکر کہ در مذہب ما کبر و انا نیست

لیکن اے جناب آپ اتنا تو فرمایئے کہ جھوٹ بولنا آپ کے مذہب میں کیا حکم رکھتا ہے۔عرصہ مدید ہوا آپ مجھ سے قلمی خط وکتابت کرتے تھے، اس سے بعد جب میں قادیان دار الزیان پر حملہ آور ہوا، تو آخری فراری خط آپ ہی کی طرف سے آیا تھا۔ زاں بعد آپ نے فی سبیل اللہ مرقع قادیانی مفت طلب کیا، تو آپ نے لکھا تھا کہ مرقع مجھ کو مفت دیا کرو، میں اس کے عوض میں آپ کا جواب لکھا کرونگا۔ اس کے علاوہ آپ نے رسالہ ریویو آف ریلی جنز قادیان بابت جون و جولائی کے صفحات ۲۲۸ پر بزعم خود میرے جوابات دیئے ہیں۔

اور سنئے جب کہ آپ کے پیر و مرشد نبی اور رسول مرزا صاحب قادیانی میرے ساتھ مناظرہ مباحثہ کرتے رہے، یہاں تک کہ جب وہ جواب دینے سے تنگ آگئے تو میرے ساتھ آخری فیصلہ کا اشتہار دیا۔

اعجاز احمدی کتاب میرے ہی مقابلہ میں لکھی جس میں کئی جگہ مجھ کو قادیان پہنچنے کی دعوت دی میری نسبت آپ کا ایک شعر یہ ہے

أ آخیت ذئباً عایشاً او ابا الوفاء
أوافیت مداً او رأیت امرتسر

(اس اخیت کے مفعول بہ امرتسر کو مرفوع دیکھ کر ہم نہ ہنسیں بلکہ اس تصویر کا مصور ایسا ہی جانیں۔ اڈیٹر اہل حدیث) رسالہ انجام آتھم میں مجھ کو مباہلہ وغیرہ کے لئے بلایا۔غرض کہ آپ کے پیر و مرشد مجھ کو ہمیشہ اپنا مخاطب بناتے رہے، بلکہ آپ خود بھی لکھتے رہے۔مگر آج کیا دال میں کالا ہے کہ آپ میرے سامنے آنے سے انکار کرتے ہیں۔کیا آپ اپنے پیر و مرشد سے مرتد ہو گئے ہیں یا اپنے آپ کو اس سے افضل جانتے ہیں۔نہیں نہیں کچھ بھی نہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ

زاہد نہ تاب داشت جمال پری رخان
کنجے گرفت و ترس خدا را بہانہ ساخت

میں بھی آپ کی طرح انا خیر کہنے والے کا شاگرد ہوتا تو آپ کو صاف

سنا تا کہ مولوی صاحب میرے سامنے آیئے ،اپنی علمیت کی سندیں دکھا کر جو ہر دکھایئے۔ امتحان دیجئے اور لیجئے:

تا سیہ روئے شود ہر کہ دروغش باشد

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۷۔اگست ۱۹۰۸ء۔مطابق ۹ رجب ۱۳۲۶ھ ج ۵ نمبر ۴۰۔ص ۳)

ایک اورالہامی پیدا ہوگیا

شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسری لکھتے ہیں:

پنجاب کی زمین بھی ایک عجیب مردم خیز قطعہ ہے۔ الہامی اور پیش گوئیاں کرنے والوں کا تو گویا مولد یہی ہے۔ ابھی کل کا ذکر ہے کہ مرزا قادیانی نے الہاموں اور پیش گوئیوں سے اودھم مچا رکھی تھی۔ خدا خدا کر کے وہ ختم ہونے کو آئے ،تو آج ایک ثانی الہامی پیدا ہوگیا۔

ابھی تک ثانی الہامی کی اپنی تحریر تو کوئی ہم نے دیکھی نہیں، مگر اس کے مریدین اپنا حق نمک ادا کر رہے ہیں۔ پھر کمال خوبی یہ ہے کہ اسی طرح کی الہامی مشین میں ان لوگوں نے بھی الہام بافی شروع کی ہے جس طرح کی مشین میں قادیانی مرزا کیا کرتا تھا۔ مگر چونکہ ابھی نو آموز ہیں اس لئے کوئی کوئی الہام باوجود کوشش کے بھی اکارت جاتا ہے۔

ثانی الہامی کے مریدوں نے اول الہامی (مرزا غلام احمد قادیانی) کے مرنے پر اپنے الہاموں کی پٹڑی جمانی شروع کی ہے۔ ہم اس موضوع پر کچھ نہ لکھتے مگر اتفاقاً ایک اشتہار حافظ ظفر علی لاہوری کا ہماری نظر سے گذرا جس کو دیکھ کر ہمیں خوف ہوا کہ یہ تو وہی قادیانی مشین ہے جس نے پہلے دنیا میں ایک تہلکہ مچا رکھا تھا۔ ناظرین اب بغور سنتے جائیں کہ ثانی الہامی کے مریدوں نے کہاں تک درجہ بدرجہ ترقی کی ہے۔ سب سے پہلے ان کی طرف سے ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کے پیسہ اخبار لاہور میں ایک مضمون نکلا تھا جو یہ ہے:

۲۲ مئی کو بعد نماز جمعہ شاہی مسجد میں جو جلسہ مرزا صاحب قادیانی کے عقاید کی تردید میں منعقد ہوا اس میں حضرت سید جماعت شاہ صاحب مجددی نقشبندی محدث علی پوری نے اپنے وعظ میں مرزا صاحب کی نسبت پیشگوئی کی تھی کہ آپ سب گواہ رہیں کہ مرزا قادیانی بہت جلد عذاب کی موت سے مرے گا۔،

پھر اسی مضمون کو المجد دنمبر ۶ میں یوں لکھا تھا:

رسالہ المجد دنمبر ۵ میں دیکھ سکتے ہیں کہ زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین مدۃ العاشقین ،فرزند ختم المرسلین امام المسلمین قبلہ مومنین مجدد دوراں قطب زمان واقف اسرار خفی وجلی حضرت مولانا مولوی حافظ حاجی صوفی پیر سید جماعت علی شاہ صاحب مجددی نقش بندی محدث علی پوری ادام اللہ فیو ضھم کی پیش گوئی جو حضور نے ۲۲ مئی ۱۹۰۸ء بروز جمعہ شاہی مسجد میں اپنے وعظ کے اخیر میں مرزا قادیانی کی نسبت فرمائی تھی کہ مرزا بہت جلد ذلت اور عذاب کی موت سے مارا جائے گا ،یہ چوتھے ہی دن پوری ہوئی یا نہ ہوئی ،اور تازیانہ نقشبندی روحانی رنگ میں ظاہر ہوا یا نہ ہوا؟

اڈیٹر اہل فقہ (جو ثانی الہامی کے حلقہ بگوشوں میں فرسٹ نمبر ہے) نے بھی اخبار اہل فقہ مورخہ ۲۶ جون ۱۹۰۸ء میں پیسہ اخبار کے مذکورہ مضمون ہی کا حوالہ دیا تھا۔لیکن چونکہ ۱۲ جون کے اہل حدیث میں ایک مضمون مدلل نکلا تھا جس کا عنوان تھا۔ پیراں نمی پرند ومریداں ہمے پرانند،، اس میں ثابت کیا گیا تھا کہ اس قسم کے الہامات اور پیش گوئیاں قادیانی مشین کی ساخت اور اس شعر کے مصداق ہیں کہ:

این کرامت ولی ما چہ عجب
گربہ شاشید و گفت باراں شد

ایسا کہنا کہ فلاں شخص جلد مر جائے گا یا ذلت کی موت سے مرے گا اپنے مفہوم میں بہت کچھ گنجائش رکھتا ہے، اس لئے ثانی الہامی کے مریدوں نے اس پیش گوئی کو ذرہ کسی قدر معقول پسند بنانے کے لئے ایک اور اشتہار دیا جو ہمارا یہ نوٹ لکھنے کا باعث ہوا جس کے مضمون کے اصل فقرات یہ ہیں ۔راقم اشتہار مرزا کے قیام لاہور

کے کچھ واقعات لکھ کر کہتا ہے کہ:

اس کے بعد ہر روز مرزا کے جائے قیام کے بالمقابل حضرات علمائے لاہور کی طرف سے ایک جلسہ حضرت شاہ صاحب قبلہ عالم کی سرپرستی میں ساڑھے پانچ بجے شام سے دس بجے تک منعقد ہوتا رہا، جس میں مرزا کو دعوت دی جاتی رہی اور ہزاروں روپیہ کی طمع بھی دی گئی۔ لیکن شقاوت قلبی غالب تھی کچھ فائدہ نہ ہوا۔ ۲۵۔۲۶ مئی (۱۹۰۸ء) کی درمیانی رات کو حضرت اقدس نے کھڑے ہوکر فرمایا:

کہ اب تک مرزا یا اس کا کوئی حواری مقابلہ پر نہیں آیا، حالانکہ میں اس کے ساتھ مناظرہ یا مباہلہ کرنے اور اسکے غالب آنے کی صورت میں اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ حسب وعدہ دینے کو تیار ہوں۔ اچھا نہیں تو دیکھنا چوبیس گھنٹہ کے اندر کیا ہوتا ہے۔

حضرت یہ فرما کر بیٹھ گئے اور جلسہ حسب معمول برخاست ہوگیا۔ ۲۶ مئی کے دن دوپہر سے پہلے پہلے مرزا کی موت کی خبر مشہور ہوئی۔ تحقیق سے معلوم ہوا رات کو حضرت اقدس نے جس وقت اپنے الفاظ ختم کئے تھے اس سے تھوڑے ہی عرصہ بعد مرزا کو ہیضہ کے آثار نظر آنے لگے۔ ۱۲ بجے تک مرض کا پورا غلبہ ہوگیا جس میں ۱۰ گھنٹہ مبتلا رہ کر جمعہ کی پیش گوئی سے پورے تین دن ۱۸ گھنٹے بعد مرزا ہزاروں ارمان سینے میں لئے ہوئے قبر میں سونے کے بالکل تیار ہوگیا۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین! دیکھئے کیسا نکتہ بعد الوقوع بنایا گیا ہے۔ اسی کو کہتے ہیں:

پیراں نمے پرند مریداں ہمے پرانند

ہم پوچھتے ہیں کہ اگر ۲۵۔۲۶ مئی کی درمیانی شب کو یہ گول مول پیش گوئی ثانی الہامی نے کی تھی تو کیا وجہ ہے کہ تم لوگوں نے آج تک اسکو شائع نہ کیا، حالانکہ ۲۶ مئی کو مرزا قادیانی مرا، تو ۲۷ مئی کے پیسہ اخبار میں اس کی موت کی خبر کے ساتھ ہی ۲۲ مئی والی گول مول، بے جوڑ پیش گوئی بھی شائع کر دی، مگر ۲۵۔۲۶ مئی والی یہ پیش

گوئی کیوں چھپا رکھی ۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پیش گوئی نکتہ بعد الوقوع سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ علاوہ اس کے کیا یہ کوئی قابل فخر پیش گوئی ہے کہ دیکھنا چوبیس گھنٹوں میں کیا ہوتا ہے؟ اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پیش گوئی بھی قادیانی مشین میں ڈھلی ہوئی ہے، جو احمقوں کو پھاندنے کے لئے بنائی گئی ہے ۔لیکن تم لوگ یاد رکھو اہل حدیث کو خدا کے فضل سے الہام شناسی اور تنقید کا پورا ملکہ ہے اس لئے آئندہ کو ایسی الہامی مشین کو نہ چلانا

سنبھل کے رکھیو قدم دشت خار میں مجنوں
کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے

اب سنئے اصل واقع کہ ہمارے مکرم برادر جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب اڈیٹر الہادی سیالکوٹ بھی لاہور کے جلسوں میں برابر شریک تھے ۔مولوی صاحب کا بیان ہے کہ ۲۵۔۲۶ مئی کی درمیانی شب کو جو جلسہ ہوا تھا، اس میں حافظ جماعت علی شاہ نے یہ کہا تھا کہ میں نے مرزا قادیانی کو مباحثہ کی دعوت دی تھی اس نے اس کی قبولیت کی اطلاع نہ دی۔ اب میں ۲۴ گھنٹوں کی اس کو اور مہلت دیتا ہوں ۔ یہ واقعہ ۲۵،۲۶ مئی (۱۹۰۸ء) کی درمیانی شب بوقت ۹،۱۰ بجے کا ہے اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب کو مرزا کی موت خواب وخیال میں بھی نہ تھی بلکہ اس کی زندگی کا خیال تھا اسی لئے تو ۲۴ گھنٹوں کی مہلت دی تھی مگر افسوس کہ تقریر سے بارہ گھنٹے بعد مر گیا۔

افسوس ہے کہ ان لوگون نے احمقوں کے پھاندنے کے کیا کیا جال بنا رکھے ہیں۔ آج کل پیری مریدی کا کیا کم تھا کہ اس پر الہاموں اور پیشگوئیوں کا ضمیمہ لگا لیا ہے سچ ہے:

حافظا مئے خور و رندی کن و خوش باش ولے
دام تزویر مکن چوں دگران قرآن را

ایک وہ صوفی تھے جن کی کتابوں میں ہم پڑھتے ہیں کہ کرامتیں مردوں کا حیض ہیں ۔یعنی جس طرح عورتیں حیض کو چھپاتی ہیں اسی طرح اللہ تعالی کے بندے کرامتوں کو چھپاتے تھے کہ کہیں نفس میں عجب اور تکبر نہ آجائے ۔آج یہ زمانہ ہے کہ اصل حیض تو بند ہے، مگر مصنوعی سرخی کپڑوں پر لگا کر حیض کا اظہار کیا جاتا ہے۔

کمال صرف یہ ہے کہ بڑے بڑے القاب علمی اور تعظیمی اپنے نام کے ساتھ لگا لئے جاتے ہیں۔ وہ القاب دیکھ کر تو افسوس ہوتا ہے کہ حضرت حسن بصریؒ اور پیر عبد القادر جیلانیؒ اور حضرت نقش بندؒ وغیرہ رحمۃ اللہ علیھم اجمعین کے لئے بھی کوئی لفظ باقی نہیں چھوٹتا۔

اخیر میں ہم بھی ایک وجدانی پیش گوئی کرتے ہیں کہ ثانی الہامی اور ان کے حلقہ بگوش ہمارے جواب کی طرف توجہ تو کریں گے مگر یہ ان سے نہیں ہو سکے گا کہ ہماری طرح صحیح واقعات پیش کر کے جواب دیں، ہاں برا بھلا کہیں گے، اور گالیاں دے کر اپنے تصوف کا ثبوت دیں گے جس کے جواب میں ہم صرف دو حرفہ مضمون لکھیں گے:

بدم گفتی و خورسندم عفاک اللہ نکو گفتی
جوابِ تلخ مے زیبد لبِ لعلِ شکر خارا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۷۔ اگست ۱۹۰۸ء ص ۳۔۵)

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے الہامات

صدق اللہ تعالی: و قد خاب من افتری

(مولوی عبدالعزیز قلعہ میہاں سنگھ ضلع گجرانوالہ)

میں یقیناً کہتا ہوں اور حلفاً بیان کرتا ہوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے جس قدر الہامات مبشرہ یا منذرہ اپنی زندگانی میں بذریعہ اشتہارات یا کتب شائع کئے وہ سب کے سب جھوٹے نکلے اور کیوں نہ جھوٹے نکلتے جب کہ اللہ تعالی اپنے کلام مقدس میں فرماتے ہیں: و قد خاب من افتری

یعنی مراد کو نہیں پہنچا جس نے جھوٹ باندھا۔ چنانچہ مرزا صاحب احمد بیگ کی لڑکی کے نکاح کے بارہ میں نامراد رہے اور یہ حسرت دل ہی میں لے کر چلے گئے بہتیرے الہامات سنائے لیکن کوئی پورا نہ ہوا۔ پہلے آپ نے کہا تھا کہ میرا نکاح آسمان پر ہو چکا ہے

اور اللہ تعالی نے مجھے بشارت دی ہے قد زو جنا کھا۔ ازاں بعد اس کے رشتہ داروں کی طرف خطوط اور کاتیب عاجزانہ طور پر لکھتے رہے کہ میرے ساتھ محمدی بیگم کا نکاح کر دو چنانچہ وہ سب خطوط کلمہ فضل رحمانی میں چھپ کر ہدیہ ناظرین ہو چکے ہیں۔ پھر جب سلطان محمد پٹی والا سے اس کا نکاح ہو گیا تو آپ نے ایک الہام منذر شائع کر دیا جس کی یہ عبارت تھی و یموت بعلھا الی ثلاث سنین یعنی اس کا خاوند تین سال تک مر جائے گا۔ جب اس کا خاوند اللہ کے فضل سے تین سال گذار کر خوش وخرم نظر آیا تو پھر لوگوں نے مرزا صاحب پر اعتراض کیا کہ وہ تو مرا نہیں اب کیا جواب ہے تو آپ نے کہا میں ابھی زندہ ہوں اور احمد بیگ کی لڑکی بھی زندہ ہے کسی وقت نکاح میں آجائے گی اور آپ کے مریدوں نے بھی یہی جواب معترضین کو دیئے چنانچہ میں نے ایک قصیدہ یائیہ شحنہ ہند کے ضمیمہ میں جون کے مہینہ میں طبع کرایا تھا اور یہ اعتراض کیا تھا

چرا نہ دختر احمد بہ عقد او آمد
کہ بود زوجہء سلطان مرد حقانی

تو اس کے جواب میں ایک قصیدہ الحکم اخبار میں شائع ہوا جس میں مجھے مخاطب کر کے لکھا تھا:

مسیح و دختر احمد چو زندہ اند ہنوز
چرا بعقدِ سماوی ازو بحیرانی

اب میں اس شاعر سے پوچھتا ہوں کہ اب کیا حیرانی کا موقع نہیں کہ مرزا صاحب تشریف لے گئے اور نکاح میں نہ آئی؟ شاید یہ جواب دیوے کہ جب نکاح آسمان پر پڑھا ہوا ہے تو مرزا صاحب کے گھر میں وہاں جا کر آباد ہو گی (وہاں کافر اور مسلمان ہو گا۔ احمد بیگ اور محمدی بیگم مرزا کے انکار میں مرے۔ سو وہ بقول مرزا جہنمی ہیں۔ ایک کافر اور مسلمان کا نکاح کیوں ہو گا۔ اور مسلمانوں کے نزدیک یعنی محمدی اور اسکے والد کے نزدک مرزا جہنمی ہیں، اس صورت میں مرزا، کافر جہنمی کا نکاح، ایک مسلمان جنتی عورت سے کیوں کر ہو گا؟ بہاء)

مجھے مرزائیوں سے سخت تعجب ہے کہ باوجود جھوٹا ہونے مرزا کے اس کو مورد وحی والہام سمجھتے رہے بلکہ خود مرزا صاحب اپنے آپ کو مسیح ابن مریم و امام حسین سے

افضل لکھتے رہے چنانچہ آپ نے دافع البلاء میں لکھا تھا:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے

اور اعجاز احمدی میں یہ شعر ہے

و قالوا علی الحسنین فضل نفسه

اقول نعم و الله ربی سیظهر

اور بہتیرے اشعار مرزا کی کتابوں میں ہیں جن سے مرزا کی تعلیٰ کا پورا پورا ثبوت ملتا ہے۔

علاوہ اسکے قرآن دانی بھی آپ پر ختم تھی قرآن کی آیات کو اپنے اوپر خواہ مخواہ چسپاں کرتے تھے چنانچہ قصہ ذوالقرنین کو اپنے پر لگایا دیکھو لیکچر لاہور جو ستمبر میں وہاں دیا۔ اس میں لکھتے ہیں کہ خدا نے مجھے ذوالقرنین کے نام سے پکارا افسوس۔ کیا کفار سائلین نے اس وقت حضرت محمد ﷺ سے مرزا کی بابت سوال کیا تھا کہ بتاؤ مرزا کون ہوا؟ اور اسکا قصہ کس طرح سے ہے؟ اور اللہ تعالی نے صیغہ ماضی سے اس قصہ کو بیان کیا سبحان اللہ قرآن دانی مرزا پر ختم تھی جیسا مرزا نے قرآن سمجھا آج تک کسی نے اہل علم سے نہیں سمجھا اور ہم دعا کرتے ہیں کہ ایسی سمجھ بھی کسی کو نہ ملے۔ اگر مرزائی لوگ مرزا کی قرآن دانی کی بابت مجھ سے سوال کریں گے تو میں اس کی تحریف اس کی کتابوں سے نکال کر پیش کردونگا۔ ایک نظیر مجھے مرزا کی قرآن دانی کی اور یاد آئی اور وہ یہ ہے کہ دابہ کے معنی کبھی آپ نے علماء ٹھہرائے اور کبھی دابہ کی تعبیر نبی سے کی اور کبھی طاعون کے کیڑے سے۔ شاید آپ کے الہام کرنے والے کو پھر پھر خیال آتا ہوگا کہ شاید یہ معنی صحیح ہوں گے یا یہ ہوں گے۔ جیسے کسی نے کسی سے پوچھا کہ آپ کیا پڑھتے ہو؟ اس نے کہا کنز (کاف پر زبر)۔ اس نے کہا غلط کہتے ہو۔ اس نے کہا کنز (کاف پر پیش) پھر اسکے ڈانٹا تو اس نے کہا کِنز (ک کے نیچے زیر)۔ سو ایسا ہی مرزا صاحب کے الہام کا حال ہے بلکہ اس سے بڑھ کر کیونکہ اس میں کنز (کاف پر زبر) تو صحیح تھا، اور اس الہام میں ایک معنی بھی صحیح نہیں۔ والسلام

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۷۔ اگست ۱۹۰۸ء ص ۸)

مرزا کے نشانات

(مولانا رفعت اللہ خان شاہجہان پوری)

نکاح والی پیش گوئی:

میرزا جی کی پیش گوئی احمد بیگ کی لڑکی محمدی بیگم کی نسبت جو کچھ تھی وہ ہم انہی کے الفاظ میں لکھتے ہیں:

اور یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہوگا اور ان تمام رحمتوں سے حصہ پاؤ گے جو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۸ء میں درج ہیں لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اسدختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا پھر ان دنوں میں جو زیادہ تفریح اور تفصیل کے لئے بار بار توجہ کی گئی تو معلوم ہوا کہ خدا تعالی نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ کی دختر کلاں کو جس کی نسبت درخواست کی گئی ہے ہر ایک ..دور کرنے کے بعد انجام کار اسی عاجز کے نکاح میں لائے گا...اور انجام کار اس کی لڑکی کو تمہاری طرف واپس لائے گا کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے۔ (قادیانی اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء)

تعجب ہے کہ اس لڑکی کا نکاح بھی ہو گیا اور بیس اکیس برسیں ہونے آئیں مگر اس کا خاوند اب تک نہ مرزا اور مرزا کی اڑھائی سالہ الہامی پیش گوئی اب تک پوری نہ ہوئی۔ جب مرزا کی زندگی میں اعتراض کیا گیا کہ حضرت آپ کا رقیب زندہ ہے اور الہامی منکوحہ اسی کے تصرف میں ہے تو یہ جواب دیا کہ وہ میرے نکاح میں آئے گی یہ بات ٹل نہیں سکتی۔ ایک جگہ بلکہ متعدد رسالوں اور اخباروں میں یہ خیال نہایت مضبوطی سے ظاہر کیا ہے اور یہی خیال مرزائیوں کا بھی تھا وہ کل عبارتیں اگر نقل کی جائیں تو ایک رسالہ چاہیے بعض قول یہاں پر نقل کرتے ہیں۔

الحکم ۳۰ جون ۱۹۰۵ء ص ۲ کالم ۲:

اعتراض پنجم ۔مسماۃ محمدی کو دوسرا شخص نکاح کر کے لے گیا وہ دوسری جگہ بیاہی گئی۔

جواب: وحی الٰہی میں یہ نہیں تھا کہ دوسری جگہ بیاہی نہیں جائے گی بلکہ یہ تھا کہ ضرور ہے کہ اول بیاہی جائے سو یہ ایک پیش گوئی کا حصہ تھا کہ، دوسری جگہ بیاہی جانے سے پورا ہوا الہا الٰہی کے یہ لفظ ہیں۔

فسیکفیکھم اللہ و یردھا الیک یعنی خدا تیرے ان مخالفوں کا مقابلہ کرے گا اور وہ جو دوسری جگہ بیاہی جائے گی خدا بھی اس کو تیری طرف لائے گا۔

الحکم ۲۴ نومبر ۱۹۰۵ء ص ۲ کالم ۲۔ والہام بکر و ثیب ۔معنی خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتین تیرے نکاح میں لائے گا ایک بکر ہوگی دوسری ثیب (مرزائیو! بیوہ سے مرزا نکاح کب ہوا ہوا)

ذوالفقار علی مرزائی الحکم ۱۷۔اکتوبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۵ میں لکھتا ہے:

نکاح میں ناکامیابی تو جب کہنا روا ہے جب فریقین میں سے کوئی کوئی مرجاوے۔ (کہو مرزائیو اب بھی ناکامیابی ہوئی یا نہیں) باوجود مرزا کی ایسی صاف تحریروں کے مرزائی اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہیں آتے چنانچہ ایک صاحب بدر میں اس نکاح کا جواب لکھتے ہیں کہ اس پیش گوئی کے متعلق حضرت اقدس نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں میں خود لکھ دیا تھا کہ خدا نے اب اس کو منسوخ کر دیا ہے۔

اول تو مرزا کا یہ مذہب نہیں کہ وحی اور الہام میں ناسخ ومنسوخ ہوتا ہے،

دوم یہ کہ حقیقۃ الوحی مرزا کی اخیری تصنیف ہے جب آپ نکاح سے مایوس ہوئے تو گول مول الفاظ لکھنے لگے کہ بعد میرے مرید تاویلیں کر لیں۔

سوئم یہ کہ مرزائی بچہ نے دھوکہ دینے کو پتہ اور نشان نہ دیا کہ عبارت منقولہ کس صفحہ پر ہے کہ اس کو دکھا جاتا۔

چہارم یہ کہ عبارت منقولہ حقیقۃ الوحی سے بھی منسوخ ہونا ثابت نہیں ہوتا صرف اتنا ثابت کر سکتے ہیں کہ خدا کی قدرت ہے خواہ منسوخ کر دے یا کسی اور وقت پر ٹال دے اور یہ بھی ثابت ہوسکتا ہے کہ نکاح فسخ ہوگیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔ہم نے مانا خدا میں قدرت تو سب طرح کی ہے مگر وہ وعدہ کیخلاف تو نہیں کرتا جب کہ خدا نے

مرزا جی کا نکاح عرش پر پڑھا دیا اور الہام سے خبر دے دی تو وعدہ خلافی چہ معنی دارد۔ دوسرے یہ کہ مرزا جی کو اپنے الہام پر خود یقین نہیں ورنہ وعدہ نکاح پر اخیر وقت تک جمے رہتے۔ یہ کیا کہ منسوخ ہو گیا، ٹل گیا۔ بھلے آدمی ایک پہلو اختیار کر۔ مگر ایسی صورت میں تاویل .. کہاں۔

پنجم یہ کہ عبارت منقولہ الہامی نہیں ہے مرزا جی کا اپنا اجتہاد ہے اور نکاح کی بابت الہام، الہام میں شک نہیں اور اجتہاد جائز ہے کہ ... پھر اجتہادی عبارت سے الہام کس طرح رد ہوسکتا ہے۔ اور مرزا کا بھی یہ مذہب ہے اگر وہ انکار کریں تو ہم ہزار موقع دکھا سکتے ہیں۔

پانچواں لڑکا: مرزا جی کو الہام ہوا تھا کہ میرے پانچواں لڑکا ہوگا (۱۰ نومبر ۱۹۰۷ء کا الحکم دیکھو) مگر وہ ہنوز دربطن مادر کا حصہ ہے اس کی بابت اڈیٹر بدر لکھتا ہے۔

پانچویں لڑکے کے متعلق بھی حضرت اقدس خود فیصلہ فرما چکے ہیں کیونکہ یہ الہام دیر سے تھا کہ خدا نے مجھے ایک پانچویں لڑکے کی بشارت دی اور جب صاحبزادہ محمود احمد کے ہاں لڑکا ہوا تو حضرت نے فرمایا تھا کہ یہ کہ یہی وہ پانچواں لڑکا ہے کیونکہ پوتا بھی لڑکا ہی ہوتا ہے (عزیز احمد بھی تو موجود تھا وہ کیوں نہیں پانچواں لڑکا شمار ہوا، پھر اسکا باپ سلطان احمد موجود تھا کیا وہ پانچواں لڑکا نہیں تھا، بات تو مرزا کے لڑکوں کی تھی نہ کہ نصرت بیگم کے لڑکوں کی۔ بہاء)

اس کا جواب یہ ہے کہ پوتے کو لڑکا کہنا بھی مرزا صاحب کا اجتہاد ہے۔ اور لڑکے کی بابت الہام تھا۔ پھر اجتہاد سے ظاہری معنوں میں کیوں تاویل کی جائے، بلکہ مرزا کے کسی دوسرے الہام سے یہ بات دکھائی جائے کہ مراد لڑکے سے پوتا ہے تو قابل تسلیم ہو۔ اب مرزا کی جوتیوں کے غلام جواب کم از کم اتنا تو لکھا کر کہ لکھتے وقت تیری تسکین ہو جایا کرے۔ یہ کیا ہٹ دھرمی ہے کہ جواب پر خود ہی تیرا اطمینان نہ ہو تو دوسرے کو کیسے اطمینان ہوسکتا ہے۔ اگر مذکورہ بالا جواب پر تیرا اطمینان ہو گیا تھا تو پھر اخیر میں عبارت ذیل کیا جھک مارنے کو لکھی تھی کہ، انشاء اللہ یہ پیش گوئی اپنے وقت پر پوری ہوگی۔

اگر پہلا جواب صحیح ہے تو اخیری قول گوز شتر ہے ورنہ پہلا جواب غلط ہے۔ رہا پیش گوئی کا پورا ہونا یہ تو معلوم مگر ہم کو شکوک ضرور پیدا ہو گئے سچ کہنا کیا کچھ امید

ہے یا معاملہ دیگر ہے

مولانا ثناء اللہ فاضل کی نسبت موت کی پیش گوئی:

مولوی ثناء اللہ صاحب کی نسبت لعنتی دجال نے لکھا تھا کہ ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ، وہ یہ کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور سچا فیصلہ یہ کہ جو تیری (خدا) کی نگاہ میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ ناظرین خدا لگتی کہنا کیا یہ صاف الفاظ نہیں کیا ان میں تاویل ممکن ہے۔ کیا مرزا زندہ ہے بولو سراٹھاؤ کیا شیر پنجاب دنیا سے اٹھ گیا۔ اگر ایسا نہیں ہوا بلکہ مرزا فی النار ہوا تو پھر کیوں توبہ نہیں کرتے کیوں ضد پر کمر باندھی ہے کیوں ہر طرح کی بے جا تاویلیں کی جاتی ہیں کہ جن کو سن کر جہ متلاتا ہے سننے والوں کو شرم آتی ہے ضرورۃً ہم وہ تاویلیں جو اخبار بدر میں پیش کی گئی ہیں اپنے الفاظ میں نقل کرتے ہیں ملاحظہ ہو۔

نمبر۱۔ مرزا صاحب نے دعا کی تھی کہ مولوی ثناء اللہ صاحب میرے سامنے مریں گے پیش گوئی نہ تھی۔

نمبر۲۔ مرزا صاحب نہ ہلاک ہوئے نہ فنا کیونکہ ان کا سلسلہ قائم ہے ہلاک وہ ہوتا ہے جس کا سلسلہ مٹ جائے۔

نمبر۳: مولوی ثناء اللہ خود جھوٹے ہو گئے کیونکہ آپ نے مباہلہ منظور نہیں کیا تھا۔

نمبر۴۔ اڈیٹر الحکم لکھتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے سب اڈیٹر نے نوٹ دیا تھا کہ جھوٹے کی عمر لمبی ہوتی ہے لہذا خدا نے موافق قول مخالف کے اس کی عمر دراز کر کے اس کو جھوٹا کر دیا، بدر ۲۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء میں مرزا کہتا ہے:

> ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلک بخدا ہی کی طرف سے اسکی بنیاد رکھی گئی ہے ایک دفعہ ہماری توجہ اسکی طرف ہوئی اور رات کو توجہ اس کی طرف تھی اور رات کو الہام ہوا کہ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان صوفیا کے نزدیک بڑی کرامت استجابت دعا ہے ۔(ص ۷ کالم ۲)

ناظرین عبارت مذکورہ کو دیکھ کر خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ مرزا کی یہ دعا پیش گو

ئی ہے یا نہیں جب خدا نے اس کے قبول کرنے کا الہام کیا تو پیش گوئی اور کیا ہوگی۔
جواب نمبر۲۔ مرزائیو کہاں تک تاویلوں سے کام لوگے۔ یاد رکھو تم تاویلیں کرتے کرتے تھک جاؤ گے مگر ہم جواب سے نہیں رک سکتے بہتر ہے اگر تم کو لفظ ہلاک اور فنا سے نفرت ہے تو ہم یہ الفاظ نہیں لکھیں گے آؤ دوسرے لفظ سے فیصلہ کر لیں مرزا ہلاک ہوا نہ فنا بلکہ صادق کے سامنے دنیا سے اٹھ گیا۔ اب توبہ کرنے میں کیا عذر ہے اگر یقین نہ ہو تو دجال صاحب کا فیصلہ سنو:

جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے۔

او کانے دجالیو! کیا اب بھی تاویل کرو گے کیا کاذب (مرزا) صادق (مولانا ثناءاللہ) کی زندگی میں دنیا سے نہیں اٹھا۔ اگر نہیں اٹھا تو لاؤ دکھاؤ دنیا کے کس کونہ میں پوشیدہ ہے۔ رہا یہ فقرہ کہ جس کا سلسلہ قائم ہے وہ زندہ ہے ور نہ مردہ، بالکل غلط ہے کیونکہ تمہارا پیر بار ہا لکھ چکا ہے کہ مولانا رشید احمد صاحب و مولانا سید نذیر حسین صاحب میرے سامنے جھوٹے ہو کر ہلاک ہوگئے اگر تمہارا یہ اصول صحیح ہے تو پھر ہم کہہ سکتے ہیں کہ دونوں بزرگوار زندہ ہیں ہلاک نہیں ہوئے کیونکہ اس کا سلسلہ موجود ہے اور انشاءاللہ موجود رہے گا۔ اس صورت میں بھی مرزا جھوٹا ثابت ہوگا۔
جواب نمبر۳۔ یہ مسلّم ہے کہ مرزا قادیانی نے دعا کی تھی اور یہ بھی ہم ثابت کر چکے کہ وہ دعا بقول مرزا مقبول ہوگئی بلکہ یہ کہ وہ خدا ہی کے حکم سے تھی۔ جب ایسا ہے تو شیر پنجاب کی منظوری یا عدم منظوری سے تعلق کیا رہا۔ یہ عجیب لطف ہے کہ مرزا تو دعا کرے اور صدق و کذب کا اسے معیار ٹھہرائے اور پھر یہ بھی شائع کرے کہ یہ حکم خدا کی طرف سے تھا اور میری دعا مقبول ہوگئی اور خود ہی اس کی جھپٹ میں فی النار ہو جائے مگر مرزائی بعد کو جواب دیں کہ فاضل امرتسری نے اسے منظور نہیں کیا تھا تو کیا کوئی عقل مند تسلیم کر سکتا ہے کہ ایک صادق کی دعا جو قبول ہو جانے کے کاذب کے انکار سے رد ہو سکتی ہے اور اگر فی الحقیقت وہ فیصلہ، فیصلہ نہیں رہا تھا تو بڈھے خبطی نے اعلان کیوں نہ دیا۔ کیوں مخلوق خدا کو گمراہی کے گڑھے میں جان کر گرا دیا شرم شرم شرم۔
جواب نمبر۴: یہ ہے کہ مرزا تو لکھتا ہے کہ جھوٹے کی عمر لمبی نہیں ہوتی اور اہل حدیث

کے سب ایڈیٹر کا قول ہے کہ جھوٹا لمبی عمر نہیں پاتا اور ایڈیٹر الحکم کا قول ہے کہ بموجب نوٹ سب اڈیٹر اہل حدیث کے خدا نے فیصلہ کیا اور جھوٹے کی عمر دراز ہوئی، نتیجہ ظاہر ہے کہ مرزا اپنے اس قول میں کہ، جھوٹے کی عمر لمبی نہیں ہوتی، جھوٹا ہوا۔ اب مرزائی سب اڈیٹر اہل حدیث کی بیعت کریں سب اڈیٹر اہل حدیث کے نوٹ کو مرزا کے فیصلہ سے کوئی تعلق نہیں اول تو مرزا تحریر کر چکا تھا کہ جو چاہو لکھو یہ فیصلہ تو آخری گویا قطعی ہے۔ دوئم یہ کہ سب اڈیٹر بھی اپنے قول میں سچا ہے کیونکہ مرزا نے بہت لمبی عمر پائی بقول مرزائیوں کے وہ ۷۵ سال کا ہو کر مرا اور عرصہ تک مخلوق کو گمراہ کرتا رہا اور مرزا بھی اپنے اس قول میں سچا ہوا کہ کاذب صادق کے سامنے فی النار ہوا۔ اور اگر مرزائی سب اڈیٹر ہی کے نوٹ سے فیصلہ چاہتے ہیں تو بہتر ہے چشم ما روشن دل ما شاد۔ فی الحال تو شیر پنجاب کے حلقہ بگوشوں میں داخل ہو جائیں اور آپ کے ہاتھ پر توبہ کریں جب آپ کی عمر مرزا کی طرح لمبی ہو جائے اور رسالت کا دعوی بھی کر لیں تو پھر ان کو کاذب کہہ دینا اگر ہم زندہ رہے تو تمہاری شرکت کریں گے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴۔ اگست ۱۹۰۸ء مطابق ۱۶ رجب ۱۳۶۲ھ جلد ۵ نمبر ۴۱ ص ۸۔۹)

دھوکے کی ٹٹی میں پیغام صلح

(راقم: محمد ابراہیم وکیل اسلام لاہور تکیہ سادھواں)

ایک گھوڑا اور ایک گدھا دونوں بوجھ سے لدے کہیں جا رہے تھے گھوڑے پر نمک اور گدھے پر اون لدا ہوا تھا۔ جب راستے میں نالہ آیا تو گھوڑا پانی میں بیٹھ گیا تب اٹھنے پر بوجھ ہلکا ہو جانے سے آسانی سے چلنے لگا۔ گدھے نے گھوڑے سے بوجھ ہلکا ہو جانے کا احوال سن کر اپنا بوجھ بھی ہلکا کرنا چاہا اور جب دوسرا نالہ آیا تو وہ بھی پانی میں بیٹھ گیا مگر اون میں جب پانی داخل ہو گیا تو گدھے کا بوجھ اس قدر بھاری ہو گیا کہ وہ پھر اٹھ نہ سکا اور مالک سے جو مار کھائی سو الگ۔ اسی طرح سے قادیانی خر دجال نے دیکھا کہ جناب سراج الملۃ امیر حبیب اللہ خان شاہ کابل نے ہندوستان میں

تشریف لا کر عید قربانی کے موقع پر گائے کی قربانی کو ہندوؤں کی دل جوئی اور تالیف قلوب کی خاطر اپنے لئے روک دیا تو ہندوؤں نے ان پر چاروں سے صدائے مرحبا کو بلند کر کے ان کی عزت وتوقیر کو اپنے دل میں جگہ دی۔تو خرد جال کے کوڑ مغز میں بھی یہ بات سما گئی کہ کرشن اور نانک بننا تو بے شک بالکل فضول ہے ہاں شاہ کابل نے جو ہندوؤں کو پھانسنے کا تجربہ دکھلایا ہے وہ درست ہے اس طرح سے ہندو جھٹ پٹ میرے بھی ہتھے چڑھ جائیں گے اور میں ان کا ایک بڑا پولٹیکل ہیرو بن جاؤنگا چنانچہ اس نے آج کل ہندوؤں کو انگریزوں کے برخلاف پاکر اپنے قدیمی گہری دلی پولٹیکل چال کو فروغ دینے کی خاطر ہندوؤں کو اپنے ہمراہ کرنے کے لئے وہی شاہ کابل والا چکمہ دینا چاہا اور اس دھوکے کی ٹٹی میں ایک پیغام صلح تیار کرنے لگا اور اپنے کوڑ مغز میں ہندوؤں کو ایک بھولی بھالی قوم تصور کر کے اس پیغام صلح میں یوں بکواس لکھی:

یہ تفرقہ کہ جو گائے کی وجہ سے ہے اسکو بھی درمیان سے اٹھا دیا جائے جس چیز کو ہم حلال جانتے ہیں ہم پر واجب نہیں کہ ضرور اسکو استعمال بھی کریں،

مگر کذاب کو اس کا نتیجہ کیا معلوم تھا قدرت کی طرف سے:

قضا نے مارطمانچہ منہ اس کا لال کیا

اور لالہ لاجپت رائے نے اس کے خواب میں جو اس کی حجامت بنائی وہ الگ۔کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی پاگل پنے کی علامت ہو سکتی ہے کہ خود ہی تو پیغام صلح میں یہ لکھا کہ:

اگرچہ ہم دیکھتے ہیں کہ وید کی تعلیم پورے طور پر کسی فرقے کو خدا پرست نہیں بنا سکی اور نہ بنا سکتی تھی، اور اگرچہ ہم نے وید میں پتھر کی پرستش کا ذکر تو کہیں نہیں پڑھا لیکن بلا شبہ اگنی، وایو، جل اور چاند اور سورج وغیرہ کی پرستش سے وید بھرا ہوا ہے اور کسی شرتی میں ان چیزوں کی پرستش کے لئے ممانعت نہیں۔

مگر تاہم پھر بھی اپنا خیال ویدوں کی نسبت یوں لکھا ہے کہ:

تاہم خدا کی تعلیم کے موافق ہمارا پختہ اعتقاد ہے کہ وید انسان کا افترا نہیں۔

پھر کیا اس سے صاف ثابت نہیں کہ قادیانی کا پختہ اعتقاد خدا کی تعلیم کی

نسبت بالکل مشر کا نہ تھا؟ ایسے پاگل کی بات کا کیا ٹھکانہ ہے کہ پیغام صلح کے ۲۵ صفحوں تک خود ہی تو بڑے شد و مد سے ویدوں کو کلام الٰہی اور رشیوں اور باوانانک کو خدا کا نبی ثابت کیا ہے اور اس کے بعد لکھا ہے:

اگر اس قسم کی صلح تام کے لئے ہندو صاحبان اور آریہ صاحبان طیار ہوں کہ وہ ہمارے نبی ﷺ کو خدا کا سچا نبی مان لیں اور آئندہ توہین اور تکذیب چھوڑ دیں تو میں سب سے پہلے اس اقرار نامہ پر دستخط کرنے کو تیار ہوں کہ ہم احمدی سلسلہ کے لوگ ہمیشہ وید کے مصدق ہوں گے۔

بھلا جب وہ ویدوں اور اس کے رشیوں وغیرہ کو پہلے ہی سے سچا مانتا ہے تو پھر اس کی شرط فضول ہے۔ اب چاہے ہندو محمد صاحب کو مانیں یا نہ مانیں، مگر دجال تو ویدی ہو چکا۔

(اہل حدیث ۲۱۔ اگست ۱۹۰۸ء، مطابق ۲۳ رجب ۱۳۲۶ھ۔ ج ۵ نمبر ۴۲ ص ۷۔۸)

حافظ جماعت علی شاہ

حضرت شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

حافظ جماعت علی شاہ صاحب کی بابت جو اہل حدیث مورخہ ۷۔ اگست میں ایک مضمون لکھا گیا تھا جس کا عنوان تھا، لو ایک اور الہامی پیدا ہوگیا۔ اسکی بنا شاہ صاحب کی ان تحریروں پر تھی جس میں ان کے مریدوں نے شاہ صاحب کو آسمان پر نہیں بلکہ عرش عظیم پر پہنچا کر مرزا قادیانی کی موت کو آپ کی پیش گوئی کا صداق بنایا تھا ۔اس کے جواب میں ملا محمد بخش لاہوری نے ایک مضمون بھیجا اور زبانی بھی بیان کیا ہے کہ اڈیٹر المجدد اور حافظ ظفر علی وغیرہ کے بیانات سب غلط ہیں۔ حافظ جماعت علی شاہ صاحب نے مرزا کی بابت کوئی پیش گوئی یا الہام نہیں کیا۔ اس کے جواب میں ہم ملا صاحب کو اطلاع دیتے ہیں کہ آپ اس مضمون کا ایک مختصر سا رقعہ حافظ جماعت علی شاہ صاحب سے لکھوا کر بھیج دیں، تو کافی ہوگا، یا آپ خود ہی اس مضمون کا ایک خط المجدد

میں چھپوا دیں۔ ہم نے بھی جو تردید کی تھی تو ان مریدوں ہی کی کی تھی، جو شاہ صاحب کو ناحق زور سے بلندی پر پہنچا کر ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ:

پیراں نمی پرند و مریدان ہمی پرانند

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۸۔ اگست ۱۹۰۸ء ص ٦)

قادیانی تواریخ

جناب اڈیٹر صاحب اہل حدیث امرتسر۔ السلام علیکم۔

میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی وفات کے چند ہی روز بعد میرے ایک ذی علم بھائی نے متوفی کے چند تاریخ وفات لکھ کر مجھے اشاعت کے لئے دیئے۔ چونکہ میں ایسی باتوں کو ہزلیات سمجھتا ہوں لہذا میں نے ان کی اشاعت کا خیال نہ کیا۔ اب ایک مرزائی کے پاس چھوٹا سا رسالہ، آئینہ صداقت، دیکھا جس میں فضول تاویلات سے کام لے کر متوفی (مرزا قادیانی) کی صداقت ظاہر کی گئی ہے۔ چونکہ اس کے مؤلف نے ایک دلیل مرزا کی سچائی کی یہ بھی دی ہے کہ بعض دعائیہ فقروں سے تاریخ وفات ظاہر ہوتی ہے، اسلئے اپنے دوست کی نوشتہ تاریخیں ارسال خدمت اس امید پر کرتا ہوں کہ آپ انہیں اہل حدیث میں شائع کر دیں گے۔ اگر دعائیہ فقروں کی تاریخ سے مرزا سچا ہوسکتا ہے تو کیا ایسی تاریخوں سے اس کا کاذب ہونا ثابت نہ ہوگا؟

اصل تو یہ ہے کہ مؤلف، آئینہ صداقت، کی کم فہمی ہے ورنہ ایسی تاریخوں سے نہ کوئی سچا ہوسکتا ہے نہ جھوٹا۔ راقم: راز دان

کاذب القادیان قد هلك

سنةً قبل موته

قلنا احمد الله كاشف الغمه

(مات هامان هذه الامه) (۱۳۲٦)

دیگر:

دعوی قادیانی بنگر چہ در طی آمد
آخر ہلاک گشتہ بر راہ حق نی آمد
تا ریخ ہندی او چستم زہادی عقل گفتا
(مسیح و مہدی ضا ل و مضل آ مد) (۱۹۲۶ بکرمی)

دیگر

قادیانی بدعوائے وہی
در شت در سرسری و جم جاہی
خویشتن را مسیح و مہدی خواند
بر خلاف طریق آگاہی
شد گرو ہے بہ دلفریبی او
صید در قید کید چون ماہی
مرگ خود فجہ را نمے دانست
با ہمہ پیروان گمراہی
مرد با خویشتن طعن مردان برد
عاقبت خورد زخم ناگاہی
اللہ اللہ ز فیض روح اللہ
بہ شدی ہر مریض جانکاہی
مدعی در دمِ مسیحیت
مرد اندر معالجت خواہی
طعنہ بر پیروانش باقی ماند
گرچہ شد در رہ فنا راہی
نسخۂ فو ت او طبیب خرد
بنوشتہ (مریض گمراہی) (۱۳۲۶ھ)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۸۔ اگست ۱۹۰۸۔ص ۷)

❀ انتخاب الاخبار: مبارک مبارک مبارک۔ مدینہ منورہ تک ریل پہنچ گئی۔ ..ستمبر تک دمشق سے مدینہ منورہ تک آمدورفت شروع ہو جائے۔ (ہفت روزہ اہل حدث امرتسر ۲۸۔اگست ۱۹۰۸ء ص ۱۱)

قادیانی تواریخ

اس عنوان سے اہل حدیث مورخہ ۳۰ رجب ۱۳۲۶ھ میں، راز دان، نے میرزائے قادیانی آنجہانی کی وفات کے متعلق چند تاریخیں چھپوائی ہیں۔ ایک مادہء تاریخ مجھے بھی سوجھ گیا ہے جو بر سبیل تفنن طبع اہل حدیث میں درج ہونے کی غرض سے خدمت عالی میں بھیجتا ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ آپ کے ناظرین کی لطافت طبع اس مادہ کے استشمام کی متحمل ذرا مشکل ہی سے ہو گی کیونکہ اس میں اس خلط کا غلبہ ہے جس کی تحریک سے مرزا جی علی رغم انف حکیم الامۃ دار البوار کو فرار ہو گئے۔ لیکن مثل شہور ہے کہ، جیسی روح ویسے فرشتے، اسی خیال سے تاریخ بھی ویسی ہی کہی گئی۔ امید ہے کہ ہمارے کرم فرما جناب اڈیٹر الحکم اپنے آسمانی صحیفہ میں ضرور اسکا اقتباس فرمائیں گے ھو ھذا:

میرزائے قادیانی مر گیا
احمدی فرقہ کا بانی مر گیا
ہوگیا اسلام کا ایک رخنہ بند
سنتے ہیں دجال ثانی مر گیا
اس کے الہامات تھے سب مہملات
کرتے کرتے بادخوانی مر گیا
وصل تھا بیٹے کی سالی کا محال
سن کے اس کی لن ترانی مر گیا
لیکے اپنے دل کے اندر سینکڑوں
آرزو ہائے جوانی مر گیا

چھوڑ کر اپنے مریدوں کے لئے
گمرہی کی زندگانی مر گیا
آئی شامت، کی ثناء اللہ سے
مسخرے نے چھیڑ خانی مر گیا
اس تحدی پر قضا ٹلتی کہاں
فیصلہ تھا آسمانی مر گیا
کرتے ہیں مرزائی تاویلیں عبث
آئی مرگ ناگہانی مر گیا
رات کو ہیضہ کیا اور صبح کو
قادیانی پیر فانی مر گیا
جب ہوا تاریخ کا مجھ کو خیال
ساری تاریخوں کا پانی مر گیا
(داد) (۴)، دی ہاتف نے جب میں نے کہا
(ہگتے ہگتے قادیانی مر گیا) (۱۳۱۷)

۹ جمع ۱۳۱۷ برابر ہے ۱۳۲۶۔

راقم: نقاش

(یاد رہے مولانا ظفر علی خان نے نقاش کے نام سے لکھا ہے۔ بہا)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۸ ستمبر ۱۹۰۸ء ص ۸)

قادیانی مشین میں الہام بافی

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہمارے ناظرین اور احباب ہم سے پوچھا کرتے ہیں کہ قادیانی خلیفہ راس المجانین حکیم نور الدین کو بھی الہام ہونے شروع ہوئے ہیں یا نہیں۔

آج تک تو ہم لاعلمی بتلاتے رہے کیونکہ کوئی اطلاع اس امر کی نہ آئی تھی۔

آج ہم ایک اشتہار سے کچھ اقتباس بتلاتے ہیں جو اخبار الحکم کے ساتھ آیا ہے۔ یہ اشتہار کسی محمد یمین مرزائی ساکن داتہ ضلع ہزارہ کی طرف سے ہے۔ اس میں راقم اشتہار نے اپنے الہاموں کی فہرست دی ہے۔ چنانچہ ایک الہام آپ کا یہ ہے کہ:

جواب مورخہ ۲۱ مئی ۱۹۰۶ء۔ دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ایک کتاب ہے اور اس میں میرے نام ایک خط درج ہے جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اے محمد یمین تجھ کو معلوم ہو کہ الہامات کی شکل ایک بڑے ریگستان کی سی ہے اور اس ریگستان کے بیابان میں بہت ہی سنبھل کر قدم رکھنا چاہیے۔ تم کو معلوم ہو کہ صاحبزادہ عبداللطیف اسی بیابان میں یک لخت جان قربان کر کے منزل مقصود کو پہنچ گیا اور دوسرا (عبدالحکیم) ہلاک ہو گیا۔ پس تم کو چاہیے کہ جس طرح ممکن ہو اس میدان میں ہوش سے چلو تا ہلاک نہ ہو جاؤ،

راقم۔ اللہ (جل جلالہ)

اسی فہرست الہامات میں راقم اشتہار اپنا یہ الہام بھی لکھتا ہے:

محمد یمین، امیر المومنین۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں کہ ایسے الہامات سے ہم تو خائف نہیں کیونکہ ہمارے ہاں تو بس ایک مثل ہے جو عربی میں ایک مثل کے طور پر بولا جاتا ہے کل صید فی جوف الفراء

دجال اکبر کے الہامات سے زیادہ ان کی وقعت نہیں جانتے، لیکن مرزائیوں کو ان الہامات سے ضرور خائف ہونا چاہیے کہ ان کے امیر المومنین حکیم نورالدین کی موجودگی میں دوسرا شخص امیر المومنین کے لقب کا مدعی بنتا ہے۔ دیکھو بموجب حکم فاقتلوا، مرزائی خلیفہ اس کے قتل کا حکم دیتا ہے یا نہیں:

ماراچہ ازیں قصہ کہ گاؤ آمد و خر رفت

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۸ ستمبر ۱۹۰۸ء ص ۱۰)

ایک نیا مہدی

(راقم: خواجہ عبدالحی گورداسپوری)

واللہ پنجاب کی زمین عموماً اور ضلع گورداسپور کی خصوصاً عجیب وغریب مردم خیز خطہ ہے۔ ابھی کل کی بات ہے کہ ایک حضرت مرزا قادیانی تو فی النار و السقر ہوئے مگر ان سے کب ہوسکتا تھا کہ مولوی نور الدین خلیفہ الدجال گدی نشین ہوں جھٹ سے آپ نے خود ایک اوتار بنا کر اہالیان گورداسپور کے سامنے پیش کیا ماشاء چشم بددور، مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں خیر سے اس کے ساتھ الہام بافی کی دم بھی لگادی۔

آپ تحصیل شکرگڈھ ضلع گورداسپور کے ایک گاؤں گوسل کے رہنے والے ہیں طویل القامت، نحیف البدن، ہیں گندمی رنگ اور اس پر حنا شدہ داڑھی مبارک اور سر کے بال سفید ایک عجیب بہار دکھاتے ہیں سر اور پاؤں ننگے رہتے ہیں ایک گاڑھے کا لمبا سا کرتہ اور غرارہ پہنے ہوتے ہیں۔ ایک دوست نے ان کا ذکر کیا تو مجھے ان کے دیکھنے کا شوق ہوا۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص حقہ کی ٹوپی ہاتھ میں لئے اس میں آگ رکھ کر آرہے ہیں میرے دوست نے اشارہ کیا کہ آپ ہی مہدی ہیں نام نامی میراں بخش ہے۔ فرماتے ہیں جیسا میں قرآن مجید پڑھتا اور سمجھتا ہوں سوائے رسول اکرم ﷺ کے اور کسی نے نہیں پڑھا اور سمجھا (نعوذ باللہ من ھذا القول النجس من البول)

تازہ الہام آپ کو ابھی دو ہوئے ہیں اول یہ کہ میری شادی عنقریب اقبال جان سے ہوگی (اقبال جان گورداسپور کی طوائفوں میں سے ہے اعلیٰ درجہ کی حسین اور عمر غالباً سولہ برس کی ہے اس پر آپ فریفتہ ہیں) اور جو کوئی اس کو دیکھے گا یا اس کے پاس بیٹھے گا ہلاک ہو جائے گا۔

دوسرے گورداسپور کے مسلمان وکلاء میں سے ایک معزز وکیل صاحب حشم و

جائداد انتقال کر جائیں گے (مدت ندارد)۔

اگر مزید حالات کا پتہ چلا تو ہدیہ ناظرین کرونگا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۵ ستمبر ۱۹۰۸ء مطابق ۲۸ شعبان ۱۳۲۶ھ۔ ج ۵۔ نمبر ۴۷ ص ۴)

حکیم نور الدین قادیانی سے چند سوال

(راقم: منشی اللہ دتا مختار چک نمبر ۳ نہر گوگیرہ)

جناب حکیم صاحب! سلام مسنون۔

مرزا غلام احمد صاحب نے رسالہ الوصیت کے صفحہ ۴ میں لکھا ہے:

اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہ ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ براہین احمدیہ میں وعدہ ہے وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے۔

اے حکیم صاحب! مرزا صاحب تو چلے گئے ہیں وہ دوسری قدرت جس کا سلسلہ قیامت تک باقی رہنا ہے آ گئی ہے یا نہیں؟ اور اس دوسری قدرت کے آنے کا وعدہ جو مرزا صاحب کی ذات کی نسبت نہیں تھا براہین احمدیہ میں کس جگہ درج ہے؟

نیز دیکھو اسی رسالہ الوصیت کے صفحہ ۵ کے حاشیہ میں مرزا صاحب قادیانی تحریر کرتے ہیں:

خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میں تیری جماعت کے لئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کرونگا اور اس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کرونگا اس کے ذریعہ سے حق ترقی کرے گا۔

حکیم صاحب! مرزا صاحب کی جماعت کے لئے مرزا صاحب کی ذریت سے کوئی شخص ایسا قائم ہوا جس کو خدا نے اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کیا ہو یا ابھی دیر ہے؟ خداوند قہار سے ڈر کر جواب دینا دیدہ دانستہ حق بات کو نہ چھپانا۔ یہ زندگی چند روزہ ہے، موت کے بعد خدا کے سامنے ہونا ہے۔

جناب حکیم صاحب! میں نے مرزا صاحب کی چند کتب کا مطالعہ کیا ہے تو مرزا صاحب کی تحریرات میں اس قدر اختلاف ہے کہ جن کے پڑھنے اور سننے سے صاحب انصاف اور طالب حق کے دل میں یہ بات واضح طور پر روشن ہو جاتی ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب یاد کے کچے تھے یا ان کے دماغ میں خلل تھا۔ یا وہ دیدہ دانستہ خدا کی مخلوقات کو دھوکہ دیتے تھے پس ذیل میں صرف نبوت اور وحی کی نسبت مرزا صاحب کے خیالات مشتے نمونہ ازخروارے، ان کی کتابوں سے اصل عبارت مع پتہ صفحہ نقل کرتا ہوں انصافاً اور ایماناً جواب تحریر کریں۔

۱۔ دیکھو فیصلہ آسمانی صفحہ ۷:

میں نبوت کا مدعی نہیں ہوں بلکہ ایسی نبوت کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔

پھر دیکھو مرزا صاحب دافع البلاء صفحہ ۱۱ میں لکھتے ہیں:

سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔

۲۔ دیکھو ازالہ اوہام صفحہ ۱۷۸:

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب

پھر دیکھو وہی مرزا صاحب ازالہ اوہام کے صفحہ ۵۳۳ میں لکھتے ہیں:

خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی۔

۳۔ دیکھو آسمانی فیصلہ صفحہ ۳۸ مرزا صاحب تحریر کرتے ہیں:

اے لوگو! مسلمانوں کی ذریت کہلانے والو! دشمن قرآن نہ بنو اور خاتم النبیین کے بعد وحی نبوت کا نیا سلسلہ جاری نہ کرو۔ اس خدا سے شرم کرو جس کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے۔

پھر دیکھو وہی مرزا صاحب دافع البلاء کے صفحہ ۵ میں تحریر کرتے ہیں:

خدا کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوئی اس کی عبارت یہ ہے:

ان اللہ لا یغیر ما بقو م حتی یغیروا ما بانفسھم انہ آ وی القر یۃ ۔

یعنی خدا نے آوی فرمایا کہ اس بلائے طاعون کو ہرگز دور نہیں کرے گا جب تک کہ لوگ ان خیالات کو دور نہ کرلیں جو ان کے دلوں میں ہیں یعنی جب تک وہ خدا کے ماموراور رسول کو نہ مان لیں۔

اگر حکیم صاحب یہ جواب دیویں کہ مرزا صاحب کی وحی کیقسم اورتھی اور حضرت محمد ﷺ کی وحی اور قسم کی تھی تو مرزا صاحب کی تحریر ذیل کو غور سے پڑھ کر ایماناً و انصافاً لکھیں۔ دیکھو اربعین ۳ کے صفحہ ۲۲ میں مرزا صاحب ہی تحریر کرتے ہیں:

سو اس امت میں وہ ایک شخص میں ہی ہوں جس کو اپنے نبی کریم کے نمونہ پر وحی اللہ پانے تئیس برس کی مدت دی گئی ہے۔اور تئیس برس تک یہ سلسلہ وحی جاری رکھا گیا۔،

حکیم نورالدین صاحب نمونہ اور تئیس برس کی مدت سے کیا ظاہر ہو رہا ہے؟ سچ ہی کہنا۔

اب طالبان حق کی تسلی اور تشفی کے واسطے کچھ اور بھی مرزا صاحب کی تحریر نقل کر دیتا ہوں۔ دیکھو اربعین نمبر ۳ کے صفحہ ۳۶ میں

و ماینطق عن الھوی ان ھو الّا و حی یو حی د نی فتد لی و کا ن قا ب قو سین او اد نی ذر نی و المکذ بین انی مع الرسول اقو م ۔ترجمہ: اور یہ اپنی طرف سے نہیں بولتا بلکہ جو کچھ تم سنتے ہو یہ خدا کی وحی ہے یہ خدا کے قریب ہوا یعنی اوپر کی طرف گیا اور نیچے کی طرف تبلیغ حق کے لئے جھکا، اسلئے یہ دو قوسوں کے وسط میں آ گیا۔اوپر خدا اور نیچے مخلوق ۔مکذبین کے لئے مجھ کو چھوڑ دے میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہونگا۔

اے طالبان حق!

حال ہے یہ اس کی تحریرات کا
جس کو دعوی تھا وحی افلاک کا

حکیم نورالدین کی خدمت دوبارہ گذارش:

بے شک آپ بڑے عالم فاضل ہیں اوراس بات میں بھی ہرگز شک نہیں کہ آپ سے بھی بعض بڑے عالم اور فاضل ایسے بھی موجود ہیں جو مثل شیطان ضد کے مارے حق بات کے کہنے اور قبول کرنے سے کنارہ کش ہیں۔ اور جو کچھ میں نے اوپر جناب مرزا غلام احمد صاحب کی کتابوں سے نقل کیا ہے ان کا جواب آپ سے اس واسطے طلب کیا گیا ہے کہ آپ مرزا صاحب کے بعد ان کا خلیفہ ہیں آپ مہربانی کر کے بذریعہ اخبار اہل حدیث یا بدر یا الحکم میرے سوالات کا جواب ضرور دیویں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۵ ستمبر ۱۹۰۸ء ص ۷۔۸)

حیدرآباد میں موسی ندی کی طغیانی

حیدرآباد میں موسی ندی کی طغیانی سے سخت تباہی آئی ہے۔ چھتیس گھنٹے کے اندر ۱۵۔انچ بارش ہوئی۔ بیگم پت کا آہنی پل ٹوٹ گیا۔ ہزاروں مکانات برباد ہوگئے جن میں بہت سے آدمی دب گئے۔ بہت سی لاشیں برباد شدہ مکانات کے قریب پائی گئیں جن کی شناخت نہیں ہوسکتی۔ ٹیلی فون اور ریلوے کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔ پولیس کے نصف سپاہی اور افسر غائب ہیں۔ ایک شفاخانہ مع اپنے مریضوں کے غرق ہوگیا۔ غلے کے گودام بہتے دکھائی دیتے ہیں۔ نقصان مال کا اندازہ دو کروڑ روپیہ کے قریب کیا جاتا ہے اور نقصان جان کا اندازہ پچاس ساٹھ ہزار۔

حضور نظام نے پناہ گزینوں کے لئے اپنے دو محل خالی کر دیئے ہیں اور امداد کا کام سرگرمی سے جاری ہے۔ ملک معظم اور وائسرائے نے ہمدردی کے تار حضور نظام کو بھیجے ہیں۔

اڈیٹر اہل حدیث: خدا کرے یہ واقعہ حضور نظام کو عیش وعشرت کے ترک کرنے اور عاقبت کی فکر کی طرف راہنما ہو جس میں رعایا کی بہبودی اور ملک کی فلاح ہو۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۔۹۔اکتوبر ۱۹۰۸ء مطابق ۵۔۱۲ رمضان ۱۳۲۶ھ ص ۲۳)

مرزا قادیانی نام کے ساتھ، مرحوم ومغفور

(مولوی امام الدین۔از گجرات پنجاب)

۲۲ جون ۱۹۰۸ء کے اخبار زمین دار میں میں عاجز راقم نے اپنے پرائیویٹ پوسٹ کارڈ کو نہ صرف شائع شدہ ہی دیکھا، بلکہ توقع سے بڑھ کر منشی سراج الدین صاحب مالک اخبار مذکور کا عالمانہ جواب بھی مطالعہ میں آیا۔

موصوف کو لازم تھا کہ جس تحریر کا بندہ نے ذکر کیا تھا، بجائے پرائیویٹ خط کے چھاپنے کے پہلے اسکو اپنے قابل قدر اور لاثانی اخبار میں جگہ دیتے اور اسپر .. ریمارک کرتے۔لیکن اس کے برعکس کاروائی عمل میں آئی۔ بہر حال آپ کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ چونکہ مذکورہ بالا ریمارک قبل از وقت سے بندہ کی پوری اطمینان نہیں ہوئی اس لئے اگر آپ کے جواب پر کچھ حرف سرائی کی جاوے تو امید ہے کہ میری گستاخی معاف فرماویں گے۔

ا ۔مندرجہ عنوان بزرگ (مرزا غلام احمد قادیانی) کے بارے میں اس وقت دوقسم کے خیالات کے احباب موجود ہیں ۔یعنی مرزا جی کی اخلاص مند جماعت کے لوگ جن کا ایمان آپ کی رسالت یا نبوۃ پر ہے۔پس الفاظ مرحوم مغفور تو بجائے خود وہ تو ہر موقعہ پر الفاظ الصلوۃ و السلا م بھی ایزاد کیا کرتے ہیں بلکہ انت بمنزلة ولدی ، انت منی وانا منك ، يحمد ك الله ويمشي اليك اور اس قسم کے دیگر الہامات پر بھی کامل یقین رکھتے ہیں۔

آپ ان کو اگر کسی مسئلہ کی حقیقت یا اصلیت ہزاروں روشن دلائل کے ساتھ سمجھائیں اور مشاہدہ کرادیں کہ آفتاب اس وقت اپنے نصف النہار پر ہے لیکن وہ آپ کی ایک نہ سنیں گے اور شب تاریک ہی کہے جاویں گے اور حق ہے فرمودہ خداوندتعالی

او لئك كا لا نعا م بل هم ا ضلّ

دوسری قسم کے وہ لوگ ہیں جن کا قرآن مجید پر کامل ایمان ہے اور وہ

آنحضرتﷺ کو بمصداق آیت کریمہ

ما کان محمد ابا احد من رجالکم و لاکن رسول اللہ و خاتم النبیین

کے خاتم المرسلین یقین کرتے ہیں اور ختم نبوۃ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والوں کو شرک فی النبوۃ کا مرتکب بتاتے ہیں۔ اور ایسے لوگوں کو جو دین اسلام میں تفرقہ انداز ہیں اور لا تفرقوا پر ایمان نہیں رکھتے ان کو الذین فرّقوا دینھم کا مصداق پاتے ہیں۔

اب اس میں تو آپ کو بھی ہم سے اتفاق رائے ہوگا کہ آنحضرتﷺ کے زمانہ سے لے کر آج تک جن لوگوں نے نبوۃ کے دعاوی کئے اور سخت بے دردی سے اسلام سے کاٹے گئے اور جس قدر مہدیان کاذب صفحہ ہستی پر نمودار ہوئے ہیں قادیانی صاحب بھی غایت مافی الباب یکے ازانجملہ ہیں۔

پس ان دعویداروں کو بعد از مرگ جو جو خطابات ملے انہی خطابات کے مستحق قادیانی صاحب ہیں۔ اگر وہ صادق تھے تو ان کے ناموں کے ساتھ رحمۃ اللہ علیھم لکھا جاتا ہوگا اور اگر کاذب تھے تو لعنت اللہ علی الکاذبین ان کے حق میں راست آوے گا۔ اس لئے بقول:

من نگویم کہ این مکن آن کن
مصلحت بین و کار آسان کن

۱۔ کیا آپ نے مرزا صاحب کی مصنفہ کتابوں میں نہیں پڑھا کہ سوا اپنی جماعت کے لوگوں کے باقی تمام اسلامی دنیا کو جہنمی بتاتے ہیں (انجام آتھم)

جمعہ جماعت تو بجائے خود وہ تو کسی مسلمان کے نماز جنازہ میں بھی شامل نہیں ہوتے اور سب کو کافر اور کاٹے جانے کے قابل بتاتے ہیں۔

اسلئے میں حیران ہوں کہ ایسے شخص کے نام کے ساتھ الفاظ، رحم کیا گیا، بخشا گیا، کیونکر آپ سے روشن دماغ کے قلم سے لکھے جارہے ہیں۔

۲۔ آپ کے مرحوم و مغفور (مرزا صاحب) نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے سچے اور پاک رسول سے لے کر دین اسلام کے مقدس پیشواؤں عالموں سجادہ نشینوں اور

دیگر نفوس قدسیہ وغیرہ تک کے حق میں جو سبّ وشتم کی بوچھاڑ کی ہے (نور القرآن حصہ دوم ،انجام آتھم) ان کی ردیف وارڈکشنری غالباً آپ کی نظر کیمیا اثر سے گذر چکی ہوگی۔ اگر نہیں گذری تو ملاحظہ ہو عصائے موسی مولفی منشی الٰہی بخش لاہوری صفحہ ۱۴۳۔۱۴۶۔

اب آپ ہی للہ انصاف کریں کہ جس شخص کے اس قسم کے کارنامے ہیں جن کا ایک شمہ عرض کیا گیا ہے کیا وہی شخص آپکے نزدیک مرحوم ومغفور کا مستحق ہے۔

۳۔ آپ کے مرحوم ومغفور (مرزا قادیانی) نے قرآن مجید کی پاک آیات کو توڑ کر یعنی کسی آیت کا اول حصہ لیا، کسی کا درمیانی، کسی کا اخیر ٹکڑا، اوران سے نیا قرآن گھڑا۔ (دیکھو اربعین حصہ دوم) لیکن قرآن مجید کے ساتھ اس قدر ظلم کرنے والا شخص پھر بھی آپ کے نزدیک مرحوم ومغفور ہی مانا گیا ہے۔ آخر قرآن مجید کی معنوی طور پر عزت اور بے حرمتی کرنے والوں میں کچھ تو مابہ الامتیاز ضروری ہے۔

اب میں آپ کے تعجب انگیز اجتہاد اور حیرت انگیز استدلال پر کچھ عرض کرنے کا آزادی خواہ ہوں۔

اول بیس ہزار یا تین لاکھ آدمیوں کا (جیسا کہ آپ نے تحریر کیا ہے) کسی شخص کے جھنڈا تلے آجانا بلا شبہ اس کی مستقل مزاجی پولیٹکل دماغ کی سرسبزی کی دلیل ہوسکتی ہے لیکن کیا یہ اشخاص مرزا قادیانی کی امت بننے سے قبل غیر مسلم تھے۔ یعنی آریا ہندو سکھ عیسائی بدھ وغیرہ؟ ہرگز نہیں۔

کیا مسیلمہ کذاب کے ساتھ ایک لاکھ سے زیادہ جماعت مرتدین شامل نہیں ہوگئے تھے۔ کیا جبلہ بن ایہم مرتد اسلام کے ساتھ ۶ لاکھ مرتدین عرب نہیں تھے ؟ کیا افریقہ کے مہدیوں کے جھنڈوں تلے لاکھوں مسلمان کٹ کٹ کر ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہوئے؟ کیا کروڑوں خلق خدا کا بت پرستی میں غرق ہوکر کفر وشرک کی موت میں مرتے رہنا، بت پرستی کی صداقت کی دلیل ہے۔ .... کس قدر دنیا ہے جو تثلیث کے عقیدہ میں غرق ہے، اور اسلام کو (معاذ اللہ) ایک جعلی مذہب جانتے ہیں، تو کیا وہ راستی پر ہیں؟

اسی دفعہ میں ضمن میں آپ نے ایک اس سے بھی زیادہ تر روشن دلیل پیش کی ہے کہ ہندو بزرگوں کو سرگ باش (جنت نصیب) لکھنے کا رواج ہے۔ اس کے جواب میں صرف اسی قدر گذارش ہے کہ جو لوگ اپنے پیدا ہونے سے لے کر موت تک کفر وشرک

میں جکڑے رہے، اورقرآن کے مواعظ اور ہدایات کو پس پشت ڈالتے رہے، قرآن مجید تو ان کو سرگ باش نہیں کہتا۔ ہاں بعض مداہنت پسند اورخوش آمدی نام کے مسلمان اس رواج کے دلدادہ اور پابند ہوں تو ایسے لوگوں پر مذہب اسلام کا کیا انحصار رہے۔ پس یہ کوئی اسلام کا مسئلہ نہیں کہ ہندؤوں کے رواج کی خواہ مخواہ اہل اسلام پیروی کریں۔

اسی دفعہ کے ضمن میں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ مرزا جی مدعی اسلام تھے اور کلمہ گو..الخ

لیکن میری عاجزانہ التماس ہے کہ صرف یہی ایک طریق ان کی مطلب براری کا تھا جس سے انہوں نے بہت کچھ فائدہ اٹھایا۔ مذہبی آڑ سے بڑھ کر کونسا عمدہ پیرایہ عوام کالانعام کو اپنے ڈھنگ پر لانے کا بہتر ہے۔ اگر وہ مدعی اسلام نہ بنتے تو کوئی شخص ان کے بس میں نہ آتا اوراس قدر زرو مال جوعوام سے وصول کرکر اپنی اولاد واحفاد کے لئے جمع کر گئے ہیں کبھی حاصل نہ ہوتا۔

اوریہی ایک پیرایہ ہے جس کی بدولت مریدان باصفا سے اپنی رسالت کا اعتراف کرایا لیکن آخرالامر نتیجہ یہ نکلا کہ جن کو خدا تعالی نے انما المومنون اخوۃ .. الخ کا رشتہ نصیب کیا تھا ان میں آتش نفاق ڈال کر خانہ جنگی کے لئے تلواریں ان کے ہاتھوں میں پکڑا گئے۔

دوئم گاڈفری ہیگنز جیسے (بقول آپ کے) غیر مسلمان اورمنکر رسالت شخص نے نہ تو آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دعوی کیا، نہ کوئی اسلام کا ٹکڑا کاٹا، بلکہ جنم کا عیسائی ہوکر اسلام کی حمایت میں ایک کتاب لکھی جوتمام دنیا میں شائع ہوئی۔ اس نے اسلام کے پاک اورمقدس بزرگوں کوجہنمی کا خطاب نہیں دیا۔ اس پر بھی اگر سرسید احمد خان نے اس کومرحوم لکھا ہے تو سرسید احمد مرحوم کے تمام اجتہادوں اوراستدلالوں سے نہ آپ کو اتفاق رائے ہے نہ دیگر مسلمانوں کو۔ اورمرزا صاحب قادیانی تو سرسید احمد کو دائرہ اسلام سے خارج اورنجاست خوروں کے لئے نجاست تیار کرنے والا گمراہ وغیرہ الفاظ لکھتے رہے (دیکھو آئینہ کمالات مصنفہ مرزا کا خط اسمی سرسید)۔ پس وہ سرسید احمد خان کے اجتہادات اوراستدلالات سے کیونکر فائدہ اٹھاسکتے ہیں۔

ہاں آپ نے بلا شبہ توقع سے بھی بڑھ کر سرسید کے اجتہاد سے فائدہ اٹھایا ہے کہ ایک مسلمان کو جو تبدیل مذہب کر کے عیسائی ہو گیا تھا اور تثلیثی عقیدہ پر مرزا آپ نے مرحوم کے لفظ سے اس کو یاد کیا (زمین دار اخبار ۸۔ اگست ۱۹۰۸ص ۶ کالم ۲)

سوئم: آپ نے تحریر فرمایا ہے فی الحقیقت کوئی شخص آپ کے کہنے سے داخل جنت نہیں ہو سکتا اور نہ ہی دوزخ میں دھکیلا جا سکتا ہے، تو میں حیران ہوں کہ خواہ مخواہ بے اختیاری کے عالم میں آپ نے غیر مستحق کو جنت میں داخل کرنے کی کیونکر زحمت اٹھائی ہے۔

چہارم: حضرت منصور کے اناالحق والی مثال ان کو دیجئے جو خدا تعالی اور بندوں میں کچھ تمیز نہیں کر سکتے وہ وقت عالم سکر تھا لیکن اہل شریعت کے نزدیک کلام المجانین لا یعتبر (دیوانوں کے کلام کا کچھ اعتبار نہیں ہے) لیکن مرزا جی نے عمداً بقائمی ہوش وحواس مسلمانوں کے حق میں ایسی ایسی درفشانیاں کی ہیں جن کا اعادہ کرنا بھی گناہ میں داخل ہے۔

پنجم: قرآن مجید کی چند روایات در بارہ مغفرت جو آپ نے تحریر فرمائی ہیں (گستاخی معاف) وہ اس محل اور موقع پر چسپاں نہیں ہو سکتیں اگر ان کا وہی مفہوم ہے جو آپ نے ظاہر کیا ہے تو بمصداق: چنیں نیست بازی غلط باختی

اس طرح تو معاذ اللہ انبیاء کے مبعوث ہو کر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر وغیرہ کے مواعظ کی کچھ ضرورت ثابت نہیں ہوتی اور سراسر تکلف وعدہ اس مالک حقیقی کا لازم آتا ہے حالانکہ ہم ہر روز قرآن مجید پڑھتے ہیں

۱۔ وعد اللہ الذین آمنوا و عملوا الصالحات لهم مغفرة و اجر عظیم (المائدہ:۹)۔ اللہ نے وعدہ کیا ہے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور اچھے عمل کئے کہ ان کے لئے بخشش اور اجر عظیم ہے

۲۔ و الذین کفروا و کذبوا بآیاتنا اولئك اصحاب الجحیم (المائدۃ:۱۰)۔ اور جو لوگ کافر ہوئے اور جھٹلایا ہمارے احکام کو وہی لوگ ہیں جہنم میں جانے والے

۳۔ وعد اللہ المومنین و المومنات جنات تجری من تحتها

الا نهار خالدين فيها۔ (توبہ:۷۲) وعدہ کیا ہے اللہ نے ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں سے بہشتوں کا بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں ہمیشہ رہنے والے ہیں ان میں

۴۔ وعد الله المنافقين و المنا فقا ت و الكفار نا ر جهنم خالدين فيها (توبہ:۶۸) وعدہ کیا ہے اللہ نے منافقین مردوں اور منافقین عورتوں سے اور کافروں سے جہنم کی آگ کا ہمیشہ رہنے والی ہیں اس میں

۵۔ ان الله لا يخلف الميعاد۔ (آل عمران)۔ بے شک اللہ اپنے وعدہ کا خلاف نہیں کرتا

۶۔ و كان وعد الله مفعو لا (مزمل) اللہ کا وعدہ پورا ہو چکا ہے

۷۔ فاصبر انّ وعد الله حق ۔(مومن) پس صبر کر اللہ کا وعدہ حق ہے

اس مدعا کی بہت سی آیات ہیں مگر طوالت سے بچنے کے واسطے میں نے انہیں سات پر قناعت کی ہے جس شخص کا مذکورہ بالا آیات پر کامل ایمان ہے وہ کبھی بھی اپنے دل میں خیال نہیں کر سکتا کہ (معاذ اللہ) خدا کے ہاں ایسی سکھا شاہی ہے کہ نیک عمل کرنے والے سچے مسلمانوں کو خواہ مخواہ دوزخ میں دھکیل دے اور جو لوگ پیغمبری کا جھوٹا دعوی کر کے جہلاء اور حمقاء سے ٹکے بٹوریں نیک اور پاک مسلمانوں کو ناحق اور بے موجب جہنمی کا خطاب دیں تو ایسے لوگوں کو بہشت میں داخل کرے۔ چونکہ قرآن مید میں بعض آیات بعض کی تفسیر ہیں پس جن پاک آیات کا آپ نے حوالہ دیا ہے ان کی تفسیر میں مفصلہ ذیل آیات مدد دیتی ہیں۔ اور مغفرت کے حصول کے لئے توبہ ایک لازمی اور ضروری امر ہے

سلا م عليكم كتب ربكم على نفسه الر حمة ،انه من عمل منكم سو ءً بجها لةٍ ثم تا ب من بعده و ا صلح فا نه غفور ر حيم ۔(الانعام:۵۴) سلامتی ہو تم پر تمہارے پروردگار نے لکھ لی ہے اپنے آپ پر رحمت کہ جو کوئی تم میں سے نادانستہ برا کام کرے اور پھر اس کے بعد توبہ کرے تو بے شک وہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

۲۔ و انی لغفار لمن تا ب و آمن و عمل صا لحاً ثم ا هتدى ۔(طہ :۸۲) اور بے شم میں بخشنے والا ہوں اس شخص کے لئے جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک

عمل کئے پھر اچھی راہ پر پڑا۔

۳۔ الّا من تاب و آمن و عمل عملاً صالحاً فاولئك يبدل الله سيآتهم حسناتٍ و كان الله غفوراً رحيماً۔ (فرقان: ۷۰) مگر وہ شخص جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھے کام کئے۔ پس ایسے ہی لوگ ہیں جن کی برائیوں کو اللہ تعالی بھلائیوں سے تبدیل کر دیتا ہے اور اللہ غفور رحیم ہے

لیکن جہاں تک ہمارا علم و یقین ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی کی تصانیف کا مطالعہ کیا ہے اس نے مسلمانوں کو صراط مستقیم سے گرانے، پاک اور مقدس بزرگان اسلام کو سبّ وشتم کرنے کافہ اہل اسلام کو جہنمی کہنے اور قرآن مجید کی آیات کو توڑ کر اپنے تصرف میں لانے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا اور اپنے مرنے کے وقت تک ایسے کفریات سے سچے دل سے توبہ نہیں کی اور نہ ہی نبوۃ کے جھوٹے دعوی کو اپنی زندگی بھر میں واپس لیا۔ حتی کہ مرگ مفاجات نے جو ہیضہ کی شکل میں نمودار ہوئی اسے دفعتاً ہی دبوچ لیا۔

اخیر پر یہ عرض ہے کہ آپ نے آخر الامر اسی مضمون میں تسلیماً تحریر کر دیا ہے کہ، میں مرزا صاحب مرحوم کے دعاوی اور الہامات کا قائل اور معتقد نہیں ہوں۔، یعنی بالفاظ دیگر ان کے ان دعاوی وغیرہ میں کاذب مانتے ہیں پھر جس شخص کے باب میں آپ کی یہ رائے ہو اس کے نام کے ساتھ آپ کو مرحوم و مغفور لکھنے کا حق کہاں سے حاصل ہو گیا جب کہ قرآن میں برملا پڑھا جاتا ہے لعنت الله على الكاذبين

میں اپنی گستاخی کی معافی مانگتا ہوں اور خداوند تعالی کی درگاہ میں عجز وزاری کے ساتھ دعا مانگتا ہوں اهدنا الصراط المستقيم۔ امید ہے کہ آپ فرصت کے وقت میں اس مسئلہ پر پھر تدبر اور غور فرمائیں گے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶۔۲۳۔ اکتوبر ۱۹۰۸ء نمبر ۵۰۔۵۱ ص ۱۲۔۱۵)

غزل در ذکر قادیانی

(مولوی عبدالعزیز قلعہ میہاں سنگھ ضلع گوجرانوالہ)

چہ نشنید ید مرگ قادیانی
چگو نہ رفت زیں دنیائے فانی

کہ او خود خواستہ بود از خدائے
برائے خویش فصل آسمانی

ازاں کرد او دعائے فیصلہ کن
.. دانائے اسرار نہانی

کہ اے پیدا کنِ گیتی و گردوں
منم گر کاذب و دجال ثانی

چنانکہ مینویسد دشمن من
ثناء اللہ بکلک نیستانی

فاهلكني الهي في حياته
اجب و افتح بذاك فانت دانی

(ترجمہ: پس ہلاک کر مجھے اے خدا اس کی زندگانی میں، قبول کر اور فیصلہ کر ساتھ .... ضرورت شعری کے واسطے ہے ورنہ بحالت رفع ساقط ہو جاتی ہے)

و ان كان ثنا ء الله ضالاً (۳)
فاهلكه و انى غير فانی (۴)

اجاب (۵) الله دعوته على الفور
ليظهر قدر كذاب الزمان

فاهلكه (٦) على ما كان فيه
فبشرى للاقاصی و الادانی

و خصمه (۷) ثناء الله حیّ
شب و عوز آں ... و شادمانی
چو خود داد را ما ایں فیصلہ کرد
چہ در دے باز از خود نکتہ دانی
اگر آرے برم تاویل فاسد
بگوئم تف ترا بر نکتہ دانی
نمی آری تو ایمان بر خدائے
کز و شد فصل امر قادیانی
عجب از حامیان و پیروانش
کہ بیجا میکنندش پشت بانی
نمی دارند برہانے بدعوئے
نمی آرند سندِ شائگانی
مگر عو عو کہ بے معنٰی است لفظی
نہ شرمے از خدائے آسمانی
کجا شد نور دین میرزائیاں
کجا آن مرد اکمل گولیانی (۸)
کجا مرد مبارک (۹) صدر ایشاں
چہ مستور اند در کنج نہانی
چرا نائید بیرون سوئے میداں
پیئے اثبات صدق پیر فانی
کجا یعقوب (۱۰) چندہ خواہ ز مردم
چرا خامش کنوں از کلک رانی
چرا ندہد جواب از صدق مرزا
کہ دستے داشت اندر مدح خوانی
سیاہ در مدحتش الحکم کردے

ہمے گفتی بمرزا ایں و آنی
درا ہر شب بگردون میرساندے
درا گفتی خلیل و موسی ثانی
گہی احمد مثال او را نوشتے
ہمے کردے بمدحش باد خوانی
غرض مرزائیاں پس شرمسارند
جوابے نے ز مرگِ ناگہانی
بمرد آں کاذب غدار ناگاہ
گرفتہ شد بہ بطش آسمانی
فراواں نعمت از حق حاصل بود
ازاں دائم بعیش و کامرانی
ہمہ دم منہمک اندر تنعم
مگر غافل ز عیش جاودانی
نہ پروائے خدائے ذو الجلالش
ازاں میکرد تحریف معانی
بقرآں و کلام پاک یزداں
کہ آوردش امین آسمانی
اگر باور نداری بین تو اعجاز (۱۱)
کہ دردے کرد ز نیستاں در فشانی
کہ روز من مرا در روز دین است
چہ از من دین را شد زندگانی
بقرآن روز دین روز جزا ہست
اگر شبہے است واقعہ (۱۲) را بخوانی
بسورۃ انفطار (۱۳) از ایزد پاک
ہمیں تفسیر رد قادیانی

غرض بے گانہ بود از فہم قرآن
یقین دانی اگر از مومنانی
ہمہ الہام او بے مغز و مہمل
بہ بیں الہام عقد آسمانی
ہمے گفت از روئے او ہمہ عمر
بآخر رفت زیں دنیائے فانی
مگر شرمش نمے آمد ازیں امر
بہ پیری آرزوہائے جوانی
نویسم تا کجا حالات او را
عزیز آں بہ اگر خاموش مانی

۳۔ اگر ثناء اللہ گمراہ ہے پس اسے میری زندگانی میں ہلاک کر

۴۔ یہ اسم فاعل ہے فتی یفتی سے قاضِ کے وزن پر اور اثبات یا بسبب وجہ مذکور کے ہے

۵۔ قبول کی اللہ نے دعا جلدی تا کہ ظاہر کرے کذاب وقت کا دھوکا

۶۔ پس مرزا کو اللہ نے ہلاک کیا جس حالت میں کہ وہ تھا پس خوش خبری ہو بڑوں اور چھوٹوں کو۔

۷۔ اور اس کا دشمن ثناء اللہ زندہ ہے

۸۔ یعنی ساکن گو لیکے کہ فی الحقیقت اجہل است
یعنی مبارک علی فیروز والی ثم السیا لکوٹی

۱۰۔ یعنی اڈیٹر الحکم کہ در تعریف وتوصیف مرزا اوراق الحکم سیاہ میکرد

۱۱۔ اعجاز المسیح از مرزا قادیانی

۱۲۔ کما قال اللہ تعالی فی الواقعہ: ھذا نز لھم یومالدین

۱۳۔ کما قال اللہ تعالی: و ما ادرا ك مایو م الدین ثم ما ادرك ما یو م الدین یو م لا تملك نفس لنفس شیئاً و الا مر یو مئذ لله ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶۔۲۳۔اکتوبر ۱۹۰۸ء ص ۱۵۔۱۶)

امرتسر بیماری کی لپیٹ میں

امرتسر بیماری کی لپیٹ میں آیا تو قادیانی اخبار بدر امرتسر کی کیفیت لکھ کر لکھتا ہے کہ یہی امرت سر جس نے اہل طائف کی طرح اللہ کے رسول (مرزا غلام احمد قادیانی) پر پتھر مارے تھے۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ اسی جرم کی سزا امرت سر کو پہنچی ہے۔ کیوں نہ ہو، ہم تو منتظر تھے کہ کوئی الہام بھی اس بارے میں دیکھتے مگر افسوس کہ آج الہامی صاحب اپنے الہاموں کی سزا بھگت رہے ہیں اور زبان حال سے نہیں بلکہ قال سے کہہ کہہ کر پسماندگان کو سمجھا رہے ہیں کہ: من نکردم شما حذر بکنید

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۶ نومبر ۱۹۰۸ء ص ۳)

رسی تو جل گئی پر بل نہ گیا

حضرت شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی پارٹی حقیقت شناسوں کی نگاہ میں برباد ہوگئی مٹ گئی ان کا سرگروہ اپنے کیفر کردار کو پہنچ گیا مگر ابھی تک اس کے دم خم باقی ہیں حیدر آباد (دکن) کی تباہی پر جہاں تمام مسلمانوں ہی کے نہیں ہندوستان بھر کے تمام دردمندوں کے دل آٹھ آٹھ آنسو جاری ہیں یہ پارٹی اس دردناک واقع کو بھی اپنے گرو (مرزا قادیانی) کی طرح ڈھٹائی سے اپنی صداقت کا ثبوت پیش کرتی ہے چنانچہ قادیان کا آرگن الحکم، قہری تجلی، کا عنوان دے کر لکھتا ہے:

جو لوگ اللہ تعالی کے ماموروں اور مرسلوں کے حالات سے واقف ہیں ان پر مخفی نہیں کہ ان کی تبلیغ پر انکار کی وجہ سے اللہ تعالی کے عذاب مختلف رنگوں میں آیا کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے اپنے وقت پر اہل دنیا کو آگاہ کیا، مگر شوخ اور بے باک لوگوں نے خود مخالفت کر کے دوسروں کو بھی گمراہی میں رکھا۔ طاعون نے ملک پر جو آفت برپا کی، وہ کوئی چھپی ہوئی بات نہیں۔ قحط کی بلا نے لاکھوں جانوں کا نقصان کیا۔ پھر زلزلہ نے جو تباہی دکھائی وہ ابھی کل کی بات ہے۔ اسپر بھی لوگوں نے بس نہ کی، اور خدا تعالی

کی قہری تجلیوں کے اور تماشے دیکھنے کی آرزو کی۔

اتنے میں حضرت مسیح موعو کا وصال اور رفع ہو گیا اس پر نا دانوں نے خوشیاں منائیں اور امراض مہلکہ کو آپ کی نحوست بتائی، اسی طریق پر جو پہلے بدکاروں اور شریروں نے کیا تھا، اور شائع کیا کہ اب امن ہو گیا۔ مگر وہ مکر اللہ سے غافل تھے، اور اوروں کو غافل کر رہے تھے۔ اس سال جیسا کہ قبل از وقت اپنے بندے (مرزا قادیانی) کو خبر دی تھی ایسی پر زور بارشیں ہوئیں جس کی نظیر چوتھائی صدی پہلے تک نہیں ملتی۔ ان بارشوں نے سینکڑوں مکانات اور جانوں کا نقصان کیا اور اس پر بھی بس نہیں ہوا۔

بخار اور ہیضہ نے اس مرتبہ وہ کام کیا جو طاعون کی سختی بھی بھول گئی۔ جس قسم کے خطوط یہاں آتے ہیں ان کو پڑھ کر سنگ دل سے سنگ دل انسان بھی کانپ جاتا ہے۔ یہ سب خدا تعالیٰ کی قہری تجلی کے نمونے ہیں۔ یاد رکھو جس قدر تکذیب شرارت شوخی بڑھے گی، اسی قدر عذاب الٰہی زیادہ آئے گا۔ ان احمقوں کو اتنی بھی خبر نہیں ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا) کا وجود باجود تو ایک امان تھا۔ وہ امان اب نہیں رہی، اس سے زیادہ خطرہ کے دن ہیں۔ ان سطور کی سیاہی ابھی ختم نہ ہوئی تھی کہ حیدر آباد دکن کی تباہی کی خبر پہنچی۔ عبرت کیلئے اسے یہاں درج کیا جاتا ہے۔ یہ باتیں خدا تعالیٰ کے موعود کے منہ نکل چکی تھیں پوری ہوئیں۔ احمق کہیں گے کہ حیدر آباد کا نام بتاؤ، صریح الہام بتاؤ، وغیرہ وغیرہ۔ وہ کہتے رہیں اور بکتے جائیں۔ اللہ تعالیٰ خود ان کے لئے کافی ہے۔ وہ شہر جو عروس دکن تھا آج تباہ اور برباد پڑا ہے۔ یہاں لاشوں کے ڈھیر اور کھنڈرات کا نظارہ نہایت ہی مؤثر ہے مفصل پھر لکھیں گے۔ (اخبار الحکم قادیان ۱۰۔ اکتوبر ۱۹۰۸ء)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

کس ایمان داری اور شوخ چشمی سے لکھتا ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا) تو امان تھا۔ اب تو وہ نہیں رہا۔ او ظالم! اس امان کی موجودگی میں تو طاعون جیسی بلا، تمام ہندوستان حتی کہ تمہارے دار الامان نہیں دار الکفر والطغیان قادیان پر بھی مسلط تھی۔

یہاں تک کہ تمہاری روحانی دیوار کے اندر بھی اسنے کئی دفعہ حملے کئے اور شکار لے گئی۔ تمہارا بھائی افضل اڈیٹر البدر اسی بلا کی نذر ہوا۔ قاضی امیر حسین کا بیٹا اسی کی بھینٹ قادیان میں ہوا۔ تمہارا سکول اسی بلا کے خوف سے مدت تک بند رہا۔ تمہارے سالانہ جلسے رکے رہے۔ لیکن جوں ہی یہ خود ساختہ امان دفع ہوئی تو مثل مشہور خس کم جہاں پاک، کی صداقت نے جلوہ دکھایا۔ خدا کی شان اسی دم طاعون تمام ہندوستان میں قریب قریب معدوم ہو گیا۔ کیا یہی تمہاری امان تھی؟ کیا یہی حضرت اقدس کا الہام تھا ماکان اللہ لیعذ بھم وانت فیھم (اخبار الحکم قادیان ۱۰۔ اپریل ۱۹۰۲ء) اوظالمو! او بد خواہ خلائق لوگو! کیوں مخلوق کی تباہی پر خوشیاں مناتے ہو۔ خدا کا خوف نہیں تو مخلوق ہی ہی سے شرم کرو۔

یہی ظالم ۲۲۔ اکتوبر کی اشاعت میں امرتسر کی بیماری پر بھی اظہار مسرت کرتا ہے۔ مگر اسکو معلوم نہیں کہ خود قادیان دارالزیاں میں بھی یہ کیفیت ہے کہ اسی کا بھائی بدر لکھتا ہے کہ:

موسمی بخار کی وجہ سے پورا اخبار شائع نہ ہوسکا۔،

بلکہ الحکم کا اڈیٹر خود بھی لکھتا ہے کہ:

میں مع متعلقین عیال وسٹاف بخار میں مبتلا رہا۔ (۳۰۔ اکتوبر)

ہم حیران ہیں کہ مرزائی معجزات کو ہم کس سے تشبیہ دیں بجز اسکے کہ یہ کہدیں

ایں کرامت ولی ما چہ عجب
گربہ شاشید وگفت باراں شد

چونکہ اندر کا چور خود اسے نادم کرتا ہے کہ مخالف صریح الہام پوچھیں گے اسلئے آپ ہی شوخی سے اس کا جواب دیتا ہے کہ مخالف بکتے جائیں۔ واہ رے تیری شوخی۔

اخیر میں اس دعوی پر کئی ایک الہام بھی نقل کئے ہیں:

مثلاً ایک وبا پڑے گی۔، قیامت برپا ہوئی، لاکھوں انسانوں کو تہ وبالا کر دونگا۔ آسمان ٹوٹ پڑا۔ وغیرہ

اس قسم سے الہامات حیدرآباد دکن کی تباہی پر چسپاں کئے ہیں۔ کیا ہی مرزا صاحب قادیانی کے گول مول الہام ہیں کہ جدھر چاہو پھیر لو۔ چنانچہ اعلی حضرت

(مرزا قادیانی) خود فرماتے ہیں:

معلوم نہیں کیا ہونے والا ہے ... ہم کسی خاص پہلو پر زور نہیں دے سکتے کہ کیا مراد ہے۔ (الحکم قادیان ۔ ۱۷ فروری ۱۹۰۷ء)

اومرزا ئیو! تمہیں یاد نہیں کہ تمہارے خلیفہ راس المجانین حکیم نورالدین نے آریہ سماج لاہور کی کانفرنس کے موقع پر مرزا غلام احمد قادیانی کے الہاموں کا ترجمہ کرتے ہوئے یہ کہا تھا کہ الہام کا صحیح ترجمہ کرنا ملہم کا کام ہے، میرا ترجمہ حجت نہیں۔ اب تم ہی بتلاؤ کہ جب تمہارے خلیفہ (حکیم نورالدین) کا ترجمہ حجت نہیں تو تم کون ہو کہ مرزا قادیانی کے گول مول الہامات مذکورہ کو حیدر آباد کے متعلق چسپاں کرو۔ تمہیں شرم نہیں آتی۔ تمہارا گرو تو کہتا ہے ہم کو معلوم نہیں کیا مراد ہے، اور تم اس کو معلوم بتلاتے ہو (تف)

ایسے چومکھئے الہامات کی نسبت کسی رند شاعر نے کیا اچھا کہا:

مجھ کو محروم نہ کر وصل سے او شوخ مزاج
بات وہ کر کہ نکلتے رہیں پہلو دونوں

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۶ نومبر ۱۹۰۸ء ص ۳۔۴)

عبدالحکیم پٹیالوی کے خواب اور الہامات

ڈاکٹر عبدالحکیم خان پٹیالوی اڈیٹر اخبار اہل حدیث کو لکھتے ہیں:

جناب اڈیٹر صاحب: تسلیم۔

مضمون ذیل اپنے اخبار میں شائع فرما کر پبلک کو مشکور فرماویں۔

والسلام خاکسار عبدالحکیم

ایک شہاب ثاقب:

اعلان الحق کی تیسری اڈیشن لکھی جا چکی اور نصف سے زیادہ طبع بھی ہو چکی تھی کہ عزیز میاں محمد صاحب کا خط مورخہ ۹۔ اکتوبر ۱۹۰۸ء مجھے موصول ہوا جس میں

وہ لکھتے ہیں کہ آج صبح میاں منظور محمد صاحب کی بیوی کا انتقال ہو گیا جس کا نام محمدی بیگم تھا۔

یہ وہ معرکہ آراء عورت ہے جس کی نسبت مرزا غلام احمد قادیانی نے اگست ۱۹۰۶ء اخبارات الحکم البدر اور ریویو وغیرہ میں یہ پیش گوئی شائع کی تھی کہ اس کا ایک لڑکا ہوگا جس کے نام یہ ہیں

۱۔ عالم کباب یعنی اس کے پیدا ہوتے ہی تمام عالم کباب ہو جائے گا تباہ ہو جائے گا گویا کہ دنیا کا خاتمہ ہو جائے گا

۲۔ شادی خان۔ بشیر الدولہ۔ یعنی اس کی پیدائش ہماری جماعت کے واسطے موجب شادی وترقی دولت واقبال ہوگی

۳۔ کلمۃ اللہ خان، اور، اے ورڈ اینڈ ٹو گرلز۔ یعنی ایک کلمہ اور دو لڑکیاں۔

پھر مئی ۱۹۰۸ء کے اخبارات میں مرزا نے محمدی بیگم کی نسبت یہ پیش گوئی شائع کی حم و الکتاب المبین یعنی محمدی بیگم کے وجود سے بہت سے نشانات ظاہر ہوں گے۔

مگر افسوس وہ بے وقت فوت ہو گئی مرزائیوں کو اس کے وجود سے کوئی نشان دیکھنے نہ ملے نہ عالم کباب ہی پیدا ہوا جس کے پیدا ہوتے ہی تمام دنیا کباب ہو جاتی، اور مرزائیوں کی فتح اور شادی ہوتی، بقول نقاش یہ ایک چار نالی سرنگ تھی اور عالم کباب کا پیدا ہونا اس کو آگ دینا تھا بس آگ لگتے ہی یہ تمام دنیا کو اڑا دیتی اور مرزائی کل دنیا کے مالک بن بیٹھتے۔ مجھے اس عورت کی نسبت الہامات ذیل ہوئے تھے یعنی:

۱۔ مرزا کے کنبہ میں سے ایک بڑی معرکہ آراء عورت مرے گی۔ مورخہ ۷ مئی ۱۹۰۸۔ یہ الہام بہت سے اردو اخبارات میں شائع ہوا تھا مثلاً اہل حدیث پیسہ اخبار وطن وکیل دیش اپکارک۔ آریا گزٹ وغیرہ میرے رسائل اعلان الحق میں بکثرت شائع ہو چکا ہے۔

۲۔ ۲۴ مئی ۱۹۰۸ء کو میں نے ایک خواب دیکھا تھا جس میں میں نے ایک لومڑ کو مارا تھا پھر دو چیلوں کو مارا پھر الہاماً اس کی یہ تعبیر معلوم ہوئی تھی کہ لومڑ سے مراد مرزا ہے اور دو چیلوں سے مراد ایک تو اس کی بیوی اور دوسری عالم کباب کی ماں ہے۔ یہ خواب معہ تعبیر الہامی پیسہ اخبار اور اعلان الحق میں بکثرت شائع ہو چکا ہے۔ ایک چیل تو مر

چکی دوسری باقی ہے۔ جولائی ۱۹۰۸ء میں مجھے مرزائیوں کی نسبت الہام ذیل بھی ہو چکا ہے:

مرزائی کارخانہ اگرچہ پہاڑ معلوم ہوتا ہے مگر اب یہ پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر رہے گا اوران پر ایک شہاب ثاقب گریگا۔

مئی ۱۹۰۸ء کے الہامات ہیں:

مرزائی اٹھے وے اور ہتے وے پھر رہے ہیں فبا ؤا بغضب علی غضب و للکا فرین عذا ب مھین ۔

۹۔ اکتوبر کی رات کو میں نے ایک طویل خواب دیکھا جس میں میں قادیان پہنچا اور مولوی نورالدین اور چند اور مرزائیوں کو دیکھا اور ایک نہایت ہی موثر اور پرزور تقریر کی جس کا خلاصہ یہ ہے:

نورالدین سے میں نے سوال کیا کہ کیا آپ نے میرے برخلاف بددعا شائع کی ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ میں نے جواب میں کہا کہ یہ آپ نے بڑا ہی غضب ناک کام کیا۔ آپ کب تک خدا سے منقطع اور محض ایک ایک فوٹو گرافک مشین بنے رہیں گے۔ کاش اب بھی کوئی راست باز سمجھے اور مردم پرستی چھوڑ کر خدا پرستی اختیار کرے۔

و ما علینا الا البلا غ المبین ؛

خاکسار۔عبدالحکیم خان پٹیالوی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۶ نومبر ۱۹۰۸ء ص ۵)

الحکم پر بجلی گری یا نہیں

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

میں نے مرقع قادیانی کے کسی پرچہ میں لکھا تھا کہ کرشن قادیانی کے مرنے سے قادیانی مشن پژمردہ ہو رہا ہے۔ اخبار الحکم پر بھی بجلی گری ہے کیونکہ باقاعدہ وقت پر نہیں نکلتا۔

اڈیٹر الحکم نے بجلی گرنے سے انکار کیا تھا مگر ۱۰ نومبر ۱۹۰۷ء کے پرچہ میں آخر کار ہماری بات کی تصدیق کرنے کے سوا اس کو چارہ نہ رہا۔ بہت بڑا لمبا مضمون اپنی دردسری خسارہ اور خریداروں کی ناقدری کا لکھ کر تحریر کرتا ہے کہ:

ایک سال ختم ہونے سے پہلے ہی دو ہزار روپیہ کے قریب خسارہ پڑا۔،

الحکم مندرجہ بالا وجوہ سے مشکلات میں ہے اور سخت مشکلات میں ہے، انہی وجوہات سے اخبار کی باقاعدہ اشاعت پر اثر پڑتا ہے اور مجھے ہدف ملامت ہونا پڑتا ہے۔،

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

الحکم کی اس بے وقت موت پر ہمیں بھی رنج ہے۔ اے کاش وہ ہماری مدد قبول کرے تو معاصرانہ لحاظ سے ہم بھی اس کو مدد پہنچا سکیں، اگر چہ فرمان خداوندی فقطع دا بر القوم الذین ظلموا کا تو کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۰ نومبر ۱۹۰۸ء۔ ۲۵ شوال ۱۳۲۶ھ ص ۵)

امام مہدی اور مسیح عیسیٰ

(مولانا ابو نعیم عبد العظیم حیدر آبادی)

ناظرین! قادیانی رسالہ ریویو آف ریلیجنز ستمبر ۱۹۰۸ء نمبر ۴ جلد ۷ میری نظر سے گذرا۔ اس رسالہ میں مسٹر شیر علی بی اے کا مضمون جس میں مہدی اور مسیح کو ایک کرنے اور لا مھدی الا عیسی کے مضمون کو پورا کرنے کی کوشش اور جرأت کی گئی ہے اور ایسے بے جا ڈھکوسلہ سے کام لیا گیا ہے کہ خدا کی پناہ۔

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ لوگ جن کی عمر کا کثیر حصہ ایک ایسے فن میں گذرا ہو جس کو دینی فن سے کوئی تعلق نہ ہو، کیوں دینی امور میں ایسی بے جا کوشش کرتے ہیں جب کہ اپنی نادانی اور اپنی سفاہت کو اظہر من الشمس کر کے اپنی لیاقت حاصلہ پر بدنما دھبہ لگاتے ہیں۔ خوب مثال ہے لکل فن رجال یعنی ہر ایک فن کا

ایک آدمی ہوتا ہے۔.. اسی بنا پر میں نہیں سمجھتا کہ بی اے، ایم اے، دینی علوم میں کیا بحث کریں گے، اور احادیث اور قرآن کے معانی کو کیا سمجھیں گے۔ یونہی دیکھا گیا ہے کہ جب کوئی شخص اپنے غیر فن میں قدم مارتا ہے تو ذلت اور لغزشوں کو پاتا ہے۔ بہر حال ہمارے دوست مسٹر نے بڑی کوشش مہدی اور مسیح کے اتحاد کی کر کے اپنا مطلب یہ نکالنا چاہا ہے کہ مرزا مہدی اور مسیح موعود تھا گو ہم مسٹر کی لکھی ہوئی باتوں کو تسلیم کر لیں تو بھی مرزا صاحب پر کسی طرح وہ باتیں چسپاں نہیں ہو سکتیں جس کی تفصیل اور تشریح ذیل میں آئے گی۔

غرض ہمارے مسٹر کی عبارت مسیح آمد ثانی کے عنوان کے بعد حسب ذیل ہے:

افسوس! ایک سخت غلطی کی گئی جسکی وجہ سے مسلمانوں کو مہدی کی پیش گوئی کے سمجھنے میں بڑا مغالطہ ہوا مسیح کو مہدی سے الگ کیوں سمجھا گیا؟ اسلئے کہ مسیح کی نسبت مسلمانوں کا یہ خیال غلط تھا کہ وہ آسمان پر زندہ بیٹھا ہوا ہے اس لئے یہ ان کے وہم وگمان میں بھی آ سکتا تھا کہ مسیح و مہدی ایک ہی ہو سکتے ہیں۔انتہی

اب یہاں میں اس بحث پر چلنا نہیں چاہتا جو عیسی کی حیات آسمانی سے متعلق ہے کیونکہ اس کے متعلق ہزاروں مباحثے ہو چکے ہیں ہزاروں تقریریں ہو چکیں۔ مگر سر دست میں مسٹر کے خیال کا اظہار آپ ناظرین کے روبرو کیا چاہتا ہوں کہ مسیح اور مہدی ایک ہیں۔ اب بعد ازیں دیکھنا چاہیے کہ مسٹر نے اپنے اس دعوی میں وہ کون سے دلائل پیش کئے ہیں اور وہ کون سے بین دلائل کو کام میں لایا ہے مسٹر کی ضروری عبارات قابل تردید کو ہم یہاں نقل کر کے اس کی تردید اور ساتھ ہی ساتھ یہ ثابت کر دکھائیں گے کہ مہدی اور مسیح میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ مہدی مسیح نہیں، اور مسیح مہدی نہیں۔ مہدی ایک شخص اور ہے اور مسیح ابن مریم اور ہیں۔ مسٹر پانچویں دلیل صفحہ ۳۵۶ میں لکھ کر فقرہ وار مسیح اور مہدی کے اتحاد میں چند دلائل پیش کرتے ہیں۔

۲۔ یہ کہ مہدی اور مسیح کا ایک ہونا اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ بہت سی باتیں ایسی ہیں جو مہدی کے متعلق بیان کی گئی ہیں اور وہی باتیں بعینہ مسیح موعود کے بارہ میں بیان کی گئی ہیں ان کی وحدت کا پتہ چلتا ہے۔

۱۔ دونوں کا زمانہ ظہور ایک ہی بیان کیا جاتا ہے۔

اقول : یہ کیا آپ لکھتے ہیں زمانہ قریب یا یک دگر ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ مسیح اور مہدی بھی بنفسہ ایک ہی ہوں۔ اگر ایسا ہی ہے تو دجال اور مسیح اور مہدی بھی ایک ہی ہونا چاہیے کیونکہ احادیث صحیحہ سے ظاہر ہے کہ مسیح اور مہدی اور دجال کا اترنا قریب بایک دگر ہے۔ اسی وجہ سے جلال الدین سیوطیؒ نے لکھا ہے کہ دجال سرصدی پر نکلے گا۔ آپ کی یہ دلیل کسی طرح آپ کے مفید اور آپ کے لئے سود مند نہیں۔ زمانہ قریب یا یک دگر ہونے سے وقت نزول ان کا ایک نہیں ہو جاتا ماہ سنہ میں تو ضرور فرق ہوتا۔

قولہ : ۲ ۔ دونوں کے متعلق لکھا ہے کہ وہ چالیس سال دنیا میں کام کریں گے۔

اقول : یہ تو کسی حدیث میں نہیں بتلایا گیا کہ مسیح مہدی دجال سب مل کر ایک وقت واحد میں اتریں گے بلکہ ما بینھم فرق نکالا گیا ہے اور احادیث و آثار سے ظاہر ہے کہ مہدی کے سامنے عیسی آئیں گے۔ جب یہ بات قابل تسلیم ہوگئی کہ عیسی روبرو مہدی کے نازل ہوں گے تو فرق بینھما بھی معلوم ہوگیا۔ اور گو دجال اور مسیح اور مہدی کا زمانہ قریب قریب بتلایا گیا ہے لیکن دجال اور مسیح میں بھی فرق ہے۔ دجال پہلے آئے گا اور عیسی بعد میں اتریں گے۔ پس سمجھ لیجئے کہ جس طرح عیسی اور دجال میں فرق ہے اسی طرح مہدی اور عیسی میں بھی فرق ہے۔ مہدی کی مدت میں اختلاف عظیم ہے لیکن عیسی کے متعلق اتنا اختلاف نہیں اس سے بھی فرق ما بینھما ظاہر ہے۔ مہدی کے تعلق ہے پانچ برس سات برس نو برس انیس برس، بیس برس، تیس برس چالیس برس۔ گو سفارینی کی رائے چالیس ہی کی طرف ہے مگر یہ اختلاف مسیح اور مہدی میں فرق نکالتا ہے اور مسیح کے متعلق تو صرف چالیس پنتالیس برد کی زندگی بتلائی گئی ہے اس کے قطع نظر بھی اگر مہدی کی مدت بھی چالیس سال ہو اور عیسی بھی چالیس سال زندہ رہیں تو یہ ممکن ہے کہ دونوں کی عمر ایک ہو اور بنفسہ بزمانہ ایک نہ ہوں۔ اگر آپ کی مدت اور میری عمر ایک ہی ہو تو کیا یہ لازم آتا ہے کہ ہم اور آپ بذاتہ بنفسہ ایک ہی ہوں۔ جب آپ خروج مہدی اور نزول عیسی میں فاصلہ اور فرق کو مانتے ہیں تو پھر دونوں کی ایک عمر پانا کس طرح منافی اور ان کے اتحاد بالذات کا باعث نہیں ہوتا۔ اگر آپ ان

دونوں کے مابین فاصلہ اور فرق کو نہیں مانتے تو آپ کو چاہیے کہ ان کے اتحاد بالذات کے لئے وقت اور مقام خروج ونزول کا تعین کریں اور احادیث سے اس تعین کو ثابت کریں ورنہ صرف مجرد اس قول پر کہ زمانہ دونوں کا قریب قریب ہے ما بینھما اتحاد بالذات کا قائم رکھنا انصاف کا خون کرنا ہے۔ اگر اسی بنیاد پر کہ زمانہ قریب قریب ہے عیسیٰ اور مہدی ایک ہیں تو ہمارے اس اعتراض کا کیا جواب ہوگا کہ دجال اور مسیح اور مہدی ایک ہی ہیں ان میں بھی اتحاد کلی ہے۔ اگر آپ دجال اور عیسیٰ کے مابین فرق نکالتے ہیں تو بس سمجھ لیجئے کہ اسی طرح مہدی اور مسیح کے مابین فرق و فاصلہ ہے۔ تفصیل اس کی یوں ہے کہ پہلے مہدی آئیں گے پھر مہدی کے سامنے عیسیٰ، عیسیٰ کے پہلے دجال آئے گا پھر عیسیٰ، الغرض زمانہ تینوں یعنی دجال مہدی عیسیٰ کا قریب ہے لیکن وقت و مقام نزول میں مطلق اتحاد نہیں یہ بھی آپ کی دلیل واثق قابل اعتماد نہیں آگے چلیئے

قولہ: دونوں کے متعلق لکھا ہے کہ وہ خون ریزی نہ کریں گے

اقول: عجیب بات ہے اور اس سے آپ کے ادراک وفہم کا بھی پتہ چلتا ہے۔ جناب اچھے خصائل کا ہونا ہر ایک نیک بندے میں ضرور ہے کیا مہدی خونریزی کریں گے اور زمین میں فساد برپا کریں گے، یا عیسیٰ ایسا کریں گے، اسی واسطے یہ عمدہ خصلت وصفت دونوں میں یکساں ہے۔ کیا اگر زید جھوٹ نہیں بولتا تو لازم ہے کہ عمر جھوٹ بولے۔ اگر دونوں جھوٹ نہیں کہتے تو کیا ان دونوں میں اتحاد بالذات لازم آجاتا ہے؟ یہ آپ کیسی باتیں کرتے ہیں ذرا اعتراض کے ہر ایک پہلو پر نظر رکھیئے تاکہ معترض کو ذرا ذرا سی بات پر اعتراض کا موقع نہ ملے۔

قولہ: مہدی اور مسیح کی نسبت لکھا ہے کہ علماء بے بصیرتی سے ان کی تکفیر کریں گے۔

اقول: یہ بھی آپ کی کیسی مجہول باطل عاطل دلیل ہے کیا آپ کو معلوم نہیں کہ حق بات کے اور حق گو کے لوگ دشمن ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ علمائے بے بصیرتی حق گوؤں کو کفر کا فتویٰ دیتے ہیں تو کیا اس سے یہ لازم آتا ہے کہ وہ ہر ایک شخص جس کے حق میں کفر کا فتویٰ دے دیا گیا ہو وہ یا دیگرے بذاتہ بنفسہ اتحاد رکھتا ہو۔ ممکن ہے کہ جیسے مہدی کی ہدایت... پر علمائے بے بصیرت کفر کا فتویٰ دیں اسی طرح عیسیٰ کی نیک ہدایت

اور سچی باتوں پر کفر کا فتوی دیں۔ غرض کہ ایسی عمدہ باتیں جس کا ہر ایک میں ہونا لازمی ہو یا عادتاً ضروری معلوم ہوتا ہو جیسے فساد کا بپانہ کرنا اس بات کو ہرگز جگہ نہیں رہتا کہ ہر ایک کو ہر ایک سے متحد بنفسہ و بذاتہ کر دے۔ اب یہاں آپ خوش ہو کر اس بات کی طرف آئیں گے کہ ہمارے مرزا صاحب بھی حق گو تھے اور دیکھو علماء نے ان پر کفر کا فتوی لگایا۔ یہ آپ کی خوشی مبدل بر نج وغم اس طرح ہوسکتی ہے کہ مرزا صاحب حق گو نہ تھے بلکہ اسلام میں ایک فتنہ فساد بپا کرنے والے، اگر ہم لوفرضنا مثیل عیسی بھی ان کو مانیں تو عیسی کا وہ کام جو تمام ملل کو مٹا دیں گے ان میں نہ تھا۔ غیر ملل کو محو کرنا تو کجا اسلام ہی کی ایک جماعت کثیر ان کی مخالف رہی اور نہ کوئی مذہب دنیا سے اٹھا معلوم نہیں پھر مرزا کیسے مثیل عیسی ہے۔ میرے نزدیک کل هذا ضرب من الجنون و الهذیان ہے۔

حاصل یہ کہ علماء کا کفر کا فتوی مرزا پر ایک حد تک بجا ہے آپ کی یہ دلیل بھی قابل سماعت نہیں۔

قولہ: جیسا کہ مہدی کی نسبت ہے کہ وہ اسلام کو سب مذاہب پر غالب کرے گا ایسا ہی مسیح موعود کے متعلق ہے کہ یهلك الله في ... الملل كلها الا الاسلام۔

اقول: اس جگہ ہمارے مسٹر سمجھنے میں کتنی غلطی کر رہے ہیں مولانا! غالب اور ہلاکت ملل میں فرق عظیم ہے غالب ہونے میں فریق ثانی کا مغلوب ہونا اور پھر فریق ثانی کا بقاء ضروری ہے یعنی کثرت اسلام کی پائی گئی لیکن بالکل ملل باطل نہیں ہوئے بلکہ کچھ ملل قائم رہے۔ مثلاً زید، عمرو پر غالب آیا تو معلوم ہوا کہ زید اپنے جنگ و جدل میں سبقت لے گیا لیکن عمرو زندہ ہے۔ اسی طرح اسلام سبقت لے گیا لیکن پھر بھی.. یہ تو صفت مہدی کی ہے۔ لیکن عیسی کی صفت میں ہے کہ اس کے زمانہ میں کل ملل مٹ جائیں گے۔ اس کے متعلق تمثیل یہ ہے کہ زید نے عمر کو مٹایا تو معلوم ہوا کہ عمرو کا نام ونشان باقی نہ رہا۔ اب ناظرین غالب اور ہلاکت کا فرق نکال لیں گے۔...

اب یہاں ایک اہم بات یہ ہے کہ آپ کا تو دعوی ہے کہ مرزا مثیل مسیح ہے چنانچہ آپ خود اس رسالہ میں لکھتے ہو۔

اب یہاں یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ اگر عیسی ابن مریم وفات پا چکے

ہیں اور وہ دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو آنحضرت ﷺ کی اس پیش گوئی کے کیا معنی ہیں جس میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم آخری زمانہ میں نزول فرمائیں گے۔ سو واضح ہو کہ اس پیش گوئی میں عیسیٰ بن مریم سے ایک ایسا شخص مراد ہے جو عیسیٰ بن مریم سے مشابہت رکھتا ہو۔ انتہی

مولانا مسٹر! آپ بتلایئے کہ مرزا مثیل مسیح ہے تو مسیح عیسیٰ کا کیا کیا کام انہوں نے کیا؟ بجز ایں نیست کہ مرزا صاحب نے اپنی ایک جدی پارٹی قائم کی جیسا کہ ہم نے پہلے لکھ دیا ہے کہ کسی ملت کو نہ میٹا۔ نہ پیشین گوئی حدیث کے موافق کسر صلیب کیا۔ میں سمجھتا ہوں اور خوب اچھی طرح باور کرتا ہوں کہ مسیح اور مہدی کو ایک کر دینے سے آپ کا مطلب یہ ہے مرزا کو مہدی اور مسیح کہو مگر مسٹر آپ کی یہ ویسی ہی ہوس اور آپ کی پارٹی کا ویسا ہی خیال ہے جیسا کہ ہر ایک فرقہ جو ایک زمانہ میں ہر ایک شخص کو مہدی خیال کرتا آیا۔ شیعہ نے خیال کیا کہ محمد بن عبداللہ مہدی ہے اور کسی کا خیال تھا کہ موسیٰ بن طلحہ مہدی تھے اور ایک شخص نے ۷۰۰ میں کربلا میں یہ دعویٰ کیا تھا کہ میں مہدی ہوں۔ اور ۸۰۰ میں صوفی توبرزی نے مہدویت کا دعویٰ کیا۔ اہل سوس اس کے تابع ہو گئے۔ ملک مغرب کا ایک شخص محمد بن تومرت نامی نے مہدویت کا دعویٰ کیا اس کی ایک جدی پارٹی تھی ملک اکراد میں عبداللہ نام ایک شخص نے اپنے بیٹے کا نام محمد لقب مہدی رکھا اور دعویٰ کیا کہ موافق قول حضرت کے میرا نام عبداللہ ہے اور میرا بیٹا محمد نام کا مہدی ہے۔ جون پور میں سید محمد نامی ایک شخص مہدی خیال کیا گیا حال میں ایک شخص نے مقام ... علاقہ سوڈان میں مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ غرض جیسے کے اگلے لوگوں نے مہدویت کا دعویٰ کیا اور مہدیوں کو عوام نے تسیم کیا اسی طرح مرزا نے مہدی اور مسیح ہونے کا دعویٰ کیا اور تم لوگوں نے اس کو تسلیم کیا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ اگلے مہدیوں تو صرف درجہ مہدویت پر اپنا خاتمہ کیا مگر مرزا صاحب نے اپنے فتنہ میں ایسی ترقی کی کہ مسدتح ہونے کا بھی دعویٰ کر دیا۔ امید تھی کہ مرزا صاحب زندہ ہوتے اور مولوی ثناء اللہ صاحب کی بددعا سے نہ مرتے تو دعویٰ مثیل محمد ہونے کا کرتے۔ خدا کا فضل کہ یہیں تک ہو کر فتنہ رفع ہوا۔ حاصل کلام حیرت ہے کہ مرزا صاحب ایک بھی کام عیسیٰ کا نہ کیا۔ پھر مثیل عیسیٰ کیسے ہو گئے اور مرزا کے مثیل عیسیٰ ہونے میں

جو آپ لکھتے ہیں:

کہ ایک اور امر بھی ہے جس پر غور کرنے سے یہ امر صاف ہو جاتا ہے کہ آنحضرت نے آخری زمانہ کا خلیفہ کا نام کیوں عیسی بن مریم رکھا۔ ہمارے نبی کے حضرت موسی مثیل تھے چنانچہ خدا تعالی فرماتا ہے انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کماارسلنا الی فرعون رسولاً۔

جب حضرت کے مثیل موسی تھے، تو موسی مر گئے۔ جب حضرت رسول ہوئے تو آپ کے قول سے (کہ ہمارے نبی ﷺ حضرت موسی کے مثیل تھے) یہ بات بھی نکلی کہ حضرت ﷺ موسی کے مثیل تھے مگر مجھے آپ کی اس تقریر پر ڈبل تعجب ہوتا ہے کہ موسی ایک جدے رسول تھے اور آنحضرت ﷺ جدے رسول۔ نہ موسی کی کتاب آنحضرت کو ملی تھی نہ آنحضرت کی کتاب موسی کو۔ پھر آپ نے مشابہت کس بات میں دی؟ اگر بقول آپ کے مشابہت کو مابین ان کے قائم رکھا جائے تو یہ نتیجہ اس کا نکلتا ہے کہ اگر موسی مثیل محمد ہیں تو موسی کی رسالت ناقص تھی اور اگر محمد مثیل موسی ہیں تو محمد ﷺ کی رسالت ناقص تھی۔ گویا حضرت رسالت مآب ﷺ موسی کی کتاب یا ان کے دین کی بعض باتوں یا کل باتوں کے عامل تھے جب موسی کی کتاب موسی کا دین محمد کا تھا، پھر محمد رسول نہ تھے بلکہ نبی تھے کیونکہ جو فرق نبی و رسول میں ہے وہ فرق ان دونوں میں نکل آتا ہے۔ اور در حالیکہ ایسا نہیں۔ موسی ایک مستقل رسول ہیں اور محمد ایک مستقل رسول۔ پھر مشابہت آپ کی کس بات میں ہے۔ یہ آیت آپ کے مرزا کے مثیل ہونے میں سود مند نہیں ہے کیونکہ مرزا تو رسول نہیں نہ اس پر کوئی کتاب نازل ہوئی نہ اسکا کوئی دین ہے۔ ایسی مہمل باتیں معلوم نہیں آپ کیوں کرتے ہیں۔ قرآن کا مطلب کما سے صرف یہی ہے اور آیت کا مطلب یہی ہے کہ لوگو! جو تم کو حضرت ﷺ کی رسالت میں شک ہو سو دیکھو یہ ایسے ہی رسول تمہاری طرف مبعوث ہیں جیسے موسی فرعون کی طرف۔ یہاں ذات میں کسی کے مثل یا شریک ہونے کا ذکر نہیں۔

قولہ: مسیح اور مہدی کے حلیوں میں بھی تطابق پایا جاتا ہے مسیح موعود کے متعلق ہے.....کہ وہ گندم گوں ہو گا جیسا کہ نہایت ہی خوب صورت گندم گوں لوگ ہوتے ہیں (حجج الکرامہ)

ایسا ہی مہدی کے متعلق ہے آدم حزب فی الرجال۔ گندم گوں ہوگا جیسا کہ اسی ملک کے گندم گوں لوگ ہوتے ہیں (نعیم بن حماد)

اقول: کاش مسٹر آپ ...کو دونوں کے نقل کر کے دونوں میں مطابقت اور موافقت لگاتے تو البتہ آپ کا ... سچ اور ایک حد تک بجا ہوتا صرف لفظ گندم گوں سے مطابقت بیٹھما ایک کید عظیم ہے کیونکہ گندم گوں تو بہت سارے لوگ ہوتے ہیں۔

مسٹر دوست عزیز! اگر آپ دونوں کے پورے پورے حلیہ کو احادیث میں دیکھتے تو آپ کا یہ زعم باطل کبھی اس تحریر کا مقتضی نہیں ہوتا سچ ہے یہ آپ کا قصور نہیں بلکہ یہ کہ آپ کے غیر فن کے ماہر ہونے کا ہم پہلے ہی ذکر کر چکے ہیں کہ لکل فن رجال۔ خیر! ہم آپ کی خاطر دونوں کے پورے حلیوں کو نقل کرتے ہیں جو احادیث صیحہ کثیرہ میں وارد ہیں۔

حلیہ مہدی کا یہ ہے: میانہ قد، سرخ سفید رنگ کشادہ پیشانی، ماتھا چمکتا ہوا۔ ناک اونچی، بھویں؟ باریک، داڑھی گھنی بڑی آنکھ سیاہ چشم دانت چمکتے گال پر تل شانہ پر مہر، بدن بھاری۔ دونوں رانوں میں کسی قدر بعد دو عبا سفید پہنے ہوئے، رنگ عرب کا سا، بدن اسرائیلی کا سا، کمر پتلی، سیدھی ہتھیلی میں تل، زبان میں لکنت، بات کرتے ہوئے جب دیر ہوگی تو بائیں زانوں پر ہاتھ ماریں گے۔ صورت میں علیحدہ، سیرت میں مثل رسول خدا، بائیں ران میں بھی تل ہوگا سر پر بال ہوں گے کاندھے تک۔

اب جو ناظرین کے روبرو حلیہ حضرت مہدی کا پیش کیا گیا ہے اس میں بعض علامات جیسے سرخ سفید میانہ قد وغیرہ، عیسی میں موجود ہیں، پھر بعض کی موافقت سے کل کا عیسی میں نہ ہونا محض بے جا ہے جب حضرت عیسی اور حضرت مہدی ایک ہیں تو کل علامات میں عیسی اور مہدی ایک ہونا چاہیے۔ ایک دو علامات اگر باہم پائی جاتی ہیں تو اتحاد بالذات کیسے لازم آجاتا ہے۔ آپ کی یہ لایعنی باتیں میری سمجھ میں مطلق نہیں آتیں۔ یہ ممکن ہے کہ آپ میں اور مجھ میں رنگ وقدات وغیرہ میں موافقت ہو تو کیا میں اور آپ ایک ہی بنفسہ ہو جائیں گے۔ دیکھنا یہ چاہیے کہ تمام علامات دونوں میں ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں تو اتحاد بھی لازم نہیں اگر ہیں تو ہم اس کو تحد بذاتہ کہنے میں دیر

بھی نہیں ۔لیکن مہدی کی کثیر علامات عیسی میں اور عیسی کی کثیر علامات مہدی میں نہیں پائی جاتیں ۔عیسی کا حلیہ ہے:

سرخ سفید رنگ ، سینہ چوڑا، سیدھے بال، گویا پانی ٹپکتا ہے ابھی حمام سے سے نکلے ہیں ۔میانہ قد گیروے کپڑے پہنے ہوئے اتریں گے ۔صلیب کوتوڑیں گے۔ خنزیر کو ہلاک کر دیں گے۔ جزیہ کو اٹھا دیں گے۔ اسلام کے سوا کل مذاہب کو غالب نہیں بلکہ مٹا دیں گے۔شکل عروہ بن مسعود کی جیسی ہوگی (مسلم)

دیکھ لیجئے مہدی کی علامات کا صلیب کا توڑنا، جزیہ کا اٹھانا، اسلام کے سوا کل مذاہب کو بالکل مٹا دینا ،شکل عروہ بن مسعود کے جیسا ہونا نہیں ہے ۔ یہ عیسی کی خصوصیات سے ہے ۔اب آپ حضرات غالباً سمجھ گئے ہوں گے کہ گو بعض علامات میں موافقت ہے لیکن اکثر میں نہیں جیسا کہ دونوں کے حلیوں سے ظاہر ہے ۔اور ایک فرق دونوں میں یہ بھی ہے کہ مہدی دو سفید عبا پہنے ہوں گے اور عیسی کے کپڑے گیروی ہوں گے بہر حال دونوں میں اختلاف عظیم ہے اور پھر دونوں کو ایک کرنا محض ضد اور ہٹ دھرمی ہے اس کے قطع نظر بھی دووں کی ولادت اور نزول وخروج میں اختلاف اورفرق ہے ۔اگر اخلاق فاضلہ مثلاً دونوں کا امام عدل ہونا، یااور اور اخلاق حمیدہ کا دونوں میں برابر ہونا کبھی دونوں کو ایک نہیں کر دیتا بھلا اب بتایئے کہ اگر دونوں ایک ہیں جے مقام ولادت اورنزول و خروج میں کیوں فرق ہے؟

مہدی کی ولادت میں احادیث میں آتا ہے :

عن سعید بن مسیب قال کنا عند ام سلمه فتذا کر نا المهدی فقالت :سمعت رسول الله ﷺ یقول: المهدی من ولد فاطمه

(ابن ماجہ حدیث نمبر۴۰۸۶) حضرت ام سلمہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ مہدی اولاد فاطمہ سے ہوں گے۔

اسی کے لگ بھگ حدیث ہے:

نحن و لد عبد المطلب، سادة اهل الجنة، انا و حمزه و علیّ و جعفر و الحسن و الحسین و المهدی (ابن ماجہ حدیث نمبر۴۰۸۷) یعنی اولاد عبدالمطلب میں حضرت ﷺ نے خود کو اور حمزہ کو، علی جعفر حسن حسین مہدی کو داخل کیا۔

ترمذی کی روایات میں ہے:

قال رسول الله ﷺ لا تذهب الد نیا حتی یملك العرب ر جل من اهل بیتی یوا طیء اسمه اسمی (سنن ترمذی حدیث نمبر ۲۲۳۰)

عن عا صم عن رزّ عن عبد الله عن النبی ﷺ قا ل یلی رجل من اهل بیتی یوا طیء اسمه اسمی ، قا ل عا صم : و حدثنا ابو صالح عن ابی هر یرة ، قا ل : لو لم یبق من الد نیا الّا یو ماً لطوّل الله ذلك الیو م حتی یلی (سنن ترمذی حدیث نمبر ۲۲۳۱)

(ترمذی شریف سے یہ دونوں روایات میں نے نقل کی ہیں کیونکہ مولانا عبدالعظیم کی نقل کردہ روایت ترمذی سے ان کے نقل کردہ الفاظ کے مطابق مجھے اس وقت نہیں مل رہی۔ ان کے نقل کردہ الفاظ کے قریب ایک روایت سنن ابوداؤد میں ملی ہے جسے ذیل میں نقل کیا جا رہا ہے۔ بہاء)

یعنی خلاصہ یہ کہ راوی کا شک ہے حضرت ﷺ نے یا تو یہ فرمایا کہ مجھ سے ایک شخص ہوگا یا میرے اہل بیت سے، اس کا نام میرے نام سے موافق ہوگا اور اس کے باپ کا نام میرے والد کا نام۔

ابوداؤد کی روایت میں ہے:

عن عبید الله بن موسی عن فطرٍ.. عن عا صم عن رزّ، عن عبد الله عن النبی ﷺ قا ل : لو لم یبق من الدنیا ا لا یوم ، قا ل زا ئدة فی حدیثه:لطوّل الله ذلك الیو م ،

ثم اتفقوا: حتی یبعث ر جلاً منّی او من اهل بیتی یوا طیء اسمه اسمی و اسم ابیه اسم ابی ۔

زاد فی حد یث فطرٍ: یملأ ا لا رض قسطاً و عد لاً کما ملئت ظلماً و جو راً۔

و قا ل فی حد یث سفیا ن : لا تذ هب او لا تنقضی الد نیا حتی یملك العرب ر جل من اهل بیتی یوا طی ء اسمه اسمی

(سنن ابو داؤد حد یث نمبر ٤٢٨٢)

عن ام سلمه قا لت سمعت رسو ل الله ﷺ یقو ل المهدی من عتر تی من ولد فا طمة (سنن ابو داؤد حد یث نمبر ٤٢٨٤) (یعنی میری عترت اولاد فاطمہ سے ہے)

ابو داؤد کی ایک اور روایت میں ہے:

عن ابی اسحاق قا ل قا ل علیّ و نظر الی ابنه الحسن فقال: ان ابنی هذا سیّد کما سمّاه النبی ﷺ و سیخر ج من صلبه ر جل یسمّی باسم نبیکم ﷺ یشبهه فی الخلق۔ ثم ذکر قصة یملأ ا لا ر ض عد لًا (سنن ابو دا ؤد حد یث نمبر ٤٢٩٠) حضرت علی نے اپنے بیٹے حسن کی طرف نظر کر کے کہا کہ یہ میرا بیٹا سید ہے جیسا کہ رسول پاک ﷺ نے نام رکھا اور قریب میں اس کی اولاد سے ایک شخص ہوگا جس کا نام تمہارے نبی کا نام ہوگا سیرت میں حضرت ﷺ کے مشابہ ہوگا۔

اور طیبی نے کہا ہے:

ا لا حا دیث عنه ﷺ فی التنصیص علی خرو ج المهدی من عتر ته من ولد فا طمة ثا بتا اصح ۔خروج مہدی اور مہدی کے اولاد فاطمہ سے ہونے میں احادیث ثابت صحیح آئی ہیں۔

حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں لکھا ہے :

توا تر ت الا خبار بان المهدی من هذه ا لا مة و ان عیسی یصلی خلفه ۔یعنی متواتر حدیثیں اس بارہ میں آئی ہیں کہ مہدی اس امت سے ہوں گے اور عیسی ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے

ناظرین غور کریں کہ فرق عیسی اور مہدی میں معلوم ہو رہا ہے یا نہیں ۔اور حافظ ابن حجر کا یہ قول کہ کئی حدیثیں آئی ہیں کہ مہدی کے پیچھے عیسی نماز پڑھیں گے فرق کو نکال رہا ہے یا نہیں۔افسوس بے سمجھ لوگوں پر کہ اجماع امت پر بھی پانی پھیرنے پر کم نہیں کرتے اور دیکھئے ! مہدی کے مقام و لا دت کا ذکر کتا ب السن الجلیل بتا ریخ القدس والخلیل میں ہے، مہدی مدینہ میں پیدا ہوں گے ان کا نام پیغمبر ﷺ کا ہوگا بیت المقدس کو ہجرت کر کے آویں گے۔

حضرت محمد بن حنفیہ نے کہا کہ خراسان کی طرف سے کالے نشان نکلیں گے۔ لشکر والوں کے کپڑے سفید ہونگے۔ اس لشکر کا سپہ سالار شعیب ابن صالح نام مولی بنی تمیم ہوگا وہ اصحاب سفیانی کو شکست دے کر بیت المقدس میں آویں گے۔ اس کے نکلنے اور مہدی کو حکومت سپرد کرنے میں تہتر ماہ کا فرق ہوگا۔

اب اس جگہ چند باتیں قابل غور ہیں۔

۱۔ مہدی اولاد فاطمہ سے ہوں گے۔

۲۔ مہدی کا نام حضرت ﷺ کا نام ہوگا۔

۳۔ مہدی کے باپ کا نام حضرت ﷺ کے والد کا نام ہوگا۔

۴۔ بعض احادیث سے واضح ہے کہ مہدی کی ماں کا نام حضرت ﷺ کی والدہ کا نام ہوگا۔

۵۔ مہدی کی مقام ولادت مدینہ ہے۔

اب ہم ان باتوں کو زیر نظر رکھ کر عیسی میں ان باتوں کو دیکھتے ہیں تو مطلق نہیں پاتے۔

۱۔ عیسی اولاد فاطمہ سے کیسے ہو سکتے ہیں؟

۲۔ عیسی کا نام عیسی ہے حضرت کا نام کہاں ہے۔

۳۔ عیسی کے والد بھی نہیں۔

۴۔ عیسی کی والدہ کا نام مریم تھا نہ کہ آمنہ۔

۵۔ عیسی کا مقام نزول سفید منارہ ہے جو دمشق کی طرف ہے۔ وہاں دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے پروں پر رکھے اتریں گے جب سر جھکاویں گے ایسا ثابت ہوگا کہ پانی ٹپکتا ہے موتی جھڑتے ہیں۔ چھ بجے صبح کے اتر کر دمشق کے ممبر پر بیٹھیں گے۔ اور یہاں تک تصریح ہے کہ امام مہدی امام نماز ہوں گے۔

اب مسٹر انصاف سے کہہ سکتے ہیں کہ دونوں میں فرق نکلا یا نہیں۔ جب مقام ولادت اور ان کے نسب میں بہت بڑا فرق ہے، تو کیسے اتحاد لازم آئے گا۔ منصف مزاج حضرات سے امید ہے کہ ہمارے مسٹر کی باتوں اور ہمارے پیش کردہ دلائل کو زیر نظر کر کے غور و تامل کے ساتھ دونوں میں فرق نکال لیں گے۔ یہ کوئی بات

نہیں کہ بعض باتوں میں موافقت دیکھ کر دونوں کو ایک سمجھنا انصاف کا خون کرنا ہے۔

ہاں اب یاد آیا کہ آپ نے اتنی کوشش کیوں کی؟ اور لا مھدی الا عیسی کے مضمون کو کیوں حل کیا۔ جہاں تک ہم غور کرتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے مرزا کو مثیل عیسی بنانے کی کوشش کی ہے مگر افسوس کی بات ہے کہ آپ کے رسالہ میں مثیل عیسی ہونے کی نہ کسی حدیث سے نہ آیت قرآنی سے کہیں پتہ چلا پھر کس بنا پر آپ مہدی اور عیسی کو ایک کر کے اپنا مدعی ثابت کرنا چاہتے ہو اس کے قطع نظر بھی عیسی کی ماں ماں کا نام مریم ہے اور دوسرا احادیث صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدی کے باپ کا نام عبداللہ ماں کا نام آمنہ ہوگا۔ اور مہدی مدینہ میں پیدا ہوں گے اور عیسی دمشق کے منارہ پر اتریں گے جب ہم ان باتوں کو مرزا میں دیکھتے ہیں تو کسی بات کو مرزا میں نہیں پاتے نہ مرزا کے باپ کا نام عبداللہ تھا نہ ماں کا نام آمنہ، نہ مرزا صاحب مدینہ میں پیدا ہوئے نہ دمشق کے منارہ پر اترے۔ پھر باوجود اس فرق کے مرزا کو مثیل مسیح کہہ دینا یا مہدی ماننا محض ضد اور ہٹ دھرمی ہے۔

اب ہم مضمون ختم کرتے ہیں پھر انشاء اللہ اس پر اور روشنی ڈالیں گے مگر ختم کرتے ہوئے ہم مسٹر کو کہے دیتے ہیں کہ مہدی اور عیسی بن امریم کو ایک بنانے کے لئے لازم ہے کہ عیسی کی ولادت بھی مدینہ کی ثابت کریں۔عیسی کے باپ کا نام خدا نخواستہ عبداللہ بتلا ویں،عیسی کو اولاد فاطمہ سے ثابت کریں۔ ورنہ آپ کی تمام کوشش بالکل باطل عاطل ہے جب تک ان باتوں کو ثابت نہ کریں گے آئندہ کی تقریر محض لغو ہے۔ اور مینیجر صاحب میگزین کے اخلاق فاضلہ سے امید قوی ہے کہ وہ جس رسالہ میں اس مضمون کی تردید درج ہوگی اس رسالہ کو میرے پاس بایں پتہ بھیج دیں۔

حیدرآباد دکن قریب مکان افضل یار جنگ محلّہ براق پنچی مکان ابوالنعیم محمد عبدالعظیم۔ فقط

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۷ نومبر ۴ دسمبر ۱۹۰۸ء ص ۱۲۔ ۱۷)

قادیانی کذب بیانی

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

قادیانی کی کذب بیانیاں ایسی نہیں کہ ان کے اظہار کی حاجت ہو۔اعلیٰ حضرت آنجہانی تو تھے ہی، ذریت شیطانی بھی اس رنگ میں رنگی ہوئی ہے کہ کا نہ ہو کا نقشہ نظر آجاتا ہے۔قادیان کا اخبار جس کا دعویٰ ہے کہ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ سب سے پہلا اور مشہور ومعروف اخبار ہوں، اپنی پیشانی پر دکھاتا ہے کہ میں ہر مہینے کی ۲، ۶، ۱۰، ۱۴، ۱۸، ۲۲، ۲۶، ۳۰ تاریخوں کو نکلتا ہوں، مگر کذب بیانی کا نمونہ دیکھئے کہ ۱۸ نومبر کو نمبر ۵۸ نکلا تو ۱۰ دسمبر کو نمبر ۵۹ پیدا ہوا۔اس پر بھی ہمیشہ یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ ہم صادقین ہیں، راست باز ہیں، ہم مسیح موعود کی امت ہیں، ہم اصحاب محمد ہیں۔کیا سچ ہے:

کار شیطان میکند نامش ولی
گر ولی این ست لعنت بر ولی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۸۔دسمبر ۱۹۰۸ء ص ۸)

مرقع قادیانی کی بندش

مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں:

مرزا صاحب قادیانی کی تردید میں دفتر اہل حدیث سے بڑی آب وتاب سے نکلتا تھا مرزا کے مرنے کے بعد چونکہ قادیانی مشن کا ضرر بھی طاعون کے ضرر کی طرح رفع دفع ہو گیا یا ہونے کو ہے لہذا اب مرقع کی ضرورت بھی چنداں محسوس نہیں ہوتی اس لئے احباب کے مشورے کے ساتھ نومبر (۱۹۰۸ء) سے مرقع قادیانی کو سردست بند کیا گیا اگر کوئی مضمون قابل جواب مشن قادیانی کی طرف سے نکلا تو اہل حدیث میں جواب دیا جائے گا۔انشاء اللہ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۵ دسمبر ۱۹۰۸ء ص ۷)

بے حیا باش و ہرچہ خواہی کن

یہ مثل قادیانی مشن پر خوب صادق آتی ہے۔ان کے گرو، نبی، رسول، کرشن گوپال نے جو جو کام کئے دنیا کو معلوم ہیں۔جس عزت کے ساتھ اس نے زندگی گذاری سب جانتے ہیں۔جس ناموس یا بے ناموسی سے وہ تشریف لے گئے کسی سے مخفی نہیں۔تاہم ان کے معتقدین ان کی بڑھائی اور سچائی کے خواب دیکھتے ہیں چنانچہ

ریویو کا لائق اڈیٹر چند ایک باتیں شمار کرتا ہے کہ مہدی کے زمانہ میں زمین اپنے خزانے اگل دے گی، چنانچہ سونے چاندی کوئلہ وغیرہ کی کانیں نکل رہی ہیں۔ مہدی کے زمانے میں لوگ مرتد ہونگے چنانچہ ہو رہے ہیں۔ زلزلے بہت آئیں گے، چنانچہ آئے اور آرہے ہیں۔ طاعون ہوگا چنانچہ ہوا۔ قحط ہوگا چنانچہ ہوا۔ وغیرہ شمار کر کے لکھتا ہے کہ:

اب میں مخالفین سے پوچھتا ہوں کہ کیا یہ حضرت اقدس احمد (مرزا قادیانی) کے اختیار میں تھا کہ ان سب علامات کو وجود میں لاتے۔ جب یہ سب علامتیں ایسی صفائی سے تمہاری آنکھوں کے سامنے پوری ہوئیں تو کیا اب تمہارا فرض نہیں کہ احمد کو مہدی موعود قبول کرو۔ خدا تعالی سے ڈرو اور اس کی آیات کی تکذیب نہ کرو، ورنہ قیامت کے دن کیا جواب دو۔

(ریویو آف ریلی جنز قادیان بابت دسمبر ۱۹۰۸ء)

جواباً شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مخالفین کا جواب سننے کی طاقت رکھتے ہو تو سنو، ان اعدادوشمار میں بعض کا تو تم نے مطلب بگاڑا ہے، اور بعض محض اقوال الرجال ہیں حدیث خیر الانام ﷺ نہیں۔ پہلی علامت کا مطلب یہ ہے کہ حضرت مہدی کے زمانہ میں خود ان کی سیاست سے یہ کیفیت ہوگی کہ ہر طرف امن وامان ہوگا۔ چنانچہ حدیث مرفوع کے لفظ ہیں

یملأ الارض قسطاً وعدلاً کما ملئت ظلماً وجوراً ویملك سبع سنین (سنن ابوداؤد حدیث نمبر ۴۲۸۵)

یعنی امام مہدی زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے جیسا کہ اس سے پہلے وہ ظلم وجور سے بھری ہوگی اور مہدی سات سال تک حکومت کرے گا۔

اس روایت سے آپ کی پیش کردہ روایت کے معنی کھلتے ہیں کہ امن امان کے زمانہ سے مراد مہدی کی اپنی سیاست ہے۔ اگر بقول علامہ ابن خلدون، مہدی کے متعلق کوئی روایت صحیح نہیں تو آپ کی پیش کردہ روایت بھی صحیح نہیں، لیکن ہم کو اس جگہ کسی روایت کی صحت یا ضعف سے بحث نہیں بلکہ دیکھنا یہ ہے کہ جو فقرے آپ نے چھانٹ چھانٹ کر لکھے ہیں ان کا مطلب کیا ہے:

زمین اپنے خزانے اگل دے گی۔ اس کا مطلب جو آپ نے بیان کیا ہے

غلط ہے، چنانچہ اس روایت کے سارے الفاظ یہ ہیں:
(مضمون نگار نے صحیح مسلم سے حدیث نقل کی تھی، لیکن میں کم وبیش انہی الفاظ کی حدیث جامع ترمذی سے نقل کرر ہاہوں جو درج ذیل ہے۔ بہاء)

قال رسول اللہ ﷺ تقی الارض افلاذ کبدھا امثال الاسطوانِ من الذھب و الفضۃ قال: فیجیء السارق فیقول فی مثل ھذا قطِعت یدی، و یجیء القاتل فیقول فی ھذا قتلت، و یجیء القاطع فیقول فی ھذا قطعت رحمی، ثم یدعونہ فلا یاخذون منہ شیئاً۔ (جامع ترمذی حدیث نمبر ۲۲۰۸)

یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ زمین اپنے خزانے سونے چاندی کے منہ سے جیسے اگل دے گی اس وقت قاتل آئے گا تو کہے گا کہ اس مال کے لئے میں نے خون کیا۔ اور رشتوں کو توڑنے والے کہیں گے اس مال کے لئے ہم نے رشتے ناطے توڑے۔ چور کہے گا اس مال کی وجہ سے میرا ہاتھ کاٹا گیا۔ پھر اس مال کو وہیں چھوڑ دیں گے اور کوئی نہ لے گا۔

قادیانی ممبرو! ایمان سے کہنا اس روایت کا کیا مطلب ہے۔ صاف ترجمہ ہے کہ اس مال کو چھوڑ دیں گے اور کوئی نہ لے گا۔ یہاں یہ حال ہے کہ حضرت مہدی (مرزا قادیانی)، مال کے ایسے حاجت مند تھے کہ مریدوں پر حکم جاری تھا جو مرید تین مہینے تک چندہ نہ دے گا اس کا نام دفتر مریدوں سے خارج کیا جاوے گا۔

بلکہ مال جمع کرنے کو ایک نیا ڈھنگ نکالا کہ قادیان میں ایک بہشتی مقبرہ بنایا۔ اس کے متعلق یہ سرکلر جاری کیا کہ جو کوئی اس میں دفن ہوگا وہ بہشت میں جائے گا، مگر شرط یہ ہے کہ اپنی جائداد کا کچھ حصہ مشن قادیانی کے لئے زندگی میں وصیت کیجائے۔ غرض اسی قسم کے کئی ایک ذرائع مال جمع کرنے کے پیدا کرر کھے تھے۔ کیا سچ ہے

صیاد نے لگائے ہیں پھندے کہاں کہاں
سارے پتے عیاں ہیں اسی سبز باغ میں

الغرض اسی طرح کی اور بہت سی روایتیں ہیں۔ ان سب میں واضح ترین

جو خاص مہدی کے ساتھ تعلق رکھتی ہے، یہ ہے:

عن عبید الله بن موسی عن فطرٍ.. عن عاصم عن زرٍّ، عن عبد الله عن النبی ﷺ قال: لو لم یبق من الدنیا الا یوم، قال زائدة فی حدیثه: لطوّل الله ذلك الیوم،

ثم اتفقوا: حتی یبعث رجلاً منّی او من اهل بیتی یواطیٔ اسمه اسمی و اسم ابیه اسم ابی۔

زاد فی حدیث فطرٍ: یملأ الارض قسطاً و عدلاً کما ملئت ظلماً و جوراً۔

و قال فی حدیث سفیان: لا تذهب او لا تنقضی الدنیا حتی یملك العرب رجل من اهل بیتی یواطیٔ اسمه اسمی

(سنن ابو داؤد حدیث نمبر ٤٢٨٢)

یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا اگر دنیا کی مدت میں ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو خدا تعالیٰ اس دن کو لمبا کر دے گا تاکہ اس میں ایک شخص میرے اہل بیت سے پیدا کرے گا جس کا نام میرے نام سے ملتا ہوگا اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام سے ملے گا یعنی اس کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا، وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جیسی اس سے پہلے ظلم اور جور سے بھری ہوگی۔

یہ روایت مرفوع صاف الفاظ میں حضرت مہدی کی کیفیت مفصلہ بیان کرتی ہے یہاں تک کہ اس کا نام بلکہ اس کے باپ کا نام بھی بالتصریح بتلاتی ہے۔

اب میں قادیانی مشن کے خلیفہ اور اعلیٰ ممبروں سے پوچھتا ہوں کہ تمہارے مہدی کا نام محمد اور اس کے باپ کا نام عبداللہ تھا، یا کچھ اور تھا۔ اور کیا وہ اولاد فاطمہ سے تھا یا مغلوں سے تھا۔ کس قدر شرم کی بات ہے کہ تم لوگ بھی ان احادیث کو پیش کرتے ہو جن میں تمہارا صریح طور پر ردّ ہے۔ آیئے میں آپ کو ایک اور حدیث سناؤں جس میں آپ کے مہدی کے متعلق صاف پیش گوئی ہے۔ غور سے سنیئے:

قال رسول الله ﷺ سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلهم یزعم انه نبی الله و انا خاتم النبیین (ترمذی)

یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں تیس کذاب ایسے پیدا ہوں گے کہ ہر ایک ان میں کا نبوت کا مدعی ہوگا حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔

یہ حدیث آپ کے مہدی کے لئے صاف پیش گوئی ہے کہ مرزا صاحب آنجہانی ان تیس میں ہونگے جو دعوی نبوت کریں گے۔ مرزائیو! کیا تم نے اپنے مہدی کی مجلس میں ان کی مدح میں یہ شعر نہیں سنا کہ:

سب اولیاء سے بہتر بعض انبیاء سے افضل

یہ راہ نما ہمارا یہ دل ربا ہمارا

تو پھر تمہیں اس حدیث کے متعلق کیا شک ہے۔

ایک بڑی بھاری علامت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے مہدی ہونے کی اڈیٹر ریویو آف ریلی جنز نے یہ لکھی ہے کہ:

مہدی کے زمانہ میں باطل مرے گا اور حق زندہ ہو جائے گا۔ (ملاحظہ ہو حجج الکرامۃ صفحہ ۳۵۴)۔

یہ علامت بھی احمد (مرزا غلام احمد قادیانی) کے حق میں پوری ہوئی آپ نے حجج نیرہ سے اور آسمانی نشانوں سے اسلام کو از سرنو زندہ کیا اور مخالفین کے اعتراضات کو پاش پاش کر کے دکھا دیا کہ جس جگہ مخالف نادانی سے یا تعصب سے اعتراض کرتا ہے وہی جگہ حکمت اور اسرار الٰہی سے پر ہے۔ ایسا ہی مذاہب باطلہ کا باطل ہونا زبردست دلائل اور خارق عادت نشانات سے ثابت کیا۔ جلسہ مہوتسو کے مضمون جیسے زبردست مضامین لکھ کر اسلام کو کل مذاہب پر غالب کیا، اور آسمانی نشانوں میں مقابلہ کرنے کے لئے دوسرے مذاہب کے لیڈروں کو بلا کر اسلام کا زندہ مذہب ہونا، اور دوسرے مذاہب کا مردہ اور روحانی فیض سے بے بہرہ ہونا روز روشن کی طرح ظاہر کر دیا۔ آپ کے ہاتھ پر جو اسلام کی خدمت اور مذاہب باطلہ کی تردید ہوئی اس کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ نہایت ہی متعصب دشمن بھی اس امر کے قائل ہو گئے، بلکہ تحریک پیش کی کہ سب مسلمان چندہ فراہم کر کے حضرت مہدی موعود کے مضامین کو دنیا میں شائع کریں، تا اسلام

دوسرے مذاہب کو فتح کرتا ہوا دنیا کے کونوں میں اپنے خیمے جمائے۔ مگر تعصب سے یہ شرط پیش کی کہ مہدی موعود اپنے دعوی کے متعلق ان مضامین میں اشارہ تک نہ کریں۔ مگر جاہلوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ آپ کا وجود اسلام کے لئے ایک زندہ نشان اور دوسرے مذاہب کے لئے ایک آسمانی حربہ تھا پھر کس طرح ممکن تھا کہ آپ اس زندہ نشان کو دنیا کے آگے پیش نہ کرتے اور اس آسمانی حربہ کو نیام میں رکھتے اور جس کام کے لئے آپ مامور کئے گئے تھے مخالفین کو خوش کرنے کے لئے اس کام کو ادا نہ کرتے۔ مگر مخالفین نے یہ تجویز پیش کر کے اس بات کا اقرار کر لیا کہ بے شک آج دنیا میں ایک ہی شخص ہے جس کا زبردست ہاتھ دنیا کے باطل مذاہب کو مغلوب کر کے اسلام کو غالب کر سکتا ہے اور اس کا پاک اور روشن چہرہ دنیا کو دکھا سکتا ہے۔ وہ کیا بات تھی جس کی وجہ سے ان کو باوجود شدید مخالفت کے اسلام کی حمایت کے لئے مہدی موعود کی طرف توجہ کرنی پڑی۔ کیوں انہوں نے دوسرے مسلمانوں میں سے ایک شخص کو اس غرض کے لئے منتخب نہ کیا۔ یہ باتیں اس امر کا کافی ثبوت ہیں کہ احمد جیسا زبردست ہاتھ اسلام کی حمایت کرنے والا اور مخالفین کے لشکر کو بھگانے والا دنیا میں ان کو نظر نہیں آتا تھا۔ مخالف مسلمانوں کے علاوہ دیگر مذاہب کے پیرووں نے بھی احمد کا حمایت اسلام میں بے نظیر ہونا قبول کر لیا ہے۔

جواباً شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ان باتوں سے کیا ہوتا ہے۔ تم کو واجب و لازم ہے کہ اپنے مہدی کی دینی خدمات شمار کراؤ کہ فلاں فلاں کام ہمارے مہدی نے کیا جو اسلام کی زندگی میں مؤثر ہے۔ ہاں یہ تو ہم بھی مانتے ہیں کہ تمہارے مہدی نے ہر ایک مقابلہ میں اپنے آپ کو پیش کیا، اور یہی وجہ اس کے ذلیل ہونے کی تھی کہ وہ اپنی شخصیت کو اسلام کا نمونہ پیش کرتا تھا، اور خود تو جو کچھ تھا وہ سب کو معلوم ہے۔

عیسائیوں کے مباحثہ میں اس نے یہی ہتھیار چلایا کہ میں الہام سے کہتا ہوں کہ میرا مقابل ۱۵ ماہ کے عرصہ میں مر کر داخل جہنم ہوگا۔ آخر جو ہوا سب نے دیکھا

پنڈت لیکھ رام کے متعلق اس نے الہام شائع کیا کہ چھ سال کے عرصہ میں اس پر خرق عادت عذاب آئیگا اس عرصہ میں اس پر کوئی خرق عادت عذاب نہ آیا۔
مسلمانوں کو مخاطب کر کے اس نے ایک مسلمان خاتون کی نسبت پیش گوئی کی کہ وہ میرے نکاح میں آئے گی ،اور اس پیش گوئی کے متعلق مسلمانوں کو خاص ہدایت کی کہ انتظار کریں۔ یہاں تک لکھا کہ اگر یہ خاتون میرے نکاح میں نہ آئے ،تو میں ہر ایک بد سے بد تر ہوں گا (انجام آتھم ضمیمہ)۔افسوس کہ زندگی کا خاتمہ ہو گیا لیکن یہ حسرت قبر میں ساتھ ہی لے گئے اسی افسوس میں گویا ان کے منہ پر جاری تھا:

جدا ہوں یار سے ہم اور نہ ہوں رقیب جدا
ہے اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جدا

آخر میں آن کر اس خاکسار (ثناء اللہ امرتسری) کے ساتھ قطعی فیصلہ کا اشتہار دے دیا جس کا عنوان تھا:

مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ

اس اشتہار کا خلاصہ تھا کہ مولوی ثناء اللہ میری زندگی میں طاعون یا ہیضہ سے نہ مرے تو میں (مرزا، ہاں آپ کا مہدی) خدا کی طرف سے نہیں، بلکہ مفتری کذاب اور دجال ہوں۔

اس کا فیصلہ یہی ہوا جو سب نے سن لیا جس کا خلاصہ یہی ہوا کہ:

لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر
کذب میں سچا تھا پہلے مر گیا

مرزائیو! یہ ہیں آیات بینات جو تمہاری اور تمام دنیا کے لئے رہنما ہیں اور تمہارے مہدی کی قلعی کھولنے کو کافی سے زیادہ ہیں۔

سنو اور غور سے سنو! تمہارے مہدی نے جو کچھ کیا ہے وہ سب نے دیکھ لیا کہ تمام عمر جھوٹ سچ کو ملاتا رہا ،اور تم کو لٹو بنا کر لوٹتا رہا۔ اب ہم دیکھیں گے کہ تم اور تمہارے خلیفہ راس المجانین حکیم نورالدین کیا کرتے ہیں ۔اور تم بھی کہاں تک ہوائی قلعے بنانے میں اپنے پیر کے نقش قدم پر چلتے ہو۔

مرزائیو! اگر خدا کو مانتے ہو تو اس کے خدا سے خوف کرو ۔رسول اللہ ﷺ

کو مانتے تو ان سے شرم کرو۔

مرزائیو! ایمان سے کہنا کہ مرزا قادیانی کے مرنے سے ایک منٹ بھی پہلے تم لوگوں کے دلوں میں یہ بات پختہ طور جمی ہوئی تھی یا نہیں کہ ثناء اللہ اور عبدالحکیم کا جنازہ مرزا کی زندگی میں نکلے گا۔ تم اپنے احباب سے کہا کرتے تھے یا نہیں کہ اب تو بحث مباحثہ کی ضرورت نہیں رہی، خود دیکھا جائے گا۔

او مرزائیو! او کرشن پینتھیو! تمہیں خدا کی قسم ہے (اگر خدا کو مانتے ہو) کہ اگر میں یا ڈاکٹر عبدالحکیم خان مر جاتے، تو تم کیا کہتے۔

سچ بتلانا، زمین کا ایک طبقہ اٹھا کر آسمان سے ملاتے یا نہ۔ تو جب ایسا نہ ہوا، تو اب بتلاؤ تمہارے مخالفوں کا حق نہیں کہ وہی معاملہ تم سے کریں۔ مرزائیو!

آنچہ بخود مپسندی بدیگراں مپسند۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر۔ ا۔۸ جنوری ۱۹۰۹ء ص ۲۔۴)

قادیان میں بجلی گری

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

(اخبار اہل حدیث امرتسر کے) کسی گذشتہ پرچے میں لکھا تھا کہ قادیان کے اخبار الحکم پر بجلی گری۔ اس کے ثبوت میں اخبار مذکور کی نیم مردگی اور ابتری پیش کی تھی۔ اس کے جواب میں قادیانی الحکم نے بہت کچھ زہر اگلا ہے۔

وہ تو اپنی اور اپنے گرو (مرزا قادیانی) کی عادت کے مطابق خیانت کا عادی ہے، اس لئے ہمارے مضمون کو ہمارے لفظوں میں نہیں لکھتا، جس کی شکایت ہم کو آنجہانی (مرزا غلام احمد قادیانی) کی زندگی میں تھی اور اب بھی ہے۔ مگر ہم کیوں اس کی خاطر اپنی عادت بگاڑیں۔ لہذا ہم اسی کے الفاظ میں اس کا مضمون نقل کرتے ہیں۔

الحکم لکھتا ہے:

بجلی کس پر گری!

امرت سری مکذب نے الحکم کے اس نقصان پر جو گذشتہ سال مشین کی وجہ سے ہوا ہنسی کی تھی، اور لکھا تھا کہ الحکم پر بجلی گری۔ اگرچہ دانش مندوں اور معاملہ فہم لوگوں کے نزدیک اس کا یہ اوچھا پن کوئی وقعت نہیں رکھتا تھا، کیونکہ تجارتی معاملات میں نفع اور نقصان کے دونوں پہلو ہوتے ہیں۔ مگر حق و حکمت کا دشمن (جو گھاس پھونس کو ہاتھ مارنا اپنی تجارت اور رفع خجالت کا ذریعہ یقین کرتا ہے) اس نقصان کو خوشی سے ظاہر کرنے میں اپنی کامیابی سمجھتا رہا۔ اور اس نتیجہ سے بے خبر تھا جو چند ہی روز بعد اسے پیش آنے والا تھا۔ اور آخر وہ بیگنی رنگ کھل کر رہا ہے۔ مرقع قادیانی جو بڑے زور شور اور جوش اور جلال کے ساتھ شروع کیا تھا اور جس کے لئے بڑے پر زور الفاظ میں حضرت اقدس کے وصال پر وعدہ کیا تھا کہ یہ کبھی بند نہ ہوگا، ثناء اللہ کی ذلت و ناکامی اور حسرت و یاس کا اعلان کرتا ہوا بند ہو گیا۔ اور جس قلم نے نہایت شوخی اور تکبر کے ساتھ یہ دعوی کیا تھا کہ یہ کبھی بند نہ ہوگا، اسی کو پھر نہایت بے حیائی کے ساتھ اعلان کرنا پڑا کہ اسے بند کیا جاتا ہے:

به بیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

مولوی فاضل صاحب دیدہ عبرت کشاء یہ ہے حق کی بجلی جو خس و خاشاک کو جلا دیتی ہے میں تو تیرے مرقع کو پہلے ہی دن دیکھ کر یقین کر چکا تھا کہ یہ مرقع ناکامی ثناء اللہ کے چہرہ پر ایک اور داغ ہے، اور اسکا وہی حشر ہوگا جو اس کے پہلے بزرگ ضمیمہ شحنہ ہند اور اشاعۃ السنہ اور دوسرے ان معاصرین کا ہوا جو یہ مشن لے کر آئے تھے کہ سلسلہ حقہ کی مخالفت کیا کریں گے۔ کیا ان کا پتہ دے سکتے ہو وہ کہاں ہیں؟ نادان امرتسری تو اس مرگ انبوہ کو جشنے دارد، کا مصداق سمجھ کر شائد خوش ہو مگر یہ بڑی بے حیائی ہوگی۔

دیکھ خدا تعالی کے محض فضل سے تو جس الحکم کے لئے چاہتا تھا کہ بند ہو جاوے تا کہ اس کی ضربوں سے محفوظ ہو جائے، وہ بدستور تیری اصلاح اور

تنبیہ کے لئے موجود ہے۔ اور اس کے شورہ پشت دشمن کا مرقع ناکامی کی قبر میں لیٹا ہوا بتا رہا ہے کہ بجلی کا نشانہ ہو گیا ہوں۔ حق کی بجلی اس طرح گرا کرتی ہے اور اس طرح پر رسوا کرتی ہے۔ دیکھ میں نہایت دردمند دل سے تمہیں صلاح دیتا ہوں کہ اس شوخی کو چھوڑ دے۔ یہ اچھے پھل پیدا نہیں کرے گی۔ تیرے پہلوں نے کیا کھایا جو تو کھائے گا:

باز آ ہر آنچہ کردی باز آ

امرت سری مکذب نے اپنے بجلی والے مضمون میں الحکم کو مالی مدد دینے کا بھی ذکر کیا تھا۔ اسے شاید یہ معلوم نہیں کہ میرے نزدیک دینی جنگ میں اگر فاسقہ فاجرہ کے گھر بارود ہو تو وہ بھی استعمال کر لینا درست ہے پس اس صورت میں ثناء اللہ کی مدد جو مولوی ہے قبول کرنے سے کیوں احتراز کرونگا، اسے چاہیے کہ وہ شوق سے بھیجے تاکہ پھر ایک مرتبہ مجھے اس فقرہ کا مزا آجاوے، اسی کی جوتی اسی کا سر۔ اس کے بھیجے ہوئے روپئہ کو میں ایسے طور پر استعمال کرونگا جو ثناء اللہ کو مزہ آجاوے گا۔ دیکھنا یہ ہے کہ وہ اپنے وعدے کو کہاں تک وفا کرتا ہے۔،

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

اور باتوں کا جواب تو بعد میں دونگا، پہلے جوتی کا جواب سنئیے جس کے متعلق مجھے ایک حکایت یاد آئی۔ ایک میراثی کا لڑکا کسی زمیندار رئیس نے پرورش کیا تھا، جب وہ قریب بلوغت کے پہنچا تو زمین دار نے ایک روز اس کی آزمائش کرنے کو کپڑے میں پرانی جوتی کا ایک پیر لپیٹ رکھا۔ جب میراسی زادے نے روٹی مانگی تو اسے کہا جاوہ لے لے۔ صاحبزادہ بھی بقول: زادہ ظالم ستمگر میشود۔ آخر میر زادہ ہی تھا، ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات۔ پرانی جوتی کے پیر کو دیکھ کر سمجھا کہ انہوں نے میرا امتحان کیا ہے، لیکن آج اگر فعل ہو گیا تو ہمیشہ کے لئے قومی لاج مٹ جائے گی۔ ادھر زمین دار اور اس کے مصاحب منتظر تھے کہ دیکھئے شیخ سعدی مرحوم کا کلام:

عاقبت گرگ زادہ گرگ شد
گرچہ با آدمی بزرگ شود

سچا ثابت ہوتا ہے یا غلط۔ اتنے میں دیکھتے ہیں کہ صاحبزادہ روتا چلاتا آرہا ہے۔ پوچھا بیٹا کیوں روتے ہو۔ صاحبزادہ صاحب اپنے مربی مگر ممتحن کو فرماتے ہیں کہ اسلئے روتا ہوں کہ آپ تو دو کھا چکے، میرے لئے ایک ہی رکھی ہے۔،

غالباً یہ جوتا جو مسٹر الحکم کے ہاتھ میں ہے وہی ہے، جو کسی طرح وراثت میں یا ہبہ میں مسٹر موصوف تک پہنچا ہے۔

قادیانی مشن کے ممبرو! آؤ ہم تمہیں تمہارے اس کذاب آرگن کا کذب بتاویں، گو کذب بیانی تمہارے خمیر میں ہے۔ بقول شخصے:

گرو جنہا ندے ٹپڑین چیلے جان شڑپ

لیکن ہمیں توقع تھی کہ چونکہ تمہارے جھوٹ کا سٹیمر (مرزا قادیانی) اب نہیں رہا، شائد تم کذب بیانی اور بیہودہ لن ترانی سے باز آجاؤ گے، مگر نہیں۔ بالکل سچ ہے

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا میرود دیوار کج

او ظالمو! سنو ہم نے یہ لکھا تھا کہ:

الحکم کی بے وقت موت پر ہمیں بھی افسوس ہے اے کاش وہ ہماری مدد قبول کرے تو معاصرانہ لحاظ سے ہم بھی اس کو مدد پہنچا سکیں۔ (اہل حدیث امرتسر ۳۰ نومبر ۱۹۰۸ء)

بتلاؤ اس میں کہاں ہے کہ ہم تمہاری مدد میں روپیہ دیں گے۔ او ظالم! گو دنیا کو معلوم ہے کہ تمہارا گرو اور پیر مغاں ایک بڑا دنیا دار، عبدالدرہم والدینار تھا، اس لئے تم بھی بقول حافظ

ما مریداں رو بسوئے کعبہ چوں آریم چون
رو بسوئے خانہ خمار دارد پیر ما

اسی طرح مردار خور ہو، اسلئے تمہیں ہر طرف سے روپیہ ہی کے خواب آتے ہیں۔ لیکن کسی اخبار سے پوچھو کہ، معاصرانہ مدد، کے کیا معنی ہیں؟

او ظالمو! سنو معاصرانہ مدد ہوتی ہے کہ ایک اخبار کا مالک دوسرے اخبار کا اشتہار اپنے اخبار میں مفت دیدے، یا اس پر کوئی عمدہ ریویو کر دے، یا اپنے خریداروں

کواس کے خریدنے کا شوق دلائے، یا اپنے تجربات سے اس کو مفید مشورے دے۔ہم نے جب یہ لفظ لکھا تھا تو سوچ سمجھ کر لکھا تھا کیونکہ ہم جانتے تھے کہ تم وہی لوگ ہو جن کی بابت حدیث شریف میں آیا ہے

نفس عبد الدر هم و الد ينار ان اعطى ر ضى و ان لم يعطه سخط

اب سنو! اصلی جواب ۔مرقع قادیانی کو اگر تم ناکام کہو تو تمہارے جیسا جھوٹا ہی کوئی نہیں۔ اوظالم! مرقع کا اجرا تو بعینہ اسی طرح تھا جس طرح گورنمنٹ کی طرف سے پلیگ ڈیوٹی ۔ جب تک تمہارے گرو کی وجہ سے پلیگ رہا، پلیگ ڈیوٹی بھی رہی۔ جب اس کے مرنے پر پلیگ معدوم یا کم ہوئی تو پلیگ ڈیوٹی بھی نہ رہی ۔اسی طرح جب تک مرزا قادیانی کے شر انگیز مضامین نکلتے تھے،اس کا جواب دینے کو یا یوں کہو کہ ان کے ضرر سے مسلمانوں کو محفوظ رکھنے کے لئے مرقع قادیانی جاری ہوا۔لیکن جب وہی نہ رہا تو مرقع کیا۔اس موقع پر مجھے ایک بزرگ قوم معزز مکرم مولانا محمد حسن صاحب رئیس وآنریری مجسٹریٹ لودہانہ کا مقولہ یاد آیا جو مرقع کے بند ہونے پر ممدوح نے خط میں لکھا تھا کہ:

قادیانی ہی نہیں، تو مرقع کس کا

ہاں ہم نے یہ بھی لکھا تھا کہ جب تک مشن قادیانی باقی رہے گا تب تک مرقع بھی رہے گا۔ یہ اس لئے تھا کہ ہم نے سمجھا تھا کہ تمہارا خلیفہ راس المجانین حکیم نور الدین بھی مرزا قادیانی کی طرح الہاموں کی پھول جھڑیاں اڑائے گا جس سے مسلمانوں کے گمراہ ہونے کا خوف تھا۔مگر بعد میں ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی کی شان مرزا قادیانی ہی سے تھی، اس لئے تمہارے مشن کو ہم زندہ نہیں جانتے بلکہ نیم مردہ ۔ بلکہ بالکل مردہ ۔اگر تم لوگ اپنے جلسوں کی رونق اور چندے پر اتراتے ہو،تو اس کا جواب وہی ہے جو عربی شاعر نے دیا ہے

لا تعجبن الجهول حلته
فذاك ميت و لباسه كفن

ہاں تمہارا یہ کہنا کہ ضمیمہ شحنہ اور اشاعۃ السنہ بند ہو گئے، کیسا پر فضول جھوٹ

ہے۔ضمیمہ کیا تھا جب کہ شحنہ ہند برابرتم کو حوالات کرنے پر ہر وقت مستعد ہے۔اور اشاعۃ السنہ بھی جاری ہے جو حسب معمول اپنے وقت پر (سہ سالہ) نکلتا ہے۔گو خلاف توقع اس میں قادیانی تردید کم اور اپنے بھائیوں کی زیادہ ہوتی ہے۔سو خیر یہ ایک گردش زمان ہے،اس سے یہ تو لازم نہیں آتا کہ اشاعۃ السنہ بند ہو گیا۔

ہاں یاد آیا کہ تمہارے گرو(مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی) نے الہام شائع کیا تھا کہ مولانا ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی اڈیٹر اشاعۃ السنہ آخر کار میرے مرید ہو جائیں گے۔اس کا وقت کون سا ہے۔ذرا سوچ کر جواب دینا۔

او مرزائیو! سنو،میں تم کو ایک بات سناؤں۔تم جانتے ہو میں کون ہوں۔بھولے ہو،تو یاد کرو،میں وہی ہوں جس کے مقابلہ سے تنگ آ کر تمہارے پیر مغان نے شائع کیا تھا:

مولوی ثناء اللہ اگر میری زندگی میں نہ مرا تو میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں بلکہ جھوٹا ہوں،مفتری ہوں،لعنتی ہوں،وغیرہ وغیرہ ہوں۔،

پھر تم نے دیکھا نہ کہ آسمانی فیصلہ کیا ہوا۔بھولے ہو تو میں ہی تم کو بتلاؤں۔وہی ہوا جو تمہارے سالانہ جلسہ میں ایک دہلوی نے نظم میں کہا تھا

مسیحا سب تیرے خادم ہیں حاضر
مگر تجھ بن تڑپتے ہیں مضطر
ہوئے ہیں ہجر میں مردوں سے بدتر
چلا تو اب انہیں صورت دکھا کر

یہ خطاب کس کو تھا؟ اسی کو جس نے میرے لئے موت مانگی تھی اور اپنی زندگی میں میرے نہ مرنے کو لعنت کا نشان قرار دیا تھا۔پس مجھ سے خطاب کرتے ہوئے ذرہ اس بات کا خیال رکھا کرو کہ میں کون ہوں

سنبھل کے رکھیو قدم دشت خار میں مجنون
کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۲ جنوری ۱۹۰۹ء ص ۲۔۴)

مرزا قادیانی ایجوکیشنل کانفرنس میں

مرزائی اخبار الحکم کو افسوس ہے کہ امرتسر کے اجلاس کانفرنس میں مولوی سمیع اللہ خان مرحوم اور خلیفہ سید محمد حسن مرحوم کی موت پر افسوس کا ریزولیوشن پاس ہوا، مگر مرزا صاحب کی موت پر افسوس نہ کیا گیا۔ چنانچہ الحکم کے الفاظ یہ ہیں:

تعلیمی کانفرنس میں ماتمی ریزولیوشن:

مسلمانوں کی تعلیمی کانفرنس کا گذشتہ اجلاس امرتسر میں ہوا، اور ناظرین الحکم ایک حد تک اس کے ضروری کوائف سے واقف ہو چکے ہیں۔ آج میں تعلیمی کانفرنس کے ماتمی ریزولیوشنز پر کچھ لکھنا چاہتا ہوں۔

شاید ناظرین حیران ہوں کہ تعلیمی کانفرنس کیا اور ماتمی ریزولیوشنز کیا؟ انہیں زیادہ حیران نہ کر کے میں بتا دیتا ہوں کہ کانفرنس میں ان دو جلیل القدر مسلمانوں کی وفات پر اظہار افسوس کیا گیا جو علی گڈھ کالج کے لئے خصوصیت سے دست و بازو تھے، اور انہوں نے گذشتہ سال میں اس دنیا کو چھوڑا۔ ان میں سے ایک آنرایبل خلیفہ سید محمد حسن صاحب مرحوم تھے، اور دوسرے مولوی سمیع اللہ خان صاحب مرحوم۔ اس لحاظ سے کہ ناظرین میرے مضمون کو بخوبی سمجھ سکیں میں ان دنوں ریزولیوشنز کی اصل عبارت کو درج کرتا ہوں۔

۱۔ یہ کانفرنس آنرایبل خلیفہ سید محمد حسن صاحب مرحوم کی وفات کے دردناک واقعہ کو ایک قومی مصیبت سمجھتی اور اسپر اظہار افسوس کرتی ہے۔

۲۔ یہ کانفرنس مولوی سمیع اللہ خان صاحب سی ایم جی مرحوم کی وفات حسرت آیات پر اظہار افسوس کرتی ہے۔

یہ وہ الفاظ ہیں جن میں اظہار افسوس کیا گیا ہے۔

تعلیمی کانفرنس بجائے خود تعلیمی لحاظ سے کل مسلمانوں کی قائم مقام سمجھی جاتی ہے، اور جیسا کہ وہ ظاہر کرتی ہے مسلمانوں کے کسی خاص فرقہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ اگرچہ یہ اظہار افسوس ایک رسمی طریق سے بڑھ کر کوئی وقعت نہیں رکھتا، لیکن جب کہ کانفرنس نے اپنے اجلاس میں اظہار افسوس کی ضرورت سمجھی اور ایک یا دوسرے بزرگ کی وفات کو قومی مصیبت قرار دیا تو میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ کانفرنس کے ارکان خصوصاً نواب وقار الملک کو متوجہ کروں کہ کانفرنس نے بہت بڑی فروگذاشت کی ہے۔

مسلمانوں کی تعلیمی اصلاح فی الجملہ ایک مفید اور مناسب وقت کام ہے، لیکن مسلمانوں کو مسلمان رکھنا سب سے زیادہ ضروری کام ہے۔ خصوصاً اس زمانہ میں اگر مسلمان بڑی بڑی ڈگریاں حاصل کر لیں اور بڑے بڑے عہدے بھی حاصل کر لیں اور دنیا میں ان کے بنک اور ساہوکارہ کی کوٹھیاں بھی قائم ہوں لیکن وہ مسلمان نہ ہوں، تو پھر کیشو داس اور امام الدین میں کیا فرق ہوگا۔ اسلام ہی ایک ایسی نعمت اور دولت ہے جو دوسروں سے ہمیں ممتاز کرتی ہے۔ لیکن اگر یہ نہیں تو پیران رتھ شیلڈ اور کارونیگی جیسے انسان دنیا میں موجود ہیں کیا کوئی مسلمان ان پر فخر کرسکتا ہے۔ کبھی نہیں۔

ایسی صورت اور حالت میں جس شخص نے مسلمانوں کو مسلمان بنانے کی کوشش کی اور اسلام کے چہرہ سے بدنما داغ دور کر کے اس کے منور اور درخشاں چہرہ کو دنیا کے سامنے پیش کیا اور مخالفین اسلام کے اعتراضوں کے دندان شکن جواب دیئے اور ممالک غیر میں اشاعت اسلام کے لئے ایک مستقل انتظام کیا، کیا اس کی وفات پر کانفرنس میں اظہار افسوس کا ریزولیوشن پاس نہ ہونا افسوس کے قابل امر نہیں؟ یہ حامی اسلام کون تھا؟ دنیا اس سے واقف ہے، حضرت مرزا غلام احمد صاحب۔

کانفرنس اگر آپ کی وفات پر اظہار افسوس کا کوئی ریزولیوشن پاس کرتی تو اس سے حضرت ممدوح کے مدارج اور آپ کی خدمات اسلام میں کوئی ترقی نہ ہو جاتی، اور اب پاس نہ کرنے سے کوئی کمی پیدا نہ ہوئی لیکن جب کہ

کانفرنس نے اظہار افسوس کے طریق کو اختیار کیا تھا تو اس کا فرض تھا کہ وہ اس جلیل الشان انسان کی وفات پر (جو فی الحقیقت قومی مصیبت اور موت العالم قرار دیئے جانے کے قابل ہے) (بلکہ خس کم جہان پاک کا مصداق ۔ اڈیٹر،اہل حدیث) بھی اظہار افسوس کر کے بتا دیتی کہ اسے کسی خاص فرقہ سے تعصب اور ضد نہیں ۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ آریہ سماج کے بانی پنڈت دیانند صاحب کی وفات پر سید صاحب مرحوم نے ایک پرزور آرٹیکل اپنے اخبار میں شائع کیا بحالیکہ پنڈت دیانند صاحب نے اسلام پر جس قدر اعتراضات کئے ہیں وہ کوئی مخفی امر نہیں ۔ لیکن ان کی وفات پر تعلیمی کانفرنس کے بانی مبانی نے اپنی فراخ حوصلگی کا ثبوت اس طرح پر دینا چاہا کہ جو کسی غیور مسلمان کو شاید ناپسند ہو (لیکن حضرت میاں صاحب محدث دہلوی مرحوم کی وفات پر دجال قادیانی نے جو ہذیان بکا تھا اس کا بھی تمہیں علم ہے ۔ ثناء اللہ امرتسری) مگر اب وہی تعلیمی کانفرنس ایک ایسے شخص کے لئے جو اسلام کا عظیم الشان مجدد تھا اظہار افسوس کے لئے دو لفظ نہیں نکال سکتی ۔ (الحکم قادیان ۱۴ جنوری ۱۹۰۹ء)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

ہمیں بھی افسوس ہے کہ مسلمانوں کے علماء کو تو مرزا صاحب سے غصہ تھا اس لئے انہوں نے مرزا کی قدر نہ کی ، لیکن تعلیم یافتہ پبلک نے بھی مرزا صاحب کی قدر نہ کی ۔ بلکہ سچ پوچھو تو گورنمنٹ نے بھی کوئی قدر نہ کی باوجودیکہ مرزا قادیانی صاحب نے اپنے الہامات لك خطاب العزت لك خطاب العزت (ضمیمہ تریاق القلوب) کے ذریعہ سے گویا گورنمنٹ سے خطابات کی درخواست بھی کی ۔ یہاں تک کہ مرزا صاحب کی درخواست پر اہل حدیث نے بھی سفارش کی تھی کہ اگر کسی اور خطاب کی گنجائش نہیں تو سردست مرزا صاحب کو خناس ہی کا خطاب دے دیا جائے ، لیکن گورنمنٹ نے ذرہ بھی توجہ نہ کی ۔ جس کا ہمیں بھی افسوس ہے ۔ اے کاش کہ کانفرنس میں مرزا صاحب کی موت کا ریزولیوشن پیش ہوتا تو سب سے پہلے میں اس کی تائید کرتا اور اس تائید کا خاتمہ اس شعر پر کرتا:

نہ پہنچا ہے نہ پہنچے گا تمہاری ظلم کیشی کو
بہت سے ہو چکے ہیں گرچہ تم سے فتنہ گر پہلے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۹ جنوری ۱۹۰۹ء ص ۱۔۲)

راس المجانین حکیم نورالدین

ہمارے مرزائی دوست اپنے خلیفہ وقت کی نسبت راس المجانین کا لقب سننا پسند نہ کرتے ہوں گے مگر ہم کیا کریں حکیم نورالدین صاحب اس لقب کی تصدیق خود ہی فرماتے ہیں۔ ہمیں خود اس کا افسوس ہے کہ وہ کیوں ایسا کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ کی تقریر جو اخبار الحکم جنوری میں چھپی ہے اس کا ایک حصہ انبیاء کی پیش گوئیوں کی نسبت تھا آپ فرماتے ہیں:

پیش گوئیاں

ایسے ہی اہل اللہ بھی خدا تعالی سے اطلاع پا کر پیش گوئیاں کرتے ہیں اور اگر وہ راست باز ہوں اور اگر فی الواقع ... تو ان کی پیش گوئیاں غالباً سچ ہوتی ہیں، مگر ان کی ترقی کے لئے کبھی کبھی ان کی پیش گوئیاں خود ان کی نظر میں یا لوگوں کی نظر میں غلط ہو جاتی ہیں اور یہ ان کی ترقیات کا موجب ہے۔

جواباً شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

گو آج سے پیشتر کئی ایک بار مرزا صاحب قادیانی پر اہل حدیث کو فتح یابی ہو چکی ہے آخر میں تو سب سے بڑی عظیم فتح خدا نے اس کو دی ہے، تاہم حکیم صاحب کے ساتھ بھی فیصلہ کرنے کو چیلنج دیتا ہے کہ کوئی ایک پیش گوئی کسی نبی کی ایسی دکھا دیں کہ حسب محاورہ اس زبان کے جس میں وہ پیش گوئی ظاہر کی گئی ہو، اس نبی اور پبلک سامعین نے جو معنی قرار دیئے ہوں، آخر کار وہ پیش گوئی ان معنی سے غلط ثابت ہوئی ہو۔ آپ ایسی ایک مثال بھی قرآن وحدیث یا تاریخ سے ثابت کر دیں گے تو ہم بھی آپ کے مہدی اور مسیح مرزا صاحب قادیانی کی پیش گوئیوں پر اعتراض نہ کریں گے۔ بلکہ آ

پ کی اس محنت کے شکریہ میں ہم یہ کہنے کو بھی تیار ہوں گے کہ گو آپ کے پیر و مرشد نے ہمارے ساتھ آخری فیصلہ کر کے دنیا پر اپنا کذاب اور مفتری ہونا ثابت کر دیا ہے، تاہم ہم ابن کو جھوٹا کہنے کے لئے تیار نہیں۔ اور اگر آپ اس قسم کی کوئی مثال نہ دکھا سکیں گے (اور ہم پیش گوئی کرتے ہیں کہ کبھی نہ دکھا سکیں گے) تو پھر آپ ہی بتلا یئے کہ آپ کے راس المجانین ہونے میں کیا کلام ہے۔ مرزائیو! سنتے ہو۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۹ جنوری ۱۹۰۹ء)

مرزا قادیانی اٹلی میں

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

۲۸ دسمبر ۱۹۰۸ء کو اٹلی کے جنوبی حصے اور جزیرہ سسلی کے اوسی حصہ میں جو اٹلی کی طرف واقع ہے، ایک نہایت ہی خوفناک زلزلہ آیا جس میں تخمینا دو لاکھ آدمی ضائع ہوئے العظمة للّٰہ۔ اس زلزلہ کی مجمل کیفیت لکھ کر رسالہ ریویو آف ریلی جنز قادیان کا قابل ایڈیٹر اپنے مطلب کی کہتا ہے کہ:

ان باتوں کی خبر اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک برگزیدہ بندہ کی ذریعہ آج سے تین سال پیشتر بلکہ اس سے بھی زیادہ عرصہ پہلے دی تھی۔ پہلے ایک اشتہار

"النداء من وحی السّماء"

میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک زلزلہ عظیمہ کی خبر دی تھی کہ وہ ایسا زلزلہ آئے گا کہ اس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہ ہوگی اور پھر یہی پیشگوئی الوصیت میں شائع فرمائی۔ اور بعدہٗ کتاب حقیقۃ الوحی میں۔ چنانچہ اس موخر الذکر کتاب میں صفحہ ۲۵٦ پر پیشگوئی درج ذیل کے الفاظ میں موجود ہے جو اس سے مدت پہلے انگریزی میں ترجمہ ہوکر رسالہ میں شائع ہو چکی ہے بلکہ اس رسالہ سے لے کر امریکہ کے بعض اخباروں نے بھی اس پیشگوئی کو شائع کیا جس کا حوالہ انگریزی رسالہ میں موجود ہے۔ پیشگوئی کے الفاظ یہ ہیں:

''یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے۔ اور بعض ان میں قیامت کا نمونہ ہوں گے اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔ اور زمین پر اس قدر سخت تباہی آئیگی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی۔ اور اکثر مقامات زیروزبر ہوجائیں گے کہ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین اور آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہوجائیں گی۔ اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔''

اس زبردست اور کھلی کھلی پیشگوئی کے پورا ہونے کا اقرار ہر ایک سمجھدار انسان کو کرنا پڑے گا۔ جس نے سسلی اور اٹلی کے زلزلہ اور ان دوسری آفات ارضی وسماوی کا حال پڑھا ہے۔ جنہوں نے آباد شہروں کو چشم زدن میں ویرانہ کر دیا۔ گویا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صاحبِ کشف نے یہی نقشہ بعینہ برسوں پہلے کھینچ دیا تھا جسے ہم آج جسمانی آنکھوں سے اخباروں میں مطالعہ کر لیتے ہیں۔ ... الفاظ میں کہ مصنوعی خدا تمہیں نہیں بچا سکتا، یہ اشارہ تھا کہ اس زلزلہ عظیمہ کا نظارگاہ وہ ملک ہوگا جہاں اس مصنوعی خدا کا خلیفہ اب تک حکومت کر رہا ہے۔ اور ایسا ہی جزائر کے رہنے والوں کو خصوصیت سے مخاطب کیا گیا ہے کہ کیوں کہ سسلی بھی ایک جزیرہ ہے۔ پھر ہندوستان کو مخاطب کر کے فرمایا ''میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے نوحؑ کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا۔ اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لو گے۔'' سو نوحؑ کا زمانہ تو حیدرآباد کے طوفان میں لوگوں نے دیکھ لیا اور دوسرا حصہ بھی جب اللہ تعالیٰ چاہے گا دکھا دیگا۔

(ریویو آف ریلی جنز، بابت جنوری ۱۹۰۹ء)

جواباً شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

قادیانی دجل کی قلعی کھولنے میں اہلحدیث کو جو خداداد ملکہ ہے وہ ناظرین اخبار اہلحدیث امرتسر وغیرہ سے مخفی نہیں۔ پس ناظرین عموماً اور مرزائی دوست خصوصاً بغور جواب سنیں۔

عبارت مذکورہ بالا میں ایڈیٹر ریویو نے جن جن کتابوں کے حوالے دیئے ہیں مناسب ہے کہ پہلے ہم اُنہی کی عبارات نقل کریں اوس کے بعد اس پیشگوئی کی جانچ پڑتال کریں گے۔

مرزا قادیانی آنجہانی اپنی کتاب حقیقت الوحی کے صفحہ ۲۵۶ پر لکھتے ہیں کہ:

یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض ان میں قیامت کا نمونہ ہوں گے اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔''

اس حوالہ سے معلوم ہو کہ ایڈیٹر صاحب نے اپنی معمولی دیانت سے بعض الفاظ عبارت مذکورہ کے ایسے ہضم کئے ہیں جن پر بحث کا مدار ہے یعنی جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اس عبارت کے لکھنے سے پہلے یورپ اور امریکہ میں زلزلے آچکے ہیں اور خوفناک زلزلہ جو قیامت کا نمونہ ہے وہ ایشیا میں آنے والا ہے چنانچہ مرزا صاحب کے اُن الفاظ پر جن سے یہ مدعا ثابت ہوتا ہے ہم نے خط دے دیا ہے ناظرین بغور پڑھیں۔

گو اتنے ہی سے ایڈیٹر مذکور کی کافی تکذیب ہوسکتی ہے مگر ہم اس دلالت النص پر قناعت نہیں کریں گے بلکہ عبارت النص سے ایڈیٹر مذکور کی تکذیب دکھاویں گے۔

دوسرا حوالہ اڈیٹر نے رسالہ الوصیت کا دیا ہے اس رسالہ میں مرزا قادیانی کے الفاظ یہ ہیں کہ:

آئندہ زلزلہ کی نسبت جو ایک سخت زلزلہ ہوگا (خدا نے) مجھے خبر دی اور فرمایا ''پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی'' اس لیے ایک شدید زلزلہ کا آنا

ضروری ہے۔لیکن راستباز اس سے امن میں ہیں۔ (ص:۴)

اس کلام ضلالت التیام میں مرزا قادیانی نے جو شدید زلزلہ کی بابت پیشگوئی کی ہے اس کی بنا صرف ایک الہام پر ہے جس کے الفاظ بھی خود بتلائے ہیں کہ

''پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔''

پس ناظرین اسے خوب یاد رکھیں اور آگے چلیں الہامات کی تفسیرات اور توضیحات اگر مختلف ہوں تو اُس موقعہ کیلئے مرزا صاحب کا ایک عام اصول ہے جو اُنہی کے الفاظ میں درج ذیل ہے کہ:

ملہم سے زیادہ کوئی الہام کے معنی نہیں سمجھ سکتا۔ (تتمۂ حقیقت الوحی، ص:۷)

پس اس اصول عامہ کو ناظرین ذہن نشین کر کے مندرجہ ذیل ہمارا اقتباس سنیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ایک اشتہار ۲ مارچ ۱۹۰۶ء کو دیا تھا جس کے شروع میں آپ لکھتے ہیں:

اے عزیزو! آپ لوگوں نے اس زلزلہ کو دیکھ لیا ہوگا جو ۲۸ رفروری ۱۹۰۶ء کی رات کو ایک بجے کے بعد آیا تھا یہ وہی زلزلہ تھا جس کی بابت خدا تعالیٰ نے اپنی وحی میں فرمایا تھا ''پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی'' چنانچہ میں نے یہ پیشگوئی رسالہ الوصیت کے صفحہ ۳-۴-۱۴ میں اور نیز اپنے اشتہارات اور اخبار الحکم اور بدر میں شائع کردی تھی سو الحمد للہ کہ اسی کے مطابق عین بہار کے ایام میں زلزلہ آیا۔''

الحمد للہ کہ یہ عبارت بآواز دہل ایڈیٹر مذکور کی تکذیب کرتی ہے اور بتلاتی ہے کہ مرزا کی جس پیشگوئی کو ایڈیٹر ریویو اٹلی اور سسلی کے زلزلہ پر چسپاں کر کے مرزا کی میرزائی ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ ''پیران نمی پرند و مریداں ہمے پرانند'' کی مصداق ہے۔ مرزا صاحب آنجہانی آج سے بہت پہلے اوسی پیشگوئی کو ۲۸ رفروری ۱۹۰۶ء والے زلزلہ پر چسپاں کر چکے ہیں جو بوجہ ایک معمولی زلزلہ ہونے کے کسی کو یاد بھی نہیں۔

پس اب بحث کا مطلع بالکل صاف ہے کہ مرزا کی اس پیشگوئی کو اٹلی وغیرہ

کے زلزلوں پر چسپاں کرنا پیشگوئی کے الفاظ ہی کے برخلاف نہیں بلکہ خود مرزا آنجہانی کی تصریح کے بھی مخالف ہے۔ علاوہ اس کے ایک وجہ تکذیب کی ہنوز اور بھی ہے وہ یہ ہے کہ اس پیشگوئی میں بہار کے دنوں میں خدا کی باتیں پوری ہونے کا ذکر ہے لیکن اٹلی میں زلزلہ ۲۸ دسمبر کو آیا ہے جو سخت سردیوں کا موسم ہے۔ موسم بہار مارچ سے شروع ہوتا ہے اس کی مفصل تحقیق مرقع قادیانی نمبر ا جلد ۲ میں ہم کر چکے ہیں۔

مرزا صاحب کی پیشگوئی کے الفاظ صرف اتنے ہی ہیں کہ

''پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی''

اس میں نہ تو زلزلہ کا نام ہے نہ اُس کی کیفیت ہے کہ شدید ہوگا یا ضعیف بلکہ اپنی گولائی کی وجہ سے بالکل اوس بوتل کی طرح ہے جو بے ایمان عطار بیماریوں میں رکھا کرتے ہیں جس میں سے ہر ایک قسم کے شربت جو کسی کو چاہیئے نکال دیا کرتے ہیں اوسی طرح مرزا کی یہ پیشگوئی گول مول ہے جو اپنی گولائی کی وجہ سے ہر طرف لگ سکتی تاہم مرزا اور مرزائی اتنا اتراتے ہیں کہ ناظرین سے پوشیدہ نہیں۔ لیکن حضرت مسیح سلام اللہ علیہ پیشگوئی کی تھی کہ لڑائیاں ہوں گی اور زلزلے آئیں گے تو دجال قادیانی نے ''ازالہ اوہام اور ضمیمہ انجام آتھم'' میں اُن پر مسخری اور استہزا کیا تھا کہ یہ کیا پیشگوئی ہے کہ زلزلے آئیں گے لڑائیاں ہوں گی کیا دنیا میں زلزلے آیا نہیں کرتے کیا لڑائیاں نہیں ہوا کرتیں۔

مرزائیو! انصاف سے کہنا (بشرطیکہ قادیانی جال میں پھنس کر انصاف کا مادہ تم میں بالکل زائل نہ ہو گیا ہو) کہ حضرت مسیح کی پیشگوئی زلزلوں کی بابت صاف الفاظ میں ہے یا مرزا قادیانی کی پھر یہ بھی بتلانا کہ جو اعتراض صاف کلام پر ہوسکتا ہے مجمل اور گول پر اوس سے ہیں زیادہ ہوسکتا ہے یا نہیں۔ مگر اس کے سمجھنے کو دل ودماغ چاہیئے جس کی تم لوگوں میں کمی ہے۔

شکریہ۔ الحمد للہ کہ مرزا صاحب کا اور ہمارا گو آج سے پیشتر بھی کئی ایک بار فیصلہ ہوا یہاں تک کہ آخری تحریر میں تو مرزا صاحب نے ہم کو بالکل فتحیاب قرار دیا جس کے لیے ہم اُن کے شکر گذار ہیں لیکن ان سے بڑھ کر اُن کے پس ماندگان خصوصا قابلا یڈیٹر ریویو کے شکر گذار ہیں جنہوں نے پیشگوئی مذکور کو اٹلی اور سسلی کے زلزلہ عظیمہ

پر چسپاں کر کے گویا ہم کو راست باز اور متقی تسلیم کیا کیوں کہ مرزا صاحب کی اُس پیشگوئی کے الفاظ یہ ہیں کہ:

شدید زلزلہ آنا ضروری ہے لیکن راستباز اُس سے امن میں ہیں سو راستباز بنو اور تقویٰ اختیار کرو تا بچ جاؤ۔ (الوصیت، ص:۴)

اس عبارت سے صاف پایا جاتا ہے کہ ہم مخالفین مرزا پر جو یہ زلزلہ نہیں آیا بلکہ اٹلی میں آیا ہے اور ہم امن میں سے رہیں تو ہم راستباز اور متقی ہیں۔ کیا خوب ہے۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا

لیکن ایک افسوس ہے کہ ہم مسلمان مخالفوں کے ساتھ مرزا صاحب کے جانشینوں نے آریوں، عیسائیوں اور دیگر مخالفین اسلام قوموں کو بھی راستباز اور تقویٰ شعار گویا تسلیم کر لیا کیوں کہ وہ بھی اس زلزلے سے امن میں رہے ہیں دونوں فرقوں کو خوش کرنے کی اچھی ٹھرائی۔ کیا سچ ہے۔

حلف عدو سے قسم مجھ سے کھائی جاتی ہے
الگ ہر ایک سے چاہت بتائی جاتی ہے

(اہل حدیث امرتسر جلد ۶ نمبر ۱۴۔ ۱۳ر محرم الحرام ۱۳۲۷ھ مطابق ۵ر فروری ۱۹۰۹ء ص: ۴ تا ۶)

قادیانی باسی کڑھی میں اُبال

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب آنجہانی تو گذر گئے جس کا ہمیں بھی افسوس ہے کہ نامراد گذرے۔ اب اُنکے جانشین مذبوحی حرکات سے اُن کو کامیاب کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن دانا جانتے ہیں کہ:

مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلّہ خود باید زد

ایک زمانہ تھا کہ مرزا صاحب قادیانی نے جب میرے ساتھ بر دبازی کی شرط لگائی تھی کہ اگر مولوی ثناء اللہ میری زندگی میں نہ مرا، تو میں جھوٹا۔ اُنہی ایّام میں بماہ مئی ۱۹۰۷ء میرے بازو میں عصبی درد کسی قدر شدت سے ہوا جس کی شہرت عام طور پر شہر میں پھیل گئی۔ یہاں تک کہ مرزائیوں کو کچھ اور بھی اُمیدیں ہوئیں۔ ہمارے محلّہ کے چودھری میاں رحیم شاہ کا بیان ہے کہ ایک روز صبح سویرے چار مرزائی (ڈاکٹر عباداللہ، امیر بخش دلال وغیرہ) میرے مکان پر آئے اور مجھ کو نیند سے اٹھا کر کہتے ہیں کہ ہم نے سنا ہے مولوی ثناء اللہ مر گیا، تم اس کی تحقیق کر دو۔ چودھری صاحب کا بیان ہے کہ میں نے اُنسے کہا اگر ایسی بات ہوتی تو ہم سوئے نہ رہتے، تم کیا کہتے ہو۔ لیکن اُن کے اصرار کرنے پر ہم سب مولوی ثناء اللہ کے مکان کے پاس آن کر کان لگایا، تو آہ وبکا کی کوئی آواز نہ سنائی دی جس سے سب طرح کی خیرت معلوم ہوئی اس پر میں (چودھری) نے اُن کو ڈانٹا اور شرمندہ کیا۔

ناظرین اس سے نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ مرزا کی زندگی مرزا کے مرید بحکم

شور بختان بآرزو خواہند
مقبلان را زوال نعمت وجاہ

مرزا کی دعا کے مطابق اس فیصلے کے کہاں تک منتظر تھے۔ آخر پھر کیا ہوا یہ کہ:

لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر
کذب میں سچا تھا پہلے مر گیا

اب چاہئے تو یہ تھا کہ سب مرزائی نہیں تو کم سے کم وہی جو میری موت کی خوشخبری حاصل کرنے کو آرہے تھے وہی قادیانی جال سے نکل آتے مگر نہیں نکلے، کیوں کہ ان کو قادیانی انجن سے بھاپ برابر پھو نچائی جارہی ہے۔ چنانچہ ۴۔ فروری کے بدر میں مرزا آنجہانی کے بیٹے برخودار مرزا بشیر الدین محمود احمد کی طرف سے ایک مضمون نکلا ہے جس کا عنوان ہے ''تازہ نشان'' اس میں برخوردار مذکور نے مرزا صاحب کا ایک الہام لکھا ہے:

''تزلزل در ایوان کسریٰ افتاد''

اس الہام کو شاہ ایران پر چسپاں کیا ہے کیوں کہ آج کل ایران میں پارلیمنٹ کے ممبروں اور شاہ میں جنگ ہو رہی ہے جس سے شاہ ایران سخت ضیق میں ہے، پس مرزا کا مذکورہ الہام صحیح ہوا۔ ہم حیران ہیں کہ مرزائی لوگ اب کن طفل تسلیوں سے کام لے رہے ہیں خیر ہم اس بحث کو صاف کرنے کیلئے برخوردار موصوف اور اُنکے حوالی موالی سے پوچھتے ہیں کہ وہ ہم کو بتلادیں کہ مرزا آنجہانی کا یہ الہام سب سے پہلے کب شائع ہوا تھا اور کس کتاب یا اخبار میں درج ہے۔ پھر جواب دیں گے۔

آج کل مرزائیوں نے یہ وتیرہ اختیار کر رکھا ہے کہ بات بات میں مرزا کے الہامات نکالتے ہیں ہم اپنے احباب کو نیز مرزائیوں کو متنبہ کرتے ہیں کہ جس الہام کا نام لیا کریں وہ تاریخ اور کتاب یا اخبار کا نام، جس میں الہام پیش کردہ سب سے پہلے درج ہوا ہو، مع صفحہ بتلایا کریں۔ ورنہ جھوٹا سمجھا جائے گا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث جلد ۶، نمبر ۱۶۔ مورخہ ۲۷ محرم الحرام ۱۳۲۷ھ ۱۹ فروری ۱۹۰۹ء ص: ۳-۴)

مرزائیوں کی موشگافیاں

(راقم: محمد عبدالعزیز امرتسر کٹڑہ گھنیاں)

مولانا مکرم السلام علیکم ۔ مندرجہ ذیل سطور اپنے اخبار میں درج فرما کر شائع کرادیجئے عنایت ہوگی

ارے قاسم علی دہلی کے ناداں
تو دے کر گالیاں ہتا ہے شادان
تیرے بے پیر مرشد کی یہ سنت
شدی بر کار آن شیطان نازاں
بدورانش ہمہ کذاب دانند
بر آں مایستحق ہم بخوانند

اخبار بدر مطبوعہ ۴ فروری ۱۹۰۹ء کے صفحہ ۴ میں تصدیق المسیح کے عنوان سے

جو مضمون شائع ہوا ہے اینجانب کے ملاحظہ سے گذرا جس کے دیکھنے پر مجھے حضرت مسیح کا یہ قول مندرجہ انجیل یاد آیا کہ ہر درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ صاحب مضمون نے شروع کلام سے اخیر تک اپنے پیرومرشد کی ناپاک سنت کا النعل بالنعل ثبوت دیا ہے۔

اور لطف یہ کہ جس خوشی میں آکر اس مرزائی نے یہ زہر اگلا ہے وہ بعینہ اس کی مثل ہے جیسے ایک پیاسا کسی لق ودق جنگل میں عین دوپہر کے وقت مارے پیاس کے جاں بلب ہوکر ادھر ادھر پانی کی تلاش میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا ہوا دور سے چمکارے مارتی ہوشئے کو پانی سمجھ کر گرتا پڑتا اس تک پہنچ تو گیا ہو، مگر اپنی بدنصیبی سے ناکام ہی رہا ہو۔ آہ! آخر پیاس کی بھڑک اس کی ہلاکت کا موجب ہوگئی ہو۔ میں افسوس کرتا ہوں کہ اس بدنصیب مضمون نگار کی یہ موہوم خوشی کہ حضرت (مرزا) کی ۷۹ سال کی عمر کا ثبوت ایک بدترین دشمن کے اقرار سے۔ اے سادہ لوح آدمی عنقریب تیری یہ موہوم خوشی تجھے آٹھ آٹھ آنسو رولائے گی (بشرطیکہ تم میں حیا کی کچھ رمق باقی ہو تو) مجھے اس مضمون نگار کی عقل اور فہم پر تعجب آتا ہے کہ یہ کس فرضی امر پر خوشیاں منا رہا ہے اسے اتنا بھی سمجھ میں نہ آیا کہ حضرت مولانا ابوسعید محمد حسین صاحب اشاعۃ السنہ نے جو مرزا کی تریسٹھ سال کی عمر کا تخمینہ بیان کیا ہے کن معنوں میں ہے

آنکس کہ نہ داند و بداند کہ بداند۔ در جہل مرکب ابدادہر بماند

غالباً پورے طور پر تو تیرے مخاطب مولانا ابوالوفا صاحب تیرے اس اچھل کود پر تازیانہ تادیب لگائیں گے مگر میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ جن فقرات مندرجہ اشاعۃ السنہ کو مدنظر رکھ کر آپ مارے خوشی کے پھولے نہیں سماتے بلکہ اپنے فہم و فراست کو جواب دے کر یوں رقم طراز ہیں کہ منگل کا دن ۲۶ جنوری ۱۹۰۹ء ایک بجے بعد دوپہر کا وقت جب کہ خداوند قدیر ونصیر کے فضل وکرم سے مجھے اپنے ایک احمدی عزیز بھائی چودھری غلام قادر صاحب قانون گو بندوبست ضلع دہلی کے پاس سے ایک کتاب ملی جس کا نام اعاذہ رحمانی رد وساوس قادیانی المعروف اشاعۃ السنہ نمبر۲ ج ۱۵ مطبوعہ ۱۸۹۳ء مصنفہ مولوی محمد حسین بٹالوی ہے اس کے صفحہ ۵۵ پر سرسری ورق گردانی کرتے ہوئے جو نظر پڑی تو مندرجہ ذیل ثبوت نسبت عمر مبارک حضرت مرزا صاحب

مسیح موعود ملا جس کو پڑھ کر اس قدر خوشی ہوئی کہ میرا دل ہی جانتا ہے اور میری روح سجدہ شکر بجالائی ۔۔الخ ۔

اس عقل کے ڈھنی نے فقرات مندرجہ اشاعۃ السنہ پر جس قدر خوشیاں منائی ہیں وہ تو آپ دیکھ چکے اب ہم فقرات مندرجہ اشاعۃ السنہ کو ذیل میں لکھ کر مرزائیوں ہی سے دریافت کرتے ہیں کہ آیا اشاعۃ السنہ کی یہ عبارت مرزا آنجہانی کی عمر کے ثبوت میں قطعی فیصلہ کن ہے؟ اور مہربانی فرما کر ساتھ ساتھ یہ بھی بتاتے جائیں کہ اس سے پیشتر جس قدر چھان بین مرزا صاحب کی عمر کے متعلق مرزا کے عقیدت مندوں کی طرف سے وقوع میں آئی ہے جو بڑے بڑے دعووں کے ساتھ بذریعہ رسائل ظاہر کی گئی ہے وہ ان تلاش کنندوں کی صداقت کا نمونہ تھی یا ہٹ دھرمی یا اندھی تقلید کا نتیجہ ۔ میں آپ کو بالفعل اتنا ہی یاد دلانا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس سے پہلے مرزا صاحب کی عمر کی تحقیق میں الہاموں کا ایک تھیلہ مرزا صاحب کے ایک صاحبزادہ محمود احمد بھی پیش کر چکے ہیں جس میں صاحبزادہ کو پوری پوری ناکامی ہوئی اور مرزا صاحب قادیانی اپنی اسّی (۸۰) سالہ عمر کی پیش گوئی میں اپنے فیل ہونے کا ثبوت دے گئے ہیں

ہم حیران ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب کے معتقدین ایک عجیب کینڈے کے آدمی ہیں جب کوئی چارہ نہیں چلتا تو ڈوبتے کو تنکے کا سہارہ جہاں کہیں رطب و یابس پاتے ہیں جھٹ منہ مارنا شروع کر دیتے ہیں اس امر کا کوئی خیال نہیں رہتا کہ اس کا انجام کیا ہوگا صاحبو! اس اندوہناک شرک فی الرسالت کو چھوڑو اور اوہام پرستی سے منہ موڑو، ورنہ

جس دن کہ فراق روح و تن میں ہو گا
مشکل آنا اس انجمن میں ہوگا
نازاں نہ ہو رختِ نو پہن کر غافل
اک روز یہی جسم کفن میں ہو گا

ہاں یہ بھی بتا دیجئے گا کہ اس سے پہلے مرزا صاحب آنجہانی کی عمر کی تحقیق میں جو منہ زوریاں دکھائی گئی ہیں وہ ناقص اور غیر مکمل ہیں؟ اور کیا دہلی سے جو ایک نامشخص کی آواز آئی ہے مکمل اور ایک فیصلہ ناطق ہے؟

اس بارہ میں ہم اس سے زیادہ لکھنا ضروری خیال نہیں کرتے اگر کسی مرزائی نے ہمارے سوال کا جواب دیا تو یار زندہ صحبت باقی ہم بھی بالتفصیل عرض کریں گے

اب ہم ناظرین اخبار کو اشاعۃ السنہ کے ان فقرات کے دیکھنے میں زیادہ انتظار میں رکھنا پسند نہیں کرتے لہذا وہ یہ ہیں:

آنحضرت ﷺ کے حضرت مسیح سے پہلے فوت ہو جانے سے آپ کی توہین لازم آتی ہے تو چاہیے تھا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی شخص زندہ نہ رہتا۔ اس توہین کی تجویز کے وقت کادیانی کو یہ خیال نہ آیا کہ آنحضرت ﷺ فوت ہو کر زیر زمین مدفون ہیں اور میں زمین پر زندہ پھرتا ہوں اور توہین کرتا ہوں اور کیوں ...نہیں مرجاتا اور اگر یہ توہین عمر کی زیادتی سے پیدا ہوتی ہے تو بھی چاہیے تھا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی شخص آنحضرت ﷺ کی عمر سے زیادہ عمر نہ پاتا اور قادیانی کو چاہیے تھا کہ آنحضرت ﷺ سے اپنی عمر زیادہ نہ ہونے دے کچھ کھا کر مرجائے کیونکہ تریسٹھ برس کا تو وہ ہو چکا ہے۔

معزز ناظرین آپ نے دیکھا عبارت بالا مندرجہ اشاعۃ السنہ میں صرف ایک ہی فرضی فقرہ ہے (کیونکہ ۶۳ برس کا تو وہ ہو چکا ہے) جسے مولانا نے محض بطور مناقشہ کے پیش کیا ہے اور اردو بول چال میں یہ روزمرہ ہے کہ ایک ریشائیل کو دیکھ کر کہہ دیتے ہیں کہ میاں ستّرے (۷۰) بہتّرے (۷۲) ہو کر یہ بڑھا نک رہے ہو۔ اس خیال سے مولانا موصوف نے مرزا کی چال ڈھال رنگ وروغن کو دیکھ کر یہ کہہ دیا ورنہ مولانا کے پاس مرزا کی پیدائش کا کوئی رجسٹر یا جنم پترہ نہ تھا

خطت رسیدہ مطلب عاشق تمام شد
اے ترک من مناز کہ ترکی تمام شد

اڈیٹر اہل حدیث۔ ہم اپنی تحقیق آئندہ پرچے میں لکھیں گے۔ انشاء اللہ۔

مرزائیو! جانتے ہو میں کون ہوں۔ مرزا صاحب کی دعا... سے زندہ رہنے والا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر۔ ۲۶ فروری ۱۹۰۹ء ص ۶۔۸)

مرزا قادیانی یادش بخیر

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

آہ! ابھی کل کا ذکر ہے کہ ہم اپنے قلم سے اس نام کے بزرگ کو مخاطب کے صیغے سے بلایا کرتے تھے آج یہ دن ہے کہ ہم اُن کی عمر کا حساب لگاتے ہیں۔ سچ ہے

یہ چمن یونہی رہے گا اور ہزاروں جانور
اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اڑ جائیں گے

ہم کیوں ایسے مضمون پر قلم اٹھاتے ہیں؟ اس لیے کہ مرزا صاحب نے اپنی زندگی کی طرح موت کو بھی بازیچہ طفلاں بنایا، اور ملا دو پیازہ کی طرح وعدہ کیا تھا کہ میں مرا پڑا ابھی ہنساؤنگا۔ آہ!

ز سر تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم
کرشمہ دامن دل مے کشد کہ جا این ست

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی زندگی کی بابت پیشگوئی کی تھی کہ خداتعالی نے مجھے بتلایا ہے کہ:

میں تجھے اسّی (۸۰) برس یا چند سال زیادہ یا اس سے کچھ کم عمر دونگا۔

(تریاق القلوب حاشیہ۔ص:۱۳)

اب جو مرے تو محققین کو آپ کی عمر کی تفتیش ہوئی۔ خدا کا شکر ہے کہ اہل حدیث کی روش ہمیشہ یہ رہی ہے کہ مخالف کی تردید میں حتی المقدور نصوص بینہ سے کام سے کام لیتا ہے، نہ کہ استنباطات اور قیاسات سے۔ چنانچہ یہ روش ناظرین اہل حدیث سے مخفی نہوگی۔اس لیے مرزا کی عمر کی تحقیق خود مرزا کی تحریری اقبالات سے جو ثابت ہوئی ہے وہ ظاہر کردی تھی کہ حسب بیان مرزا صاحب قادیانی اُن کی عمر پینسٹھ سال چار ماہ کی ہوئی ہے۔ چنانچہ مرزا صاحب قادیانی کا اپنا اقبال ہے کہ:

یہ عجیب اتفاق ہوا کہ میری عمر کے چالیس سال پورے ہونے پر

(چودہویں) صدی (ہجری) کا سر بھی آپہونچا تب خدا نے الہام کے ذریعہ سے میرے پر ظاہر کیا کہ تو اس صدی کا مجدد اور صلیبی فتنوں کا چارہ گر ہے۔

(تریاق القلوب، ص:۶۸)

اس صاف اقرار سے نتیجہ صاف تھا کہ مرزا قادیانی ماہ موت (ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ) کو پورے پینسٹھ سال چار ماہ کی عمر میں پہنچے تھے، وہ بھی قمری حساب سے، شمسی سے اور بھی کم۔ حالانکہ الہام ۸۰ سال کا تھا۔ اس صاف اور صریح فیصلے کے مقابل مرزائیوں نے کیا کوشش کی؟ وہی جو مثل مشہور ہے ''مرتا کیا نہیں کرتا'' چنانچہ ۴ فروری ۱۹۰۹ء کے بدر اور الحکم قادیان میں ایک مضمون کسی دہلوی مرزائی کی طرف سے نکلا (جس کا مجمل جواب گذشتہ اہلحدیث میں شیخ عبدالعزیز امرتسری کی طرف سے ناظرین کے ملاحظہ سے گذرا ہوگا)۔ نامہ نگار مذکور نے اپنے پیرومرشد کی اتباع سنت میں بہت سی گالیاں اور بدزبانیاں سنا کر لکھا ہے کہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے اشاعۃ السنہ جلد ۱۵ بابت ۱۸۹۲ء میں مرزا صاحب کی عمر تریسٹھ سال لکھی ہے۔ لہذا ۱۹۰۸ء میں اُنکی عمر ۷۹ سال کی ہوگی جو الہام کے مطابق ہے۔ مگر لطف یہ ہے کہ جس بزرگ کی شہادت سے اتنا بڑا معرکہ کا مسئلہ ثابت کرنا چاہا ہے اُس کی نسبت یہ بھی لکھا ہے کہ

اس (محمد حسین بٹالوی) کے قلم نے سوائے حق کی مخالفت کے الا ماشاء اللہ کوئی حرف نہیں لکھا۔

مرزائیو! انصاف سے کہنا، ہماری طرف تو خود بدولت مرزا صاحب، جو صاحب الہام ہونے کے علاوہ بقول تمہارے مسیح موعود مہدی مسعود بلکہ ابن اللہ بھی تھے، جن کے شہادت پر شک کرنے سے تم ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہو، اور تم نے جو گواہ پیش کیا ہے خود ہی اُس پر جرح کر کے مقدمہ جیتنے کی توقع رکھتے ہو، تو عقل کے دشمن ہو یا دوست۔

مرزائیو! کیا تم میں کوئی قانونی مشیر نہیں جو تم کو سمجھاوے کہ جس گواہ کو تم پیش کرو اس کی توثیق اور اعتبار اس طرح نہیں کیا کرتے کہ اُس نے کبھی سچ نہیں کہا۔ اس اپنی لیاقت پر متنبہ ہو کر سنو!

ہم نے جب یہ مضمون دیکھا تو دفتر ہذا سے مولانا محمد حسین بٹالوی کی خدمت

میں ایک خط بھیجا گیا کہ آپ نے جو مرزا غلام احمد قادیانی کی عمر ۱۸۹۲ء کی جلد میں تریسٹھ سال کی لکھی ہے اس کا ثبوت آپ کے پاس کیا ہے۔ کیا اپنے علم سے لکھی ہے یا محض سُنی سنائی۔ اس کا جواب جو آیا وہ بعینہ درج ذیل ہے:

وعلیکم السلام۔

میں مرزا کا پروہت نہ تھا کہ اُس کی جنم پتری لکھتا۔ اور اُس سے دیکھ کر اس کی عمر تریسٹھ بتاتا۔ موالید ووفیات کا رجسٹرار نہ تھا کہ رجسٹر پیدائش سے تاریخ وعمر لکھتا۔

میں نے تو صرف ظن وتخمین سے اسکی ڈارھی دیکھ کر یہ عمر اس کی قرار دی تھی اور یہ بھی لائق لحاظ ہے کہ اشاعۃ السنہ ۱۸۸۰ء سے لیٹ چلا آتا ہے۔ ۱۸۹۲ء کا رسالہ (جس میں مرزا کی عمر تریسٹھ سال لکھی ہے) معلوم نہیں کس سنہ میں نکلا تھا۔ جو تاریخ اس جلد پر لکھی ہے تاریخ طبع اشاعت نہیں بلکہ وہ بابت سال ۱۸۹۲ء ہے۔" ابوسعید محمد حسین از بٹالہ ۷ رفروری

اس خط کے اخیر فقرے کی تحقیق جو ہم نے کی، تو مولانا محمد حسین بٹالوی کا فرمانا بہت صحیح پایا، کیوں کہ جو جلد اشاعۃ السنہ ۱۸۹۲ء کو شائع ہوئی جس سے نامہ نگار مذکور نے سند لی ہے، اُس کی اندرونی شہادت سے ثابت ہوتا ہے کہ جلد مذکور ۱۸۹۲ء میں نہیں نکلی تھی بلکہ بہت پیچھے نکلی، کیوں کہ مرزا قادیانی کی کتاب دافع الوساوس جس کا یہ جواب ہے ۱۸۹۳ء میں نکلی تھی۔ نیز اُس کے صفحہ ۲۰۵ء پر اپریل ۱۸۹۳ء کی ایک تحریر کا ذکر ہے اور صفحہ ۲۸۶ پر حامد شاہ سیالکوٹی کا ایک خط مورخہ جنوری ۱۸۹۴ء درج ہے۔ اور صفحہ ۲۹۹ پر ایک اور خط مورخہ جنوری ۱۸۹۴ء درج ہے۔ علی ہذا القیاس اور بھی کئی ایک اندرونی شہادتیں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ جلد مذکورہ ۱۸۹۲ء کو شائع نہیں ہوئی بلکہ بہت پیچھے ہوئی ہے۔ بھلا ۱۸۹۲ء میں شائع ہوتی تو ۱۸۹۳ء کا جواب اور ۱۸۹۴ء کے واقعات اُس میں کیوں کر ہوتے۔ پس مرزائی نامہ نگار خود ہی غور کرے کہ اُس کی شہادت کیسی کمزور ہے۔

بخلاف اس کے ہماری شہادت ایک تو صاف لفظوں میں ہے دویم شاہد معتبر ہے۔ سوئم بحکم یؤخذ المرء باقرارہ (آدمی اپنے اقرار سے پکڑا جاتا ہے) حجت قطعی ہے۔ اور تمہارا گواہ ایک تو بقول تمہارے حق کا مخالف۔ دویم اپنی شہادت کی بنا اٹکل پر بتلاتا ہے۔ سوئم اس کی شہادت پھر بھی تمہارے لیے کافی نہیں کیوں کہ جس تحریر میں اُس کی شہادت ہے اُس کی تاریخ اشاعت ٹھیک معلوم نہیں گو اتنا یقیناً معلوم ہے کہ ۱۸۹۲ء کو شائع نہیں ہوئی۔

مرزائیو! بتلاؤ اس کا نتیجہ کیا ہوا؟ ہم سے پوچھو، تو سنو!

رسول قادیانی کی رسالت

جہالت ہے جہالت ہے جہالت

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۶ نمبر ۱۸۔ مورخہ ۱۲ صفر ۱۳۲۷ھ۔ ۵ مارچ ۱۹۰۹ء ص: ۳-۴)

مرزا غلام احمد قادیانی بخیال خود کون تھا

جناب منشی اللہ دتا صاحب رحمہ اللہ آف چک نمبر ۳ نہر گوگیرہ، لکھتے ہیں:

میں پبلک کے سامنے مرزا صاحب کی بعض کتب سے چند دعاوی باطلہ کی فہرست معہ پتہ صفحہ مشت نمونہ خروارے نقل کر کے پیش کرتا ہوں اور اسکے نتیجہ کا فیصلہ پبلک کی رائے پر چھوڑتا ہوں:

(۱) ان کا دعوی تھا کہ میں ایک دفعہ خدا بن گیا اور اس حالت میں میں نے آسمان اور زمین کو بھی پیدا کیا۔ (کتاب البریہ۔ صفحہ ۷۸)

پھر ایک کشف ہے جو آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۶۴ و ۵۶۵ میں مدت سے چھپ چکا ہے اُس کو ذیل میں درج کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے: ترجمہ۔ میں نے اپنی ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں...

اور صفحہ ۷۹ میں ہے:

''میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا جس میں کوئی

ترتیب اور تفریق نہ تھی پھر میں نے منشاء حق کے موافق اس کی ترتیب وتفریق کی اور میں اس کے خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا انّا زیّنا السّماء الدّ نیا بمصا بیح۔

(۲) اُن کا دعویٰ تھا کہ میں توحید اور تفرید کا مرتبہ رکھتا ہوں (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۲):

انت منّی بمنزلة توحیدی وتفریدی تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید وتفرید۔

(۳) اُن کا دعویٰ تھا کہ خدا کی مانند ہوں۔ دیکھو اربعین نمبر ۳ کی صفحہ ۲۵ کے حاشیہ میں هو هذا۔

رائیل؟؟؟؟ نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا اور عبرانی زبان میں لفظی معنی میکائیل کے ہیں ''خدا کی مانند'' یہ گویا اس الہام کے مطابق ہے جو براہین احمدیہ میں ہے انت منّی بمنزلة توحیدی وتفریدی فحان ان تعان وتعرف بین النّاس یعنی تو مجھ سے ایسا قرب رکھتا ہے اور ایسا ہی میں تجھے چاہتا ہوں جیسا کہ اپنی توحید وتفرید کو سو جیسا میں اپنی توحید کی شہرت چاہتا ہوں ویسی ہی تجھے دنیا میں مشہور کروں گا اور ہر جگہ جو میرا نام جائے گا تیرا نام ساتھ ہوگا۔

(۴) اُن کا دعویٰ تھا کہ خدا وہیں کھڑا ہو جاتا ہے جہاں میں کھڑا ہوں۔

''مجھے الہام ہوا:

انّ اللّه معك انا اللّه یقوم اینما قمت یعنی خدا تیرے ساتھ ہی خدا وہیں کھڑا ہوتا ہے جہاں تو کھڑا ہو۔ (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۱۷)

(۵) اُن کا دعویٰ تھا کہ

خدا مجھ میں سے ہے اور میں خدا میں سے ہوں۔

(دافع البلاء۔ صفحہ ۸)۔ انت منّی وانا منك ۔ترجمہ: تو مجھ میں سے ہے اور میں تجھ میں سے ہوں۔

(۶) اُنکا دعویٰ تھا کہ

میں خدا کے نزدیک بمنزلہ اولاد کے ہوں۔ انت منّی بمنزلہ اولادی یعنی
تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ اولاد۔ (الحکم ۱۰ دسمبر ۱۹۰۰ء صفحہ ۶)

(۷) اُن کا دعویٰ تھا کہ
خدا عرش پر میری تعریف کرتا ہے۔ (اربعین نمبر ۲ صفحہ ۸):
یحمدك اللّٰہ من عرشہ یعنی خدا عرش پر تیری تعریف کرتا ہے۔

(۸) کتاب البریہ کے صفحہ ۷۶ میں۔
جس طرف تیرا مونھ اُس طرف خدا کا مونھ۔

(۹) اُن کا دعویٰ تھا کہ اگر میں نہوتا آسمان نہوتا (البدر ۱۰ مئی ۱۹۰۶ء صفحہ ۲):
انّی مع الاکرام لولاك لما خلقت الافلاك
ترجمہ: تحقیق میں بزرگوں کے ساتھ ہوں اگر تو نہوتا تو میں آسمان پیدا نکرتا۔

(۱۰) اُنکا یہ بھی دعویٰ تھا کہ
خدا نے رات دن میرے لئے پیدا کیا ہے (قادیانی اربعین ۳ ص ۱۱)
خلقت لك لیلۃ ونہارًا یعنی تیرے لئے میں نے رات اور دن پیدا کیا۔

(۱۱) اُن کا دعویٰ تھا کہ
میں خدا کا سب سے بڑا نام ہوں (قادیانی اربعین نمبر ۳ صفحہ ۳۴)۔
انت اسمی الاعلیٰ یعنی تو میرا سب سے بڑا نام ہے۔

(۱۲) اُن کا یہ بھی دعویٰ تھا کہ
میں پانی سے پیدا ہوا ہوں اور دوسرے خشکی سے۔
تو ہمارے پانی میں سے ہے اور دوسرے لوگ خشکی سے (کتاب البریہ ص ۷۵)
اور انت من ماء وھم من فشل یعنی تو ہمارے پانی سے ہے اور دوسرے لوگ فشل سے۔ (قادیانی اربعین نمبر ۳ ص ۳۴)

(۱۳) اُنکا خیال تھا کہ میں جو چاہوں کروں میں مغفور ہوں (اربعین نمبر ۳ ص ۱۱)
اعمل مائشئت فانی قد غفرت لك جو چاہے کر تو مغفور ہے۔

(۱۴) اُن کا یہ بھی دعویٰ تھا کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ (دافع البلاء۔ص ۱۱)
"سچا خدا وہی خدا ہے جس نے اپنا رسول قادیان میں بھیجا۔

(۱۵) اُن کا دعویٰ تھا کہ خدا کی پاک وحی میرے پر نازل ہوتی ہے (دافع البلاء۔ص ۵)

خدا کی پاک وحی جو میرے پر نازل ہوئی جس کی عبارت یہ ہے

انّ اللّٰہ لایغیّر مابقوم حتّی یغیّروا ما بانفسھم انّہ اوی القریۃ۔

خدا نے یہ ارادہ فرمایا کہ اس بلائے طاعون کو ہرگز دور نہیں کرے گا جب تک لوگ اُن خیالات کو دور نہ کرلیں جو اُن کے دلوں میں ہیں یعنی جب تک وہ خدا کے ماموراور رسول نہ مان لیں۔

(۱۶) اُن کا دعویٰ تھا کہ میں داعی الی اللہ اور سراج منیر ہوں (اربعین نمبر۲ص ۷)

داعی الی اللہ اور سراج منیر یہ دونام اور دو خطاب خاص آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن شریف میں دیئے گئے ہیں پھر وہی دو خطاب الہام میں مجھے دیئے گئے۔

(۱۷) اُن کا دعویٰ تھا کہ مجھے آنخضرت صلعم کے نمونہ پر وحی اللہ پانے میں تئیس برس کا عرصہ دیا گیا ہے (اربعین نمبر۳۔ص ۲۲)

''سو امت میں ایک شخص میں ہی ہوں جس کو اپنی نبی کریم کے نمونہ پر وحی اللہ پانے کی تئیس برس کی مدت دے گئی ہے اور تئیس برس تک برابر یہ سلسلہ وحی کا جاری رکھا گیا ہے۔

(۱۸) اُن کا یہ بھی دعویٰ تھا کہ میری ہر بات خدا کی وحی ہے (قادیانی اربعین نمبر ۳ص ۳۶)

وما ینطق عن الھوا ان ھو الّا وحی یوحیٰ، دنی فتدلّی فکان قاب قوسین او ادنی، ذرنی والمکذّ بین انی مع الرسول اقوم

یعنی اور یہ اپنی طرف سے نہیں بولتا بلکہ جو کچھ تم سنتے ہو یہ خدا کی وحی ہے یہ خدا کے قریب ہوا یعنی اوپر کی طرف گیا اور پھر نیچی کی طرف تبلیغ حق کے لیے جھکا اس لئے یہ دو قوسوں کے وسط میں آگیا اوپر خدا نیچے مخلوق مکذبین کے لیے مجھ کو چھوڑ دو میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا۔

(۱۹) اُن کا دعویٰ تھا کہ میں حوض کوثر دیا گیا ہوں۔ (اربعین نمبر۲ص ۳۱)

انّا اعطيناك الكوثر فصلّ لربك وانحر۔

(۲۰) اُن کا دعویٰ تھا کہ میں رحمۃ للعالمین ہوں۔(اربعین نمبر۳ص ۲۵)

وما ارسلناك الا رحمة للعالمين اور ہم نے دنیا پر رحمت کرنے کیلئے تجھے بھیجا ہے۔

(۲۱) اُن کا دعویٰ تھا کہ میں تمام جہان پر فضیلت رکھتا ہوں اور میں تم سبکی طرف بھیجا گیا ہوں۔(الحکم مورخہ ۲۴ جون ۱۹۰۰ء)

خدا کی کلام میں مجھ سے یہ محاورہ نہیں ہے۔ مجھے حضرت خداوند کریم محض اپنے فضل سے صدیق کے لفظ سے یاد کرتا ہے اور نیز دوسرے لفظوں سے جن کے سننے کی آپ کو برداشت نہیں ہوگی اور حضرت خداوند کریم نے مجھ کو اس خطاب سے معزز فرما کر انی فضلتك على العالمين. قل ارسلت اليكم جميعًا یہ بات بخوبی کھولدی کہ اس ناکارہ کو تمام عالمین یعنی زمین کے باشندوں پر فضیلت بخشی ہے۔

(۲۲) اُن کا دعویٰ تھا کہ میں خدا کا رسول ہوں نبیوں کے لباس میں (اربعین نمبر۲ص ۱۰) جرى الله فى حل الانبياء خدا کا رسول ہوں نبیوں کے حلول میں۔

(۲۳) اُن کا دعویٰ تھا (تریاق القلوب صفحہ ۳) کہ:

منم مسیح زماں منم کلیم خدا　　منم محمد واحمد کہ مجتبےٰ باشد

(۲۴) اُن کا دعویٰ تھا کہ میں ہندوؤں کے لئے کرشن اور مسلمان اور عیسائیوں کے لیے مسیح موعود ہوں (لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۱۹)۔

(۲۵) اُن کا دعویٰ تھا کہ میں امام حسین سے افضل ہوں۔(دافع البلاء صفحہ ۱۳):

اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے کیوں کہ میں سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے جو حسین سے بڑھ کر ہے۔

(۲۶) اُن کا دعویٰ تھا کہ میں زندہ علی ہوں۔(اخبار الحکم ۴ مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۰۰ء):

اس لئے یاد رکھو کہ پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑ دو اب نئی خلافت لو ایک زندہ علی تم میں موجود ہے اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی کی تلاش کرتے ہو۔

(۲۷) ان کا دعویٰ تھا کہ میں خاتم الخلفاء ہوں (اعجاز احمدیہ صفحہ ۷)۔

(۲۸) اُن کا دعویٰ تھا کہ میں علم کا شہر ہوں۔ (اربعین نمبر ۳۰ صفحہ ۳۳):

انت مدينة العلم تو علم کا شہر ہے۔

(۲۹) اُن کا دعویٰ تھا کہ میں نبی اور رسول ہونے کا انکار نہیں کرتا ہوں:

پس جب کہ اس مدت میں ڈیڑھ سو پیشگوئی کے قریب خدا کی طرف سے پا کر بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہوگئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیوں نہ کروں۔ (اشتہار ۵ نومبر ۱۹۰۱ء مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان)

مریدان مرزا غلام احمد نے انہی اوصاف بالا مرقومہ کو مرزا صاحب کی زبان سے سن کر یا اُن کی کتابوں سے پڑھ کر اُن کو مسیح موعود رسول اور نبی اور کرشن وغیرہ مان لیا۔

(اہل حدیث جلد ۶ نمبر ۲۱۔ مورخہ ۳ ربیع الاول ۱۳۲۷ھ مطابق ۲۶ مارچ ۱۹۰۹ء ص: ۹-۱۰)

ایک تعبیر طلب سچا خواب

جناب منشی مولا بخش کشتہ امرتسری لکھتے ہیں:

آج رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ شیخ یعقوب علی ایڈیٹر اخبار الحکم قادیان دفتر اہل حدیث کو جا رہے ہیں۔ میں یہ عجوبہ خیال کر کے کہ شیخ صاحب کیوں اپنے حریف کے مکان پر جا رہے ہیں، دفتر اہلحدیث میں پہونچا، دفتر میں مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ اور خواجہ حبیب اللہ سوداگر جو مولانا صاحب کے دوست ہیں تشریف فرما تھے۔

مولوی صاحب سے شیخ صاحب کی کچھ گفتگو ہوئی۔ قرآن سے پایا جاتا تھا۔ کہ شیخ صاحب قادیانی خیالات سے تائب ہو کر مولوی صاحب کے زیر سایہ رہنا چاہتے ہیں۔ میں نے شیخ صاحب سے کہا کہ آپ کے اخبار کے مضامین جو آج کل شائع ہوتے ہیں۔ وہ پھیکے پھیکے کیوں ہیں؟ اور اُن کے پڑھنے سے بجائے اطمینان وسرور کے دل کو

بدمزگی کیوں ہوتی ہے؟ انہوں نے جواب میں فرمایا کہ دراصل بات یہ ہے کہ پہلے مضامین میں جو لکھا کرتا تھا وہ مرزا غلام احمد صاحب کے عشق والفت میں ڈوبے ہوتے تھے۔ اب کچھ عرصہ سے میری ضمیر ان کی سچائی پر شہادت نہیں دیتی اور جو کچھ میں لکھتا ہوں اپنی کانشنس (ضمیر) پر جبر کر کے لکھتا ہوں۔ میں نے کہا کیا یہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان کا کچھ اثر ہے؟ انہوں نے فرمایا نہیں۔ میں نے کہا آپ کا ارادہ اب امرتسر جانے کا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں! اب میں قادیانی خیالات سے چونکہ مطابقت نہیں رکھتا اس لیے میرا مصمم ارادہ ہے کہ مولانا صاحب کے پاس آ جاؤں۔

میں اس بات پر غور کر رہا ہوں کہ جب میں قادیان سے اٹھوں گا تو وہاں لوگ (مرزا صاحب کے مریدوں میں سے) مجھے کچھ مالی نقصان پہنچائیں گے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ مالی خسارہ بھی نہو۔ اور میں امرتسر میں بھی آ جاؤں۔ میں نے کہا تو آپ اعلان کر دیجئے کہ الحکم اب امرتسر سے نکلا کرے گا پھر مولانا صاحب سے کچھ گفتگو ہوئی۔

پھر میں جاگ اٹھا۔ میں نے دل میں کہا کہ عجیب خواب ہے۔ مجھے کبھی اس معاملہ کی طرف خیال بھی نہیں ہوا۔ چند منٹ جاگتا رہا۔ پھر سو گیا۔ پھر دیکھتا ہوں کہ وہی صاحب دفتر اہلحدیث میں ہیں۔ خواجہ حبیب اللہ نے کہا شیخ صاحب آپ کھلے طور پر کیوں نہیں آ جاتے، اُنہوں نے کہا آپ اس معاملہ کو نہیں سمجھے مجھے اس طرح آنے سے کچھ (مالی نقصان کو مدنظر رکھ کر) تامل ہے۔ میں نے مولانا صاحب کی خدمت میں عرض کر دیا ہے۔ ایک بات اور دیکھنے میں آئی کہ ایسا معلوم ہوا کہ شیخ صاحب مولانا ثناء اللہ صاحب سے تفسیر پڑھنا چاہتے ہیں۔ اس پر میں نے کہا شیخ صاحب مولوی نورالدین صاحب ایک علامہ شخص ہیں آپ اُن سے کیوں نہیں پڑھتے۔ انہوں نے جواب میں کہا بھائی وہاں تشفی نہیں ہوتی۔ پھر شیخ صاحب اُٹھ کر آ گئے اور میں بھی چلا آیا۔ مگر شیخ صاحب یہ کہہ آئے کہ میں آپ کو جلدی پتہ دوں گا۔ آپ میرے لیے مکان کا بندوبست کریں۔ فقط

صادق ہوں اپنے قول میں غالب خدا گواہ
کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے

(اہلحدیث امرتسر جلد ۶۔ نمبر ۲۲ ۱۰ ربیع الاول ۱۳۲۷ھ مطابق ۲۔ اپریل ۱۹۰۹ء ص:۹)

مرزا غلام احمد کی عمر کی نسبت فیصلہ

جناب منشی اللہ دتا مختار۔ آف چک نمبر ۳ نہر گوگیرہ لکھتے ہیں:

جب سے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فوت ہوئے ہیں، تب سے ان کی عمر کی نسبت مرزائیوں اور غیر مرزائیوں میں تحقیقات ہو رہی ہے جس کا سبب یہ ہے کہ مرزا غلام احمد نے براہین احمدیہ وغیرہ میں لکھا ہے کہ

خدا نے مجھے خطاب کر کے فرمایا ہے ثمانین حولاً او قریباً مّن ذلك او یزید علیه وتریٰ نسلاً بعیدًا. یعنی تیری عمر اسی برس کی ہوگی، یا دو چار کم یا چند سال زیادہ اور تو اس قدر عمر پائے گا کہ ایک دور کی نسل کو دیکھ لے گا۔ اور یہ الہام قریبا پینتیس برس سے ہو چکا تھا۔ اور لاکھوں انسانوں میں شائع کیا گیا۔ دیکھو قادیانی اربعین صفحہ ۳ نمبر ۳۰ میں عبارت بالا۔

فریقین اس بات پر متفق ہیں کہ مرزا غلام احمد ۱۹۰۸ء میں لاہور میں فوت ہوئے، ان کا جھگڑا ان کی عمر کی نسبت ہے۔ فریق مرزائی کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کی موت الہام کے مطابق ہوئی ہے۔ فریق غیر مرزائی دعویٰ سے کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کی موت ان کے الہام کے مطابق واقعہ نہیں ہوئی۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ کون فریق اپنے دعویٰ میں سچا ہے اور جھوٹا کون ہے۔

پس میں ہر دو فریق کے روبرو مرزا صاحب قادیانی ہی کا فیصلہ پبلک کے سامنے حرف بحرف نقل کر کے پیش کرتا ہوں۔

دیکھو کتاب البریہ کے صفحہ ۱۴۶ کے حاشیہ میں مرزا صاحب تحریر کرتے ہیں وھو ھذا:

> ”اب میرے ذاتی سوانح یہ ہیں کہ میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے اخیر وقت میں ہوئی اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ برس کا یا سترھویں برس میں تھا۔ اور ابھی ریش و برودت کا آغاز نہیں ہوا تھا۔“

غرض مرزا غلام احمد بقول خود ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوا۔ اور ۱۹۰۸ء میں فوت ہوا۔ ۶۸ برس مدت حیات ہوئی۔ افسوس صد افسوس اور حیف صد حیف ہے مریدان مرزا کی ہٹ دھرمی پر، اور اُن سے ڈبل افسوس ہے مولوی نورالدین صاحب پر کہ باوجود حکیم و عالم و فاضل اور حاجی ہونے کے دیدہ دانستہ جھوٹ کو سچ بناتے ہیں جو پیراں نمی پرند کے مصداق بن رہے ہیں یا ''مدعی سست اور گواہ چست کی مثل ہیں۔

(اہل حدیث امرتسر جلد ۶۔ نمبر ۲۲۔ ۱۰ ربیع الاول ۱۳۲۷ھ مطابق ۲۔ اپریل ۱۹۰۹ء ص: ۱۰)

قادیانیوں سے مباحثہ

جناب اڈیٹر اہل حدیث صاحب دام افضالکم۔ السلام علیکم وقلبی لدیکم۔ ہماری اس مختصر تحریر کو اپنے گوشہ اخبار گہر بار میں جگہ دے کر مجھے اور میرے بھائیوں کو شکر گزاری کا موقع عنایت فرمائیں۔

شہر کٹک اوڑیسہ ملک علاقہ بنگال سے کون نہیں واقف ہے مسلمانوں کی جماعت کثیرہ علاوہ اس شہر کے اس کے قریوں میں بھی آباد ہے۔ مگر چند سال سے ایک ایسی آفت اختلاف مذہب کی وجہ سے پیدا ہو رہی ہے کہ جس کا بیان بطریق اختصار ہماری ذیل کی تحریر سے ظاہر ہوگا۔

مرزا غلام احمد قادیانی مدعی مسیحیت و مہدویت کی پیروی کرنے والے ان میں اکثر تو عوام کالانعام ہیں مگر دو چار نیم ملاں بھی شامل ہیں۔ شہر سے تھوڑے فاصلے پر دو ایک دیہات میں مرزائی جماعت کا ظہور حشرات الارض کا سا ہو گیا۔ خاص کٹک میں بھی معدودے چند لوگ قادیانی رسول کی امت ہیں۔

گو ان لوگوں کا شور وغوغا چند سالوں سے اطراف و جوانب میں گونج رہا ہے اور یہ مرزائی جماعت والے ہمیشہ اسی فکر میں لگے رہتے ہیں کہ عوام الناس کو کسی نہ کسی طرح سے اپنے دام تزویر میں پھانس کر قادیانی گروہ میں داخل کریں۔ اکثر تو کھلے بند قادیانی کلمہ گو ہو رہے ہیں اور بعض متزلزل خیالوں میں غوطے کھا رہے ہیں۔

مرزائیوں میں جنہیں کچھ دو چار حرف معلوم ہیں ان کی حالات عجیب وغریب ہیں۔ وفات مسیح، خروج دجال وغیرہ جو مسائل مختلفہ ہیں اسی کا راگ شبانہ روز گایا کرتے ہیں۔ ان لوگوں کا دعوی تھا کہ کوئی شخص قرآن کریم اور حدیث صحیح سے حیات مسیح بن مریم ثابت نہیں کرسکتا۔ انہیں اختلافات کی وجہ سے خود میری طبیعت اکثر اوقات پریشان رہا کرتی تھی۔ الحمد للہ کہ پروردگار عالم کی طرف سے تائید غیبی اور ہدایت باری ہمارے شامل ہوئی، یعنی مولوی غلام مصطفیٰ صاحب واعظ سہسرامی شہر کٹک میں ہر سال بغرض اشاعت اسلام تشریف لاتے ہیں حسب دستور قدیم ہمارے مولوی صاحب رونق افروز شہر ہوئے اور ابھی خاکسار کے غربت کدہ پر فروکش ہیں۔ ہم لوگوں نے یہ کل حال ان مرزائیوں کا کہہ سنایا۔ پھر کیا تھا حیات مسیح اور رفع آسمانی کا ثبوت دلائل عقلیہ ونقلیہ سے ایسا مدلل اور معقول بیان فرمایا کہ سبحان اللہ۔ جلسہ وعظ کا منعقد کیا گیا، ہزاروں خلقت کا ہجوم تھا۔ مولوی صاحب کی تقریر کا سامعین پر ایسا اثر ہوتا ہے کہ جس کا بیان ہو ہی نہیں سکتا۔ جس قدر مسائل متنازعہ فیہا تھے ہر اک مسئلہ کا جواب حدیث صحیح وآیت قرآنی سے دیتے دلائل عقلیہ ان کی تائید میں جابجا پیش کرتے تھے۔ ان بیانات سے شہر کے کل لوگ جو متزلزل خیال تھے یک سو ہو گئے اور لوگوں کے دلوں سے وسوسہ شیطانی جاتا رہا۔ فالحمد لله علی ذلك

اب مرزائی جماعت بغلیں جھانکنے لگی، ان کی موت آ گئی۔ آخرالامر ایک مرزائی (کھسیانی بلی کھمبا نوچے) نے اور نہ ہوا تو مولوی صاحب کے پاس گالیوں سے بھرا ہوا ایک خط بھیج دیا۔ جس پر ہمارے مولانا نے بڑی متانت سے جواب دے کر طلب کیا کہ جس امر کا سوال منظور ہو بالمقابل آ کر گفتگو کرلو۔

خیر دو چار روز کے بلانے میں ضیاء الحق نامی ایک مرزائی جس کو کسی قدر رشد بد ہے مولویصاحب کی خدمت میں آیا۔ اس وقت اکثر لوگ شہر کے جمع ہو گئے۔ مولوی صاحب نے سوال کیا

میاں تو فی کے معنی موضوع لہ کلی کیا ہیں۔

اس جملے کو اس نے سمجھا نہیں۔ فقط ایک کتاب اردو کی جو اس کے زیر بغل تھی اسے کھول اوراق گردانی کر کے جواب دیا، کہ

توفی کے معنی موت کے ہیں۔اور کچھ نہیں۔

مولوی صاحب نے ایک آیت قرآنیہ پیش کیا اور کہا اس کا ترجمہ کرو

ھوا لذی یتوفاکم باللیل (الانعام:۶۰)

تو مرزائی نے کہا یہاں موت ناقص مقصود ہے جس کو نیند کہتے ہیں۔

مولوی صاحب نے لغوی معنے بیان کئے اور معنی موضوع لہ کو بیان کیا کہ حقیقی معنی توفی کے قبض الشیء وافیاً ہیں۔چونکہ نیند اور موت بھی اس کے انواع ہیں اس لئے بطریق مجاز موت اور نیند پر بھی توفی کا اطلاق ہوا کرتا ہے۔اور یہ ظاہر ہے کہ مجاز کے لئے قرینہ کی ضرورت ہے۔اس آیت میں کون سا قرینہ ہے اس کو بتلاؤ

ہمارا بہادر مرزائی یہ سن کر کچھ ایسا مبہوت بن گیا کہ بس کچھ نہ پوچھو۔

مختصر یہ کہ اسنے کہا ہم تو وہی مانیں گے جو ہمارے مرزا صاحب قادیانی نے لکھا ہے اور بس چلتا ہوا۔

راقم: سید مکرم علی (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۷ مئی ۱۹۰۹ء ص ۳-۴)

قادیانی مشن اور ہم

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہمارے دوست خیال کرتے ہوں گے کہ کئی دنوں سے قادیانی مشن کی طرف توجہ نہیں کیا، وہ مرمٹ گئے یا ہدایت پر آ گئے۔سو ایسے دوستوں کو واضح ہو کہ نہ وہ مرمٹ گئے، نہ ہدایت پر آ گئے۔بلکہ ابھی تک اپنی معمولی ڈھٹائی پر کسی قدر قائم رہ کر دوسری طاقت کے منتظر ہیں جو اُن کے سابق مہدی مسیح اور کرشن جی نے اون کو بتلائی تھی۔مگر وہ یہ نہیں جانتے کہ پہلی طاقت نے ہم کو کیا عزت دی اور کون سے اعلیٰ معراج پر پہونچایا جو دوسری طاقت ہم کو اُس سے اوپر لے جاوگی۔''قیاس کن زگلستان من بہار مرا۔'' آخر اول طاقت کا معراج یہی تھا کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان اور مولوی ثناء اللہ مجھ سے (مرزا قادیانی سے) پہلے نہ مریں تو مرزا جھوٹا ثابت ہوگا۔جو اب تک بفضلہٖ تعالیٰ زندہ ہیں۔یہ دوسری

بات ہے کہ قادیانی محاورے میں سوا مرزائیوں کے دوسرا شخص زندہ نہیں۔ بعض مخبوط الحواس تو یہاں تک کہتے سُنے گئے ہیں کہ ہمارے حضرت اقدس نے پیشگوئی کی تھی۔

''زلزلہ در گور نظامی فگند''

نظامی سے مراد حضور نظام حیدر آباد ہیں اور گور سے مراد ان کا دارالخلافہ ہے، کیوں کہ حیدر آبادی بے دین ہیں، لہذا اُن کا شہر گویا اُن کی قبر ہے۔ پس ہمارے اعلیٰ حضرت کی پیشگوئی کے معنی یہ ہوئے کہ حیدر آباد میں طوفان آئے گا۔ سبحان اللہ! پھر بھی مخالف لوگ نہیں مانتے۔ سچ تو ہے کہ شعر مندرجہ ذیل آپ ہی کے حق میں نازل ہوا ہے

مجھ کو محروم نہ کر وصل سے او شوخ مزاج
بات وہ کہہ کہ نکلتے رہیں پہلو دونوں

خیر یہ تو ان کی ایک اصطلاح ہے کہ زندوں کو بھی مردہ جانیں پڑے جائیں ان کا اختیار ہے۔ لیکن اتنا مانتے ہیں کہ جس وقت پیشگوئی ہوئی تھی اُس وقت بھی یہ دو شخص مخالف تھے پس اگر موت سے مراد روحانی موت ہوتی تو بقول تمہارے دونوں اُسوقت بھی مردہ تھے پھر پیشگوئی سے کیا مطلب ہوا۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ:

لکھا تھا کاذب مریگا پیشتر
کذب میں سچا تھا پہلے مرگیا

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر جلد ۶ نمبر ۲۸۔ مورخہ ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۲۷ھ مطابق ۱۴ مئی ۱۹۰۹ء ص:۳)

ایک پیش گوئی کا اعلان

۱۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہندوستان میں پلیگ بہت کم ہوگیا ہے اس کے متعلق ۲۔ فروری ۱۹۰۹ء کے اخبار اہل حدیث میں درج ہے کہ اخبارات کے نام ایک سرکاری مراسلت مشتہر ہوئی ہے جس میں صوبہ ہذا کی گذشتہ تین سال کی اموات پلیگ کا مقابلہ کر کے بتلایا گیا ہے کہ پچھلے سال پلیگ کی وارداتوں اور اموات میں نمایاں تنزل ظہور میں آیا ہے یعنی ۱۹۰۶ء میں قریب ایک لاکھ کیس ہوئے تھے اور ۱۹۰۷ء میں

قریب سات لاکھ کے اور ۱۹۰۸ء میں صرف ۳۶ ہزار۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ در اصل پلیگ گھٹ گیا اور پھر اسی پرچہ میں اہل حدیث کی طرف سے سوال ہوا ہے کہ کیا یہ قادیانی کے مرنے کا نتیجہ ہے؟

۲۔ اس کے بعد ۹۔ اپریل ۱۹۰۹ء کے پرچہ اہل حدیث میں ہفتہ مختتمہ .. مارچ ۱۹۰۹ء کی تعداد طاعون ۱۲۷۷ کا مقابلہ پچھلے سال کے اسی ہفتہ کی تعداد سے کیا گیا ہے جس میں ۱۹۱۶۔ اموات واقع ہوئی تھیں اس مقابلہ سے بھی تعداد میں بہت کمی معلوم ہوتی ہے لیکن ۲ فروری والے پرچے میں جو سوال اہل حدیث کی طرف سے کیا گیا تھا کہ کیا یہ قادیانی کی موت کا نتیجہ ہے؟ اس کا جواب ۹۔ اپریل والے پرچے میں بایں الفاظ دیا گیا (کمی، مرزا قادیانی کی موت کی برکت ہے)

۳۔ اس کے معنی صاف معلوم ہوئے کہ آیا پلیگ مرزا کے وجود کی منحوسیت سے منسوب کیا گیا یا کہ اس کی بددعا کا نتیجہ تصور کیا گیا ہے اگر اسکی بددعا کا نتیجہ سمجھا گیا ہے تو اس کی دعا سے اختتام پذیر بھی ہونا چاہیے تھا جو اسی اہل حدیث کی گذشتہ ایشوز سے پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ نہیں ہوا اور مرزا کئی ایک کیس میں عین ناکام رہا۔ اور ۱۹۰۴ء کی زیادتی سے وہ اس قدر گھبرایا کہ اس نے اپنے ایک مرید کو صاف لکھ دیا کہ میں کس کس کے لئے دعا کروں۔ اور اہل حدیث کے فاضل اڈیٹر نے مرزا کی توجہ کو اس کی طرف مبذول بھی کیا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے اس پر کافی غور نہیں کیا۔

اب رہا شق اول سو وہ ان لوگوں کے غور کے لائق ہے جو مرزا سے دلچسپی رکھتے ہیں مجھے معلوم نہیں کہ مرزا کے پیرو اس کی نسبت کیا خیال کرتے ہوں گے

۴۔ دعا کی مقبولیت کے لئے بعض خاص روحوں میں ایک خاص قسم کی صداقت اور قابلیت ہوتی ہے جو کثرت قبولیت اور صدور خوارق سے ثابت ہوتی ہے نہ کہ محض دعوی بلا دلیل سے اور یہ امر تمام مومنین کے نزدیک مسلّم ہے حاجت تفصیل نہیں چونکہ مجھے شغل دعا میں بکثرت کامیابی حاصل ہو چکی تھی میں نے ارادہ کیا کہ اس پلیگ کو دفع کرنے کے کام میں لاؤں۔ پس میں اواخر ۱۹۰۷ء سے لغایت ۱۹۰۸ء تک اسی شغل دعا میں مصروف رہا، گو اپنا کاروبار بھی جاری رکھا اور اس میں بھی مصروف رہا اور جس مقام (اکبر آباد ؟) میں اس شغل میں بیٹھا وہاں کے لوگ کثرت سے واقف ہیں اور میں نے

کئی احباب کو پیشتر سے بذریعہ خطوط کے اطلاع بھی دی اور مجھے امید ہے کہ یہ لوگ از روئے ایمان داری کے اس امر کی تصدیق فرماویں گے۔ غرض کہ مقام مذکور کے اکثر لوگ جو اس امر سے واقف تھے ۱۹۰۸ء کی کمی کو جو وقتاً فوقتاً بذریعہ اخبارات کے ان کو معلوم ہوتی رہی دیکھ کر متحیر ہوتے گئے اور علانیہ تصدیق کرتے رہے۔

۵۔ ابتدائے مارچ ۱۹۰۹ء میں بعض اعلیٰ تعلیم یافتہ ہندوؤں نے مجھ سے ذکر کیا کہ کان پور کے ایک جوتشی نے ایک پیش گوئی مشتہر کی ہے کہ ۲۔ اپریل ۱۹۰۹ء کو ایک ایسا سخت زلزلہ آوے گا جس سے جان و مال کا کثرت سے نقصان ہوگا یہ سن کر مجھ کو دعا کے بھروسہ پر جوش آ گیا اور میں نے ان سے صاف کہہ دیا کہ ایسا ہرگز نہیں ہوگا اور میں پھر چند روز تک اس کام کیلئے دعا میں مشغول ہوا اور ... ہفتہ بعد میں نے اپنی پیش گوئی کو اخبار پایونیر میں شائع کرایا کہ

> زلزلہ والی پیش گوئی باطل ثابت ہو کر رہے گی اور ۲۔ اپریل ۱۹۰۹ء کو زلزلہ بالکل نہ ہوگا بلکہ بخلاف اس کے پلیگ اور کئی دیگر خراب تاثیریں اب چھاویں گی اس وقت تک کہ وہ خاص قدرت آسمانی جو کرہ ارض کو گھیر کر اس کو زلزلہ سے محفوظ رکھنے والی ہے اٹھا نہ لے جاوے۔

یہ مضمون میں نے علمی اصطلاح انگریزی میں شائع کرایا تھا جو اخبار پایونیر میں چھپ کر شائع ہوا اور ۲۳ مارچ کے کلکتہ کے انگریزی اخبار انڈین ایمپائر نے بھی اسکی نقل شائع کی۔ ان دونوں اخباروں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اردو اخباروں کے مضامین سے انہیں خبر نہیں اور نہ اردو اخباروں کو انگریزی اخباروں کے مضامین سے اطلاع۔ غرض کہ تاریخ مقررہ گذر گئی اور زلزلہ نہیں آیا۔ ہمارے یہاں یونیٹو؟ ڈاکٹر ہیں اور ان کے داماد کان پور سے لکھا کرتے تھے کہ یہاں پلیگ بکثرت ہے اور دو دو سو کیس روزانہ ہوا کرتے ہیں۔

ماہ اپریل کے ہفتہ اول کے ختم ہونے پر انہوں نے لکھا کہ یہاں پلیگ بالکل بند ہو گیا ہے اور پچھلے ہفتہ کے بیمار جلد اچھے ہوتے جا رہے ہیں۔

علیٰ ہذا القیاس فقرہ نمبر۳ مذکورہ بالا سے بھی کمی ثابت ہوتی ہے اور اپریل کے ہفتہ دوئم کی تعداد جو پایونیر اور انڈین ایمپائر میں شائع ہوئی ہے وہ بھی اسی امر کو

ثابت کرتی ہے بلکہ ملک حیدر آباد دکن میں تو اس ہفتہ صرف دو کیس مشتہر ہوئے ہیں غرض کہ یہ اس خاص کوشش دعا کا نتیجہ ہے جس کی مجھے توفیق ملی اور جو میں نے حسب تفصیل مذکورہ بالا کی۔

۶۔اس کے بعد اہل حدیث اخبار سے معلوم ہوا کہ وہ جوتشی دراصل بمبئی کا تھا جس نے ایک نہیں بلکہ متعدد پیش گوئیاں کی تھیں کہ

۲۔اپریل کو زلزلہ ہوگا اور ۱۹۰۹ء میں پلیگ بالکل کافور ہو جائے گا۔اور ۲۲،اپریل کو مسٹر تلک رہا ہوں گے۔وغیرہ۔

اب ۲۲۔اپریل بھی گذر گئی لیکن مسٹر تلک رہا نہیں ہوئے۔

۲۔اپریل کو زلزلہ بھی نہیں آیا اور نہ اب تک پلیگ پورے طور پر دفع ہوا۔

غرض کہ یہ پیش گوئیاں باطل ہو چکیں۔باقیوں کی نسبت بھی انہی پر قیاس کیا جا سکتا ہے پلیگ کی نسبت شاید وہ یہ کہہ سکے گا کہ اخیر سال تک بند ہو جاوے گا۔

سو واضح ہو کہ جب تک خاص کوشش نہیں کی جاوے گی پلیگ بند نہیں ہوگا جیسا کہ اوپر مذکور ہوا ہے کہ جو نمایاں تنزل ظہور میں آیا ہے وہ خاص کوشش دعا کا نتیجہ ہے۔

۷۔بلحاظ اس کامیابی کے جو مجھے پلیگ کے معاملہ میں حاصل ہوئی میں بڑے وثوق اور کامل اطمینان کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اگر میں اپنا کاروبار بند کر کے صرف اسی کام میں مشغول ہو جاؤں تو کم از کم ایک ماہ زیادہ سے زیادہ تین ماہ میں پلیگ قریب کل کے فنا ہو جاوے گا لیکن ابھی اس کی قسمت میں چندے ترقی کرنا لکھا ہے اور امسال دو بارشیں ہونی ہیں ایک موسم گرما میں دوسری ایام بارش میں اور اس کی وجہ سے پلیگ کا ترقی کر جانا ضرور ہے اور عجب نہیں جو پیش گوئی ہذا کے شائع ہونے تک وہ کم سے کم ملک پنجاب میں ترقی کر جاوے۔

اور یہ پیشین گوئی اسی تاریخ کی سمجھنا چاہیے جس تاریخ کو ۹۔اپریل والا پرچہ اہل حدیث مطالعہ میں آیا۔اس سے کم سے کم یہ تو ثابت ہو جاوے گا کہ جوتشی مذکور کی پیش گوئی محض غلط ہے و نیز یہ کہ پلیگ کی کمی محض مرزا کے مرنے کی وجہ سے نہیں ہوئی۔ اب جس وقت مجھے اپنے دیگر اشغال کی مصروفیت سے فراغت حاصل ہوگی اور لوگ پلیگ کی زیادتی کو بھی دیکھ لیں گے اس وقت میں از سر نو اس کام کی طرف متوجہ ہونگا۔

اور قبل اس کے اس امر کا بھی اعلان کر دونگا تا کہ لوگ اس فرق بیّن کو ذہن نشین کر کے غلط فہمی سے بچ نکلیں ۔علم غیب اور قدرت اور اختیار سب خدا کا ہے انسان کا کچھ بھی نہیں البتہ یہ امر خدا داد ہے وہ جس کو چاہے دیوے ذلك فضل الله یو تیه من یشاء و الله ذو الفضل العظیم ۔فقط ۔

راقم: اے زیڈ محمدی

شیخ الاسلام مولانا ثنا اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

تو کیا آپ بھی مرزا قادیانی کی طرح کسی منصب کے مدعی ہیں جس سے کچھ دنیاوی منفعت ہو سکے اگر نہیں ہیں تو پھر ایسے اعلانوں کی حاجت کیا ہے ۔آپ کی دعا سے مخلوق خدا کو فائدہ پہنچے تو آپ کو بھی بغیر جتلانے کے خدا کے ہاں سے اجر عظیم ملے گا ۔پس آپ کی دعا اگر واقعی ایسی ہے جس کے آپ دعویدار ہیں تو مبارک ہے آپ مخلوق کے حق میں دعا خیر کیا کریں خصوصاً مسلمانوں کے حق میں ہماری بتلائی ہوئی ایک یہ دعا بھی ضرور کیا کریں اللھم اجعل لنا من لد نك و لیّاً و اجعل لنا من لد نك نصیراً (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۸ مئی ۱۹۰۹ء ص ۳)

قادیانی مشن کلکتہ میں

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اپریل گذشتہ کو کلکتہ میں ایک مذہبی جلسہ ہوا تھا جس میں ہر ایک مذہب کے پیرووں کو شرکت کی دعوت دی گئی تھی ۔افسوس کہ اس جلسہ کی خبر ہم کو ایسے وقت میں ہوئی کہ ہم نہ تو اس میں شریک ہو سکتے تھے، نہ اپنا مضمون بھیج سکتے تھے ۔جس کا ہمیں سخت افسوس ہوا ۔لیکن یہ سن کر کہ قادیان سے ایک مشن اسلام کی تعلیم بتلانے کو جائے گی ہمارے افسوس میں کسی قدر تخفیف بھی ہوئی تھی، لیکن ساتھ ہی اس کے ہم کو خطرہ بھی تھا کہ لاہور کی آریہ کانفرنس کی طرح کلکتہ میں بھی قادیانی مشن عربی اسلام بجائے قادیانی اسلام کو نہ پیش کرے ۔نہایت افسوس ہوا جب ہم نے قادیانی پیش کردہ مضمون

قادیان کے رسالہ ریویو آف ریلی جنز میں پڑھا۔ جسکو دیکھ کر بے ساختہ ہمارے منہ سے نکلا:

وہی فرقت کی بیماری جو پہلے تھی وہ اب بھی ہے

سارے مضمون میں اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ اسلام سب لوگوں کو ایک نظر سے دیکھتا ہے اور ہر ایک قوم کے بزرگوں کی عزت کرتا ہے اسکے سوا باقی جو ہے اس کے عنوانات درج ذیل ہیں:

سلسلہ احمدیہ (مرزائیہ) کی حقیقت۔، سلسلہ کی مختصر تاریخ۔، احمدی نام کی حقیقت۔، شرائط بیعت۔، (سلسلہ مرزائے کا) اہم مقصد۔، ایک بڑی غلطی کی اصلاح (متعلقہ حیات مسیح)۔، مسیح کی آمد ثانی کا عقیدہ، وغیرہ

ان عنوانوں ہی سے ثابت ہوتا ہے کہ قادیانی مشن نے عربی اسلام کی وکالت نہیں کی بلکہ قادیانی وہی اسلام کی تبلیغ کی جس پر بحیثیت قادیانی مشن کے ہم ان پر الزام نہیں دے سکتے کیونکہ بحیثیت قادیانی ریپریذنٹیٹو (قائم مقام) ہونے کے وہ اور کچھ نہ کر سکتے تھے۔ ہاں الزام ہے تو ان پر یہ ہے کہ سلسلہ غالیہ احمدیہ کے جہاں اتنے عنوانات اور بیانات مقرر کیئے تھے ایک بہت ضروری عنوان کو چھوڑ گئے وہ یہ ہے:

بانی سلسلہ غالیہ احمدیہ کا انجام

اس عنوان میں ان کو وہ واقعات لکھنے چاہیے جو مرزا صاحب بانی سلسلہ غالیہ نے اپنی زندگی سے وابستہ کیئے تھے اور جن واقعات کا اپنی زندگی میں ہونا ضروری لکھا تھا مگر وہ آخر دم تک نہ ہوئے۔ مثلاً آسمانی منکوحہ کا ان کے نکاح میں آنا جس کی بابت لکھا تھا کہ اگر یہ نکاح نہ ہو تو میں تمام بدوں سے بدتر ہونگا۔

ڈاکٹر عبدالحکیم خان کا مرزا کی زندگی میں مرجانا جو اب تک زندہ ہیں۔

سب سے اخیر صاف اور بین فیصلہ قابل ذکر وہ تھا جو اس خاکسار سے مرزا آنجہانی کے اپنے قلم کا لکھا ہوا شائع شدہ ہے جس کا نام ہے مولوی ثناء اللہ صاحب سے آخری فیصلہ۔ جس میں صاف صاف اور کھلے کھلے لفظوں میں مرقوم تھا اور ہے کہ مولوی ثناء اللہ میری (یعنی مرزا قادیانی کی) زندگی میں طاعون یا ہیضہ وغیرہ سے نہ مریں تو میں (یعنی مرزا قادیانی) خدا کی طرف سے نہیں ہونگا بلکہ جھوٹا ہونگا۔ یہ اشتہار کیوں دیا

تھا؟ اس کی وجہ خود اسی اشتہار میں مرقوم ہے کہ مولوی ثناء اللہ نے میرے (مرزا قادیانی کے) سلسلہ کو بیخ و بنیاد سے ہلا دیا ہے مجھے اور میرے سلسلے کو اس نے سخت نقصان پہنچایا ہے وغیرہ پھر آخر کیا ہوا؟ یہی کہ

لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر
کذب میں سچا تھا پہلے مر گیا

پھر کون کہہ سکتا ہے کہ سلسلہ غالیہ احمدیہ کے قائم مقاموں نے ایک ایسے اہم تاریخی واقعہ کو چھوڑنے میں انصاف کا خون نہیں کیا۔ جب شروع میں اس کو درج نہیں کیا تو اب ان سے کیا توقع ہو سکتی ہے۔

باقی رہے ان کے مذکورہ عنوانات متعلقہ سلسلہ مرزائیہ، سو ان کے متعلق اس قدر مباحث طویل ہو چکے ہیں کہ مزید کی حاجت نہیں۔ دیکھنا اور دکھانا یہ چاہیے تھا کہ انجام کس کی فتح ہوئی۔ و العاقبۃ للمتقین

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۴ جون ۱۹۰۹ء ص ۱۔۲)

کبھی تو سچ بھی بولا کرو

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی مشن کی بنا جس ریتلی نیو (بنیاد) پر ہے اس پر قیاس کر کے یہ تعجب بالکل بے جا ہے کیونکہ:

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا میرود دیوار کج

مگر ہم سمجھتے تھے کہ الکذوب قد یصدق (جھوٹا بھی کبھی سچ بول دیا کرتا ہے)
لیکن قادیانی اخباروں کو اس کے بھی برخلاف پایا۔ چنانچہ اڈیٹر بدر قادیان لکھتا ہے:
جالندھر میں آج کل وعظ کی مجلسیں قائم ہو رہی ہیں۔ چنانچہ سنا گیا ہے

کہ ایک جگہ مقلدوں اور غیر مقلدوں کے درمیان جھگڑا ہو کر نوبت یہاں تک پہنچی کہ ناچار ان میں سے بعض کا وعظ بند کرنا پڑا۔ سنا گیا ہے کہ اس فتنہ کی ابتداء مولوی ثناءاللہ امرتسری کی طرف سے ہوئی۔ (بدر ۲۰ مئی ۱۹۰۹ء)

تفصیل اس کی یہ ہے کہ بستی لداں (جالندھر) میں ایک مختصر سا جلسہ تھا جس میں دو تین سال سے میں مع اپنے احباب کے جایا کرتا تھا۔ جناب مولانا غلام محمد ہوشیارپوری بھی شریک ہوا کرتے تھے۔ جلسہ کی غرض و غایت صرف وعظ و نصیحت اور اخلاقی تعلیم تھے۔ مجھ سے اس جلسہ کا تعلق تھا کہ جو تاریخ میں مقرر کروں وہی ہوتی تھی۔ امسال جلسہ ہذا سے پیشتر شہر جالندھر میں بعض جگہ مولود کی مجلسیں ہوئیں، جن میں مولوی وصی احمد پیلی بھیت والے کے صاحبزادے مولوی عبدالاحد اور حافظ جماعت علی شاہ صاحب کے مرید مولوی محمد عظیم کاتب وغیرہ بھی شریک تھے۔ بانیان جلسہ میں سے بعض ناواقفوں نے ان کو بھی شرکت کی دعوت دی، چنانچہ وہ شریک ہوئے۔ میں مع برادرم مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی اور عزیزی مولوی محمد ابو القاسم بنارسی جب پہنچے تو محمد عظیم کاتب تقریر کر رہا تھا۔ اثناء تقریر میں مسلمانوں کی بے اتفاقی کا ذکر کرتے کرتے تقریر کا رخ اسی طرف پھر گیا کہ سلطنت اسلامیہ کی کمزوری سے ایسے فتنے پیدا ہوئے کہ لوگ عبادتیں گھٹانے لگے، بیس تراویح کی آٹھ کر دیں وغیرہ۔ چونکہ یہ بیان صریحاً جماعت اہل حدیث پر حملہ تھا جو جلسہ کی غرض و غایت کیخلاف تھا، اس لئے میں نے کھڑے ہو کر کہا کہ یہ جلسہ اس غرض کے لئے نہیں ہے، بلکہ اخلاقی مسائل کے بیان کے لئے ہے۔ آپ اس قسم کی گفتگو چھوڑ دیں۔ مگر حافظ جماعت علی شاہ کے فیض یافتہ مرید سے یہ توقع کیونکر ہوسکتی تھی کہ وہ مرنجاں مرنج کے پاکیزہ اصول کا پیرو ہوتا جو اصل الاصول صوفیا کرام کا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ آپ اپنے وقت میں میرا جواب دیجئے گا۔ میں نے کہا یہ جلسہ مناظرہ کا نہیں، اگر آپ کو مناظرہ کا شوق ہے تو ہم حاضر ہیں۔ بلایئے اپنے علماء کو اور سامنے کھڑے ہو جایئے۔ چونکہ میری شکایت بالکل بجا تھی اسلئے جمہور حاضرین نے میرا ساتھ دیا، اور کاتب صاحب کو اس روش کے چھوڑنے پر مجبور کیا۔ باوجود چھوڑنے کے پھر ایک دفعہ حملہ کیا تو معزز حاضرین نے پھر ٹوکا۔ آخر کار مجبور ہو کر اس نے تقریر کو بند کیا۔ بعد عصر میری

تقریر تھی، ہم اور ہمارا خدا، جس پر نکتہ چینی کرنے کو تمام پارٹی کیل کانٹوں سے لیس ہو کر بیٹھی تھی کہ اتنے میں مرزا محمد ظفر اللہ خان صاحب سب جج جالندھر تشریف لے آئے۔ بس پھر تو کیا تھا اپنی اپنی جگہ سب بیٹھ گئے۔ میری ساری تقریر میں مرزا صاحب بیٹھے رہے۔ میں تقریر پوری کر کے ہوا خوری کے لئے چلا گیا۔ رات کو فریق ثانی کی تقریر ہونی تھی، مگر مرزا محمد ظفر اللہ صاحب جج نے جب ان کے تیور دیکھے تو فرمایا کہ بس رات کو جلسہ نہ کیا جائے۔ چنانچہ بانیان جلسہ نے تمام استر بستر اٹھا کر تہہ کر دیا مگر پیلی بھتی صاحبزادے نے بڑی خفگی کے لہجے میں کہا کہ میری اس میں ہتک ہے، میں تم پر نالش کرونگا۔ آخر بصد دقت کوٹھے پر بیٹھ کر کچھ نعت خوانی کی اور کچھ جوش نکالا اور چلتے بنے۔ مرزا محمد ظفر اللہ صاحب نے بانیان جلسہ کو یہ بھی فرمایا کہ تم لوگوں نے ان (فریق ثانی) کو کیوں بلایا۔ جلسوں میں تو بڑے سلجھے ہوئے آدمیوں کا شریک ہونا مفید ہوتا ہے نہ کہ ایسوں کا۔

شیخ الاسلام امرتسری مذکورہ بالا روداد بیان کر کے لکھتے ہیں:

ناظرین باانصاف غور فرماویں کہ اس میں میرا قصور اور میری طرف سے فساد تھا، یا فریق ثانی کی طرف سے۔

ہاں یاد آیا لاہور میں مولوی محمد ابراہیم صاحب لاہوری ناظم انجمن مجاہدین نے مولوی محمد عظیم سے کہا کہ تم نے ایسی تقریر کیوں کی، تو عظیم صاحب نے جواب دیا کہ میں نے دانستہ یہ حرکت کی تھی تا کہ مولوی ثناء اللہ کا جالندھر میں آنا بند ہو جائے۔ وجہ تو معقول ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پیلی بھیتی صاحبزادے اور ان کی پارٹی کی بابت خود فریق ثانی کی رائیں بھی ہم نے اچھی نہ پائیں۔ ایک بڑے بزرگ حنفی کا قول جو نواح جالندھر میں پیر و مرشد مانے جاتے ہیں ہم نقل کریں تو شائد ہمارے ذمہ لگایا جاوے، اس لئے ہم اس پارٹی کی جالندھر سے روانگی پر صرف ایک شعر لکھتے ہیں جو بوقت روانگی اس پارٹی نے جالندھر کو مخاطب کر کے پڑھا ہوگا

نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے ہیں لیکن
بہت بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۴ جون ۱۹۰۹ء ص ۳۔۴)

مرزائی مشن کے متعلق مکالمہ

مرزا محمد امیر بیگ، پٹی ضلع لاہور سے لکھتے ہیں:

از جانب محمد امیر بیگ پٹی بنام مولوی محمد صادق صاحب قادیانی دام محبتہ

پس از سلام وعلیکم متقدمہ خدمت ہوں کہ بجواب عالی نامہ آپ کو تکلیف دی جاتی ہے کہ معروضات راقم پر توجہ فرما کر جواب باصواب سے معزز فرماویں گے۔ غالبا آپ کی توجہات و ہمدردی سے شبہات رفع ہو جاویں گے۔ زیادہ سلام۔

قول نمبر (۱) مولوی صاحب: میں نے عرض کی تھی کہ آپ خود تشریف لاتے بلکہ چند اور فہیم آدمیوں کو ساتھ لاتے جو حق کی تلاش میں ہوں سب باتوں کا جواب عرض ہو سکتا تھا مگر آپ نے پسند نہ فرمایا۔

عرض نمبر (۱) از جانب محمد امیر بیگ۔ جناب من آپ کے آنے سے پیشتر ایک متقی شخص امام دین نامی مرزا غلام حیدر بیگ کی خدمت میں جن کا دعویٰ ملہم ہونے کا تھا اور بلکہ بحوالہ الحکم ۱۷ فروری ۱۹۰۵ء قابل خطاب بنی تھی معہ رسالہ آئینہ صداقت حاضر ہوا تھا اور صفحہ ۵۲ کو مع براہان احمدیہ پیش کر کے عرض کیا تھا کہ یا عیسیٰ انّی متوفّیك کے نیچے یہ کلمات نہیں ہیں کہ موت طبعی سے ماردیگا۔ کلمہ وفات موت طبعی و غیر طبعی پر بھی بولا جاتا ہے ہم کو یہ کلمات جیسا آئینہ صداقت والا کہتا ہے براہان احمدیہ میں دکھایا جاوے اور الہام واللّٰہ یعصمك من النّاس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کی شرارت سے بچایا جاویگا، اللہ کے عذاب اور آفت اور وبا سے بچنے کے لیے اس سے نہیں نکلتا، رسالہ والہ کا دعویٰ ٹھیک نہیں ہے، اگر کسی دوسرے موقعہ پر یہ کلمات براہان احمدیہ میں درج ہیں اُس کا پتہ نمبر صفحہ بتلایا جاوے ہم دیکھ لیویں گے، مرزا صاحب نے سختی سے جواب دیا تھا اس نے بھی اس کی مثیل مرزا کر دیا تھا مرزا صاحب کو برداشت کہاں تھی آخر الامر وہ بیچارہ اُن کی ذریت کے ہاتھ سے مضروب ہو کر خاموش رہا اس حرکت ناشائستہ سے باشندگان قصبہ نہایت ناراض ہوئے تھے اسی وجہ سے میرے ہمراہ کسی نے

آپ کے پاس آنا پسند نہ کیا، میں نے مجبور ہوکر آپ پیغام دعوت دیا تھا اس تقریب پر اگر آپ میرے مکان تشریف لاتے تو اکثر آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر مستفید ہوتے اور آپ کی خدمت جان و مال سے کر دیتے خواہ آپ کے کیسا ہی خیالات موافق یا مخالف ہوتے۔ آپ نے میرے معروض پر کچھ توجہ نفرمائی بلکہ طنزاً الزام رشوت خور تحریر فرمایا جو آپ کی شان سے بعید تھا۔

نمبر۲۔ مرزا غلام حیدر بیگ تو فوت ہوگئے وہ بہت ہی نیک آدمی تھے اُن کی اولاد کو بھی میں نے بانماز اور باغیرت متعلق دینی پایا ہے۔

جواب۔ مرزا (غلام حیدر) صاحب نے مجھ کو بذریعہ تحریر خود اطلاع (دی) ہوئی ہے کہ میں ملہم ہوں، آپ اتفاقیہ تشریف لائے تھے آپ کو دکھلانے کے لیے نماز پڑھ لی گئی ہوگی۔ مرزا (غلام حیدر) صاحب کی وفات کے بعد کل رسوم جو مخالفین کیا کرتے ہیں عمدہ طور سے اُنہوں نے ادا کیا ہے جو سراسر مخالف اسلام ہیں آپ ان کو غیرت مند دین ایک ہی شب میں جان گئے ہیں اور ہم تو رات دن ان کے حالات سے بخوبی ماہر ہیں کہ وہ قواعد اسلام وشرائط بیعت مرزا صاحب کو پس پشت ڈال رہے ہیں، اگر یہ غیرتمندی ہے تو بس اسلام کو سلام ہے۔ مرزا صاحب متوفی کو ہمدردی سے بہت ہی ضد تھی ان کی طبعیت ضد اور حسد سے پاک نہ تھی۔ تھوڑا عرصہ ہوا کہ ایک نمبردار پر نالش جھوٹی کردی کہ یہ لائق نمبرداری کے نہیں ہے ہم کو ملجاوے۔ عدالت سے یہ نالش بوجہ بے اصل ہونے کے خارج ہوگئی۔ یہ تمثیل سنداً آپ کو ان کے خیالات کی بتلائی گئی ہے ذریت کا چال چلن فقرہ نمبر ۱ سے تصدیق ہوسکتا ہے زیادہ تشریح ضروری نہیں ہے۔ اور صفحہ ۹۶ آئینہ صداقت پر درج ہے کیا اس باہمی اخوۃ اور محبت کو چھوڑ دیویں جو آپ کی طفیل ہمارے درمیان پیدا ہوگئی ہے اس مضمون سے امید تھی کہ کل جماعت احمدی میں مرزا صاحب قادیانی کی تعلیم سے ایسا اثر پیدا ہوگیا ہوگا مگر جب آپ تشریف لائے تو بعض احمدی آپ کی خبر پا کر عمداً گھر سے غیر حاضر ہوگئے تا کہ طلبی چندہ سے بچ جاویں تاروانگی آپ کے گھر میں واپس نہیں آئے تھے۔ اس تازہ واقعہ سے زیادہ اطمینان ہوگیا ہے کہ یہ دعویٰ مصنف صاحب رسالہ آئینہ صداقت زبانی ہے عملی نہیں۔

نمبر۳ مولوی صاحب۔ جن امور کی طرف اشارہ کر کے آپ نے مجھے مرزا غلام حیدر

بیگ کے مکان پر ٹھہرنے سے منع کرتے ہیں کچھ زیادہ یہاں کے بعض لوگ آپ کی طرف منسوب کرتے ہیں اور آپ کی اندوختہ زمانہ ملازمت کے مکدرات کے چہ میگوئیاں کرتے ہیں تب بھی آپ کی نسبت ان کو غنیمت سمجھتا ہوں کیوں کہ یہ غداری اور بغاوت کے اس بڑے گناہ سے بچے ہوئے ہیں انہوں نے خدا کو مامور کو مان لیا۔''

جواب نمبر ۳۔ بیشک زبان سے مان لیا اور عمل سے تکذیب کی اور چہ میگوئیاں سے کوئی فرد بشر بزرگ و یا حکیم ہو محفوظ نہیں رہ سکتا۔ چونکہ آپ تصدیق حصول مال حرام ہو چکی ہے تو یہ آپ کس واسطے مجھ کو ہدایت خریداری البدر اب فرماتے ہیں۔ کیا وہ رقم آپ کے ہاتھ میں پہونچ کر پاکیزہ ہو جاوے گی۔ علاوہ اس کے یہ بات ظاہر کر رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے راقم کو ایسی حرکات ناجائز سے بچا رکھا ہے کیوں کہ جب کسی موقعہ پر کسی زمیندار نے اپنے رواج پر راقم کو کسی رقم کے دینے کے لیے مجبور کیا وہ زمیندار معہ رقم کے بذریعۂ درخواست راقم عدالت میں پیش ہوا اور وہ رقم خزانہ سرکار میں ضبط ہو کر جمع ہو گئی اگر آپ کی تسلی نہووے تو ایسے مقدمات کی نقل ان اضلاع سے جہاں میں رہ چکا ہوں لے کر اطمینان کر سکتے ہیں چہ میگوئیاں کرنے والے میرے ایام ملازمت ۳۷ سالہ میں اُن اضلاع میں نہیں گئے جو میرے حالات اور برتاؤ سے واقف ہوتے عام طور پر چہ میگوئیاں کرنی محض فضول ہیں آپ اگر اُن سے کوئی سند خاص طور پر طلب فرماتے تو وہ منکر ہو جاتے۔

نمبر ۴ مولوی صاحب: جو خدا کے مامور کا انکار کرتے ہیں خدا ان پر سخت ناراض ہے کیونکہ اُنہوں نے خدا کے فرستادہ کا انکار کیا ہے وہ جہنم میں گرائے جائینگے سخت گرم بھپھے جس سے بدن جھلس جاوینگے اس سے ڈرنا چاہئے غرض اس سلسلہ کے مخالف جس گنہ کے مرتکب ہوئے ہیں وہ سخت گنہ ہے۔''

جواب نمبر ۴۔ مرزا (غلام احمد) صاحب آپ کے اس اصول بیان کردہ کے مخالف ہیں کیوں کہ وہ ازالہ اوہام میں تحریر فرماتے ہیں کہ میرے نہ ماننے سے کوئی مسلمان جہنمی اور کافر نہیں ہو جاتا اور مولوی نورالدین صاحب بحوالہ الحکم مورخہ ۲ جولائی ۱۹۰۴ء میں شائع کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص جو کہ ضد اور تعصب سے تو پاک ہے اور سچی ارادت سے حق کا طالب ہے اور اس لیے کسی کو متقی مان کر اُس کی تقلید سے وہ حضرت امام علیہ السلام کا

منکر ہے تو میرے نزدیک معذور ہے جب تک کہ اللہ تعالیٰ اُس پر حقیقت کو واضح نکردے۔ اور اخبار بدر مورخہ ۱۲ ر فروری ۱۹۰۹ء میں ایک تازہ فیصلہ من جانب نورالدین صاحب درج ہے کہ ایک شخص نے مجھے ایک خاص آدمی کے بارے میں پوچھا کہ آپ اسے کیا سمجھتے ہیں؟ میں نے کہا نیک ہے بزرگ ہے۔ اس کے بعد اُس نے مجھ سے پوچھا کہ وہ تو مرزا صاحب کا مخالف ہے۔ میں نے کہا پھر کیا ہو، آدم کی خلافت پر اوسکے خلاف کہنے والے تو ملائکہ کہلاتے ہیں۔ پس اون فیصلہ جات سے آپ کا سب دعویٰ باطل ہے اور مامور من اللہ قادیان کے مخالفت سے کوئی نقصان نہیں ہوسکتا پس مرزا صاحب کی بغاوت اور غداری سے وہ قابل مواخذہ نہیں ہوگا۔ اور سزا جسمانی کے متعلق مرزا صاحب ازالہ صفحہ نمبر ۳۵ میں لکھتے ہیں ایسا خیال تو سراسر جسمانی اور یہودیت کی سرشت سے نکلا ہوا۔ اور صفحہ ۳۶۴ میں تحریر ہے کہ روحانی طور پر لوگ میدان حساب میں بھی ہوں گے اور بہشت میں بھی پس آپ کا وہ قول کہ بدن جھلس جاویں گے باطل ہوا اور راقم ایک عرصہ تک ایک ایسے بزرگ کی خدمت میں حاضر رہا ہے جس کے اتقاء کی نسبت مرزا صاحب کو بھیب ہت بڑا اعتراف ہے اُس کا ثبوت فقرہ ذیل سے آپ کو معلوم ہوجائے گا۔

خط بنام مولوی احمد اللہ صاحب امرتسر مندرجہ الحکم ۲۲ فروری ۱۹۰۴ء

محض مصلحت دینی کی وجہ سے آنمکرم کو تکلیف دیتا ہوں کیوں کہ دیکھتا ہوں کہ تقویٰ جو رأس الخیرات ہے آن مکرم میں پایا جاتا ہے اور ہر ایک امر دینی اور فہم اور فراست اور درایت کا تقوی پر موقوف ہے۔ فقط

پس مامور من اللہ کے منکروں کیلیے فیصلہ جات مذکورہ صدر کافی ہیں اور آپ کی دلائل سب باطل ہیں۔

نمبر ۵ مولوی صاحب: یہ ظاہر کردینا ضروری خیال کرتا ہوں کہ آپ کے تمام سوالات فروعی ہیں اور اصولی رنگ میں آپ نے کوئی امر پیش نہیں کیا۔‘‘

جواب نمبر ۵۔ مرزا صاحب کسی اصول پر قائم نہیں رہتے اس واسطے اُن پر اعتراضات بذریعہ اخبار واشتہار شائع ہوتے رہے ہیں اور درخت پھل اپنے سے پہچانا جاتا ہے اور پھل فروع نہیں ہوتے ہیں نہ کہ اصول میں اس واسطے چند امور فروعی طور پر پیش ہوئے

ہیں نظیراً آپ کا خیال اور مرزا صاحب ونورالدین کے خیالات کا اندازہ فقرہ نمبر ۴ سے ہویدا ہے زیادہ تشریح کی ضرورت نہیں ہے۔

نمبر ۶ مولوی صاحب۔ ہمار اُن کو نبی ماننا سوا ان معنوں میں سے نہیں جو آپ سمجھتے ہیں اس کی تشریح بارہا ہوچکی۔''

جواب نمبر ۶۔جن معنوں سے آپ نے اُن کو نبی سمجھا ہوا ہے اُن معنونکی تردید بھی بارہا اخبارات میں ہوچکی ہے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں اور شیخ محمد معصوم صاحب اپنی مکاتب میں لکھتے ہیں:

دوازحصول کمالات نبوۃ بعض افراد امت را بطریق تبعیت ووراثت لازم نمی آید کہ آن نبی باشد ویا مساواۃ با نبی پیدا کند چہ حصول کمالات دیگر است وحصول منصب نبوت دیگر است۔''

پس یہی قول شیخ صاحب آپ کیلئے کافی ہوگی آپ کے معنوں سے مرزا کو بعض انبیاء سے افضل نہ جانے اور نہ اُس کو نبی مانے اور ذومعنی الفاظ سے بہ تعمیل لاتقولوا راعنا پرعمل فرماویں۔

نمبر ۷۔مولوی صاحب: لفظ بروز کے جو معنی آپ نے سمجھے ہیں یہ درست نہیں ہیں۔''

جواب نمبر ۷۔ بروز کے معنی ظاہر ہونا اور باہر نکلنا۔ دیکھو منتخب اللغات اور قرآن شریف میں

(۱)برزوا للّٰه الواحد القهّار(ابراهيم :٤٨) (٢) و برزوا للّٰه جميعا(ابراهيم :٢١) (٣) يوم هم بارزون لا يخفىٰ على اللّٰه (غافر :١٦)(٤) ولما برزوا لجالوت (البقره : ٢٥٠) (٥) قل لوكنتم فى بيوتكم لبرزالذين كتب عليهم القتل(آل عمران :١٥٤) (٦) فاذا برزوا من عندك (النساء:٨١)

اس سے ثابت ہوا کہ احکم الحاکمین کے نزدیک بروز اس کو کہتے ہیں جو جسم چھپ گیا تھا وہی آشکارا ہوجاوے اوجھل جسم سامنے آجاوے پس یہ نہیں ہوسکتا کہ اس لفظ کا اطلاق ایک ایسے غیر شخص پر کیا جاوے جو خود بھی شخصیت کے لحاظ سے اپنا غیر ہونا تسلیم کرتا ہوں اگر آپ بروز کے معنی قرآن شریف سے اس کے برخلاف ثابت کر کے

دکھلا دیویں تو بہتر ہوگا ہم اس غلطی کو مان لیں گے اور کتب سیر میں کثرت طرق کے ساتھ یہ امر بیان کیا گیا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر وجود سنور کا سایہ نہ تھا شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ کسی مدعی کو بطور مجاز بھی کہنے جرأت نہ ہو سکے کہ میں ظل محمد ہوں کیوں کہ جس چیز کی حقیقت بھی موجود نہیں اُس کے لیے مجاز کیوں کر ہوسکتا ہے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چند اصحاب کو مشابہ دیگر انبیاء وخود اپنی زبان مبارک سے فرمایا تھا تاہم کسی اصحاب نے بعد وفات رسول کریمؐ کے دعویٰ بروز یا مشابہت نہیں کیا تو یہ دیگر بزرگان کی اس میں کیا سند ہوسکتی ہے قرآن وحدیث کو چھوڑ کر پشتینی سجادہ نشینوں کی مثالیں پیش کرنا کیا درست ہے اور جب رسول کریمؐ نے فرمایا تھا خبردار میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میں خاتم النبین ہوں تو آں حضور کو نبی کے معنی نہ آتے تھے اور جزوی نبی اور ظلی نبی کا علم نہ تھا آج تک امت محمدیہ میں سے جماعت احمدی کے سوا کسی کو یہ علم نہ ہوا کہ جزوی یا تمثیلی لحاظ سے نبی اور رسول آتے رہیں گے۔

نمبر ۷ مولوی صاحب۔ اگر آپ لوگ چاہتے ہیں کہ دوسرا نبی آوے جو ظاہری رنگ میں تلوار پکڑے اور عیسائیوں کو قتل کرے۔

جواب نمبر ۷۔ ایسے عقیدہ کی تردید بذریعہ رسالجات اور اخبارات شائع ہوچکی ہے تاہم آپ دیدہ دانستہ معترض ہیں دیکھو اخبار اہل حدیث ورسالہ اشاعۃ السنہ۔

نمبر ۸ مولوی صاحب۔ رسالہ البرہان صریح حضرت صاحب کی تصنیف نہیں ہے مجھے یاد نہیں کہ اس میں کیا لکھا ہے لیکن اس کے مصنف اللہ تعالیٰ کے فضل سے زندہ موجودہ ہیں آپ ان کو خط لکھ کر دریافت کرلیں۔

جواب نمبر ۸۔ میں نے آپ کو بذریعہ خط لکھ دیا تھا کہ یہ رسالہ نزد غلام محمد احمدی حاضر الوقت کے پاس پٹی میں موجود ہے طلب کرکے دیکھ لیں اور تفسیر جلالین وبیضاوی بھی جن کے حوالہ رسالہ مذکور میں درج تھے آپ کے ملاحظہ کے لیے بھیج دئے تھے آپ نے تفاسیر واپس بھیج دیا تھا صرف آپ نے دفع الوقتی کو پسند فرمایا تھا۔

نمبر ۹۔ اگر بخاری شریف یہاں ہوتی اور اصل عبارت دیکھا جاتا تب کچھ کہا جاسکتا ہے جب تک کہ میں اصل عبارت کو پڑھ نہ لوں اس کے متعلق کچھ کہنا طریقہ تقویٰ کے برخلاف سمجھتا ہوں۔''

جواب نمبر ۹۔ بخاری میرے پاس موجود تھی طلب فرما کر دیکھ لیتے۔ آپ روانگی کے خیال میں تھے اس واسطے طلبی کا موقعہ نہ ملا ہوگا۔ اب آپ دیکھ کر قادیان سے جواب بھیج دیویں۔

نمبر ۱۰۔ مولوی صاحب۔ مرزا صاحب ان پڑھ تھے قریب بیس کے عربی کتابیں نظم ونثر میں لکھ کر شائع کر دیں اُن کے مقابل میں کوئی کتاب ایسی فصیح وبلیغ عربی لکھ نہ سکے۔''

جواب نمبر ۱۰۔ اکثر علماء نے عربی عبارت کی غلطیاں نکال کر مشتہر کر دی تھیں وہ نمائیں تو علما کا کیا قصور ہے اور آریہ جماعت والوں کا اعتراض ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کیا ضرورت تھی جو حوا کو آدم کی پسلی سے پیدا کیا۔ یہ اعتراض مرزا صاحب سے حل نہ ہوسکا بلکہ اس کے متعلق مرزا صاحب کا خیال ہے کہ حوا کو علیحدہ پیدا نہیں کیا بلکہ آدم کی پسلی سے ہی اس کو نکالا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں فرمایا ہے وخلق منها زوجها یعنی آدم کے وجود سے اس کا جوڑا پیدا کیا۔ اور مولوی نورالدین صاحب نے اس اعتراض کو اچھی طرح سے رفع کیا وہ رسالہ نورالدین کے صفحہ نمبر ۶۲ میں تحریر فرماتے ہیں کہ پسلی کا لفظ بھی قرآن میں نہیں ہے خلق منها زوجها سے ہر دو صاحبان سند پیش کرتے ہیں جب کہ ایک ہی جماعت والے کے دعویٰ برابری ویا زیادہ بڑھ کر اپنی اپنی لیاقت علمی دکھلا رہے ہیں پھر مخالفین کب باز رہ سکتے ہیں اس قدر تصانیف کثیرہ سے مرزا صاحب کو معرفت الٰہی پیدا نہ ہوئی تو پھر صرف تضیع اوقات ہے اس کی تصدیق کے لیے یہ الہام انت لاتعرفین القدیر اور یہ الہام 'وہ کام جو تم نے کیا خدا کی مرضی موافق نہ ہوگا' کافی ہیں۔ دیکھو حقیقۃ الوحی۔

نمبر ۱۱ مولوی صاحب۔ یہ جو آپ نے فرمایا ہے کہ مرزا صاحب نے ایک جگہ لکھا کہ حضرت عیسیٰؑ کی قبر کسی پہاڑ پر ہے اور دوسری جگہ لکھا ہے کہ کشمیر پر ہے یہ باتیں حضرت موصوف نے قوم عیسائی وغیرہ کے مسلمات اور تاریخی امور کے حوالے سے لکھی ہیں۔

جواب نمبر ۱۱۔ صاحب کی حدیث جو بیہقی میں بدیں مضمون درج ہے

کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم من السّماء وامامکم منکم نہ مانا جاوے اور مسلماۃ قوم عیسائی وغیرہ سے اہل اسلام پر اعتراض کیا جاوے حالانکہ اس حدیث سے

مورخین کی عمدہ طور سے تردید ہورہی ہے آپکو اس حدیث کی نسبت حسب قواعد جماعت احمدیہ کے اعتراض ہو تو تحریر فرمادیں

نمبر۱۲ مولوی صاحب۔ آپ کا یہ فرمانا کہ کسوف خسوف ماہ رمضان میں پہلے سالوں میں ہوتا رہا ہیاس کے متعلق عرض ہے کہ اول تو یہ دیکھنا چاہیئے کہ جن تاریخوں کی قید اس حدیث میں لگائی ہے آیا ان تواریخوں میں اسی طرح وہ کسوف وخسوف ہوتی تھیں یا نہیں دوسرا اس زمانہ میں کسی نے مسیح ومہدی ہونے کا دعویٰ بھی کیا ہے یا نہیں کیا تھا۔

جواب نمبر۱۲۔ یہ مسئلہ میرے مسودہ میں بحوالہ رسالہ البرہان الصریح کے درج تھا آپ نے بلا مطالعہ رسالہ مذکور کے یہ جواب تحریر کردیا اور فتویٰ نمبر ۹ کے مضمون کو آپ اس موقعہ پر بھول گئے اور برخلاف قواعد تقویٰ کے جواب تحریر فرمایا اور دوئم یہ عرض ہے کہ یہ دعویٰ جماعت احمدی کہ ہماری مہدی کے واسطے دونشان ہیں جو ابتداء پیدائش زمین آسمان سے آج تک نہیں ہوئے یعنی قمر تو رمضان کی اول شب میں گہنائیگا اور سورج اس کے نصف میں گہنائیگا یہ ایک موضوع قول ہے جس کو دارقطنی میں امام محمد باقر کی طرف منسوب کیا گیا ہے اس کو مرزائی بڑے دعویٰ کے ساتھ ہمیشہ مرزا صاحب کی تصدیق میں پیش کیا کرتے ہیں۔ سوئم تاریخوں کی نسبت شیر پنجاب نے عمدہ طور سے جوابات مشتہر کیئے ہوئے ہیں چہارم مرزائی لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر اس حدیث میں پہلی رات مراد ہوتی تو اس جگہ ہلال کا لفظ چاہیئے تھا نہ کہ قمر کا کیوں کہ کوئی شخص اہل لغت واہل زبان سے پہلی رات کے چاند پر قمر کا لفظ اطلاق نہیں کرتا بلکہ وہ تین رات تک ہلال کے نام سے موسوم ہوتا ہے آپ بتلائے کہ آیات ذیل میں کیا قمر سے مراد محض وہ چاند ہے جو تین تاریخوں سے بعد کا ہو والقمر قدّرناہ منازل حتّی عاد کالعرجون القدیم زبان عرب میں چاند کے واسطے اسم جنس سواء القمر کے اور کیا ہے کیا قرآن مجید نے لغت عرب کے خلاف قمر کا لفظ چاند کیواسطے غلطی سے استعمال کیا اور تیسری تاریخ کی رات پر بھی لفظ قمر کا استعمال کیا جاتا ہے دیکھو مظاہر حق صفحہ ۲۱ کان رسول اللّٰہ ﷺ یصلّیھا سکوت القمر الثالثۃ پس ان دلائل سے دعویٰ مرزائیاں باطل ہے آپ انصاف فرما کر غور کریں اور اگر میں غلطی پر ہوں تو اصلاح کردیویں۔

نمبر۱۳ مولوی صاحب۔ آپ کہتے ہیں کہ ایک حدیث ہے جس میں لفظ آسمان کا مسیح کے

متعلق موجود ہے مرزا صاحب کو معلوم نہ تھا لیکن یہ سوچنا چاہئے کہ اگر مرزا صاحب کو معلوم نہ تھا تو کیا علماء کو بھی معلوم نہ تھا یا بھول گئے تھے۔

جواب نمبر ۱۳۔ آپ لوگ بھول رہے تھے علماء نے تو وہ حدیث مشتہر کردی تھی دیکھو صفحہ نمبر ۱۲۲ تفسیر ثنائی۔ تا حال جماعت احمدی کی طرف سے سکوت ہے وہ حدیث فقرہ نمبر ۱۱ میں درج ہو چکی ہے۔

نمبر ۱۴ مولوی صاحب۔ حالانکہ چاہئے تھا کہ جب سے نشانات پورے ہو چکے تھے اگر یہ ایک بھی نہوتا تب بھی مان لیا جاتا۔''

جواب نمبر ۱۴۔ مرزا صاحب حقیقۃ الوحی نمبر ۳۲۹ پر تحریر فرماتے ہیں کہ ایک جھوٹ کے مقابل میں ہزار نشانیاں بھی مفید نہیں آپ اس کے برخلاف کہتے ہیں کہ مان لیا جاوے۔

نمبر ۱۵ مولوی صاحب۔ انجیل میں طاعون کے متعلق جو حوالہ آپ نے ذکر کیا ہے یہ حوالہ انجیل میں نہیں ملتا بہرحال عرض کرتا ہوں کہ طاعون کا ذکر انجیل کی کتاب مکاشفات اخری باب میں ہے نیز متی کی چوبیسویں باب میں ہے جو کہ آپ نے نکال کر دیا ہے۔''

جواب نمبر ۱۵۔ انجیل کی کتاب مکاشفات کا آخری باب نمبر ۲۲ ہے اور مرزا صاحب نے باب نمبر ۲۲ کا پتہ دیا ہوا ہے ہمارا اب اعتراض تو صرف لفظ طاعون پر نہیں ہے اعتراض تو یہ ہے کہ کشتی نوح کے صفحہ ۵ کے حاشیہ پر یہ عبات ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں طاعون کا پڑنا بائبل کی کتابوں میں موجود ہے ذکریا باب ۱۴/ ۲۲، ۱۳ انجیل متی باب ۳۴ مکاشفات باب ۸/ ۲۲ ان آیتوں سے ثابت ہونا چاہئے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں طاعون ہوگا سو ان آیات سے تو یہ نکلتا ہے کہ جھوٹے مسیح کے وقت طاعون ہوگا اور مکاشفات باب ۸/ ۲۲ کی یہ عبارت ہے توریت ہمارے پاس موجود نہیں ہے جو باب زکریا دیکھا جاتا باب ۸/ ۲۲ مکاشفات اور جب یوحنا نے ان چیزوں کو دیکھا اور سنا۔ اور جب سے سنا اور دیکھا تھا تب اُس فرشتے کے پاؤں پر جس نے مجھے یہ چیزیں دکھائیں سجدہ کرنے کو گرا یہ عبارت مکاشفات کی ہے اگر غلطی ہے تو آپ اصلاح فرما کر مطلع فرماوے۔

نمبر ۱۶ مولوی صاحب۔ آپ کا پیغام رسان پھر وہی ناقص انجیل لایا میں نے یہاں عیسائیوں کی طرف بھی آدمی بھیجا تھا مگر وہ نہ ملی اور آپ کتاب بھی ناقص ہے اور کشتی نوح آپ کے پاس بھی نہیں اور اس وقت کتابیں میرے پاس بھی نہیں ہیں۔"

جواب نمبر ۱۶۔ میں نے اسی انجیل ناقص سے آپ کو یہ بات مکاشفات دفعہ نمبر ۸ کا لکھدیا جو حوالہ مرزا صاحب نے کشتی نوح میں دی ہوئی تھی اسی انجیل ناقص میں موجود تھی آپ پڑتال کر لیتے تو آپ کو بھی مل جاتی۔ ایک انجیل غلام محمد احمدی (جو آپ کی خدمت میں تا روانگی آپ کے حاضر رہا تھا) کے پاس موجود تھی اور کشتی نوح بدست احمد دین احمدی ۱۲ بجے دن آپ کی خدمت میں پہونچا دی تھی پڑتال کرنا آپ کا فرض تھا یا آپ کو برخلاف حوالوں کے مضمون نظر آیا ہوگا اس حیلہ سے ٹال دیا اور براہان احمدیہ اور ازلہ اوہام وغیرہ بہت سی کتابیں مکان مرزا غلام حیدر بیگ صاحب موجود تھیں آپ کو حق الامر بیان کرنا منظور ہوتا تو کوشش فرماتے آپ روانگی کی وجہ سے دل برداشتہ تھے اس واسطے موقع کا ملنہ ملا ایک خفیف بہانہ سے سبکدوش ہو گئے اور چار بجے دن سواری ریل روانہ امرتسر ہوئے۔

نمبر ۱۷ مولوی صاحب۔ مرزا صاحب کی دادی سیدہ تھی بہر حال آپ آل رسول ہیں۔"

جواب نمبر ۱۷۔ آل رسول میں کل مومن داخل ہیں ان میں مرزا صاحب کی کوئی خصوصیت نہیں ہے اور تاوقتیکہ دادی کا شجرہ نسب تا فاطمۃ الزہراءؓ آپ نہ بتلا دیں گے ہم تسلیم نہیں کرتے اور الحکم ۱۷ جون ۱۹۰۵ء میں درج ہے کہ مرزا صاحب برلاس مغلوں میں سے ایک مغل ہے اگر آپ تواریخ ادیباق مغول دیکھیں گے تو ظاہر ہوگا کہ مرزائیوں کا نسب خاندان چنگیزی تک پہونچے گا اور سلمان فارسی کا نام بھی اُس شجرہ میں نسب میں نہیں آتا۔ تاویلات رکیکہ کو آپ چھوڑ دیویں اور حق الامر کو پسند کرے۔

نمبر ۱۸ مولوی صاحب۔ بالآخر میں پھر آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ بدظنی کی طرف جانے کے لیے جلدی نکریں بحیثیت مجموعی حضرت مرزا صاحب کے حال پر غور کریں۔"

جواب نمبر ۱۸۔ بحیثیت مجموعی بعد مطالعہ اکثر تصانیف کے غور کیا اور تعلیم یافتوں اور سالانہ جلسوں کے حاضر ہونے والوں کو دیکھا اور انت لا تعریفین القدیر سے واقف ہو کر بآخر بدظن ہو گیا کیوں کہ بیعت کی اصل غرض یہ ہے کہ خدا کی محبت میں ذوق وشوق

پیدا ہو اور گناہوں سے نفرت پیدا ہو کر اس کی جگہ نیکیاں پیدا ہوں اور جس شخص نے سلسلہ بیعت جاری کیا اُس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوتا ہے کہ تو ہم کو معاف نہیں کرتا۔ اور الہام بھی بصیغہ مونث ہے تو پھر دیگر مریدان خدا تعالیٰ کو کیوں کر پہچانیں گے اور لوگوں کو ہدایت کریں گے اور ماسوا اس کے مرزا صاحب بحوالہ پیشگوئی خصوص کے تریاق القلوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ یہ پیشگوئی میرے متعلق ہے اس پیشگوئی میں تحریر ہے کہ بعد پیدائش موعود کے جس کی پیشگوئی ہے کوئی سلسلہ تولید تا قیامت جاری نہ ہوگا مرزا صاحب اس سے مراد لیتے ہیں اولاد صالح پیدا نہ ہوگی اور قیامت آجاویگی پس ظاہر ہو رہا ہے کہ کوئی وسیلہ صالح ہونے کا بعد پیدائش مرزا صاحب کے نہیں رہا تو یہ کیا ضرورت ہے کہ بحیثیت مجموعی مرزا پر غور کیا جاوے اور جنہوں نے غور کیا ہوا ہے وہ اُن کی ہدایت پر عمل نہیں کرتے حالانکہ مرزا کی طرف سے یہ ہدایت آچکی ہے کہ جو شخص بیعت میں داخل نہیں ہیں بلحاظ بنی آدم ہونے کے ایک دوسرے کے بھائی ہیں ان سے سلام و تعظیم وغیرہ درست ہے، اس ہدایت کی تعمیل اس طرح ہو رہی ہے کہ جب میں اپنے عزیزوں خورد سالہ جو احمدی ہیں ملتا ہوں کبھی سلام و تعظیم سے پیش نہیں آتے بلکہ ناجائز محفلوں میں شریک ہوتے ہیں میری ممانعت پر عمل نہیں کرتے اور سالانہ جلسہ قادیان پر حاضر ہو جاتے ہیں مگر نماز کی پابندی نہیں کرتے ایک شخص جماعت احمدی سے مرگیا ہے اس کے پسر نابالغ ہیں انکے پاس بجز جائیداد جدی کے اور کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے اور متوفی کا کل کنبہ جماعت احمدی میں داخل ہے متوفی کے بچوں کی خبرگیری اور ہمدردی نہیں کرتے کل آمدنی جائیداد پر خود متصرف ہیں یہ واقعات چشم دیدہ روزہ مرہ کے ہیں ان واقعات سے جماعت احمدی کی تعلیم کا اثر بخوبی ظاہر ہے۔

نمبر ۱۹ مولوی صاحب۔ انجیل سے جواب دیکھنا چاہئے تھا وہ میں نے صفائی سید کھا دیا۔''

جواب نمبر ۱۹۔ انجیل نامکمل پا کر آپ نے واپس کر دی تھی اور کسی پادری سے بھی آپ کو نہ ملی تھی جو آپ صفائی سے دکھاتے میں نے آپ کو اوسی انجیل نامکمل سے بحوالہ فقرہ ۱۶ صفائی سے دکھا دیا کہ انجیل اور مکاشفاۃ سے آپ کا مطلب حاصل نہیں ہوسکتا۔

نمبر ۲۰ مولوی صاحب۔ خدائی وعدہ کے مطابق وصال کے وقت چار لاکھ غلام اس کے

موجود تھے۔‘‘

جواب نمبر ۲۰۔ پیشگوئی مندرجہ خصوص وتریاق القلوب سے تو صاف لفظوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کو کوئی قبول نکرے گا اور قیامت آجاویگی آپ تعداد چار لاکھ کی بیان کرتے ہیں کہ تاریخ وفات تک موجود تھی یہ امر ناممکن ہے کہ اس قدر جماعت موجود ہو کیوں کہ سلسلہ بیعت سے تا تاریخ وفات اکثر مرید فوت ہوچکے تھے، ان کا معہ جسم کے تاریخ پر موجود ہونا بہت بعید ہے۔ اور پھر ایسے عرصہ میں اکثر مرید سلسلہ بیعت سے پھر گئے ہیں، ان کے نام بھی رجسٹر سے خارج ہوچکے ہیں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ چار لاکھ کی تعداد بعد منہائے فوت شدگان ومنکرین کے ہیں یا اوس تعداد میں سب لوگ آچکے ہیں، اور کیا تاریخ وفات پر سب لوگ جنازہ پر موجود تھے جو آپ نے لفظ موجود سے ظاہر کیا ہے۔ بعد ملاحظہ رجسٹر کے منہائے فوت شدگان ومنکرین کے مطلع فرماویں میں آپ کا ممنون ہوں گا اور جو ذریعہ صالح ہونے کا آپ جانتے ہوں اس ذریعہ کی بھی تفصیل بیان کریں۔ مرزا صاحب کی تعلیم سے بحوالہ پیشگوئی تو کوئی امید صالح ہونے کی نہیں رہی اور جس قدر مریدان نے اُن سے جو بعد پیدائش مرزا صاحب کے پیدا ہوئے ہیں بیعت کی ہے وہ بھی صالح نہیں ہوئے کیوں کہ اُن کی پیدائش کے بعد اکثر مرید پیدا ہوئے اور جو مرزا صاحب کے پہلے پیدا ہوچکے ہوں تو ان میں مادہ صالحہ ہونے کا ضرور ہوگا بعد پیدائش مرزا صاحب کے امید صالح ہونے کی نہیں رہی آپ مہربانی فرماکر نمبروار جواب سے معزز فرماویں۔

مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۰۹ء۔ مرزا محمد امیر بیگ از پٹی ضلع لاہور

(اہلحدیث جلد ۶۔ نمبر ۳۳/۳۴۔ مورخہ ۱۸/ ۲۵ جون ۱۹۰۹ء ص ۴ تا ۹)

زلازل اور مدعیان نبوت

مولانا ابوالنعیم عبدالعظیم حیدرآبادیؒ لکھتے ہیں:

دیکھا گیا جس کسی ملک کے لوگ غفلت کی نیند میں ایسے آرام وراحت سے

پڑے رہتے ہیں کہ اُن کو ایمان واسلام تک کی فکر نہیں رہتی اور شہوات نفسانی میں بالکل مغروق ومسرور رہتے ہیں اور آیت اضاعوا الصّلوۃ واتّبعوا الشّھوات کے تحت چلنے لگتے ہیں اور اپنے خالق کو چھوڑ غیر خدا کی پرستش اور عبادت کرنے لگتے ہیں۔ جھوٹ، دغابازی، جعلسازی ہر طرح کے مکروفریب میں اپنی عمر کو گذارنے لگتے ہیں تو عذابات الٰہی اوس قوم کو غفلت کی نیند سے جگانے کے لیے آتے رہتے ہیں۔ جب ہم صحابہ کے بعد سے ہر زمانہ پر نظر ڈالتے ہیں تو ہر صدی اور ہر سنہ میں طرح طرح کے عذابات دیکھنے میں آتے ہیں۔ غرض عذابات کے نزول کی وجہ خدائے وحدہ لاشریک لہ کی توحید اور اتباع سنت مطہرہ کا چھوڑنا ہے۔ لیکن قابل مضحکہ مرزائیوں کا اصول ہے جو وہ زلازل وفتن کو مرزا کے انکار کی وجہ بتلاتے ہیں۔ عجیب اصول ہے اور عجیب ان کی گفتگو۔ کہ جہاں کہیں کوئی مرا۔ بس یہ پارٹی بغلیں بجانے لگتی ہے کہ لو وہ مرزا صاحب کو برا بھلا کہتا تھا دیکھو آج مر گیا مگر کوئی ان سفہاء سے پوچھے کہ جب تم مرتے ہو تو وہ کس وجہ سے اور کس کے انکار کے سبب سے (غالباً ان کی موت انکار احکام رسول اللہؐ سے ہوگی) اسی طرح جہاں زلزلہ ہوا یا سیلاب نے بستی کو اجاڑا اور ویران کیا تو ساتھ ہی ان جہلاء کا آواز گونجنے لگتا ہے کہ یہ سب بلائیں مرزا صاحب کے انکار کی وجہ سے آرہی ہیں۔ نہ اس پر کوئی دلیل شرعی ہے نہ کوئی حجت قرآنی لیکن صرف یہ ان کا زعم وباطل وعاطل ہے۔ دراصل وجوہ زلازل وعذابات الٰہی احادیث ذیل سے ثابت ہیں۔

(۱) حدیث سمرہؓ سے مرفوعاً آیا ہے کہ علامت قیامت سے پہاڑوں کا اپنی جگہ سے سرک جانا ہے۔ رواہ الطبرانی۔

(۲) حضرت ام سلمہؓ سے آیا ہے کہ حضرت صلعم نے ارشاد فرمایا میرے بعد ایک خسف مشرق میں اور ایک مغرب میں اور ایک جزیرۂ عرب میں ہوگا پوچھا گیا کہ کیا زمین دھنس جائیگی فرمایا کہ جب لوگوں میں بدافعالی زیادہ ہوگی۔ رواہ الطبرانی۔

(۳) صحیح بخاری وسنن ابن ماجہ میں بروایت حضرت ابوہریرہؓ آیا ہے کہ قیامت اُس وقت تک نہ آئے گی جب تک کہ علم صفحہ دنیا سے اُٹھ نہ جائے۔ زلزلے بہت ہوں۔ فتنے ظاہر ہوں۔ قتل بہت ہو۔

(۴) حضرت عروہ کی حدیث ابن عساکر کے نزدیک آیا ہے کہ میری امت میں رجفہ

یعنی زلزلہ ہوگا۔

(۵) حدیث حضرت ابن عمرؓ میں مرفوعاً آیا ہے کہ میری امت میں قذف ومسخ وخسف ہوگا۔ رواہ مسلم وحاکم وکذا فی ابن ماجه۔

(۶) حضرت ابوامامہؓ نے کہا کہ آں حضرت صلعم نے فرمایا کہ کچھ قوم میری امت کی اکل لہو ولعب میں مشغول سو جائیگی اور صبح کو بندر سور ہوکر اوٹھے گی۔ اللّٰھم احفظنا ہ۔ رواہ الطبرانی۔

(۷) مرفوعاً بروایت حضرت علیؓ وحضرت ابوہریرہؓ آیا ہے کہ قوم جب بدافعال اور برے کام کرنے لگے گی تو پھر تم منتظر رہو سرخ آندھی اور قذف ومسخ وخسف کی۔ رواہ التّرمذی۔

(۸) حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے کہا قیامت نہ آویگی جب تک کہ سر ایسے اقوام کے جو عمل قوم لوط کو حلال کر لئے ہیں کواکب سماء سے نہ کچلے جائیں۔ رواہ الدیلمی۔

(۹) حضرت ابن عباسؓ نے کہا حضرت صلعم نے فرمایا اسے سلمانؓ جب پادشاہ سیر سپاٹے کے لیے حج کرے اور اغنیاء تجارت وبیوپار کے لیے اور مساکین بھیک مانگنے کے لیے اور قاری ریاء وسمعہ کی غرض تو اُس وقت دم دار تارہ نکلے گا۔

ناظرین! غور فرمائیں کسی حدیث میں یہ ذکر نہیں کہ ایک شخص مرزا غلام احمد نام کا مثیل مسیح قیامت کے قریب پنجاب کے قریہ قادیان میں دعویٰ نبوت کا کریگا اور جو قوم اُس کو نہ مانے گی زلازل رجف وقذف وخسف ومسخ اوس قوم میں ہوگا بلکہ صاف طور پر احادیث سے یہ بات مترشح ہے کہ جب قوم میں بداعمال بدافعال غرض جب احکام شریعت سے قوم منحرف ہونے لگے گی تو زلازل رجف وقذف اُن پر نازل ہوں گے۔ مگر مجھے حیرت ہے کہ یہ سفہاء کس دلیل شرعی پر زلازل کو اپنے نبی کے انکار پر محمول کرتے ہیں۔ اور یہ بات بھی نہیں کہ زلازل مرزا کے وجود کے بعد ہی چوطرف ہونے لگے ہیں جس سے ہم یہ سمجھ سکیں کہ انکار مرزا وجہ زلازل ہے۔ بلکہ مرزا کے وجود کے پہلے صحابہ کے زمانہ بعد سے ہر وقت اور ہر سنہ میں زلازل نازل ہوتے رہے۔ ہماب چند کتب معتبرہ جیسے تاریخ ابن کثیر، تاریخ الخلفاء لجلال الدین السیوطیؒ، کتاب منتظم لابن الجوزیؒ، کتاب ماروا ہ الواعون فی اخبار الطاعون للسیوطیؒ،

مواہب لدنیہ، مرءۃ الزبان سے قدیم زلازل کو بطور تاریخ معہ سنہ نمبر وار لکھتے ہیں۔ تاکہ معلوم ہو کہ مرزا کے بعد زلازل کا آنا ہمیشہ عادت خداوندی کے مطابق ہے ہم پہلے کہہ آئے ہیں کہ جب قوم غفلت کی نیند میں رہتی ہے تو عذاب الٰہی جگانے کے لیے آتے ہیں۔ نہ یہ کہ انکار مرزا کی وجہ سے۔ سنئیے۔ اور احادیث مذکورہ کے ساتھ عذابات ذیل کو مطابق دیجئے۔

(۱) تاریخ الخلفا میں ہے ۲۴۲ھ میں خلیفہ متوکل باللہ کے زمانہ میں ایک پہاڑ یمن سے ایک کھیت والے کی زمین سرک کر دوسرے مزارع میں جان نصب ہونا۔ (ملاحظہ ہو حدیث نمبر (۱)

(۲) زمانہ مقتدر باللہ ۳۰۰ھ ہجری میں دینور کا پہاڑ زمین میں گھس گیا اور پھر اس کے نیچے سے اتنا پانی نکلا کہ بستیونکی بستیاں ڈوب گئیں۔ (ملاحظہ ہو حدیث نمبر ۲)

(۳) ۲۰۸ھ تیرہ گاؤں مغرب میں دھنس گئے۔ (// // //)

(۴) ۳۴۴ھ ماہ شعبان میں ایک زلزلہ غرناطہ میں ہوا جس سے بہت مکان اور قلعہ خسف ہو گئے۔ (ملاحظہ ہو حدیث نمبر ۳-۴-۵)

(۵) ۵۹۷ھ میں ایک خسف اعمال بصری میں ہوا چند گاؤں دھنس گئے۔ (// // //)

(۶) ۵۳۳ھ میں شہر بحیرہ خسف ہو گیا۔ (// // //)

(۷) ۳۴۶ھ بعہد مطیع باللہ رَیُ اور حوالی رَیُ میں بہت سے زلزلہ ہوئے بلدہ طالقان دھنس گیا سوا ۳۰ آدمی کے کوئی نہ بچا۔ یہ زلزلہ حلوان پہنچا وہاں بھی خسف ہوا زمین سے مُردوں کی ہڈیاں باہر قبروں سے ہو گئیں۔ رَیُ میں ایک پہاڑ پھٹ پڑا ایک گاؤں اسمان زمین کے بیچ کچھ دیر تک معلق رہ کر نیچے گر پڑا زمین میں دراڑیں پڑ گئیں بدبودار پانی نکلا دھواں اٹھا۔ (// // //)

(۸) ۲۳۲ھ زمانۂ متوکل باللہ میں ایک دہشتناک زلزلہ دمشق میں آیا جس سے بستی کی بستی ویران ہو گئی خلق کثیر مر گئی یہ زلزلہ انطاکیہ پہونچا وہاں بھی تباہی آئی۔ موصل پہونچا وہاں پچاس ہزار آدمی ہلاک ہوئے۔

(۹) ۲۴۲ھ میں تونس، ری، خراسان، نیساپور، اصبہان، طبرستان میں ایک زلزلۂ عظیم ہوا پہاڑ ٹوٹ پڑے زمین پھٹ گئی دراڑیں ایسے پڑ گئے کہ ۵۰ بہالولکڑیوں تک بھی اُس

کی انتہا نہیں لگتی۔

(۱۰) ۲۸۰ھ بزمانہ معتضد دبیل میں زلزلہ ہوا اکثر شہر گر گیا ڈیڑھ لاکھ آدمی نیچے ڈھیروں کے دبے ہوئے نکلے۔

(۱۱) ۵۵۲ھ میں شام، حلب، شیراز، انطاکیہ، طرابلس میں زلزلہ ہوا ایک خلق کثیر تباہ ہوئی۔ شیراز میں فقط ایک عورت اور ایک لڑکا بچا۔

(۱۲) ۹۲۲ ہجری میں ارزیکان میں زلزلہ ہوا ایک جہان کا جہان مر گیا۔

(۱۳) قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں، سید سمسودی نے تاریخ مدینہ میں لکھا ہے کہ بزمانہ فاطمیہ مدینہ میں کچھ لوگ عاشورے کے دن قبۂ عباس میں جمع ہوکر شیخین اور دیگر اصحاب کو برا بھلا کہتے تھے اتنےمیں ایک سائل آیا اور کہا کہ مجھ کو محبت ابوبکر میں کون روٹی دیگا۔ اُن میں سے ایک شخص نے کہا کہ میرے گھر چلو گھر لے گیا اور سائل کی زبان کاٹ ڈی اور اُس کے ہاتھ میں رکھدی اور کہا کہ یہ محبت ابوبکر ہے۔ جب سائل چلا گیا تو ساتھ ہی وہ شخص قاطع لسان بندر ہو گیا (ملاحظہ ہو حدیث نمبر ۶ و نمبر ۷)

(۱۴) اور دواجر میں یہ بھی ہے کہ حلب میں ایک شخص ساتب ابوکر وعمر مر گیا اتفاقاً اُس کی قبر کھودی دیکھا کہ سور کی شکل میں ہے۔ (؍؍ ؍؍ ؍؍)

(۱۵) تاریخ الخلفاء میں ہے۔ ۸۲ھ بزمانہ متوکل ایک امام نماز پڑھا رہا تھا ایک شخص نے اُس سے نماز میں عبث کیا امام نے نماز نہ توڑی پوری کر لی بعد ختم نماز عابث کو سور پایا۔ (؍؍ ؍؍ ؍؍)

(۱۶) ۲۸۵ھ میں سفید اور کالے پتھر برسے وزن ہر اولہ ڈیڑھ سو درہم کا تھا اس سے بصرہ کا ایک گاؤں تباہ ہوگیا۔ (یہی قذف ہے ملاحظہ ہو حدیث نمبر ۵)

(۱۷) ۲۴۲ھ میں قریۂ سوید پر پتھر برسے ہر پتھر دس رطل کے وزن میں تھا۔ (؍؍ ؍؍)

(۱۸) ۲۸۰ھ میں بعہد معتضد باللہ دنیا عصر تک اندھیرا ہوگیا کالی آندھی آئی تین رات تک رہی اس کے بعد بھونچال آیا شہر دبیل ویران تباہ ہوگیا۔ (ملاحظہ ہو حدیث نمبر ۷)

(۱۹) ۵۴۴ھ میں موصل پر ایک بادل آیا اُس سے آگ برسنا شروع ہوئی جس پر پڑی وہ جل کر مر گیا۔ (؍؍ ؍؍)

(۲۰) ذاکر بن حجلہ-عراق میں اڑنے والے بچھو ظاہر ہوئے ایک خلق کثیر مر گئی۔

(۲۱) ۵۹۶ھ میں مصر میں ایسا قحط ہوا کہ لوگ مردار کھانے لگے آدمی کو آدمی نے غذا بنایا۔
(۲۲) ۵۹۳ھ میں ایک بڑا تارا ٹوٹا جس سے ایک بڑی آواز ہوئی مکانات ہل گئے اکثر مکانات قلعے منہدم ہوئے۔ (ملاحظہ ہو حدیث نمبر ۸)
(۲۳) ۳۲۳ھ بعہد راضی باللہ تمام رات تارے ٹوٹے لوگ اسکے صدمے سے مرے (ملاحظہ ہو نمبر ۸)
(۲۴) ۵۷۰ھ ماہ جمادی الآخر میں دم دار تارا ایک مہینہ یا زیادہ رہا اس کی چال چاند کی چال سے زیادہ تیز تھی۔ دیکھو اشاعہ (ملاحظہ ہو حدیث نمبر ۹) سنا جاتا ہے کہ ہند میں غدر کے وقت بھی نکلا تھا اور جس وقت برما کو برٹش نے لیا تھا ۱۸۸۵ء ماہ نومبر ۲۹ تاریخ کی رات آسمان کے تارے ٹوٹتے رہے۔
(۲۵) طاعون عمواس مشہور ہے۔
(۲۶) ۴۹ھ کو کوفہ میں طاعون ہوا مغیرہ بن شعبہ صحابی وہاں سے چلے گئے پھر ۵۰ھ میں آئے آخر کار اس طاعون سے مرے۔
(۲۷) اصبہان میں ۳۴۶ھ میں عراق میں مرگ مفاجات بہت ہوا۔
غرض اس قسم کے واقعات دیکھتے دیکھتے میری آنکھیں دکھ گئیں اس سے یہ مراد ہے کہ اس طرح کے بہت سے واقعات ہوئے ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ یہ سب واقعات وحادثات قوم کے بگڑتے وقت پیش آئے ہیں۔ ہمارے زمانہ کی حالت بھی سخت ابتر ہو چلی ہے۔ بے دینی بے ایمانی، نماز روزہ سے کوئی سروکار نہیں۔ کوئی علم پرست بت پرست ہے تو کوئی سنگ وگل پرست کوئی قبر پرست ہے تو کوئی بت پرست۔ کوئی سیندھی پیتا ہے تو کوئی شراب جھوٹ جعل ودغا کا تو کوئی حساب نہیں۔ اسلام اور مسلمان ذلیل ہو رہے ہیں آج ادنئے اسفل قوم کی جو عزت ہے وہ ایک مسلمان شخص کی نہیں۔ شرک وبدعت تو علانیہ ظاہرا طور پر ترقی کر رہا ہے۔ یہی ہمارے برے افعال کی وجہ تھی امرت سر میں موسمی بخار سے لاکھوں مر گئے اور اسی سبب سے حیدر آباد میں موسی ندی کے طغیانی سے شہر کا اکثر حصہ ویران ہو گیا اور ہزارہا مردے کس مپرسی کی حالت میں پڑے رہے۔ اور اٹالیہ میں زلزلہ ہوا بستی زیر زمین ہوئی۔

طاعون سے کوئی حصہ ہندوستان کا نہ چھوٹا۔ الا ماشاء اللہ۔ یہ سب ہمارے اعمال کی وجہ ہے جیسا کہ احادیث مذکورہ سے واضح ہے لیکن میں نہیں سمجھتا کہ مرزائی اپنے جھوٹے نبی کے انکار کو کس دلیل شرعی پر ان عذابات کو محمول کرتے ہیں۔ اور جہاں زلزلہ ہوا ساتھ ہی خوشیاں منانے لگتے ہیں۔

خبطیو! دیکھتے ہو کہ مرزا قادیانی کے پہلے بھی تو زلزلے ہوئے پھر کس وجہ سے ہوا کئے اگر انکار احکام رسول کی وجہ سے زلزلے آئے تو پھر اب بھی یہی سمجھنا چاہئے مگر تمہاری عقل میں نہیں آتا۔ سچ ہے

بریں عقل ودانش بباید گریست

ناظرین! یہ خوب سمجھ رکھئے اصل میں مرزا خود کاذب اور مدعی نبوت تھا اسکی اور اسکی پارٹی کی کوئی بات ٹھیک نہیں۔ اس قادیانی کے مثال قدیم زمانہ میں کئی جھوٹے نبوت کا دعویٰ کئے۔ اُن کا بھی یہی خیال تھا کہ زلازل وفتن اون کے انکار کی وجہ سے نازل ہوتے تھے۔ اب نمبروار مدعیان نبوت کا ذکر سنئے۔

(۱) مسیلمہ کذاب قبیلہ بنی حنیفہ میں نکلا اور دعوائے نبوت کا کیا اس نے بعض قرآن کا جواب لکھا۔ نماز معاف کی شراب وزنا حلال کردیا۔ زمانۂ ابوبکر میں خالدؓ بن ولید نے مارڈالا۔

(۲) اسود عنسی، یہ اور مسیلمہ، حضرت رسول اکرم ﷺ ہی کے زمانہ میں دعویٰ نبوت کا کئے اسکو فیروز دیلمی نے مارڈالا۔

(۳) ابن صیاد دجال صغیر تھا۔

(۴) طلیحہ بن خویلد اسدی زمانہ ابوبکر صدیقؓ میں دعویٰ نبوت کا کیا۔

(۵) ایک عورت مسماۃ سجاح بنت سوید بنی تغلب سے نکلی دعوائے نبوت کا کیا اس کی ایک اُمت ہوگئی مسیلمہ گھبرایا اور مسیلمہ نے ایک حیلہ نکالا اور اُس عورت کے پاس کہہ بھیجا کہ مجھ کو وحی آئی ہے (مرزا کو بھی تو وحی آتی تھی) کہ جو ہم میں غالب ہو دوسرا اوسکی تابعداری کرے اوس مدعیہ نے رضامندی ظاہر کی ایک دن مقرر کیا گیا۔ وحی کے الفاظ مسیلمہ نے سنائے۔

الم تر ان للّٰہ خلقنا افواجا وجعل النّساء لناازواجاً نوبج فیھن

ایلاجا وتخرج منهن اذا شئنا اخراجا۔
سجاح مسکرائی۔ پھر دونوں کی شادی ہوگئی۔ بعد سجاح نے اپنی نبوت مسیلمہ کو دیدی اور ان دونوں کا مہر نماز عصر کی معافی ٹھیرا۔ لکھتے ہیں کہ سجاح زمانہ معاویہ میں تائب ہوکر مسلمان ہوئی۔

(۶) مختار زمانۂ ابن زبیر میں قبیلہ ثقیف سے نکلا تھا کہتا تھا کہ مجھ کو وحی آتی ہے (جیسے مرزا صاحب) اور اپنے مکاتبت میں لکھتا تھا من مختار رسول اللّٰہ.

(۷) متنبّی شاعر جس کا دیوان مشہور ہے۔

(۸) زمانہ معتمد باللہ میں بہبوذ نام کا کذاب مدعی نبوت نکلا تھا اپنے کو عالم الغیب سمجھتا تھا۔

(۹) زمانہ مکتفی میں کذاب یحیٰی بن زکرویہ قرمطی نے دعویٰ نبوت کا کیا۔

(۱۰) کذاب برادر یحییٰ بن زکرویہ ہے۔

(۱۱) عیسیٰ بن مہرویہ اس نے کہا مدثر میرا ہی لقب ہے ملک شام پر غالب آیا ایک فساد بپا کیا۔

(۱۲) ابوطاہر قرمطی ہے زمانہ مقتدر باللہ میں نکلا تھا۔

(۱۳) زمانہ راضی باللہ میں محمد بن علی شُلمغانی نکلا۔ مدعوی الوہیت۔ مدعی احیاء موتیٰ تھا۔

(۱۴) ایک جوان شخص فرقہ تناسخیہ سے زمانہ مطیع باللہ میں نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا کہ مجھ میں حضرت علیؓ کی روح اور میری بی بی میں فاطمہ کی روح پھونکی گئی ہے۔

(۱۵) زمانہ مستظہر میں ۴۹۹ھ کو ایک شخص اطراف نہاوند میں نکلا کہا کہ میں پیغمبر ہوں ایک خلق کثیر اُس کے تابع ہوگئی۔

(۱۶) ایک شخص (لا) نام کا مغرب میں نکلا کہا کہ تمہاری حدیث میں آیا ہے لا نبی بعدی. یعنی لا نام کا ایک نبی آئے گا سو وہ (لا) میں ہی ہوں۔

غرض اس طرح کے مدعیان نبوت ہزاروں ہوچکے ہیں منجملہ ان کے ایک مرزا بھی گذر گیا۔ پھر وہ کون سفیہ وجاہل ہوگا جو باوجود حضرت صلعم کو خاتم النبین والمرسلین سمجھتے اور جانتے ہوئے اور دجال ابھی نہیں آیا جس کی صفت میں کانه عنبة طافیه آیا ہے یعنی آنکھ مثل اخروٹ پھوکل ہوگی اور مثیل مسیح کا لفظ نہ قرآن میں آیا ہے اور نہ حدیث

میں۔ پھر مرزا کو نبی مانتا ہو یہ صریح سفاہت وجہالت ہے۔ حاصل کلام مرزا صاحب اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہیں۔ اور زلازل وفتن ان کے انکار کی وجہ نہیں۔ باقی والسلام علیکم۔
راقم ابوالنعیم محمد عبدالعظیم حیدر آبادی۔

(ہفت روزہ اہلحدیث جلد ۶ نمبر ۳۳/۳۴ ، ۱۸/۲۵ جون ۱۹۰۹ء ص: ۱۳ تا ۱۶)

رام پور میں مباحثہ

نواب صاحب رام پور کے مصاحبوں میں ایک صاحب مرزا صاحب قادیانی کے مرید ہیں او ن کی باتیں سنتے سنتے نواب صاحب نے مباحثہ کرانے کا حکم فرمایا فریقین کے علماء جمع ہوئے ۔ اہل اسلام کی طرف مولانا ثناء اللہ صاحب گفتگو کرتے ہیں خدا کے فضل سے آج تک غلبہ ہے ۱۵ جون سے مباحثہ شروع ہے ۔ (مفصل آئندہ)
بعد کی خبر: دو دن کی گفتگو کے بعد قادیانیوں نے بحث سے انکار کر دیا اور بھاگ نکلے ۔ مفصل آئندہ ۔ رپورٹر۔ (ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۱۸۔ ۲۵ جون ۱۹۰۹ء ص ۲۲)

رام پور میں مباحثہ کی کیفیت

(معذرت : رام پور کے مناظرہ سے پندرہ روزہ غیر حاضری کے بعد ایسے وقت دفتر میں حاضر ہوا کہ اخبار مرتب نہ ہوسکتا تھا مگر بالکل خاموشی بھی مناسب نہ تھی اسلئے مباحثہ رام پور کی کیفیت پر قناعت کر کے ناظرین سے معافی کی خواستگاری ہے۔ اڈیٹر اخبار اہل حدیث امرتسر)

ریاست رام پور کے رئیس ہز ہائنس نواب صاحب بہادر ہندوستانی رئیسوں میں ایک خاص مذاق کے ہیں ۔ باوجودیکہ آپ خود شیعہ مذہب کی پیروی کے مدعی ہیں، مگر ساتھ ہی اس کے آپ کا عام دعویٰ اور بیان جو سننے میں آیا آپ کی دلی مراد ہے کہ شیعہ سنی میں مغائرت نہ رہے، بلکہ ایک دوسرے کے دل سے خیر خواہ ہو جائیں ۔ شیعہ علماء کے تعصب سے ممکن نہیں کہ نواب صاحب بہادر کی یہ آرزو پوری نہ ہو سکے جو آئے دن اہل سنت کو ستانے کی نئی مشین ایجاد کرتے رہتے ہیں ۔ ہز ہائی نس کو باوجود

جوانی کی عمر کے، علماء اسلام سے خاص انس ہے، بلکہ ان کی ملاقات کے متمنی رہتے ہیں۔ میرے سامنے علماء کی نسبت کہا کہ آپ حضرات ضرور تشریف لایا کریں جو وقت آپ لوگوں کی مصاحبت میں گذرے وہ غنیمت ہے۔ یہی علمی اور مذہبی مذاق دراصل اس مباحثہ کا باعث ہوا، مگر ظاہری سبب یہ ہوا کہ رام پور میں محکمہ آب کاری کے سپرنٹنڈنٹ منشی ذوالفقار علی خان، مرزا صاحب قادیانی کے راسخ الاعتقاد مرید ہیں۔ انہی کے چچیرے بھائی حافظ احمد علی خان افسر کارخانجات ذات خاص، مرزا جی کو ویسا ہی جانتے ہیں جیسے کہ وہ واقع میں ہیں۔ ان دونوں بھائیوں کی سرکار کے سامنے کچھ باہمی گفتگو رہتی، جو حضور نواب صاحب بھی سنتے۔ آخر حکم فرمایا کہ تم دونوں اپنے اپنے علماء کو بلاؤ ہم مباحثہ کرائیں گے۔ چنانچہ منشی ذوالفقار علی خان (مرزائی) نے اپنے دار الخلافہ (قادیان) کو لکھا جہاں سے حسب الحکم مندرجہ ذیل اصحاب پہنچے:

مولوی محمد احسن صاحب امروہی۔ مولوی سرور شاہ مقیم قادیانی، مولوی مبارک علی سیالکوٹی، مولوی محمد علی ایم اے مقیم قادیان، شیخ یعقوب علی اڈیٹر الحکم، حافظ روشن علی، ڈاکٹر محمد حسین لاہوری، ڈاکٹر یعقوب بیگ لاہور، شیخ رحمت اللہ سوداگر لاہوری وغیرہ وغیرہ۔

علماء اسلام شرکاء کی فہرست ان کے فیصلہ میں ملے گی۔ ۱۵ جون مباحثہ کے لئے مقرر تھی۔ ۱۴ کو سب حاضر ہو گئے۔ ہمیں کچھ علم نہ تھا کہ شرائط کیا ہیں، اور مناظر کون کون ہے۔ میں نے اپنی طرف کے علماء میں تجویز پیش کی کہ سب سے مقدم تقرر امیر ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اختلاف رائے سے بے عزتی اور بدنامی ہو۔ چنانچہ الحمد للہ کہ میری اس تجویز کو علماء نے پسند فرمایا اور جناب مولانا سید احمد حسن صاحب امروہی امیر جماعت (محمدیہ) مقرر ہوئے۔

امیر صاحب کے حکم سے مناظرہ کا قرعہ اس خاکسار کے نام پر پڑا۔ ہماری طرف کے وکیل حافظ احمد خان تو کہتے تھے کہ شرط کوئی طے نہیں ہوئی، موضوع بحث مقرر ہوا ہے، ہاں فریق مرزائیہ نے مقدم مسئلہ حیات مسیح کو رکھا ہے، مگر فیصلہ دراصل وہی ہو گا جو سرکار سن کر اجلاس میں فرماویں گے۔ یہ سن کر ہم تیار تھے کہ تعین مبحث پر ہم خوب لڑیں گے اور اس اور اوس دلیل سے ثابت کریں گے کہ حیات وممات مسیح کے

مسئلہ کو مرزا کے دعاوی سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ بحث مرزا صاحب کے صدق و کذب سے ہوگی۔

مگر فریق ثانی کا اصرار دیکھ کر بغیر سنے وجوہات کے سرکار (نواب رام پور) نے فیصلہ فرمایا کہ مقدم اسی کو شروع کیا جاوے اور اس سے بعد نبوت مرزا کا مضمون شروع کیا جاوے گا۔

چنانچہ ۱۵ جون کو فریق مرزائی کے مناظر بلکہ سالار قافلہ جناب مولوی محمد احسن امروہی نے کل کی لکھی ہوئی ایک تحریر پڑھی۔

مضمون تو وہی تھا جو مرزا آنجہانی کی کتابوں میں اسی مسئلہ (وفات مسیح) پر لکھا ہوا ملتا ہے مگر اداء مضمون ایسا بے لطف تھا کہ کوئی بھی کان لگا کر سننا نہ چاہتا تھا۔ خدا خدا کر کے ڈیڑھ گھنٹے میں ان کی تقریر ختم ہوئی۔

اس سے بعد میری باری آئی تو میں نے ان کی ساری تحریر کا فی البدیہہ جواب پون گھنٹے میں دے دیا۔ جواب کی خوبی اور صفائی کا ذکر کرنا مقصود نہیں، ہاں فخر ہے تو یہ کہ جناب نواب صاحب نے اپنی کرسی سے اٹھ کر میری کرسی کے پاس آکر زبان سے تو فرمایا، مولانا مبارک ہو، اور ہاتھ سے میری پیٹھ کو ٹھونکا۔

اس واقعہ کا ذکر میں نے اس لئے کیا ہے کہ اس سے بھی مرزا صاحب آنجہانی کی ایک پیش گوئی غلط ہوتی ہے جسکے الفاظ یہ ہیں انی مھین من اراد اھانتك۔ یعنی خدا نے مرزا کو کہہ رکھا تھا کہ جو کوئی تیری اہانت کرنا چاہے گا میں اس کی اہانت کرونگا۔ یہ الہام ایسا عام تھا اور ہے جس طرح شاعروں میں خط و خال کا مضمون عام پامال ہے۔ کون نہیں جانتا کہ میں مرزا اور مرزائی مشن کا رجسٹرڈ اور مسلّمہ مخالف ہوں اور اسی مخالفت و اہانت؟ کی غرض سے گیا تھا پھر یہ اعزاز کیسا (شاید مستثنیات میں ہو)

غرض اس طرح دوسرے روز بھی مباحثہ رہا فرق صرف اتنا ہوا کہ مرزا کے گروہ کی تحریر مولوی احسن صاحب کے منشی محمد قاسم علی مقیم دہلی نے پڑھی جس کا جواب بفضلہ ایسا دیا کہ حضور نواب صاحب سرور میں آکر بار بار فرماتے تھے کہ مولانا آج تو ان کو بری طرح پھٹکارا۔ اس کا ذکر بھی اسی غرض سے ہے کہ مرزا صاحب آنجہانی کا الہام دوسرے روز بھی جلوہ افزا نہ ہوا۔

تیسرے روز بوجہ ناسازی طبیعت حضور نواب صاحب جلسہ ملتوی رہا۔

چوتھے روز قادیانی جماعت کے سرگروہ بے اجازت مرادآباد چلے گئے، اس لئے بھی مباحثہ نہ ہو سکا۔

پانچویں روز نواب صاحب نے تشریف لاتے ہی فرمایا کہ آج مسئلہ وفات مسیح کو ختم کیا جائے گا۔ اس مسئلہ میں چونکہ قادیانی جماعت نے مدعی ہونے کی حیثیت سے پہلے تقریر کی تھی، دوسرے مسئلہ نبوت مرزا پر محمدیہ جماعت کا مناظر ابتدائی تقریر کرے گا۔ اس پر قادیانی جماعت مصر ہوئی کہ ہم ایسا نہ کریں گے۔ نواب صاحب نے فرمایا کہ دیکھو انصاف یہی ہے، تم اس پر الگ بیٹھ کر غور کرو۔

میں نے عرض کیا کہ گو ہماری جماعت کی رائے کچھ ہی ہو مگر میری رائے تو یہ ہے کہ حضور ہر مسئلہ پر ابتدائی اور انتہائی تقریر کرنے کا موقع انہی کو دیں۔ ہاں یہ شرط ضروری ہے کہ دس پندرہ منٹ سے زیادہ وقت کسی فریق کو نہ ملے۔

یہ بھی منظور نہ ہوا۔ آخر قادیانی جماعت نے کہا کہ ہم اس وقت اس کا جواب نہیں دے سکتے۔ رات کو مشورہ کر کے صبح جواب دیں گے۔ جس پر نواب صاحب نے ان کو بقیہ تقریر متعلقہ وفات مسیح کے پورا کرنے کی اجازت بخشی جس کا جواب بھی اسی وقت دیا گیا۔

اس جواب میں ایک لطیفہ قابل ذکر تھا۔ مرزائیوں کے جواب میں میں نے کہا تھا کہ مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

جو شخص میری جماعت میں داخل ہوا وہ آنحضرت ﷺ کے صحابہ میں داخل ہوا

(قادیانی خطبہ الہامیہ)

یہ حوالہ پڑھ کر بطور ظرافت قادیانیوں کی طرف اشارہ کر کے کہا حضرات یہ ہیں اصحاب رسول، جس نے تابعی بننا ہو ان کو دیکھ لے۔ یہ فقرہ جیسا کہ حاضرین کو نمکین معلوم ہوا، قادیانیوں کے زخموں پر نمک ہوا۔

خیر دوسرے روز ہم بدستور مقام مباحثہ پر پہنچے، مگر قادیانی کوئی نہ آیا۔ حافظ احمد علی خان صاحب ایک کاغذ ہاتھ میں لئے ہوئے آئے کہ سرکار نے فرمایا ہے آج مباحثہ نہ ہوگا، یہ کاغذ قادیانیوں کی تحریر ہے جس میں لکھا ہے کہ ہم مباحثہ جاری نہیں

رکھ سکتے جس کی وجوہات کچھ تو سرکار کے سر پر تھوپیں کہ آپ اعانت کرتے ہیں، کچھ میرے سر پر کہ یہ ہمارے پیشوا کے حق میں ایسے الفاظ کہتا ہے کہ دل پاش پاش ہوتا ہے۔ جب یہ تحریر سنی گئی تو دانا سمجھ گئے

زاہد نہ تاب داشت جمال پری رخان
کنجے گرفت و ترس خدا را بہانہ ساخت

حالانکہ یہ ایک ایسا موقعہ تھا کہ تمام لوگ بھی ان کی مخالفت کرتے، بلکہ راستہ چلتے ہوئے اینٹیں پتھر پھینکتے، بلکہ حوالات اور جیل خانے میں بھی بھیجتے، تاہم تبلیغ مذہب کے اس موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دیتے۔ اور سمجھتے کہ تبلیغ کے لئے اس سے اچھا موقع کوئی نہ ملے گا کہ خود ایک والی ریاست کا انتظام ہے، بلکہ خود شریک جلسہ ہے۔ تمام لوگ دم بخود ہوکر سنتے ہیں۔ کھانے کو پلاؤ زردہ وغیرہ ملتے ہیں، رہنے کو آرام کی جگہ ہے، اس سے عمدہ موقع تبلیغ مذہب کا کیا ہوگا۔ حالانکہ (بقول مرزا آنجہانی) یہ لوگ اصحاب رسول اللہ ﷺ ہیں جنہوں نے پیٹ پر پتھر باندھ باندھ کر تبلیغ اور اشاعت کی تھی۔ لیکن چونکہ وہ اصحاب اپنے دین کو دل سے سچا جانتے تھے یہ لوگ دل میں اپنا ضعف محسوس کرتے ہیں، اس لئے یہ کہنا بالکل موزوں ہے:

شیر قالین دگِت است شیر نیستان دگرست

چونکہ مولانا احمد حسن صاحب امروہی (امیر جماعت محمدیہ) نے حضور نواب صاحب کے سامنے ہی حضرات علماء کرام رامپور وغیرہ سے استفسار فرمایا تھا کہ آپ حضرات دیانتاً فرماویں کہ ہمارے مناظر (ثناء اللہ) نے قادیانی مضمون کا کافی جواب دے دیا یا نہیں، سب نے بالاتفاق کہا: دے دیا۔ دے دیا۔، اس لئے علماء کرام نے اپنے فیصلہ کو قلم بند کرکے حافظ احمد علی خان صاحب منتظم مناظرہ کو دیا جس کی نقل درج ذیل ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فیصلہ علماء کرام ریاست رامپور وغیرہ

دربارہ مباحثہ حیات ممات حضرت مسیح

واقع ۱۵۔۱۶۔۱۹ جون ۱۹۰۹ء بمکان قلعہ معلیٰ
بموجودگی سرکار معلیٰ القاب دا م اقبالھم و ملکھم

یہ مباحثہ مجمع عام میں ہم لوگوں کے (جن کے دستخط اس فیصلہ پر ہیں) سامنے تواریخ مذکورہ میں ہوا۔ جماعت اہل اسلام کی طرف سے جناب مولانا مولوی ابوالوفاء محمد ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل امرتسری مناظر مقرر ہوئے اور جماعت قادیانی کی طرف سے مولوی محمد احسن صاحب امروہی مقرر ہوئے۔ مگر دوسرے اور تیسرے روز جماعت قادیانی کی طرف سے منشی قاسم علی صاحب دہلوی نے تحریر پڑھی۔ ہمارے رو برو سب کاروائی ہوئی۔ وفات مسیح کے متعلق جتنے دلائل قادیانی جماعت کی طرف سے پیش ہوئے اسلامی مناظر نے ایک ایک کا جواب بڑی خوبی سے دیا، اور واضح تقریر سے حیات مسیح کو ثابت کر دیا، بلکہ جو زائد امور خارج از بحث بھی قادیانیوں کی طرف سے داخل تحریر وتقریر کئے گئے، ان کے جوابات بھی نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے دیئے فجزاه الله عنا و عن سائر المسلمین خیراً۔

اس بحث سے شکستہ خاطر ہوکر قادیانیوں کو دوسرے مسئلہ (نبوت مرزا قادیانی) پر باوجود قرارداد اور وعدہ موثوقہ اور پیش گوئی کرنے اسلامی مناظر کے (۱۹ جون کو میں نے کہا تھا کہ میں وجدانی پیش گوئی کرتا ہوں کہ قادیانی جماعت نبوت مرزا پر بحث نہ کرے گی۔ اڈیٹر اہل حدیث) بحث کرنے کی جرأت نہ ہوئی لہذا وہ بغیر پیش کرنے دوسرے مسئلہ کے خود بخود چلے گئے

فللہ الحمد علی ذلك صدق الله العظیم جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔

محررہ ۲۲ جون ۱۹۰۹ء مطابق ۳ جمادی الآخر ۱۳۲۷ھ روز سہ شنبہ۔

مولوی محمد عبدالغفار خان رام پوری۔ مولوی محمد لطف اللہ قاضی رام پور۔ محمد اعجاز حسین (وکیل) رام پوری۔ مولوی محمد فضل اللہ رام پوری۔ مولوی محمد بشیر احمد (مدرس مدرسہ اول انوار العلوم) رام پوری، مولوی محمد اسلم۔ مولوی فضل حق مدرس اول مدرسہ عالیہ، رامپوری، مولوی افضال الحق رام پوری، مولوی محمد

نبی رام پوری ، مولوی مرتضی حسین (مدرس مدرسہ عربی دیو بند) مولوی ابراہیم سیالکوٹی ۔ مولوی محمد میاں (دیو بندی) مولوی عبد الرحمٰن مدرس اول مدرسہ مراد آباد ۔ مولوی محمود حسن مدرس دوم مراد آباد ۔ مولوی اشرف علی تھانوی ۔ مولوی احمد حسن امروہی ۔ مولوی محمد امین امروہی ۔ مولوی رضا حسن امروہی ۔ مولوی عبدالرؤف امروہی ۔ مولوی محمد شفیق احمد امروہی ۔ مولوی محمد معظم حسین امروہی ۔ مولوی عبد الرحمٰن امروہی ۔ مولوی محمد سلیم سکندر پوری ۔ مولوی سید محمد شاہ محدث رام پوری ، مولوی سید حامد شاہ رام پوری ۔ مولوی منور علی مدرس درجہ حدیث مدرسہ عالیہ رام پور ۔ مولوی محمد طیب عربی ۔ مولوی محمد قیام الدین جون پوری ۔ مولوی محمد سہول دیو بندی ۔ مولوی محمد ابراہیم دہلوی ۔ مولوی محمد قدرت اللہ مدرس مراد آبادی ، مولوی محمد خلیل احمد مدرس سہارن پوری ۔ مولوی محمد عاشق الٰہی میرٹھی ۔ مولوی محمد یحیٰی مدرس مدرسہ سہارن پور ۔ مولوی محمد اسماعیل امروہی ۔ مولوی بدر الدین امروہی ۔ مولوی سردار احمد امروہی ۔ مولوی محمد موسیٰ سنبلی ۔ مولوی محمد خلیل اللہ مقیم رام پور ۔ مولوی احمد امین مدرس دوئم مدرسہ عالیہ رام پور ۔ مولوی غلام رسول رام پوری ۔ مولوی صاحبزادہ محمد الطاف علی المعروف میاں جان خان رام پوری ۔ مولوی معز اللہ خان مدرس مدرسہ عالیہ رام پور ۔ مولوی محمد یوسف مقیم رام پور ۔ مولوی غلام رحمانی ولایتی مقیم رام پور ۔ مولوی سئد سجاد علی بسولوی مقیم رام پور ۔ مولوی وزیر محمد خان مدرس مدرسہ عالیہ رام پور ۔ مولوی فضل کریم مقیم رام پور ۔ مولوی دیانت حسین مقیم رام پور ۔ مولوی حافظ محمد عبد الغفار دہلوی ۔ حافظ نور الدین احمد دہلوی ۔ مولوی نظیر الدین مدرس مدرسہ عالیہ رام پور ۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں کہ ساری تقریریں قلم بند ہو چکی ہیں ۔ حضور نواب صاحب ان کو رسالہ کی صورت میں شائع کروائیں گے انہی کے ساتھ حضور کا اپنا فیصلہ بھی طبع ہوگا ۔

بعد اختتام مباحثہ بھی کئی روز تک رام پور میں رہنا ہوا ۔ ایک روز انگریزی خوان طلباء نے دعوت الفواکہ (فروٹ پارٹی) دی اور جلسہ کیا جس میں میں نے اور

برادرم مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے طلبا کے سامنے تقریریں کیں ۔ایک روز عربی خوان طلباء نے بھی اسی قسم کا جلسہ کیا جس میں دونوں قسم کے طلبا اور علماء اور شہری لوگ بھی شامل تھے ۔وہاں بھی اسی قسم کی تقریریں ہوئیں ۔آخری روز بالحاح واصرار مسلمانان رام پور جامع مسجد میں جمعہ کے روز وعظ کہہ کر چلے آئے۔

نواب صاحب کی طرف سے مہمان نوازی کے علاوہ حضور کی مصاحبت اور تقریری نوازشات ہمیشہ یادرہنے کے قابل ہیں۔علماء کی ملاقات کا حضور کو متمنی پایا گو آپ مذہب میں راسخ شیعہ ہیں مگر علماء اہل سنت سے بھی حضور کو خاص انس ہے ۔کسی قسم کی وحشت یا نفرت نہیں ۔اخیر ملاقات میں حضور نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا:

مولانا ہمیں بھول نہ جایئے گا اپنا گھر سمجھ کر کبھی کبھی تشریف لایا کریں۔

اسی قسم کی حوصلہ افزا تقریریں کئی ایک دفعہ فرمائیں اس لئے علماء کرام نوازشات شاہی کے شکر گزار ہیں۔

رام پور کو اسلامی ریاست ہونے کے علاوہ خاص امتیاز جو حاصل ہے وہ یہ ہے کہ قدیم سے اہل علم کا مخزن رہا ہے علماء اور طلباء اسقدر ہیں کہ گویا ایک یونیورسٹی ہے باوجود علم وفضل کے خاکسار ہیچ مدان پر بڑے چھوٹے سب عنایت فرماتے تھے بزرگانہ شفقت سے جدائی پر اظہار افسوس کر کے آئندہ ملاقات کے لئے دعا کرتے تھے جس پر نیاز مند بھی مخلصانہ آمین کہتا ہے

روز و شب سجدہ کنم بر خاک می مالم جبین
جمع کن با دوستاں یا جامع المتفرقین

علماء رام پور کے علاوہ پبلک رام پور اور تعلقداران سرکار بھی جو علماء کرام کے ساتھ عموماً اور مجھ خاکسار کے ساتھ خصوصاً محبت کا اظہار کرتے رہے ۔نیاز مند سب کی طرف سے ان کے شکریہ کے ساتھ کہتا ہے جزاکم اللہ فی الدارین خیراً

رام پور میں جس روز عربی خوان طلباء نے جلسہ کیا تھا اس جلسہ میں ایک شخص ہندو کا ستھ مسلمان ہوا حسب تجویز مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی اس کا نام محمد حسین رکھا گیا۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲ جولائی ۱۹۰۹ء ص ۱۔۴)

رام پور کے مباحثہ میں مرزائیوں کی شکست

خود مرزائیوں کے اقرار سے

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں کہ اگرچہ گذشتہ پرچے میں ہم نے مجملاً کیفیت مباحثہ رامپور لکھدی ہے مگر اس خیال سے کہ شائد کوئی صاحب اسکو ایک طرفہ بیان سمجھیں فریق ثانی کی شائع کردہ کیفیت مع ان کی غلط بیانیوں کی تردید کے آج شائع کی جاتی ہے۔ قادیانی اخبار بدر مورخہ ۲۴ جون آمدہ ۳۰ جون میں روئداد مباحثہ رامپور شائع ہوئی ہے جو درج ذیل ہے۔

بعد معمولی تمہید کے راقم مضمون لکھتا ہے کہ:

چونکہ ایک صاحبِ اقتدار والئی ریاست کی طرف سے خواہش تھی اور ان کا منشاء بظاہر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ عام مباحثات کی طرز پر نہیں بلکہ احقاق حق کے رنگ میں فریقین کی گفتگو سننا چاہتے ہیں۔ اور یہ بھی خیال کیا گیا کہ عوام الناس کا اس جلسہ مباحثہ میں کچھ دخل نہوگا اور گفتگو متانت اور شائستگی سے ہوگی۔ اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح نے اس کیلئے اجازت دیدی۔ اور ۱۵ جون سے اس مباحثہ کا شروع ہونا قرار پایا اور مندرجہ ذیل امور مولوی سید محمد احسن کی طرف سے پیش ہوکر نواب صاحب نے ان کو منظور فرمایا۔ (۱)

اوّل یہ کہ مباحثہ نواب صاحب کی موجودگی میں ہوگا۔

دوئم یہ کہ مباحثہ تحریری ہوگا اور فریقین کی تحریریں مناظرین اور فریقین کے میرِ مجلسوں کے دستخطوں سے مصدق ہوکر فریقین کو دیجاوینگی۔

سوم یہ کہ مباحثہ مندرجہ ذیل پانچ سوالوں پر ہوگا۔ اوراسی ترتیب سے ہوگا جس ترتیب سے سوالات دیئے گئے ہیں۔ وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ حالات زمانہ اس امر کے مقتضی ہیں یا نہیں، کہ ایک مجدد کا صدی کے سر پر

مبعوث ہونا ضروری تھا۔ دعویٰ حضرت مرزا صاحب۔ الہامات حضرت مرزا صاحب۔ وفات حضرت مسیح موعود۔

چہارم یہ کہ استدلال صرف قرآن کریم سنت صحیحہ مثبتہ علی منہاج النبوت ہوگا۔ اس قرارداد کے مطابق ہم میں سے بعض دوست ۱۳ رجون کی شام کو اور بعض ۱۴ جون کی صبح کو رامپور پہنچ گئے۔ یعنی حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب بہمراہی مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب و مولوی مبارک علی صاحب و حافظ روشن علی صاحب ۱۳ جون کی شام کو اور راقم اور خواجہ کمال الدین صاحب ۱۴ جون کی صبح کو رامپور پہنچ گئے۔ اتفاق سے جس گاڑی میں ہم پہونچے اسی میں مولوی ثناء اللہ امرتسری اور ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی بھی رامپور پہنچے۔ ہم حیران تھے کہ علمائے ہندوستان میں اور پھر رامپور اور امروہہ جیسے مقامات میں کوئی علماء اس قابل نہ تھے کہ وہ حضرت مسیح موعود کے دعاوی کے بالمقابل اپنے دلائل پیش کرسکیں کہ ان لوگوں کو جنہوں نے سفیہانہ طرز پر گالیاں دینا اپنا شیوہ بنا رکھا ہے مقابلہ کے لئے بلایا گیا ہے۔ مگر آخر یہ خیال کیا گیا کہ شائد مدد کے لئے ان لوگوں کو بھی بلایا گیا ہوگا۔ اور علمائے رامپور نے ان کے اس ناپاک اور ناشائستہ طریق کو جو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں دل آزار کلمات استعمال کرنے اور استہزا کرنے کا اختیار کر رکھا ہے چھوڑ کر صرف ان کے معلومات سے فائدہ اٹھانے کے لئے انہیں بلایا ہوگا۔ (۲) ۱۳ جون کی شام کو ایک طول طویل تحریر شرائط کے متعلق نواب صاحب کی وساطت سے حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب کے پاس پہنچ چکی تھی۔ جس کے اخیر میں بجائے کسی خاص شخص کے دستخطوں کے ''مناظر اہل سنت والجماعت'' لکھا ہوا تھا۔ اس تحریر میں کچھ تو شرائط کی ترمیم پر زور دیا گیا تھا (۳) اور ایک حصہ اس کا بالکل غیر متعلق تھا۔ ترمیم شرائط میں تو سب سے بڑی یہ بات پیش کی گئی تھی۔ کہ وفات مسیح کے متعلق بحث کی ضرورت نہیں۔ اور غیر متعلق حصہ میں حضرت صاحب کی ایک کتاب سے چند عربی اشعار معہ اردو ترجمہ نقل کئے گئے تھے جن میں حضرت امام حسین

علیہ السلام کا ذکر تھا۔ یہ دوچالیں فریق مخالف خاص اغراض کو مدنظر رکھ کر چلا تھا وفات مسیح کی بحث کو تو اس لئے ٹالنا چاہتے تھے کہ وہ اپنی کمزوری کو جانتے تھے۔ ورنہ یہ کہنا کہ وفات حیات مسیح کے فیصلہ سے حضرت مرزا صاحب کے دعاوی پر کوئی اثر نہیں پڑتا محض ایک دھوکا ہے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے متعلق حضرت اقدس کے اشعار کو نقل کرنے سے یہ غرض تھی کہ نواب صاحب چونکہ شیعہ مذہب رکھتے ہیں۔ وہ ان اشعار سے برافروختہ (۴) ہو جائیں ورنہ اس بات کو کون نہیں جانتا۔ کہ اہل سنت والجماعت کے اپنے عقیدہ کی رو سے آنے والا مسیح حضرت امام حسین سے افضل ہے۔ (۵) مگر اہل تشیع کے اعتقاد کے رو سے چونکہ امام حسینؑ کے مرتبہ میں بہت غلو کیا گیا ہے۔ اس لئے یہ لازمی امر تھا۔ کہ ایک شیعہ مذہب کا پیرو ایسے کلمات سے برافروختہ ہو۔ اسی بات کو مدنظر رکھ کر اور نواب صاحب کو احمدیوں کے برخلاف برافروختہ کرنے کے لئے فریق ثانی نے حضرت اقدس کے ان اشعار کو شرائط کی ترمیم کے کاغذ میں داخل کر دیا۔ ورنہ ہر ایک شخص آسانی سے اسبات کو سمجھ سکتا ہے کہ مباحثہ کی شرائط کا اس امر سے کیا تعلق ہے کہ حضرت مسیح موعود امام حسین سے افضل ہیں یا نہیں؟ غرض کہ فریق مخالف کی پہلے دن سے ہی بلکہ مباحثہ شروع ہونے سے پہلے ہی یہ کوشش تھی۔ کہ ایک تو حیات ممات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مسئلے کو بحث سے خارج کیا جاوے۔ اور یہ تلخ گھونٹ انہیں پینا نہ پڑے۔ اور دوسرے کسی نہ کسی طرح جناب نواب صاحب کو ان کے شیعی عقیدہ کی وجہ سے احمدیوں کے خلاف اکسایا جائے۔ فریق مخالف کی یہ تحریر ہمارے پاس موجود ہے اور ہر ایک عقلمند سوچ سکتا ہے کہ حضرت امام حسین کے قصہ کو شرائط مباحثہ کے درمیان میں لانے کی کیا ضرور تھی۔ اور وفات مسیح پر بحث کرنے سے کیوں یہ فریق گریز کرتا تھا۔

اس تحریر کا جواب ہماری طرف سے صرف یہ دیا گیا۔ کہ ہم شرائط طے ہونے اور نواب صاحب کے ان کو منظور کر لینے کے بعد یہاں آئے ہیں۔ اور اب

ازسرنو ان شرائط میں پڑنے کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ البتہ مسئلہ ختم نبوت جس پر نواب صاحب نے بھی بحث ضروری سمجھی ہے۔ اس پر بحث کرنے کے لئے ہم تیار ہیں اور وفات مسیح کے مضمون کے بعد ہم باقی مسائل کو چھوڑ کر پہلے اسی مضمون کو لے لیں گے۔ علاوہ ازیں فریق ثانی کی طرف سے یہ بھی استدعا تھی کہ مسئلہ وفات مسیح میں احمدی مدعیانہ حیثیت میں ثبوت مسئلہ دیں اور انہی کی طرف سے ابتدا ہو۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ فریق مخالف اس بات کو خوب سمجھتا تھا کہ حیات مسیح کے لئے اس کے ہاتھ میں کوئی دلیل نہیں۔ اس لئے انہوں نے اس بار ثبوت کو ہمارے ذمہ ڈالا۔ (۶) اور چونکہ اس معاملہ میں نواب صاحب کا بھی یہی خیال تھا۔ اس لئے ہم نے بخوشی اس بات کو منظور کیا کہ ہم مدعیانہ حیثیت میں وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ثبوت دینے کے لئے تیار ہیں۔ ان امور کے طے ہونے کے بعد ۱۵ جون کو قریبا پونے چار بجے پہلا پرچہ وفات مسیح کے ثبوت میں ہماری طرف سے حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب نے پڑھا۔ فریق مخالف نے اب تک اپنے مناظر کا نام ظاہر نہ کیا تھا۔ (۷) حضرت مولوی صاحب موصوف کی تقریر کے اختتام پر مولوی ثناء اللہ امرتسری فریق مخالف کی طرف سے کھڑا ہوا۔ اور ہندوستان کے علماء کی طرف سے کوئی اس قابل نہ سمجھا گیا کہ حضرت مولوی صاحب موصوف کے دلائل کا جواب دیتا۔ ہمیں کوئی وجوہات معلوم نہ ہوئیں کہ کیوں علماء ہندوستان نے اپنے آپ کو اس بات کے ناقابل سمجھا۔ (۸) ان علماء میں سے کوئی گفتگو کرتا۔ تو ہمیں یقین ہے، کہ کم ازکم متانت سے تو گفتگو کرتا، مگر سارا گروہ علماء ہند جو اس موقع پر جمع تھا اس بات کے ناقابل سمجھا جا کر وہ شخص منتخب کیا گیا۔ جو اپنی دریدہ ذہنی کی وجہ سے جو اس نے اس سلسلہ کے متعلق اختیار کر رکھی ہے بدنام ہو چکا ہے۔ (۹) افسوس کہ بات کی بھی کچھ پرواہ نہ کی گئی۔ کہ اس جلسہ کا انعقاد معمولی رنگ میں نہیں ہوا۔ بلکہ ایک والئی ریاست نے خاص اطمینان دلا کر یہ جلسہ کیا ہے۔ اور اوس شخص کو تقریر کرنے کے لئے کھڑا کیا گیا جس کی عادت ہوتے ہوتے آخر یہ امر

فطرت میں داخل ہو گیا ہے۔ کہ وہ اپنے تمسخرانہ آمیز کلام سے عوام کالانعام کو خوش کرے۔ اور دو منٹ بعد ایک ایک شعر پڑھ کر واہ واہ کی داد دلے۔ اس کی مناظرہ میں اگر کوئی غرض ہے تو صرف یہ کہ جہلاء اس کے ساتھ ہو کر یہ شور مچادیں کہ مولوی صاحب کو فتح ہو گئی ہے۔

وہ شخص جس کو اتقاء اور تقویٰ کی صرف اس قدر عزت ہے کہ اس کے نزدیک اس کے حلفی بیان کی رو سے ''نماز نہ پڑھنے والا زنا کرنے والا ایک قسم کا متقی ہے''۔ (۱۰) جس کی جھوٹ سے محبت اس کے اس حلفی بیان سے ظاہر ہوتی ہے کہ ''ایک شخص جھوٹ بول کر پہلی آیت کے معنوں میں متقی ہوسکتا ہے''۔ اور کہ ''دروغ گو، جعلساز، بہتان باندھنے والا افترا باندھنے والا دغا دینے والا (۱۱) ایک معنی سے متقی ہے۔ جس شخص میں تقویٰ اور صداقت کی یہ عزت ہو اُسے علمائے ہندوستان نے اپنا لیڈر بنایا۔ محض اس لئے کہ سلسلۂ احمدیہ اور اس کے مقدس بانی کے حق میں گالیاں سن کر دل خوش کریں۔ اور یہ خیال نہ کیا کہ وہ کس شخص کو اپنا لیڈر بنارہے ہیں۔ اور ساتھ ہی اس ذلت کو بھی برداشت کیا۔ کہ ان میں کوئی اس قابل نہیں ہے کہ گفتگو کر سکے۔ اور پنجاب سے اُنہیں آدمی منگوانے کی ضرورت پڑی۔ (آخر مجھ سے اتنا ڈرتے کیوں ہو؟ ثناء اللہ ایڈیٹر اہل حدیث امرتسر)

مولوی ثناء اللہ نے کھڑے ہوتے ہی وہی اپنا قدیمی شیوہ اختیار کیا۔ افسوس کہ مجمع بھی اس رنگ کا نہ تھا۔ جیسا کہ ہم نے خیال کیا تھا۔ گو چند معزز اہل کار بھی موجود تھے۔ مگر کثرت سے وہی عوام یا ان کے پیشرو علماء موجود تھے جو مولوی ثناء اللہ کے شعروں کی داد دینے کے لئے تیار تھے۔ مولوی صاحب کی تقریر کے اختتام پر جناب نواب صاحب نے بھی ان کی پیٹھ ٹھونکی۔ پھر کیا تھا انہوں نے سمجھ لیا کہ نواب صاحب بھی ہماری حمایت پر ہیں۔ جو چاہو اب کہہ لو پہلے دن گو ان کی تقریر اسی تمسخر آمیز پیرایہ میں تھی۔ جو ان کا خاصہ ہو گیا ہے، مگر پھر بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ذاتی حملہ کرنے کی جرأت انہیں نہ ہوئی تھی مگر جب ان کی پیٹھ ٹھونکی گئی۔ تو اُنہوں نے سمجھ لیا کہ اب ہم

تہذیب متانت اور شائستگی کی ہر قید سے آزاد ہیں۔ اور کوئی روکنے والا نہیں جو چاہیں کہہ لیں۔ ان کی تقریر جس قدر ہوسکا شیخ یعقوب علی صاحب نے لکھی مگر خاتمہ پر نہ تو مقابلہ ہی ہوا اور نہ میر مجلس کے دستخطوں سے تصدیق ہوئی۔ اور ہو بھی کیسے سکتا تھا۔ اردو میں کوئی شارٹ ہینڈ لکھنے کا طریق تو مروج ہی نہیں کہ ساری تقریر لکھی جا کر اُس کی تصدیق ہوسکتی اور مقابلہ ہوسکتا۔ دوسری طرف والئی ریاست کو اتنی فرصت کہاں کہ وہ شرط کی تعمیل کرا کر اُسی وقت فریقین کی تقریروں کی تصدیق کراتے۔ دوسرے دن جاتے ہی سب سے پہلے ہماری طرف سے مطالبہ کیا گیا کہ ہماری تقریر لکھی ہوئی موجود ہے۔ فریق ثانی کو تصدیق کر کے دی جاوے۔ اور فریق ثانی کی تقریر ان سے لیکر تصدیق کر کے ہمیں دیجاوے نواب صاحب نے اس تحریک پر فریق ثانی سے تحریر شدہ تقریر کا مطالبہ کیا تو اُنھوں نے ٹالدیا اور کہا ہم کل دینگے اور اس طرح پر شرائط طے شدہ کی پہلے دن سے ہی خلاف ورزی شروع کی گئی۔ (۱۴) اور مباحثہ کی جو اصلی غرض تھی مفقود ہوگئی یعنی یہ کہ ہر ایک لفظ جو بولا جائے، وہ ضبط تحریر میں اگر محفوظ ہوجاوے تا کہ پبلک کو غور کرنے کا موقع بعد میں مل سکے۔ کہ فریقین کی طرف سے کیا دلائل دیئے گئے۔ مگر فریق مخالف کو چونکہ یہ تو معلوم تھا کہ ان کی تقریر میں سوائے ان اشعار کے جو وقت پر عوام کالانعام کو خوش کر دینے کے لئے کافی ہوتے ہیں اور کچھ نہیں ہوتا۔ اس لئے وہ تحریر دینے سے گریز کرتے رہے اور باوجود بار بار اصرار کے بھی اپنی تحریر نہ دی۔ بلکہ آخری دن مباحثہ کے یہ تجویز پیش کی کہ دس دس منٹ ہر دو فریق تقریر بازی کریں۔ یعنی دس منٹ تک ایک فریق بولے۔ پھر دوسرا دس منٹ تک اس کا جواب دے علیٰ ہذا القیاس۔ افسوس ہے کہ مباحثہ کی غرض ان لوگوں کے نزدیک احقاق نہیں۔ بلکہ اسے محض بچوں کے ڈبیٹ کی طرح ایک مشغلہ بنانا چاہتے ہیں۔ (۱۵) اور جہاں تک یہ مباحثہ ہوا، اسی طرح کا ایک مشغلہ فریق ثانی نے اسے بنا کر دکھا دیا۔

دوسرے دن ہماری طرف سے فریق ثانی کا جواب ہونا تھا۔ مولوی ثناء اللہ

نے چونکہ یہ فخریہ بیان کیا تھا۔ کہ ان کے اُستاد مولوی احمد حسن نے اپنی جگہ انہیں کھڑا کیا ہے۔ اس لئے اُن کی اسبات کا جواب دینے کے لئے ادھر سے بھی مولوی سید محمد احسن صاحب نے میر قاسم علی صاحب کو جواب دینے کے لئے ہدایت فرمائی۔ میر صاحب کی تقریر نہایت متاثر تھی۔ اور فہمید ناظرین پر اس کا صاف اثر نظر آتا تھا۔ میر صاحب کی تقریر کے خاتمہ پر پھر مولوی ثناء اللہ کھڑے ہوئے۔ ڈیڑھ گھنٹہ وقت تقریر کے لئے تھا۔ اس میں سے پورا سوا گھنٹہ تو مولوی صاحب نے حضرت مرزا صاحب کو گالیاں دینے میں صرف کیا (۱۶) اور باقی پندرہ منٹ وہ بھی نواب صاحب کے دو تین دفعہ توجہ دلانے پر وفات مسیح کے مضمون کو دیئے اس تقریر میں جو وفات مسیح پر ہونی چاہئے تھی اور جس کو حضرت مرزا صاحب کی ذات سے کوئی تعلق نہ تھا مولوی ثناء اللہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں وہی الفاظ استعمال کیئے۔ جو ناپاک طبع پادری آنحضرت ﷺ کی شان پاک میں استعمال کیا کرتے ہیں۔ اُنہوں نے کہا مرزا صاحب چوروں اور ڈاکوؤں سے بدتر ہیں۔ کیوں کہ چور اور ڈاکو تو لوگوں کا مال چھینتے ہیں اور یہ مال اور ایمان دونوں لیتے ہیں۔ (۱۷) پھر آپ کو پاگل، سڑی، دیوانہ وغیرہ کہا۔ اور خائن لوگوں کا مال کھانے والا بتلایا۔ کہ یہ براہین کا روپیہ کھا گئے وغیرہ وغیرہ۔ (تو کیا جھوٹ ہے؟ ایڈیٹر اخبار اہل حدیث امرتسر)

اگرچہ ان الفاظ کے استعمال سے چند معزز تعلیم یافتہ اصحاب بیزار ہوئے (۱۸) جیسا کہ اُنہوں نے مضمون کے خاتمہ پر خود ہی اس رنج کا اظہار کیا مگر علماء کرام اور اُن کے پیرو عوام مولوی صاحب کی اس تقریر سے بہت خوش ہو رہے تھے خود نواب صاحب بہادر بھی احمدی گروہ کی اس طرح دل آزاری سے ناخوش نہ تھے۔ اور نہ ہی اُنہوں نے زبان دراز مقرر کو بند کیا۔ بلکہ جب خواجہ کمال الدین صاحب نے توجہ دلائی تو یہی جواب دیا کہ جب مرزا صاحب کا دعویٰ ہے تو پھر مخالف کو حق پہنچتا ہے کہ جو چاہے کہے۔ خواجہ صاحب نے عرض کیا کہ وفات مسیح کے مضمون سے ان ذاتی حملوں کا کیا

تعلق ہے تو ہز ہائی نس نے مولوی ثناء اللہ کو کہا کہ ان باتوں کا وقت پھر آئے گا۔ جب مرزا صاحب کا دعویٰ زیر بحث ہوگا۔ اس وقت اصل مضمون کے متعلق کچھ بیان کرو۔ (۱۹) مگر مولوی صاحب نے اس رنگ کو چھوڑ کر پھر ایک اور رنگ دل آزاری کا اختیار کیا۔ اور یہ بیان کرنا شروع کیا کہ حضرت مرزا صاحب نعوذ باللہ انبیاء کی توہین کرتے اور ان کو برا کہتے اور اُنہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کی دادیوں اور نانیوں کو زانی کہا ہے۔ اور حضرت مسیح کی توہین کی ہے۔ اس مضمون کو بھی جیسا کہ ظاہر ہے وفات مسیح کے مسئلے سے کچھ تعلق نہ تھا۔ (۲۰) مگر فریق مخالف کی غرض ہی یہ نہ تھی کہ اصل مضمون پر کچھ بیان کیا جائے۔ بلکہ اس میں وہ اپنی کمزوری کو سمجھ کر وقت کو ٹالنے کی کوشش کررہے تھے۔ اور ساتھ ہی پبلک کو اور خصوصا جہال کو اکسانے کی کوشش کررہے تھے۔ اُنہوں نے بڑی چالاکی سے اصل واقعات کا اخفا کرکے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف توہین انبیاء کو منسوب کیا اور لوگوں کو مخالفت میں بہت جوش دلا دیا۔ مخالفت بھی انسان کو ایسا اندھا کر دیتی ہے۔ کہ وہ حق کی کچھ پرواہ نہیں کرتا۔ یہی حال مولوی ثناء اللہ کا اس وقت ہورہا تھا۔ وہ خوب جانتا تھا۔ کہ جو کچھ وہ کہہ رہا ہے صحیح نہیں (۲۱) اور مرزا صاحب کی تحریروں سے جو حوالے دے رہا تھا وہ ایسے ہی تھے جیسا کہ کوئی کہے کہ قرآن شریف میں لاتقربوا الصّلوٰۃ کا حکم ہے۔ مگر اس کی غرض پبلک کو صرف جوش دلانا تھا۔ تا کہ اصل مضمون کی طرف سے ان کے خیالات دور چلے جاویں۔ اور وہ اصل مضمون زیر بحث پر غور ہی نہ کرسکیں اگرچہ اس مضمون کی قلعی اگلے دن کھولی گئی اور (جواب بھی اسی وقت دیا گیا تھا۔ ایڈیٹر اخبار اہل حدیث) سمجھدار پبلک نے دیکھ لیا۔ کہ اُس نے کس قدر دھوکہ دہی سے کام لیا۔ مگر عین اس وقت پر جب کہ مولوی صاحب تقریر کررہے تھے سب طبائع حضرت صاحب کے خلاف جوش میں تھیں۔ اور مولوی صاحب کی تقریر جادوگروں کی سوٹیوں اور رسیوں کی طرح اپنا کام کررہی تھیں۔ غرض کہ اصل مضمون کی طرف سے پبلک کی توجہ روکے رکھنے کے لئے فریق مخالف نے یہ

دو چالیں اختیار کیں۔ یعنی ایک حضرت مرزا صاحب کا نہایت ناپاک الفاظ میں ذکر کرنا اور دوسرے آپ کے برخلاف جھوٹے واقعات کا ذکر کر کے عوام الناس کو اکسانا۔ یہ تھا نتیجہ نواب صاحب کی اُس پیٹھ ٹھونکنے کا۔ کہ اُس نے سمجھ لیا کہ جو کچھ میں اب کہتا جاؤں گا مجھے کوئی روکنے والا نہیں اور اس کے اس خیال کو ہز ہائی نس کے عملدرآمد نے مضبوط کر دیا۔ اور سب سے بڑی دقت یہ تھی کہ گو ہماری طرف سے شیخ یعقوب علی صاحب اس تقریر کا خلاصہ ساتھ ساتھ لکھتے جاتے تھے مگر حسب شرائط کوئی تحریر مصدقہ اس سے نہ لی گئی۔ تاکہ پبلک بعد میں اندازہ کر سکتی کہ جہلا میں فتح کا نقارہ کس بنا پر بجایا جاتا ہے۔ اور گو ہز ہائی نس کو ادھر سے توجہ دلائی جاتی رہی۔ مگر نتیجہ کچھ نہ ہوا۔

دوسرے دن کی کارروائی پر ہز ہائی نس اٹھتے ہوئے فریق مخالف کو ساتھ ہی اپنی نشست گاہ میں لے گئے۔ اس کا اثر بھی وہی ہوا۔ جو پہلے دن پیٹھ ٹھونکنے کا ہوا تھا۔ اور غالباً اس طرح ایک فریق کے ساتھ خاص تعلقات ظاہر کرنے سے ہز ہائی نس کا منشا وہی تھا جس کا اعلان مباحثہ کے آخری دن اُنھوں نے خود فرمایا۔ یعنی یہ کہ وہ اور فریق مخالف ایک ہی ہیں۔ تیسرے دن فریقین حسب معمول بحث کے لیے آئے تو نواب صاحب کی طرف سے یہ پیغام ہم کو پہونچایا گیا کہ ہم اپنی تقریر شروع کریں۔ نواب صاحب تشریف نہیں لاوینگے۔ اس پر احباب نے مشورہ کیا۔ تو سب کی یہی رائے قرار پائی کہ جس صورت میں فریق مخالف نے نواب صاحب کی موجودگی میں ایسی زبان درازی سے کام لیا۔ اور کھلم کھلا ہمارے امام اور پیشوا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں نکالیں۔ تو نواب صاحب کی غیر حاضری میں تو وہ رہی سہی قید سے بھی اپنے آپ کو آزاد سمجھ کر جو مونہہ پر آئے گا کہہ دیگا۔ اس لئے نواب صاحب کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپ کی غیر حاضری میں ہم مباحثہ جاری رکھنا نہیں چاہتے اور یہ امر شرائط طے شدہ میں بھی ہے کہ مباحثہ آپ کی موجودگی میں ہی ہوگا۔ اس پر دوبارہ ہز ہائی نس نے پیغام بھیجا کہ احمدی مناظر اپنی تقریر شروع کرے ہم آدھ گھنٹہ میں آجاوینگے۔ مگر

احباب نے مشورہ کر کے پھر یہی فیصلہ کیا کہ ذرا دیر ہو جانے میں کوئی ہرج نہیں مگر نواب صاحب کی عدم موجودگی میں کسی تقریر کا ہونا مناسب نہیں۔ چنانچہ فریقین نواب صاحب کے انتظار میں بیٹھے رہے۔مگر ہز ہائی نس اس دن تشریف نہ لا سکے اور بالآخر چھ بجے کے قریب کہلا بھیجا کہ آج کے دن مباحثہ ملتوی کیا جاوے اور ساتھ ہی فریق مخالف کے کل علماء کو اپنے پاس بلا بھیجا۔ (۲۲) اس سے اگلا دن جمعہ کا تھا لہذا اس دن مباحثہ کے متعلق کوئی مزید کارروائی نہ ہوئی۔

جو حالات اس وقت تک پیش آ چکے تھے یعنی تحریر کے متعلق شرائط کی پابندی نہ ہونا جس سے مناظرہ بالکل بے سود ہو رہا تھا۔ اور پھر فریق مخالف کا نواب صاحب کی حاضری میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایک بالکل بے تعلق بحث میں حملے شروع کر دینا اور نہایت ناشائستہ اور ناپاک الفاظ میں آپ کا ذکر کرنا۔ اور لوگوں کو آپ کے خلاف اکسانا گویا حضرات مرزا صاحب انبیاء علیہم السلام کی توہین کرتے ہیں اور خود نواب صاحب کا فریق مخالف کو بھری مجلس میں پیٹھ ٹھونکنا۔ اور ان کی خصوصیت سے روزانہ اپنے پاس بلانا۔ اور ایسا ہی بعض اور باتیں ہیں جن کا ذکر اس وقت مناسب نہیں جن سے معلوم ہوتا تھا کہ ہز ہائی نس اپنے آپ کو فریق مخالف سے علیحدہ نہیں سمجھتے یہ سب حالات ایسے تھے کہ ان کی وجہ سے مباحثہ آئندہ جاری نہیں رکھا جا سکتا تھا۔ کیوں کہ وہ غرض ہی مفقود ہو گئی تھی۔ جس کے لئے ہم ہز ہائی نس کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ اور عدم پابندی شرائط نے مباحثہ کو صرف ایک وقتی جنگ کا رنگ دیدیا تھا مگر ہم نے اس معاملہ میں جلدی کرنا مناسب نہ سمجھا اور ۱۹ جون کو پھر مجلس میں حاضر ہوئے۔ اس دن بھی اولاً ہمیں یہی پیغام پہنچا کہ تقریر شروع کی جائے۔ ہز ہائینس تھوڑی دیر میں تشریف لاتے ہیں۔ ہماری طرف سے وہی جواب دیا گیا جو پہلے دن دیا گیا تھا۔اس کی تھوڑی دیر بعد نواب صاحب تشریف لائے مگر بجائے اس کے کہ مباحثہ شروع ہوتا۔ایک نئی بحث ہز ہائی نس نے چھیڑ دی جس کا منشا یہ تھا کہ

وفات مسیح کے مسئلہ میں چونکہ احمدی گروہ مدعی بنایا گیا تھا۔ اب دوسرے مسئلہ میں جو حضرت مسیح موعود کی بعثت سے متعلق ہے۔ فریق مخالف مدعی بنایا جاویگا۔ اور آخری جواب الجواب کا حق اسی فریق کو ہوگا۔ غرض اس سے یہ تھی کہ چونکہ مباحثہ تحریری تو ہے نہیں۔ اخیر میں جو کچھ جھوٹ فریق مخالف کہہ گذریگا۔ اس کے جواب دینے کا موقعہ ہمیں ندیا جاوے، ہماری طرف سے نواب صاحب کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ اگر مسئلہ وفات میں ہمیں مدعی بنایا گیا ہے تو نہ ہماری اپنی خواہش کے مطابق فریق مخالف کی استدعا پر کیوں کہ وہ اس مسئلہ میں خود مدعی بننے سے ڈرتے تھے جس کی وجہ یہ تھی کہ وہ اپنی کمزوری کو جانتے ہیں۔ کہ ان کے ہاتھ میں حضرت مسیح کے حیات کی کوئی دلیل نہیں باقی رہی حضرت صاحب کی بعثت اور الہامات کے دعاوی ان میں تو لازماً ہم ہی مدعی ہیں۔ کیوں کہ جب تک ہماری طرف سے ایک مجلس میں دعویٰ پیش نہیں ہوتا۔ تو فریق مخالف تردید کس بات کی کرے گا۔ جبتک ہم اپنا دعویٰ صحیح الفاظ میں پیش نہ کرلیں ایک مخالف کو جواب کا کیا حق ہے۔

(۲۳) اس کا جواب فریق مخالف کی طرف سے یہ دیا گیا۔ کہ مرزا صاحب کا دعویٰ تو دنیا میں پیش ہو چکا ہے اس لئے اس کی تردید بھی پیش ہوسکتی ہے۔ اس طرف سے جواب میں پھر یہ عرض کیا گیا کہ اگر دعویٰ دنیا میں پیش ہو چکا ہے۔ تو دنیا میں لوگ اپنی طرف سے تردید بھی کر چکے ہیں۔ سوال تو اس مجلس مناظرہ کے متعلق ہے۔ کہ پہلے یہ مجلس ہماری طرف سے صحیح الفاظ میں دعویٰ سن لے۔ تو پھر تردید بھی سن سکے گی اس کے کیا معنے کہ دعویٰ کا تو ان کو علم نہو۔ اور تردید پہلے ہی شروع ہوجائے۔ ہاں حیات مسیح میں ان کو مدعی ہونا چاہئے تھا۔ مگر اس میں خود اپنی کمزوری کو سمجھ کر انہوں نے وفات مسیح کا بار ثبوت ہم پر ڈالا۔ جسے ہم نے بخوشی قبول کیا۔ مگر دوسرے مسائل میں جن میں حضرت مسیح موعود کے دعاوی ہیں۔ مدعی ہم ہیں۔ فریق مخالف کی طرف سے اس بحث میں خود ہز ہائی نس ہی اس بات کو پیش کرتے تھے۔ اور بحث کے اثناء میں آخر آپ نے یہ فرمایا کہ ہم فریق مخالف کی طرف سے وکیل

ہیں۔ اور ان کا تحریری وکالت نامہ ہمارے پاس موجود ہے۔ کہ ان کی طرف سے جو کچھ کارروائی کرنی ہوگی وہ بذات خود ہم ہی کرینگے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ ہم اور یہ فریق ایک ہی ہیں۔ ہم ان سے الگ نہیں ہو سکتے۔ ہماری طرف سے مکرمی ومخدومی خواجہ کمال الدین صاحب گفتگو کرتے تھے۔ اور جب نواب صاحب نے اپنے تحریری وکالت نامہ کا اعلان فرمایا تو ساتھ ہی خواجہ صاحب کو کہا کہ تمہیں احمدیوں کی طرف سے گفتگو کرنے کا کیا حق ہے تمہارے پاس کوئی تحریری وکالت نامہ (۲۴) ہے تو دکھاؤ۔ جس کے جواب میں خواجہ صاحب نے عرض کیا کہ تحریری وکالت نامہ کی کیا ضرورت ہے۔ یہ سب لوگ حاضر ہیں اور زبانی بتا سکتے ہیں۔ بہر حال اس وقت ہماری پوزیشن نہایت نازک ہوگئی تھی کیوں کہ بجائے فریق مخالف سے مخالفانہ گفتگو کرنے کے ہمیں خود والئی ریاست سے یہ گفتگو کرنی پڑی اور یہ آسانی سے سمجھ میں آ سکتا ہے کہ اس میں کس قدر مشکلات تھیں اب گویا مباحثہ میں بھی ہمارے مخاطب نواب صاحب ہی تھے۔ اور دیگر امور پیش آمدہ بھی ہز ہائی نس ہی سے گفتگو کرنی ضروری ہوئی۔ یہ وکالت نامہ اور طرز بحث میں تبدیلی غالباً انہیں ملاقاتوں کا نتیجہ تھا جو فریق مخالف کی پہلے دو تین دنوں میں ہز ہائی نس سے ہوتی رہیں۔ فریق مخالف کی بدزبانی کو تو پہلے ہی کوئی حد نہ رہی تھی (۲۵) مگر جب کھلے طور پر اس بات کا اعلان خود ہز ہائی نس نے کر دیا کہ ہم ان کے وکیل ہیں۔ اور ان ہی کے ساتھ ہیں۔ تو پھر کونسی بات مولوی ثناء اللہ کو مجبور کرنے والی باقی رہ گئی تھی کہ وہ زبان کو قابو میں رکھ کر بات کرے مزید براں یہ ہوا کہ ہز ہائی نس نے یہ فرمایا کہ جب آپ مرزا صاحب کے دعاوی کے مسئلے میں مدعی بنتے ہیں۔ تو انکا (یعنی فریق مخالف کا) حق ہوگا کہ جو کچھ چاہیں کہیں آپ کو اعتراض کرنے کا کوئی حق نہوگا۔ یہ گویا ہمارے لئے آخری نوٹس تھا کہ ہمارے امام کے حق میں جس طرح فریق مخالف چاہیگا۔ زبان درازی سے کام لیگا۔ اور نہ صرف اسے کوئی روکنے والا نہوگا۔ بلکہ اگر ہم اعتراض کرینگے تو وہ اعتراض بھی سنا نہ جاویگا۔ بلکہ یہ بھی ہمیں کہا گیا۔ کہ اگر تم ان

باتوں کو اور ان شرائط کو جو اس وقت پیش کی جاتی ہیں قبول نکرو گے تو تمہاری طرف سے مباحثہ میں فرار سمجھا جاوے گا خواجہ صاحب نے عرض کیا کہ نتیجہ نکالنے کا تو ہر شخص کو اختیار ہے جو چاہے نتیجہ نکالے۔ مگر ہم اپنے حقوق کو نہیں چھوڑ سکتے۔ اور یہ بھی عرض کیا گیا کہ تحریر کے متعلق شرائط کی آج تک پابندی نہ ہوئی۔ مگر فریق مخالف ان باتوں کو کب پرواہ کرتا تھا۔ وہ تو اُس وقت نواب صاحب کی وکالت کی وجہ سے ایک کریلا اور دوسرا نیم چڑھا کا مصداق تھا۔ اسی اثناء میں یہ بات بھی پیش کی گئی کہ فریقین دس دس منٹ کے لیے گفتگو کریں۔ گویا مناظرہ کیا تھا مرغ بازی یا بٹیر بازی کا ایک تماشا تھا۔ ایسے اہم مسائل میں احقاق حق کا دعویٰ اور یہ صورت غرض کہ ایک گھنٹہ اسی ردوکد میں گذر گیا۔ نواب صاحب اس بات پر مصر تھے کہ جب تک اسی عام مجلس میں شرائط کا فیصلہ نہوے اس وقت تک ہم تقریر نہ ہونے دیں گے۔ اور اس طرف سے یہ عرض کیا جاتا تھا کہ جو شرائط پہلے طے ہو چکی ہیں ان کے مطابق کام شروع کیا جائے۔ جو نئی باتیں پیش کی جاتی ہیں۔ اُن پر ہم لوگ گھر میں فراغت سے غور اور مشورہ کر کے کل عرض کر دینگے۔ آخر چار بجے کے قریب نواب صاحب نے ایک ایک گھنٹہ وقت دونوں فریق کو آج کی تقریروں کے لئے دیا۔ ہماری طرف سے میر قاسم علی صاحب نے کوئی آدھ گھنٹہ میں تو ان غلط بیانیوں کا ازالہ کیا جو ۱۶ جون کی تقریر میں فریق ثانی کر چکا تھا۔ اور جن کا تعلق وفات مسیح کی بحث سے نہ تھا بلکہ غیر متعلق امور صرف حضرت مسیح موعود پر حملہ کرنے کے لئے فریق مخالف نے بحث میں داخل کر دیئے تھے اور پبلک کو آپ کے متعلق سخت دھوکا دیا تھا۔ یہ حالات ظاہر ہونے پر ذی فہم حاضرین مجلس نے فریق مخالف کی چالاکی پر سخت تعجب کیا۔ میر صاحب کی تقریر کے اختتام پر مولوی ثناء اللہ نے اسی رنگ میں گفتگو شروع کی جس کا وہ عادی ہے۔ حالانکہ آج ہی کی پہلی گفتگو میں خود نواب نے بھی اس کی زبان درازی کو تسلیم کیا تھا کہ اس نے ایسے الفاظ یعنی چور اور ڈاکو ہمارے امام کے متعلق استعمال کئے مگر وہ کب ٹلنے والا تھا۔ بجائے اس کے کہ اپنی پہلی حرکت پر

نادم ہوتا یہ کہا کہ جب میں اپنے ایمان کی رو سے مرزا صاحب کو ایسا ہی سمجھتا ہوں تو کیوں ایسے الفاظ استعمال نہ کرو (بالکل جھوٹ کہتے ہو۔ میں نے یہ ہرگز نہ کہا تھا۔ ثناء اللہ) بلکہ یہ بھی کہا میں تو ''مرزا صاحب'' بھی انہیں کہنا پسند نہیں کرتا۔ (۲۶) اس کی اس بات سے ظاہر ہے۔ کہ اس کی نیت کیا تھی۔ کوئی اس بھلے مانس سے پوچھے کہ کیا تم عیسائیوں یا شیعوں سے کسی ایسے مباحثہ کو پسند کرو گے جس میں وہ اپنے اعتقاد کے مطابق آنحضرت ﷺ یا حضرت خلفاء ثلاثہ کے متعلق وہ ناپاک الفاظ استعمال کریں جن کو سن کر ایک سچے مسلمان کے بدن میں آگ لگ جاتی ہے (۲۷) اسی تقریر میں اور بھی بہت سے ایسے الفاظ استعمال کیئے جو آداب مناظرہ کے خلاف تھے اور جو ضرورت ہوئی تو بالتفصیل شائع کیئے جاوینگے۔'' (۲۸)

حواشی از شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری:

(۱) غلط کہتے ہو منظور نہ فرمائے تھے بلکہ منظوری نامنظوری کے لئے فریق ثانی کو دیدیئے تھے جو آخر تک نامنظور رہے۔

(۲) غلط کہتے ہو علماء رامپور کو اس میں کوئی دخل نہ تھا میری طلبی تو غالبا اس لئے ہوئی ہوگی کہ مرزا صاحب اپنی اشتہار آخری فیصلہ مورخہ ۱۵-اپریل ۱۹۰۷ء میں خود لکھتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے میری عمارت کو جڑ سے ہلا دیا یہ ڈپلومہ (سند لیاقت) مرزا صاحب نے کسی مخالف کو نہیں دی۔ ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب کو شائد اس لئے بلایا ہو کہ وہ بھی الہام کے مدعی ہیں اور یہ مثل تو مشہور ہے کہ آہن را آہن باید کوفت۔ رہا ہمارا سفیہانہ طریق سو خود اسی سے ظاہر ہے کہ ہم کوئی بات بغیر صحیح حوالہ کے نہیں کیا کرتے۔ دجاجلہ کی طرح فریق مخالف پر افترا اور بہتانات لگا کر جاہلوں میں فتحیابی نہیں منایا کرتے۔ مثال کیلئے تمہارے گرو کی دو تین واقع بتلاتے ہیں (۱) اول مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری مرحوم کی نسبت بہتان باندھا کہ اُس نے دعا کی تھی کہ جھوٹا سچے سے پہلے مرے چنانچہ وہ مرگیا (۲) مولوی محمد اسماعیل صاحب علیگڈھی مرحوم کے حق میں افترا کہ اونہوں نے بھی دعا کی تھی کہ خداوند! جھوٹے کو سچے سے پہلے موت دے۔

چنانچہ وہ مر گئے (۳) خاکسار راقم اثم کی نسبت بہتان کہ کفن فروشی اور وعظ کی دو دو آنوں کی آمدنی پر گذارہ ہے فلعنة الله على المفترين۔ اصل وجہ میں بتلاتا ہوں وہی ہے جو علماء رامپور وغیرہ نے خود بیان کی تھی۔ جناب مولوی عبدالغفار خان صاحب نے سرکار کے سامنے میری موجودگی میں فرمایا تھا کہ علمی جوابات تو ہم بھی دے سکتے تھے مگر ہم اُن کے گھر کے بھیدی نہیں جیسے یہ (راقم اثم) ہیں اور اسی کی ضرورت تھی۔

(۳) اگر نواب صاحب نے شرائط منظور فرمائی ہوتیں تو کس کو یارہ تھا کہ ترمیم کی درخواست کرتا بلکہ وہ درخواست تعیین شرائط کی تھی نہ ترمیم کی۔ جس دماغ میں قادیانی نبوت کا ذبہ سمائی ہو اُس میں تعیین اور ترمیم کے مابین تمیز کیونکر آسکتی ہے۔ سچ ہے ٹیڑھی جوتی میں ٹیڑھا پاؤں گھسا کرتا ہے سیدھا نہیں۔

(۴) غلط کہتے ہو اور شرماتے نہیں ہو تمہاری تحریر میں تمہارے پیش کردہ امور خمسہ کو بیان کر کے لکھا گیا کہ ان امور خمسہ کو پنجتن پاک سے مناسبت ہے چونکہ تم لوگوں نے رئیس کے مذہب سے (بزعم خود) فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کی تھی اس لئے جواب میں یہ چال اختیار کی گئی کہ مرزا کے دل میں پنجتن پاک کی یہ عزت ہے اصل واقع کو چھپانا ''کہو جی کون دھرم ہے''۔ ہاں ہم تو اب بھی کہتے ہیں کہ جناب مسیح کی وفات کو مرزا صاحب کے دعویٰ سے کوئی تعلق نہیں۔ چنانچہ میں نے اثناء تقریر میں کہہ دیا تھا کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب ہم میں موجود ہیں جو وفات مسیح کے قائل ہیں تاہم مرزا کو نہیں مانتے۔ یہ تو صرف تمہارے بے ہودہ اصرار کی وجہ سے ہم نے اس مسئلہ پر گفتگو کرنی منظور کی تھی ورنہ ہم تو اس کو بے تعلق جانتے ہیں چنانچہ میں نے رسالہ ''الہامات مرزا'' میں بھی اس کو تصریح سے لکھا ہے ہاں یاد رہے کہ بے تعلق ہونے کی وجہ سے اعراض تھا بے ثبوت ہونے سے نہیں۔

(۵) جھوٹ کہتے ہو سچ ہو تو کسی معتبر کتاب کا حوالہ دو ورنہ اپنے پیر کی طرح ہوا کھاؤ۔

(۶) کیسی جاہلانہ تقریر ہے۔ او نادان علم مناظرہ میں مدعی کا فرض ہے کہ اپنے دعویٰ کے دلائل پیش کرے اور ان دلائل میں جتنی مقدمات نظری یا نزاعی ہوں اُن کو مبرہن اور مدلل کرے وفات مسیح چونکہ تمہاری دلیل کا مقدمہ ہے اس لئے اس کا ثبوت دینا تمہارا فرض ہے قانون شاہی کا عام اصول ہے کہ جو تنقیح کسی فریق کو مفید ہوتی ہے اس کا ثبوت

اُسی کے ذمہ رکھا جاتا ہے۔ افسوس تم میں اتنے موٹے موٹے لحیم وشحیم وکیل ہو کر بھی تم کو اتنی سمجھ نہیں۔

(۷) غلط کہتے ہو مناظر کئی روز پہلے مقرر ہو چکا تھا جس پر تمہارے موکل منشی ذوالفقار علی خان نے حضور نواب صاحب کے سامنے حافظ احمد علی خان صاحب کو کہا تھا کہ مولوی ثناء اللہ تو غیر مقلد ہیں کیا آپ ان کو مانیں گے۔ حافظ صاحب نے جواب دیا تھا کہ اس میں مقلدی غیر مقلدی کی تمیز نہیں ہم سب کو مانیں گے اور سرکار کے سامنے جب تمہارے وکیل نے مولانا احمد حسن صاحب (امیر قافلہ محمدیہ) سے کہا تھا کہ ہم تو آپ کے فیض سے مستفید ہونے کو آئے تھے تو مولانا نے بھی یہی جواب دیا تھا کہ آپ غلط کہتے ہیں آپ کو امروہہ ہی سے معلوم ہو چکا تھا کہ مناظر کون ہوگا۔ ہاں تمہاری کوشش اور آرزو ضروری تھی کہ خاکسار مناظر نہ ہو مگر ؎

وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔

(۸) یہ کونسا لاینحل مسئلہ ہے لو ہم ہی بتلائے دیتے ہیں اس کی وجہ وہی ہے جو مولوی عبد الغفار خان صاحب رامپوری کے قول میں منقول ہو چکی ہے کہ علماء ہندوستان نے عموماً اور امپور نے خصوصا مرزا کی تصانیف کو ہذیان سمجھ کر ملاحظہ کرنے کی طرف توجہ نفرمائی اس میں کیا شک ہے کہ جب تک کوئی شخص فریق مخالف کے گھر سے پورا واقف نہو مناظرہ میں قادر الکلام نہیں ہوسکتا۔ ورنہ مجھے خود اعتراف ہے کہ علماء ہندوستان علم وفضل میں مجھ سے بدرجہا افضل ہیں۔

(۹) دریدہ ذہنی کی وجہ سے بدنام نہیں بلکہ اوسی حوصلہ اور جرأت کی وجہ سے جس حوصلہ سے تمہارے دارالکفر والطغیان دارالخلافہ قادیان پر حملہ آور ہو کر تمہارے طلسمی قلعہ کو پاش پاش کر آیا تھا۔

(۱۰) اس افترا کا جواب کئی ایک دفعہ دیا گیا مگر حیادار اور بے حیا میں یہی فرق ہے کہ موخر الذکر جواب سنا نہیں کرتے۔ مرزا کے مقدمہ میں میں نے ایک سوال کے جواب میں کہا تھا کہ جھوٹ بولنے والا توحید پر پختہ ہے تو ایک معنے سے متقی ہے تمہارے موٹے اور دبلے وکیلوں نے عدالت یں منہ چڑھایا تو میں نے اوسی وقت کہا تھا کہ تفسیر بیضاوی دیکھ کر آنا تھا اب بھی اگر تم حیا کو بالکل جواب نہیں دے چکے تو تفسیر بیضاوی زیر آیت

ھدی للمتقین دیکھو کہ متقیوں کو تین قسم لکھا ہے (۱) اول توحید پر پختہ اور صغائر کبائر دونوں سے مجتنب (۲) دوئم توحید پر پختہ کبائر سے مجتنت اور صغائر کے مرتکب (۳) سوئم توحید پر پختہ اور صغائر کبائر دونوں سے آلودہ۔ یہی میری مراد تھی کہ ایک معنی سے متقی ہے۔

(۱۱) سچے ہو اور سچے گرو کے چیلے ہو تو یہ الفاظ میرے بیان میں دکھادو۔

(۱۲) گو میرا مذاق ہے کہ میں لطف سخن کے لئے حسب موقعہ شعر پڑھا کرتا ہوں کیوں کہ

اہل معنی کو ہے لازم سخن آرائی بھی
بزم میں اہل نظر بھی ہیں تماشائی بھی

مگر اس مجلس میں شعرخوانی میں میں نے ابتداء نہیں کی۔ بلکہ تمہاری فریق نے اپنی تقریر میں ٹوٹے پھوٹے شعر پڑھنے سے ابتدا کی تھی دوسرے تیسرے روز تو حمد ونعت بھی تملوگوں نے اشعار ہی سے شروع کی تھی اور اثنا تقریر میں بھی بہت سے اشعار پڑھے ہاں فرق اتنا تھا کہ تمہارے اشعار بے محل ہونے کی وجہ سے موثر نہ ہوتے تھے۔ سرکار نے میری پیٹھ بے شک ٹھونکی مگر نہ کسی جانبداری سے بلکہ خوبی تقریر اور فصاحت کلام سے بے خود ہو کر اُنہوں نے ایسا کیا۔ تم نے جو یہ معنی سمجھے کہ سرکار نواب نے پیٹھ ٹھونکنے سے گویا مجھے بدتہذیبی کی اجازت دی یہ تمہارا بیہودہ خیال ہے بلکہ سرکار نواب نے حسن تقریر کی داد فرمائی۔ تمہارا حسد بیجا اور فضول ہے۔ تم لوگوں کو سمجھنا چاہئے تھا کہ

ہر چہ ہست از قامت ناساز و بد اندام ماست
ورنہ تشریف تو بر بالاء کس کوتاہ نیست

(۱۳) سچ ہے جھوٹ کے پیر نہیں ہوتے بھلا تحریر مصدقہ فریقین کو دینے کی شرط تھی تو تم لوگوں نے اپنی پہلی تحریر جو پڑھی تھی کیوں میرے حوالے نہ کی۔ میں نے اگر طلب نہ کی تھی تو تم لوگوں نے اس شرط پر کیوں عمل نہ کیا۔ کیوں مجھے جواب شروع کرنے دیا۔ اسی سے پایا جاتا ہے کہ تحریر کی شرط نہ تھی حضور نواب صاحب نے بھی دوسرے روز مجھے صرف اتنا فرمایا کہ آپ کی تقریر تحریر ہو چکی ہے میں نے کہا مجھے تو علم نہیں یہ لوگ کچھ نوٹ لکھتے تھے میں نے نہیں دیکھے اس پر نواب صاحب نے فرمایا آپ اس کو صاف

کر دیجئے میں چھپواؤنگا واللہ اس بات کا کوئی ذکر بھی نہ تھا کہ فریق ثانی کو مصدقہ تحریر دینی لازمی ہے اگر ہم مان بھی لیں کہ لازمی شرط تھی کہ فریقین کی مصدقہ تحریریں فریقین کو دیجائیں تو اس کا خلاف بھی تم ہی لوگوں نے اول کیا کہ اپنی کوئی تحریر بھی ہم کو نہیں دی: ؎

ذرا انصاف تو کیجئے نکالا کس نے شر پہلے

(۱۴) تمہارے پیش کردہ تحریر کو پڑھنے والے منشی قاسم علی کیوں عیسائیوں اور آریوں کے مباحثوں میں اس اصول پر عمل کرتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ تم لوگ مغالطہ آمیز تقریروں کے عادی ہو اور مغالطہ آمیز تقریر ہمیشہ لمبی ہوتی ہے اس لئے تھوڑے وقت میں تمہاری دال نہیں گلا کرتی۔

(۱۵) غلط کہتے ہو میں نے یہ نہ کہا تھا چونکہ مولانا امیر قافلہ مقرر ہوئے تھے اس لئے میں نے کہا تھا کہ میں اون کے حکم سے کھڑا ہوا ہوں۔

(۱۶) جھوٹ بولتے ہوئے شرم کرو نہ کسی نے گالی دی نہ کسی نے ہتک کی علاوہ اس کیتم جانتے ہو کہ خود مرزا صاحب نے اپنے ''ازالہ'' کے صفحہ ۱۳ پر لکھا ہوا ہے کہ گالی اُس کو کہتے ہیں جو واقع کے خلاف دل آزاری کی نیت سے کہی جائے۔ اس تعریف کے مطابق میری تقریر میں گالیاں دکھاؤ تو ہر گالی مبلغ پانچ روپیہ لیتے جاؤ۔

(۱۷) کیسا سفید جھوٹ ہے اصل بات یہ ہے کہ میں نے مرزا صاحب کا وہ اشتہار پڑھا تھا جس میں اُنہوں نے خدا سے دعا کرتے ہوئے لکھا ہے ''چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب مجھے چوروں اور ڈاکوؤں سے بدتر جانتے ہیں اس لئے مجھ میں اور اُن میں یہ فیصلہ فرما کہ جھوٹے کو سچے کی زندگی میں موت دے۔'' اس عبارت میں چونکہ مرزا صاحب نے میری طرف سے حکایت کی ہے کہ میں اُن کو ایسا جانتا ہوں اس لئے میں نے بطور تصدیق کہا تھا کہ ہاں واقعی ایسا جانتا ہوں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ چور تو ایک چیز لیتے ہیں مگر مرزا صاحب دونوں چھینتے تھے۔ ناظرین غور کریں کہ اگر میں یہ تصدیق نہ کرتا تو مرزا صاحب اس حکایت میں کذاب ٹھیرتے۔ میں نے اُن کی تصدیق کر کے اونکو کذب سے بچایا تو کیا برا کیا۔ ہاں اگر وہ میری نسبت ایسا نہ لکھتے تو مجھے بھی تصدیق کرنے کی ضرورت نہوتی۔

(۱۸) ایسے تعلیم یافتہ خواب میں تم کو ملے ہونگے۔

(۱۹) تمہاری کذب بیانی اسی سے ظاہر ہے کہ اوپر لکھتے ہو کہ نواب صاحب نے بند نہ کیا، نیچے لکھتے ہو کہ کہا اصل مضمون کے متعلق بیان کرو۔ کیا ایسا کہنا روکنا نہیں ہے؟ اصل بات نہ یہ ہے نہ وہ ہے بلکہ یہ ہے کہ تمہاری شکایت پر نواب صاحب نے روکا تھا لیکن میں نے جب عرض کیا کہ فریق ثانی نے فلاں فلاں امر میں میری شخصیت کا ذکر کیا ہے اس لئے جواب میں میں حق رکھتا ہوں کہ بانی مشن کی شخصیت کا ذکر کروں یہ عذر سن کر نواب صاحب نے کسی قدر خاموشی سے سننے کے بعد فرمایا اب اصل دعویٰ کے متعلق کہیئے۔ ناظرین انصاف کریں کہ نواب صاحب نے جانبداری کی یا انصاف فرمایا۔

(۲۰) غلط بلکہ جھوٹ کہتے ہو تعلق اس لئے تھا کہ تم نے کہا تھا کہ تم لوگ حضرت مسیح کو خدا کی طرح زندہ مانتے ہو ایسا کہتے ہو ویسا کہتے ہو اس کے جواب میں کہا گیا تھا کہ ہم ہرگز حضرت مسیح کو خدا نہیں مانتے بلکہ اللہ کا ایک مقرب بندہ مانتے ہیں ہاں ہم حضرت مسیح کی نسبت ایسا خیال بھی نہیں رکھتی کہ (بقول مرزا قادیانی) معاذ اللہ ان کی تین دادیاں اور تین نانیاں زنا کار تھیں۔ بتلاؤ بے تعلق ہے۔

(۲۱) یہ بھی جھوٹ ہے تم کو میرے ضمیر سے کیسے خبر ہوئی کہ میں اون مضامین کو دل سے صحیح نہیں جانتا۔ اسی کو کہتے ہیں: دروغ گوئیم برروئے تو۔"

(۲۲) بلا کر تمہارے برخلاف کوئی تجویز پاس نہیں ہوئی بلکہ اپنی عدم تشریف آوری کا عذر کیا کہ مجھے دو تین دوست آئے تھے اس سے بعد عام گفتگو ہوتی رہی کبھی شیعہ سنی کے متعلق کبھی کسی مسئلہ پر غرض کبھی کچھ اور کبھی کچھ تمہیں کیوں اس کا رنج ہے کیا تم لوگ ہماری غیبوبت میں نہیں جایا کرتے تھے پھر اس سے کیا ہوا۔ سبحان اللہ! کیا احسان فراموشی ہے۔

(۲۳) اس بیان میں بھی تم نے حسب عادت پیر قادیان حق پوشی سے کام لیا میں نے اس کے جواب میں کہا تھا کہ جس طرح اثبات میں کلام کرنے والا مدعی ہوتا ہے نفی میں کلام کرنے والا بھی مدعی ہوسکتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید نے نفی تثلیث کے دلائل خود دیئے ہیں حالانکہ مثبتین کے دلائل مذکور نہیں۔ اسی طرح ہم مرزا صاحب کی نبوت پر بصورت نفی مدعی بنیں گے اور ایسا ہونا قواعد مناظرہ کے خلاف نہیں مگر قادیانی جماعت

نے اس طریق گفتگو کو پسند نہ کیا۔

(۲۴) بالکل جھوٹ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ چونکہ یہ مباحثہ صرف نواب صاحب کی اجازت اورمرضی سے ہوا تھا اس لئے ہمارے موکل نے اپنی عرضداشت میں اپنی وجوہات لکھ کر آخر میں لکھا تھا کہ آئندہ جو حضور فرماویں ہم کرنے کو حاضر ہیں جیسا کہ شاہانہ خطاب کا طریق ہے۔ اس لئے نواب صاحب نے جب مرزائیوں کو بہت کچھ سمجھایا مگر وہ نہ مانے تو آخر فرمایا کہ میں جو کچھ تم سے کہتا ہوں تم میری نہیں مانتے مگر وہ لوگ (یعنی ہم لوگ) سب مانتے ہیں بلکہ اُنہوں نے مجھے اپنا مختار عام اور وکیل بنایا ہوا ہے اس لئے ان کی طرف سے مجھے اطمینان ہے کہ جو کہونگا وہ مانیں گے۔ یہ نہیں کہ کسی سے سند وکالت طلب کی ہو یا کچھ اور کہا ہو۔اوس وقت کی گفتگو کو جن لوگوں نے سنا اورسرکار کے حکم سے سرتابی اور سرکار کا اپنے غصہ کو دبایا جانا دیکھا وہ بے ساختہ کہتے تھے مرحبا نواب مرحبا۔ سچ ہے

تواضع ز گردن فرازاں نکوست
گدا گر تواضع کند خوئے اوست

یہاں تک کہ نواب صاحب جب اس قسم کی باتیں کررہے تھے اتفاقیہ آپ کی نظر پڑی تو ایڈیٹر الحکم کچھ لکھ رہا تھا تو نواب صاحب نے فرمایا کیوں جی میری گفتگو بھی لکھ رہے ہو اچھا لکھئے میں بھی اب سنبھل کر بولتا ہوں اس وقت اتنا فرمانا تھا کہ ایڈیٹر الحکم کی شکل ایسی مرجھائی کہ گویا مرزا صاحب سے مل کر آیا ہے اتنے میں منشی ذوالفقار علی کانپتے کانپتے آئے کہ حضور نہیں نہیں یہ ان کی غلطی ہے۔ چاک کردو چاک کردو۔مگر نواب صاحب نے فرمایا نہیں رہنے کچھ حرج کی بات نہیں۔اس حلم اورعفو کے مقابلہ میں یہ الزامات کہ حضور بھی فریق ثانی کی اعانت کرتے تھے کیسی ناشکری اور ناسپاسی ہے حضور نے تم لوگوں کی جس قدر رعایت کی ہے اس کا ادنی ثبوت یہ ہے کہ جس روز مباحثہ صبح کو ہونے والا تھا ہم لوگوں کو سرکار نے طلب فرمایا۔ اثناء گفتگو میں ہم نے کہا کہ تعیین مبحث کے وجوہات فریقین سے سن کر جس مسئلہ پر بحث کرنے کا فیصلہ حضور فرماویں گے ہم اُس پر بحث کریں گے مگر پہلے وجوہات سن لیں۔نواب صاحب نے فرمایا اچھا مگر تم لوگ چونکہ وفات مسیح کے مسئلہ پر مصر تھے اس لئے محض تمہاری رعایت

سے سرکار نے مباحثہ گاہ میں تشریف لاتے ہی بغیر سننے کسی وجہ کے تمہاری طرف رخ کر کے فرمایا ہاں بسم اللہ فرمائیے۔ ورنہ اگر وجوہات سن کر تعیین مبحث فرماتے تو اسی روز تم لوگوں کو چھٹی کا دودھ یاد آجاتا، یوں تو تم لوگ پانچ روز ٹھیرے مگر اُس صورت میں دوسرے روز ہی ایسے غائب غلا ہو جاتے کہ گدھے کے سینگ تو دکھائی دیتی مگر تم لوگ نظر نہ آسکتے اسی قسم کی اور بہت سی رعایتیں سرکار تمہارے ساتھ کرتے رہے اسی لئے میں نے اپنی تقریر میں سرکار کو متوجہ کر کے کہا تھا:

گل پھینکے ہیں اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی
اے ابر کرم بہر وفا کچھ تو ادھر بھی

سرکار نواب کی رعایات دیکھ کر میرے احباب مجھے کہتے کہ تم ایسی رعایات کیوں مان لیتے ہو میں کہتا بھائی سرکار کا آج وہی اصول ہے جو آنحضرت ﷺ کا اصول صلح حدیبیہ میں تھا کہ جو کچھ مشرکین مکہ کہیں گے مانونگا۔ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیطرح کتنا ہی عرض کریں نہیں سنایا جاویگا۔ مگر واہ رے مرزائیو! تمہاری ناسپاسی۔ سچ ہے:

نکوئی با بداں کردن چناں است
کہ بد کردن بجائے نیک مرداں

(۲۵) میری بدزبانی کی شکایت جب تم نے نواب صاحب کے سامنے کی تھی تو یاد نہیں میں نے کیا کہا تھا۔ میں نے کہا کہ جو جو لفظ میں نے سخت کہی ہیں اُن کی فہرست پیش کریں تو درصورت صحیح شکایت ہونے کے میں آئندہ کو اُن الفاظ سے پرہیز کرونگا پھر کیوں نہ وہ فہرست پیش کی۔ کرتے کیا وہاں تو مطلع صاف تھا بغیر مرزا صاحب کی مطبوعہ تحریروں کے کچھ کہا نہ جاتا تھا۔

(۲۶) واقعی تم لوگ پکے دجاجلہ ہو اظہار حق سے تم لوگوں کو اُسی قدر نفرت ہے جس قدر ایک مسلمان کو خنزیر کے گوشت سے او ظالمو! تم اتنا تو سوچو کہ جو گفتگو سینکڑوں آدمیوں کے سامنے ہوئی ہے تم اُس کو کیوں کر چھپا سکتے ہو اصل بات تو یہ تھی کہ تم لوگوں نے جہاں جہاں حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کا ذکر کیا محض مفرد کے صیغے سے کیا تھا مثلاً مسیح آیا تھا مسیح گیا۔ مسیح مر گیا وغیرہ اس پر میں نے تم لوگوں کو تنبیہ کرنے کی غرض سے اور ادب سکھانے کی نیت سے یہ کہا تھا کہ جس طرح تم لوگوں نے ایک اولوالعزم رسول کو

مفرد کے صیغوں میں ذکر کیا ہے میرا بھی حق ہے اور جائز ہے کہ میں بھی مرزا صاحب کو مفرد کے صیغے سے اور بغیر ''صاحب'' کے صرف ''مرزا'' کہوں مگر میں اخلاقی طور پر ایسا کرنا نہیں چاہتا اور یہ میرا تم لوگوں پر آج پہلا احسان نہیں بلکہ ہمیشہ سے احسان ہے کہ میں مرزا صاحب کا نام اوس طرح مفرد کے صیغے سے نہیں لیتا جس طرح تم لوگ جناب مسیح علیہ السلام کا نام لیتے ہو۔ کہو اس بیان کو تمہارے بیان سے کیا مناسبت ہے۔

ہاں یاد آیا کہ جب تم لوگوں نے میری شکایت کی تو سرکار نے فرمایا تھا کہ دیکھو وہ تو مرزا صاحب کا نام بھی کیسے ادب سے لیتے ہیں یعنی ہر موقع پر ''جناب مرزا صاحب'' کہتے ہیں۔ اس کے جواب میں تم کیسے خاموش رہے تھے۔

(۲۷) بے شک اگر کوئی بدزبان ایسا کرتے تو برا ہے لیکن اگر وہ مطبوعہ اور ہماری مسلمہ تحریریں پڑھدیں تو اوس پر کھسیانے ہونا ہماری غلطی ہے غرض کسی کلام کو اصل الفاظ میں یا قریب الفہم نتائج میں پیش کرنے کا حق ہر فریق کو حاصل ہے لیکن اس کے سوا بغیر ثبوت کے محض دل آزار الفاظ بولنا سخت گناہ کبیرہ ہے جیسے مرزا صاحب آنجہانی نے حضرت مسیح ؑ کی نسبت لکھا ہے کہ آپ کی تین دادیاں اور تین نانیاں حرامکار تھیں اور معاذ اللہ حضرت یسوع مسیح میں روح خبیث کا حلول تھا آپ کو حرامکار عورتوں سے تعلق تھا یہ بھی آپ کے نجیب الطرفین ہونے کی وجہ سے تھا وغیر ذلك من الهذيانات نعوذ بالله منها۔ اس قسم کی گفتگو کرنا گناہ کبیرہ وفساد ہے مگر ہم نے ایسا نہ کہا تھا۔

(۲۸) شائع ہونے پر جوابات بھی ایسے دیئے جاوینگے کہ مرزا کو مزار شریف میں بھی تمہاری نالائقی پر صدمہ ہوگا اور وہ تمہیں خواب میں آ کر کہیں گے نادانو! میں تو بایں ریش وفش ساری عمر میں اس (ثناء اللہ) سے بازی جیت نہ سکا یہاں تک کہ میں نے آخری فیصلہ میں اس کیلئے اپنی زندگی میں موت کی دعا کی اور خدا سے فیصلہ چاہا لیکن یہ حضرت اُس میں بھی مجھ سے بازی لے گیا۔ تم تو نواب صاحب رامپور کی شکایت کرتے ہو مگر میں تو خدا کا شاکی ہوں باوجودیکہ میرے ساتھ اُس کا وعدہ تھا اجيب كلّ دعائك (میں تیری ہر ایک دعا قبول کرونگا) یہ بھی اُس نے کہا تھا کہ جدھر تیرا منہ ادھر ہی میرا منہ۔ مگر آخر کار اُس نے آخری فیصلہ میں میری اس دعا کو میرے ہی حق میں الٹا ڈالا جیسا کہ اُس نے قرآن مجید میں پہلے ہی سے فرمایا تھا لا يحيق المكر السيئ الا باهله میں تو مر کر

داخل ...... ہوا مگر وہ حضرت آج تک دندناتا پھرتا ہے آہ اگر یہ دشمن آج مرا ہوتا تو تم کو رامپور سے ایسی ذلت کے ساتھ کیوں نکلنا ہوتا کہ تم رامپور جیسے اسلامی شہر کو مخاطب کر کے کہتے ہوئے اسٹیشن پر جا رہے تھے کہ:

نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے ہیں لیکن
بہت بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے

نادانو! جب اس ہوشیار دشمن کے مقابلہ میں میں خود کامیاب نہ ہوا تو تمہاری کیا حقیقت بقول ''کیا پدی، کیا پدی کا شوربا'' پس تم ذرا سنبھل کر اس سے مقابلہ کرنا خبردار :

من نکردم شما حذر بکنید

یہ بھی تمہارا افترا ہے کہ میں نے مسئلہ حیات مسیح کو شکی کہا تھا۔ افسوس ہے تم لوگ کیسے کذاب یا بے سمجھ ہو

مالهؤلاء القوم لايكادون يفقهون حديثا

نادانو! تم نے جو دلیل وفات مسیح کی دی تھی (لما توفيتنى) اس کے دوسرے معنی کر کے میں نے کہا تھا کہ اول تو اس کے معنی یہی ہیں جو میں کہتا ہوں اور اگر یقیناً یہ نہیں تو کم از کم احتمال ہے پھر یہ احتمال تم کو مضر ہے جو مدعی بن کر اس آیت کو پیش کر رہے ہو قاعدہ ہے اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال مطلب یہ ہے کہ تمہاری دلیل کو شکی کہہ کر تمہارے دعویٰ کو مشکوک کہا تھا جو علم مناظرہ کا قاعدہ ہے مگر افسوس ہے تم لوگ مسیح موعود مہدی مسعود اور کرشن گوپال سے مصاحبت کر کے بھی فہم وادراک سے ایسے ہی بے نصیب ہو جیسے وہ آسمانی منکوحہ کے وصال سے۔ سچ ہے :

تہی دستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را

(ہفت روزہ اہلحدیث جلد ۶۔ نمبر ۳۶۔ مورخہ ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۲۷ھ مطابق ۹ جولائی ۱۹۰۹ء ص: ۱-۱۱)

مباحثہ رام پور

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ مباحثہ رامپور کے زیر عنوان لکھتے ہیں:
مباحثہ رام پور کی فتح کے متعلق جن احباب نے خطوط بھیج کر مبارکبادیں دی ہیں خاکسار ہیچکار اُن کے حسن ظن کا شکرگذار ہے تمام خطوط جن میں احباب نے اظہار مسرت کیا ہے نقل نہیں ہو سکتے ایک خط نمونہ کے طور پر درج ہے:

ہمارے معزز اسد الہند جناب مولانا ثناء اللہ صاحب زید مجدہٗ

السّلام علیکم ورحمة اللّٰہ وبرکاتہ

آج مورخہ ۵/جولائی سنہ رواں کو کیفیت مباحثہ رامپور پرچہ میں نہایت شوق سے دیکھا۔ مولانا مبارک ہو، مبارک، شاباش، مرحبا، جزاک اللہ۔

ایسے بھرے دربار میں جس میں حضور ہز ہائنس بذات خاص جلوہ افروز تھے اور علماء اسلام کا جم گھٹا تھا، ایسی حالت میں آپ کا مرد میدان ہوکر مرزائی پارٹی کو دندان شکن جواب دیکر قافیہ تنگ کرنا اور اُن کی دھجیاں اڑانا، بس یہ آپ ہی کا حق تھا۔ اس میں شک نہیں کہ یہ واقعہ ہمیشہ کے لیے یادگار رہے گا۔

بصد آرزو جمیع اہل اسلام آپ کے ترقی حیات کے دعا گو ہیں۔ فقط والسلام۔

راقم آپ کے دیدار کا شائق ودعا گو:

عبدالستار بسکو ہری مدرس مدرسہ اسلامیہ آسنسول۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں کہ بعض احباب نے فرط محبت میں اس ہیچکار بداعمال کو مجدد کا لقب عنایت فرمایا۔ ایسے احباب مطلع رہیں کہ جس دشمن اسلام پر فتح پانے کی خوشی میں مجھ کو مجدد کہہ رہے ہیں اوسکا دعویٰ بھی مجددیت ہی کا تھا، لہذا تمام مسلمانوں کو یہ لقب دیتے اور لیتے ہوئے ذرہ ڈرنا چاہئے۔ خاکسار ایسے تمام احباب کے لیے دعا گو ہے خداوند تعالیٰ حامیان دین کو دین ودنیا میں حسنہ عطا

فرماوے۔

گو اخباری دنیا میں مباحثہ رامپور نے بہت شہرت حاصل کی اورلوگوں نے سمجھا کہ قادیانیوں کو آج ایسی شکست ہوئی ہے کہ اب وہ آئندہ کو نہ سسکینگے مگر میرے خیال میں ان کی شکست کی بنیاد ۱۵/اپریل ۱۹۰۷ء سے رکھی گئی تھی جس روز مرزا صاحب نے میرے متعلق اشتہار دیا تھا کہ مولوی ثناء اللہ نے میری عمارت کو ہلا دیا ہے اس لیے میں دعا کرتا ہوں کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مرجائے۔''

چنانچہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو اس اشتہار کے مطابق آنجہانی تشریف لے جا کر میری (نہیں نہیں اسلام کی) فتح اور اپنی شکست پر دستخط کر گئے۔ اصل شکست تو اونکو ۲۶ مئی کے روز ہوئی تھی مگر خیر چونکہ قادیانی پارٹی کو وفات مسیح کے مسئلہ پر بڑا گھمنڈ تھا اس لیے خدا کو منظور تھا کہ کسی خاص موقعہ پر اس میں بھی ان کی ذلت کا ظہور ہو، سو الحمد للہ کہ ہوگیا۔

کچھ شک نہیں کہ ہز ہائینس نواب صاحب کے زیر اہتمام جلسہ نہ ہوتا تو یہ حضرات پہلے ہی روز سامنے نہ آتے۔ اب تو بہانے کررہے ہیں کہ ثناء اللہ نے ہم کو گالیاں دیں، اول تو کوئی نادان بھی باور نہ کریگا کہ ایک بااختیار والی ریاست کے زیر اہتمام جلسہ ہو، پھر اُس میں بازاریوںکی طرح گالی بازی ہو۔ اصل یہ ہے کہ مرزائیوں کو شروع ہی سے میری شرکت کا خوف تھا۔ امرتسر میں ایک موقعہ پر مرزائیوں کا اجتماع تھا۔ اس میں وہ مشورہ کررہے تھے کہ کسی طرح ایسی کوئی صورت ہو کہ ثناء اللہ مناظرے میں پیش نہو۔ آخر یہ رائے قرار پائی کہ مولوی محمد احسن امروہی کولکھنا چاہئے کہ نواب صاحب کے سامنے عذر کریں کہ ثناء اللہ میرے مقابلے کا نہیں۔ میں نے یہ سن کر کہا، اچھا وہ اگر یہ عذر کریں گے تو اول تو مجھے جواب دینے کی حاجت نہوگی، اگر ہوئی تو میں عرض کروں گا کہ جس حال میں اُن کا نبی اور مسیح مجھ کو خطاب کرتا رہا، یہاں تک کہ آخری فیصلہ کے اشتہار میں جان کی بردبازی مجھ سے اس نے لگائی، تو کیا یہ لوگ اپنے رسول سے بڑھے ہوئے ہیں کہ ان کے خطاب کے میں قابل نہیں۔ اسی سے ثابت کروں گا کہ یہ لوگ دل سے مرزا کے مرید نہیں بلکہ یونہی ایک کمیٹی بنائی ہوئی ہے۔ مگر خیریت رہی کہ محمد احسن صاحب نے یا کسی اور نے یہ عذر نہ کیا۔

رامپور میں مباحثہ سے دوسرے روز شاید ۱۶ جون کے میں نے خواب میں دیکھا کہ مرزا صاحب سے میری ہاتھا پائی ہوئی، مگر حملہ میری طرف سے ہے۔ آخر یہ ہوا کہ میں نے اُن کو گرا کر اونکی ایک ٹانگ کو ہاتھ سے پکڑ کر سر کے ساتھ ملا دیا۔ پھر جو ہٹ کر سامنے آئے تو مٹی کا پیالہ جو میرے ہاتھ میں تھا میں نے اون کے منہ پر زور سے مارا، اور منہ سے بھی کچھ کہا۔ یہ خواب میں نے اپنے احباب کو رامپور ہی میں سنا دیا تھا۔ اس کی تعبیر حکیم نورالدین صاحب کچھ فرماویں گے تو سنوں گا۔

الحکم قادیانی اس شکست سے کھسیانے ہوکر پہلے تو فیصلہ دہندگان علماء کو کوستا ہے پھر لکھتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ اور اُن کے معاونین کو اگر دعویٰ ہے تو ہم وفات مسیح کے متعلق اخبار میں مذاکرہ شروع کرتے ہیں۔ مولوی ثناء اللہ کے پاس اس میں کچھ ثبوت ہے تو وہ منظور کریں۔

جواب یہ ہے کہ ہم تو وفات مسیح کا مسئلہ قادیانی مشن سے بالکل بے تعلق جانتے ہیں چنانچہ رسالہ الہامات مرزا میں بھی میں نے اعلان کیا ہوا ہے اور رامپور میں بھی ایسا ہی کہتے رہے۔ اس لیے ہمیں تو شوق نہیں کہ ہم اس مذاکرہ میں حصہ لیں۔ مگر چونکہ تم اس کے لیے درخواست کرتے ہو، لہذا ہم منظور کرتے ہیں، مگر ایک شرط سے جو بالکل واجبی اور تمہارے امام کی منظور کردہ ہے کہ تمہارے ہی اخبار میں ایک مذاکرہ ''قادیانی الہامات'' کے عنوان سے ہوگا دونوں برابر چلیں گے اگر تم میں کچھ سکت ہے تو اس کو منظور کرو، ورنہ نامنظوری کی معقول وجہ بتلاؤ۔

دیکھو اس موقعہ پر بھی میں وہی پیشگوئی کرتا ہوں جو رامپور میں وجدانی طور سے کی تھی کہ تم لوگ ہرگز ہرگز اس مذاکرہ کے لیے تیار نہ ہوگے۔ کیوں؟

نہ خنجر اُٹھے گا نہ تلوار اون سے
وہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

(ہفت روزہ اہل حدیث جلد ۶۔ نمبر ۳۸۔ مورخہ ۵ رجب ۱۳۲۷ھ مطابق ۲۳ جولائی ۱۹۰۹ء ص: ۳-۴)

مراسلت مابین ابراہیم سیالکوٹی

ونورالدین قادیانی

مکرمی جناب مولوی (ثناءاللہ) صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ

خاکسار نے جناب مولوی نورالدین صاحب مقیم قادیان سے اُن کی ایک تحریر کے متعلق خط وکتابت کی تھی جس کا جواب انہوں نے باوجود دوبارہ یاددہانی کے نہیں دیا ،لہذا اب اسے پبلک میں شائع کرنا مناسب ہے۔امید ہے کہ آپ اسے اپنے اخبار گوہربار کے ایک گوشہ میں درج فرماکر ممنون فرماویں گے۔

خط نمبر۱۔از جانب خاکسار ابراہیم ۲۰ستمبر ۱۹۰۸ء

جناب حکیم صاحب! اخبار بدر مورخہ ۱۷ستمبر ۱۹۰۸ء میں صفحہ ۵ پر آپ کا ایک خط بنام ایڈیٹر البیان طبع ہوا ہے۔اس میں بعض امور قابل استفسار ہیں۔ امید ہے کہ آپ تکلیف گوارا کرکے اُن کی نسبت تسلی بخش تحقیقی نہ تقلیدی واعتقادی جواب ممنون فرماویں گے۔آپ لکھتے ہیں:

”مرزا نے دعویٰ مکالمہ الٰہیہ کا کیا مگر اس دعویٰ کی بنا اس پر تھی کہ اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں الآن کما کان ہے۔پس اگر وہ پہلے کسی سے بولتا اور کلام کرتا تھا تو اب وہ کیوں نہیں بولتا اور اھدنا الصّراط المستقیم صراط الّذین انعمت علیھم میں دعا ہے کہ الٰہی انبیاء،صدیقوں،شہداءاور صلحاءکی راہ عطا فرما اوران راہوں میں ایک راہ مکالمہ بھی ہے۔پس اگر ہم مکالمہ کے مدعی ہیں تو کیا کفر کیا؟۔“

اس عبارت میں آپ نے مکالمہ الٰہیہ کے اجراء کی دو وجہیں بیان کی ہیں ایک عقلی مگراز ورئے نقض دیگر نقلی بحوالہ آیت۔پہلی وجہ آپ کے دعویٰ کی مثبت بدو وجہ نہیں۔اول اس لیے کہ اگر آپ کو یا کسی کو اس کیوں کا جواب معلوم نہ ہو تو

اس عدم علم کی بنا پر آپ بخلاف آیت و خاتم النّبیّین اجرائے مکالمہ نبوت نہیں کر سکتے۔ دوم اس لیے کہ مطلق مکالمہ محل نزاع نہیں بلکہ محل نزاع مکالمہ نبوت ورسالت ہے پس دلیل ناتمام ہے۔

دوسری دلیل نقلی میں جو آپ نے آیت پیش کی ہے اس سے مراد ابرار کی راہ چلنا ہے نہ کچھ اور۔ صراط سے مراد وہ طریق عمل واعتقاد ہے جس پر وہ لوگ گذرے۔ نہ یہ کہ مکالمہ بھی ایک راہ ہے۔ دیگر یہ کہ نبوت ومکالمہ دعا سے حاصل نہیں ہوتا۔ یہ خدا تعالیٰ کا احسان ہے جس میں کسی رغبت وخواہش کو دخل نہیں۔

(۲) روایت لا مھدی الّا عیسی کو آپ نے صحیح لکھا ہے۔ اس کی تصحیح درکار ہے۔ اصول محدثین پر جواب ہو۔

(۳) نبوت تشریعی کے ختم اور نبوت غیر تشریعی کے جاری رہنے کی دلیل از کتاب وسنت برطریق محدثین مطلوب ہے۔ مہربانی کرکے جواب اقوال الرجال سے نہ ہو۔

والعمدة ھی البرھان والسلام علی من اتبع الھدی۔

خاکسار ابراہیم۔ شہر سیالکوٹ۔

یہ خط ۲۰ ستمبر ۱۹۰۸ء کو حکیم صاحب کی خدمت میں بھیجا گیا لیکن جب ۲۹ جنوری ۱۹۰۹ء تک اس کا جواب نہ آیا تو دوسرا خط بطور یاددہانی لکھا:

جناب حکیم صاحب! اخبار بدر مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۰۸ء میں صفحہ ۵ پر آپ کا ایک خط بنام ایڈیٹر البیان طبع ہوا تھا۔ اس میں خاکسار کو بعض امور قابل استفسار نظر آئے تھے۔ سو اُن کے متعلق ۲۰ ستمبر کو آپ کی خدمت میں ایک خط لکھا۔ آج ۲۹ جنوری ۱۹۰۹ء تک اس کا کوئی جواب نہیں ملا۔ معلوم نہیں کیا باعث ہے۔ اتنے عرصہ میں کئی دفعہ ارادہ ہوا کہ خاکسار اپنے استفسارات کو پبلک میں شائع کردے لیکن ہر بار یہی مناسب سمجھا کہ ایک دفعہ اور آپکی خدمت میں لکھ کر دریافت کروں کہ آپ اُس خط کا جواب دیں گے یا نہیں؟

اگر وہ خط آپ کو نہ ملا ہو یا گم ہوگیا ہو تو تحریر فرمادیں۔ تاکہ دوبارہ لکھا جاوے، مجھے امید ہے کہ آپ اس خط پر ضرور توجہ فرماویں گے کیوں کہ وہ استفسارات آپ کے مذاق کے موافق ہیں اور علمی ہیں۔ اور اُن پر آپ جیسے عالم کے علم سے روشنی پڑنی مناسب ہے (یہ بھی آپ کا حسن ظن ہے، وہاں تو جب سے دجال کے پھندے میں پھنسے ہیں حالت ہی دگرگوں ہے۔ جو پڑھا لکھا تھا نیاز نے ایک دم میں سارا بھلا دیا۔ ثناء اللہ)۔ ایک ہفتہ تک اس کے جواب کا انتظار کروں گا۔

سابقاً بھی جب آپ منشی کریم بخش صاحب ایڈیٹر انوار الاسلام کے مقدمہ کی گواہی میں سیالکوٹ تشریف لائے تھے تو چند آیات کے متعلق خاکسار نے آپ سے سوالات کئے تھے تو آپ نے قادیان پہنچ کر جواب تحریر کرنے کا وعدہ کیا تھا لیکن کئی سال گذر گئے ابھی تک انتظار ہے۔ اگر اُن سوالات کے بابت بھی فرماویں تو تحریر کر کے بھیج دوں۔

و السّلام علی من اتّبع الھدیٰ۔ خاکسار ابراہیم سیالکوٹ۔

اس دوسرے خط کا جواب مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر اخبار بدؔر قادیان کی جانب سے ۵ فروری ۱۹۰۹ء کو پہنچا جس کی پوری نقل یہ ہے:

جناب۔ آپ کا کارڈ بخدمت حضرت خلیفۃ المسیح پہنچا۔ آپ اپنے سوالات لکھ کر بھیج سکتے ہیں۔ (دستخط) محمد صادق عفی عنہ

ناظرین اتنی تحریر میں قادیانی چالاکی کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ میرے پہلے خط کے پہنچنے یا نہ پہنچنے کا اقرار یا انکار ہرگز نہیں۔ اور سوالات کا مطالبہ کیسی سادگی سے کرتے ہیں کہ گویا ان کو کچھ معلوم نہیں۔ واہ رے سادگی اور ہوشیاری۔ خیر کچھ ہو خاکسار نے ۱۰ فروری کو اس کے جواب میں خط نمبر ۳ قادیان دارالامان میں پھر لکھا جہاں ابھی تک وہ تحریر امن وامان سے پڑی ہے اور اس کے جواب کی طرف کسی نے بھی توجہ نہیں کی۔

جناب حکیم صاحب! آپ کا ایک خط ۱۷ ستمبر کے بدؔر قادیان میں بجواب ایڈیٹر البیان شائع ہوا تھا۔ اس میں خاکسار کو چند امور استفسار نظر آئے تھے۔ سو ۲۰ ستمبر کو اُن میں بعض کی نسبت جناب سے دریافت کرنے

کے لیے ایک خط آپ کی خدمت میں لکھا۔ لیکن جب ۲۹ جنوری ۱۹۰۹ء تک کوئی جواب نہ آیا تو دوبارہ لکھا۔ اس کے جواب میں مفتی محمد صادق صاحب کے قلم کا لکھا ہوا خط ۵ فروری ۱۹۰۹ء کو ملا بموجب اس خط کے پہلے خط کی نقل مرسل خدمت کرتا ہوں اس کے بعد بندہ نے اپنے پہلے خط مورخہ ۲۰ ستمبر کی نقل مرسل خدمت کرتا ہوں اس کے بعد بندہ نے اپنے پہلے خط مورخہ ۲۰ ستمبر کی نقل لکھ کر روانہ کردی۔ لیکن آج جولائی تک کئی ماہ کے انتظار کے بعد بھی جب کوئی جواب نہیں آیا تو پبلک میں شائع کردینا مناسب جانا کہ پبلک کو معلوم ہو کہ قادیانی امت اور حکم امت عالمانہ سوالوں کے جواب سے کس طرح خاموشی اختیار کرتے ہیں اور باوجود بار بار کے تکرار اور خود اپنے مطالبہ کے پھر دم بخود رہتے ہیں۔

کیا حضرت حکیم نورالدین صاحب اس تحریر کا جواب دے کر اپنے آپ کو سبکدوش کریں گے۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف۔

راقم خاکسار ابراہیم سیالکوٹی ایڈیٹر رسالہ الہادی سیالکوٹ۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ ادارتی نوٹ میں لکھتے ہیں:

قادیانی امت اور خلیفہ امت اگر منظور کریں تو ہم اُنکی طرف سے جواب دیتے ہیں امید ہے اسکی منظوری یا نامنظوری سے بجواب صحیح مطلع کرینگے۔

سنئے مکالمہ نبوت سے مراد آپ کی نبوت مستقلہ ہے تو ٹھیک ہے ہم (مرزائی) خاتم النبین مانتے ہیں لیکن ہم مکالمہ نبوت مستقلہ کے مدعی نہیں ہیں بلکہ بروزی کے ہیں یعنی ایسی نبوت جو اصل نبی کی کامل اطاعت سے ایک درجہ حاصل ہوسکتا ہے جسے عرف عام میں ولایت کہتے ہیں۔

صراط مستقیم کی بابت بھی آپ نے غور نہیں کیا۔ یہ عام قاعدہ ہے الشئ اذا ثبت ثبت بلوازمہ پس یہ کیوں کر ممکن ہے کہ انبیاء کی راہ پر چلنے کا تو سوال ہو لیکن اُس کا نتیجہ اور اثر ممکن الوقوع نہ ہو نبوت غیر تشریعی کے جاری رہنے کی دلیل وہی حدیث ہے جس میں ارشاد ہے علماء امّتی کانبیاء بنی اسرائیل غیر تشریعی نبوت، نبوت

مستقلہ کی کامل اطاعت کا ایک نمونہ ہوتی ہے اسی طرف اشارہ ہے انت منّی بمنزلة هارون من موسی پس یہ ہیں مختصر جوابات جو ہم نے خود ساختہ وکالت میں دیئے ہیں اگر قادیانی خلیفہ کو نامنظور ہوا سے تو صحیح جواب سے پبلک کو آگاہ کریں گے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۶۔ نمبر ۳۸۔ مورخہ ۵ رجب ۱۳۲۷ھ مطابق ۲۳ جولائی ۱۹۰۹ء ص: ۸-۹)

مباحثہ رام پور اور اس کے نتائج

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں کہ رام پور کے مباحثہ سے مسلمانوں کو عموماً اور نیاز مند کے کرم فرماؤں کو خصوصاً جو مسرت ہوئی ہے اسکا اندازہ ہمارے مکرم دوست مولانا شاہ محمد سلیمان پھلواروی کے عنایت نامہ مندرجہ ذیل سے ہوسکتا ہے: جناب موصوف فرماتے ہیں:

محبی السلام علیکم۔

افسوس ہے کہ رام پور میں نہ پہنچ سکا آپ کو فتح وظفر مبارک۔ جزاکم اللہ۔ اللہ تعالی آپ کی عمر وصحت میں برکت عطا فرمائے۔ کاش مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی وغیرہ سے بھی اسی طرح مناظرہ کرلیں تو ادھر سے بھی اطمینان ہو جائے لعل الله يحدث بعد ذلك امراً

حضرت شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

جناب شاہ سلیمان صاحب کی دعا پر میں اور میرے احباب دل سے آمین کہتے ہیں اور کہیں گے ہاں جناب کی تجویز بابت مناظرہ مولوی احمد رضا خان صاحب تمام ہندوستان کے مسلمان عموماً اور روہیل کھنڈ کے خصوصاً دل سے پسند کریں گے مجھ سے بڑھ کر میرے مکرم دوست جناب مولوی مرتضی حسن صاحب مدرس مدرسہ عربیہ دیوبند اس مباحثہ کے لئے دل سے متمنی ہیں خدا کرے مولوی احمد رضا خان صاحب کے احباب بھی ان کو سمجھا دیں کہ اب وقت چھپنے کا نہیں (بقول ان کے) فرقہائے ضالہ (وہابیہ رشیدیہ نجدیہ وغیرہ) کی دن بدن ترقی ہے تمام علماء متزلزل ہو رہے ہیں شرک و بدعت

مٹنے کو ہے اب صرف ایک آپ ہیں جن پر تمام ہندوستان کے (بقول خود) اہل سنت و الجماعت کی نظر ہے

سب مریضوں کی ہے تمہیں پہ نگاہ
تم مسیحا بنو خدا کے لئے

یہ بھی عرض کریں کہ گو آپ کی محنت کے ہم شکر گزار ہیں کہ آپ نے بہت سے اکابر فرقہا ضالہ پر کفر کے فتوے لگا کر ثابت کر دیا کہ اس زمانے میں داخل خارک کے رجسٹر کے آپ ہی محافظ بلکہ سیاہ نویس ہیں مگر تجربہ سے معلوم ہوا کہ ایسے لوگوں پر اس قسم کے فتووں کا کوئی اثر نہیں ان سب فتووں کے جواب میں وہ ایک ہی سناتے ہیں

کس روز تہمتیں نہ تراشا کئے عدو
کس دن ہمارے سر پہ نہ آرے چلا کئے

پس ایسے لوگوں کا منہ بند کرنے کے لئے فریقین کے ممبروں کی ایک کمیٹی بیٹھ کر فیصلہ کرے گی منظوری مباحثہ آنے کے بعد ہم اپنے ممبر نامزد کر دیں گے

جناب مولوی احمد رضا خان یا ان کے کوئی معتبر وکیل اس کا جواب اہل حدیث میں طبع ہونے کے لئے بھیجیں گے تو بلاکم وبیش چھاپ دیا جائے

شیخ الاسلام لکھتے ہیں کہ یہاں تک مضمون لکھنے کے بعد مولوی احمد رضا صاحب کے دوست مولوی وصی احمد صاحب پیلی بھیتی کے صاحبزادہ مولوی عبدالاحد صاحب کا مضمون اخبار اہل فقہ (امرتسر) میں دیکھا کہ صاحبزادہ صاحب مباحثہ کے لئے تیار ہیں۔ مجھ سے مقام وغیرہ پوچھتے ہیں۔ بہتر ہو کہ یہ دونوں صاحب مل کر کام کریں، تو ایک ساتھ فیصلہ ہو جائے کیونکہ صاحبزادہ صاحب لکھتے ہیں، روز کے جھگڑوں کا ایک دن فیصلہ ہو جائے۔، ایک دن فیصلے کی یہی صورت ہے کہ دونوں حضرات مل کر بریلی میں جلسہ کریں، ہم ان کی خاطر بریلی میں بھی آنے کو تیار ہیں۔ خدا کرے یہ حضرات اس کار خیر پر مستعد ہو جائیں کہ روزمرہ کی کفر کی منڈی مدھم پڑ جائے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۰ جولائی ۱۹۰۹ء ص ۲۔۳)

(یاد رہے کہ شاہ احمد رضا خان سے شیخ الاسلام امرتسری کے مناظرے کے انعقاد کی کوشش ایک عرصہ تک ہوتی رہی اور خود شیخ الاسلام بھی اس کی خواہش کا اظہار کا اظہار فرماتے رہے۔ جیسا کہ آپ نے ایک دفعہ

:مراد آباد میں قران السعدین : کے عنوان سے لکھا:

خبر ملی ہے کہ مراد آباد میں علماء دیو بند کا جلسہ ہونے والا ہے۔اس جلسہ سے پیشتر بعض تحریکات سے یہ قرار پایا کہ بریلی کے بڑے حضرت یعنی جناب مولوی احمد رضا خان صاحب اور جناب مولوی اشرف علی صاحب میں مباحثہ ہو۔چنانچہ ۲۷ فروری ۱۹۱۱ء کو دونوں طرف کے حضرات آ موجود ہوئے صف آرائی ہونے کو تھی کہ خدا پولیس کا بھلا کرے جس نے فساد کا اندیشہ محسوس کر کے دونوں فریقوں کو مباحثہ سے روک دیا۔ہم نہیں کہہ سکتے کہ پولیس کو کیوں اندیشہ فساد ہوا جس حال میں اتنے بڑے بڑے علماء جلسہ میں موجود ہوتے عوام کی مجال تھی کہ کچھ بول سکتے۔علاوہ اس کے فساد کا اندیشہ تھا تو پولیس کا انتظام کر سکتے تھے انتظام مشکل ہوتا تو ایک محدود مکان میں بموجودگی علماء وشرفاء بات چیت ہوسکتی تھی۔مباحثہ بند کرنے کا کیا مطلب۔اتنے دنوں کی تمنا تو بمشکل پوری ہونے کو تھی افسوس کہ وہ پوری نہ ہوئی خدا کرے فریقین کو سمجھ آجائے یا تو ایک دوسرے سے بدگمانیاں چھوڑ کر شیر وشکر ہوجائیں یا کلکٹر صاحب ضلع سے مل کر اجازت مباحثہ لیں اور پولیس کے انتظام میں کچھ خرچ بھی ہوتو مل کر دے دیں غرض اس موقع کو ہاتھ سے نہ دینا چاہیے مگر جو کچھ ہوایسے طریق سے ہو کہ موجودہ حالت سے بہتر ہو، بدتر نہ ہو۔یہ نہ ہو کہ اسلام اور اہل اسلام کی موجودہ عزت پر بھی داغ آئے (خدانہ کرے)

ہاں اعلیٰ حضرت بریلوی کی خدمت میں اتنی گذارش ہے کہ اہل حدیث بھی امیدوار عنایت ہیں ،کیا ان کے حال پر عنایت نہ ہوگی۔اب تو میری یہ درخواست منفردانہ نہیں ہے بلکہ بفضل خدا اہل حدیث کانفرنس کی ہے جس میں عموماً علماء اہل حدیث شامل ہیں اس لئے اہل حدیثوں سے مباحثہ ہوگا تو قومی ہوگا آپ کی منظوری کی دیر ہے کانفرنس جس کو چاہے گی پیش کرے گی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰ مارچ ۱۹۱۱ء ص ۱۰)

نواب رام پور کا سرٹی فیکیٹ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی پارٹی جو رامپور میں شکست یاب ہو کر بھاگی ہے،تو اس کی وجوہات میں وہ یہ بات بیان کرتے ہیں کہ مولوی ثناءاللہ نے ہمارے مرشد ومولی کی نسبت سخت

زبانی سے کام لیا۔ گو ان کے اس کہنے کو کوئی نادان بھی باور نہ کرے کہ ایک معزز بااختیار رئیس کا دربار ہو اس میں کوئی شخص گالیاں دے کر فتح پا جائے، تاہم ان کی اس بے ہودہ بکواس کو غلط ثابت کرنے کو آج ہم حضور نواب صاحب رام پور کا سرٹیفکیٹ شائع کرتے ہیں جو سرکار عالی نے محض علمی قدردانی سے اس ہیچکار کو اعزاز بخشا ہے۔ نواب صاحب نے لکھا ہے:

رام پور میں قادیانی صاحبوں سے مناظرہ کے وقت مولوی ابوالوفا محمد ثناء اللہ صاحب کی گفتگو ہم نے سنی۔ مولوی صاحب نہایت فصیح البیان ہیں اور بڑی خوبی یہ ہے کہ برجستہ کلام کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنی تقریر میں جس امر کی تمہید کی اسے بدلائل ثابت کیا۔ ہم ان کے بیان سے محظوظ ومسرور ہوئے۔

محمد حامد علی خان

شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ اس سرٹیفکیٹ سے جہاں قادیانیوں کی تمام غلط گوئیوں کے جوابات حاصل ہو سکتے ہیں، مرزا صاحب آنجہانی کی ایک بڑی مشہور اور زبردست پیش گوئی کی تردید بھی ہو جاتی ہے۔ بڑی غلط گوئی یہ لوگ یہ کیا کرتے ہیں کہ حضور نواب صاحب نے مولوی ثناء اللہ کی پیٹھ ٹھونکنے سے ان کی بدزبانی کرنے پر جرأت دلائی۔ اس کا جواب اس سرٹیفکیٹ سے یوں ملتا ہے کہ حضور کا پیٹھ ٹھونکنا خوبیء تقریر سے تھا کسی جانبداری سے نہ تھا۔ مرزا صاحب کی پیش گوئی کی تردید یوں ہوتی ہے کہ مرزا صاحب کی عام پیش گوئی ہے انی مهين من اراد اهانتك (یعنی جو تیری اہانت کا ارادہ کرے گا، میں (خدا) اس کی اہانت کرونگا)۔ اس پیش گوئی کو مرزا اور مرزائی کئی ایک دفعہ مخالفوں کی علالت یا نقصان جان ومال پر چسپاں کر چکے ہیں۔ اب وہ خود انصاف سے بتلا دیں کہ بقول ان کے، مجھ سے زیادہ کس کی اہانت ہو گی کہ رام پور سے وہ ایسی ذلت سے بھاگے کہ قادیان تک پہنچتے ہوئے بھی وہ رام پور کی طرف منہ کر کے کہتے ہوں گے:

نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے ہیں لیکن
بہت بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے

شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں کہ

پھر یہ اعزاز جو سرٹی فیکیٹ سے مجھ کو ہوا ہے، اس سے اس مرزائی پیش گوئی کا کچھ حصہ باقی رہ سکتا ہے؟

مرزائیوں یاد رکھنا دجال اکبر کی غلط پیش گوئیاں اس خاکسار کے سامنے نہ چلیں تو تم کیا ہو۔ بقول، کیا پدی کیا پدی کا شوربہ

حضور نواب صاحب نے جو اس ہیچ کار کی نسبت اس سرٹیفیکیٹ میں پاکیزہ خیالات ظاہر فرمائے ہیں حضور کا حسن ظن اور اس خاکسار کے لئے باعث فخر ہیں:

ورنہ من آنم کہ من دانم

جو لوگ مباحثہ رام پور کے متعلق حضور نواب کے فیصلہ کے منتظر تھے وہ خوش ہوں گے کہ حضور کا مفصل فیصلہ بھی شاید چھپے مگر حضور نے اس سرٹیفیکیٹ میں بھی ایسے الفاظ فرمائے ہیں جو گویا فیصلہ اور محاکمہ ہیں چنانچہ حضور کے یہ الفاظ مبارکہ کہ:

انہوں نے اپنی تقریر میں جس امر کی تمہید کی اسے بدلائل ثابت کیا۔

اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ خاکسار (ثناءاللہ) نے اپنے دعوی کو بخوبی ثابت کیا۔ قادیانی فریق اپنے اثبات دعوی میں ناکام رہے۔ فالحمد للہ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۰ جولائی۔ ۱۹۰۹ء ص ۴)

مناظرہ رام پور

شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

عنوان بالا سے ہمارے پرانے مہربان اڈیٹر صاحب اصلاح (رافضی دوست) لکھتے ہیں:

مناظرہ رام پور اہلسنت کے فرقہ غیر مقلدین (وہابی) میں فی الحال دو فرقے ہو گئے ہیں۔ ایک مرزائی جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے ہیں، دوسرا وہی جو عام طور سے وہابی مشہور ہے۔ دونوں بھائیوں میں ایک عرصے سے نزاع

قائم ہے، جس کے تصفیہ کے لئے ہز ہائی نس نواب رام پور دام اقبالہ حکم مقرر کئے گئے۔ مرزائیوں کی طرف سے مولوی محمد احسن صاحب امروہی مناظر مقرر ہوئے اور عام اہل حدیث کی طرف سے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری۔ ۱۵ جون سے مناظرہ شروع ہوا۔

شیخ الاسلام امرتسریؒ اس تحریر پر یوں تبصرہ کناں ہیں:

ہم حیران ہیں کہ لوگ مذہبی واعظ اور مصلح ہو کر بھی جھوٹ سے نفرت کیوں نہیں کرتے۔ جھوٹ بولنے والا آدمی کسی عزت کا مستحق نہیں چہ جائے کہ مذہبی تقدس کا۔ فرقوں کی تقسیم یا جن چیزوں کے لئے کسی تیسری چیز کو مقسم بنایا جاوے اس کے لئے یہ عام قاعدہ ہے کہ مقسم کا اطلاق اور صدق اقسام پر ضرور ہوتا ہے۔

مثلاً حیوان کو جب ہم فرس غنم وغیرہ پر تقسیم کریں، تو یہ ضرور ہے کہ ہر ایکفرس کو اور ہر ایک غنم کو حیوان کہہ سکیں۔ یا مسلمانوں کے فرقوں کا شمار کریں تو یہ ضرور ہے کہ ہر ایک فرقے کو مسلمان کہہ سکیں۔ یا شیعہ کو بقول علامہ شہرستانی جب ان کے فرقوں میں تقسیم کریں تو ہر ایک فرقہ ان میں کا شیعہ ہوگا۔ غرض اہل علم کے نزدیک یہ ایک ایسی کھلی صداقت ہے کہ اس پر کسی دلیل لانے یا بحث کرنے کی ضرورت نہیں کہ مقسم کا اطلاق اور صدق اقسام پر ضروری ہے۔

پس اس لحاظ سے لازمی ہے کہ، غیر مقلد، جو بقول آپکے ان دونوں فرقوں (مرزائیوں اور وہابیوں) کا مقسم ہے، اس کا صدق دونوں فرقوں پر ہونا چاہیے۔ حالانکہ ایسا نہیں کیونکہ فرقہ غیر مقلد کی تعریف یہ ہے کہ انسانوں میں سوا نبی ﷺ کے مذہبی امور میں کسی کا قول وفعل حجت شرعی نہیں جانتے، حالانکہ مرزائیوں کے نزدیک مرزا کا قول و فعل سند ہے۔ چنانچہ ان کے فتاووں میں عموماً لکھا ہوتا ہے کہ حضرت امام ایسا کرتے تھے لہذا جائز ہے۔ پھر بتلائے مرزائیوں کو غیر مقلد کا مفہوم کیسے صادق آیا۔ یہ ہے آپ کا جھوٹ نمبر اول۔

پھر آپ لکھتے ہیں:

کہ ان دونوں فرقوں میں فیصلہ کرنے کے لئے نواب صاحب (رام پور) حکم مقرر کئے گئے تھے۔

حالانکہ اس نزاع میں ایک فریق حافظ احمد علی خان تھے جو حنفی المذہب ہیں دوسرے منشی ذوالفقار علی خان تھے جو مرزائی ہیں اور حافظ صاحب کے چچیرے بھائی ہیں۔ نہ کسی غیر مقلد کی اس میں نزاع تھی، نہ شرکت، نہ کسی فرقہ میں نزاع تھی۔ یہ ہے جھوٹ نمبر دوئم

نہ کسی فرقے نے نواب صاحب کو حکم بنایا تھا۔ ہاں چونکہ حضور کو اپنے ماتحتوں پر اختیار حاصل ہے نیز یہ جلسہ محض سرکار کے اخراجات سے تھا، اس لئے تو نواب صاحب کو کل اختیار حاصل تھے۔ خصوصاً دونوں بھائیوں کے حق میں، مگر یہ کہنا کہ دونوں فرقوں کے تصفیہ کے لئے حکم بنائے گئے، آپ کا جھوٹ نمبر سوئم ہے۔

اخیر میں آپ نے اس فتح پر مبارک بادی ہے۔ میں اس مبارکبادی کو دل سے قبول کر کے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس کے بدلے میں آپ کے حق میں دعا خیر کرتا ہوں کہ خدا آپ کو کسی بڑے صدیق کی پیروی میں ایسا صادق بنادے کہ جھوٹ سے آپ کو کلی نفرت ہو۔

شیخ الاسلام امرتسریؒ بتاتے ہیں کہ مجلّہ النجم لکھنؤ لکھتا ہے:

نواب صاحب رام پور اگر اسی طرح علمائے شیعہ و اہل سنت میں مناظرہ کرادیں تو بڑا نفع ہو، اور نواب صاحب کا ذکر صفحات تاریخ پر بہت دنوں کے ثبت ہو جائے۔ نواب صاحب کے علمی مذاق اور مذہبی دلچسپی سے یہ امر کچھ بعید نہیں معلوم ہوتا۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

کیا علماء شیعہ اور اخبارات شیعہ بھی اس تجویز کی تائید کریں گے؟

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳۔ اگست ۱۹۰۹ء ص ۲۔۳)

مرزائیوں کی حقیقت

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرہ خون نہ نکلا

لیجئے حضرت! وہ مرزائیوں کی حقیقت کھل گئی خدا نواب صاحب والی رام پور کا بھلا کرے کہ انہوں نے یہ مباحثہ کرا کر مرزائیوں کی حقیقت ظاہر کر دی اگرچہ ہم نے اس کے متعلق کوئی صحیح خبر کسی اخبار میں تو نہیں دیکھی البتہ ہمارے ایک دوست (جن کو ہم سچا خیال کرتے ہیں) صحیح طور پر خبر دی ہے کہ مرزائیوں کو بری طرح شکست ہوئی اور انہوں نے کہہ دیا کہ ہم مرزا کی ذات سے بحث کرنے نہیں آئے بلکہ حیات مسیح پر بحث کرنے آئے ہیں۔ اس میں تو شک نہیں کہ کسی مذہب کی حقیقت جب ہی معلوم ہوتی ہے جب طرفین سے بالمقابل گفتگو ہو مخالف سامنے اعتراض کرے اور اس کے جواب سنے اور اپنے گھر میاں مٹھو بنے یہ تو سہل ہے خصوصاً موجودہ زمانے میں جب شاہی آزادی کا سارٹیفکیٹ ہر ایک شخص کے پاس موجود ہو تب تو کچھ مشکل ہی نہیں چنانچہ دیکھ لیجئے آج ہر شخص کا علیحدہ مذہب ہے اختلاف کی وبا ایسی عالم گیر ہوئی ہے کہ بات بات پر اختلاف بھائی بھائی میں اختلاف باپ بیٹے میں اختلاف استاد شاگرد میں اختلاف۔ یہ شبانہ روز اختلاف دیکھ کر تعجب ہوتا ہے کہ الٰہی یہ کیا ہو رہا ہے۔ پھر عوام الناس کے اختلاف پر تو اتنا رونا نہیں علماء کا اختلاف دیکھئے طرفین سے کفر کت فتوے شائع ہوتے ہیں ایک عام دوسرے عالم کو علانیہ بے دین اور کافر کہتا ہے پھر طرہ یہ ہے کہ محض فروعی مسائل پر۔ زمانے کی نزکت سیاسی اختلاف کی کثرت، اور پھر مخالفین اسلام کی جرأت زبان حال سے شہادت دیتی ہے کہ اب عیسیٰ ابن مریم کے نزول کا وقت قریب آ گیا عنقریب وہ موقع آنے والا ہے کہ مہدی علیہ السلام کا ظہور ہو اور تمام اختلافات و تنازعات کا فیصلہ ہو جائے۔

زمانے کے موجودہ تغیرات کی وجہ سے لوگ خیال کر رہے تھے کہ عنقریب

جناب مسیح نازل ہونے والے ہیں اس لئے مرزا صاحب نے مسیح موعود ہونے کا دعوی کر کے لوگوں کو شبہ میں ڈال دیا اگر چہ یہ دعوی مرزا صاحب کا بالکل غلط اور محض افتراء تھا پھر بھی عوام الناس کی گمراہی کے لئے ایک کافی جال تھا۔ مرزا صاحب کی دوکانداری کو جلد فروغ ہونے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اکثر لوگ زمانہ کی نازک حالت دیکھ کر مسیح ابن مریم کی ضرورت کو محسوس کر رہے تھے ورنہ ان جناب سے پہلے بھی بہت سے اصحاب کو یہ خبط ہو چکا تھا لیکن ان کی زیادہ گرم بازاری نہ ہونے کی وجہ تھی کہ لوگ اس وقت کسی مسیح کے منتظر نہ تھے بخلاف موجودہ زمانہ کے ہر شخص کی آنکھیں آسمان پر لگی ہوئی ہیں کہ دیکھئے مسیح ابن مریم کب نازل ہوتے ہیں۔ مرزا صاحب اس موقع کو تاڑ گئے اور سمجھ لیا کہ یہ شکار کا اچھا وقت ہے لیکن ہم کو سخت افسوس ہے کہ مرزا صاحب نے ایسا.. معقول دعوی کیا جو ان کی شان کے ہرگز لائق نہ تھا۔ ایسے عقل مند اور دانا نے کتنا بڑا دھوکا کھایا

ساتھ ہی ہم احمدیہ فرقہ کی حالت پر بھی افسوس کرتے ہیں کہ وہ ابھی تک اسی لکیر کے فقیر ہوئے بیٹھے ہیں جب راپور کے مباحثہ کی شہرت ہوئی تو دہلی سے بعض احباب جن کو ایسے مسئلوں سے دل چسپی تھی تشریف لے گئے اور احمدیہ فرقہ کے منشی قاسم علی صاحب بھی گئے مین نے ایک احمدی دوست سے دریافت کیا کہ منشی صاحب کہاں گئیہیں انہوں نے فرمایا رام پور کے مباحثہ کے لئے گئے میں نے تعجب سے کہا کیا مباحثہ یہاں نہیں ہوسکتا تھا۔ انہوں نے جواب دیا مباحثہ تقریری ہے (قادیانی اخبار تواب تک کہے جاتے ہیں کہ تحریری کی شرط تھی۔ اڈیٹر اہل حدیث) تحریری نہیں۔ اس پر تو مجھے اور بھی حیرت ہوئی کہ مسیح مرحوم (مرزا کو مرحوم لکھا جا رہا ہے۔ قابل غور ہے۔ بہاء) کو تو تا دم مرگ تقریریہ مباحثہ کی جرأت نہ ہوئی وہ تو ہمیشہ کاغذ ہی سیاہ کرتے رہے کبھی مخالف کے سامنے ایک لفظ بولنے کا حوصلہ نہ ہوا آج مریدوں کو یہ ہمت کہاں سے ہوئی کہ مسیحی سنت کے خلاف کرنے چلے ہیں۔

چار پانچ روز کے بعد پھر منشی صاحب کی صورت نظر پڑی میں نے مسبوق الذکر احمدی سے دریافت کیا کہو صاحب! منشی صاحب کشتی مار آئے؟ تو انہوں نے جھنجھلا کر کہا، تم لوگ بڑے ہٹ دھرم ہو شرائط کی پابندی نہیں کرتے اور مولوی محمد

احسن کے مقابلہ میں امرتسری کو کھڑا کر دیا۔ مولوی صاحب کی ایسے نا قابل آدمی سے گفتگو کرنے میں توہین ہوتی تھی (دجال اکبر کی توہین نہ ہوتی تھی جو مجھ سے بذات خاص خطاب کرتا یہاں تک کہ اخیر میں جانباز مقابلہ بھی مجھ ہی سے کیا) میں نے دریافت کیا، وہ امرتسری شیطان کون؟ فرمایا وہ ثناء اللہ اڈیٹر اہل حدیث۔ اگرچہ یہ جملہ مجھے سخت ناگوار گذرا لیکن میں نیضبط کر کے کہا اچھا پھر کیا ہوا؟ جواب دیا ہم نے اس کے مقابلہ میں میر قاسم علی کو کھڑا کیا۔ اول تو امرتسری وفات مسیح پر بحث کرنے سے انکار کرتا رہا پھر مجبوراً نواب صاحب کے فرمانے سے رضا مند ہوا لیکن جب حیات مسیح ثابت نہ کر سکا تو حضرت مسیح موعود کو گالیاں دینے لگا ہم سے اس بے عنوانی پر ضبط نہ ہو سکا اور تیسرے دن خلیفۃ المسیح کے تار آنے پر مباحثہ بند کر دیا۔

بڑا تعجب ہے کہ جب احمدیہ فرقہ کے سرغنہ خلافت ثانیہ کے متمنی مولانا مولوی محمد احسن صاحب تبلیغ حق کے لئے تشریف لے گئے تھے تو ہتک عزت کیسی؟ اللہ اکبر محمد احسن کی کیا لیاقت کہ مولوی ثناء اللہ ساحب سے بحث کرنے میں آپ کی توہین ہوتی ہے مجھے افسوس ہے کہ مین اس جلسہ میں شریک نہ تھا ورنہ نواب صاحب سے ضرور عرض کرتا کہ دونوں صاحبان کا امتحان لے لیا جائے تا کہ محمد احسن کی لیاقت کا اندازہ ہو جائے۔ اور احمدیو! اب سہی تم کو محمد احسن پر بڑا ناز ہے خدا جانے وہ کہاں کیا یسے علامہ ہیں کہ ثناء اللہ سے گفتگو کرنے میں ان کی ہتک عزت تھی

تکبر عزازیل را خوار کرد
بزندان لعنت گرفتار کرد

رسول اکرم ﷺ تو ایک ایک ادنی کافر کے سمجھانے میں کوشش کریں اور محمد احسن ثناء اللہ جیسے عالم فاضل سے گفتگو کو خلاف شان تصور کریں لا حول ولا قوۃ الا باللہ

اور ثناء اللہ سے تو بحث ہی فضول تھی مولوی ثناء اللہ تو مجسم مرزا صاحب کے مفتری ہونے کی دلیل ہے کیا اچھا ہوتا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب صرف مرزا صاحب کا ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کا اشتہار لے کر چپکے کھڑے ہو جاتے زیادہ گفتگو کی ضرورت ہی نہ تھی (کھڑے ہو کر پڑھ دیا تھا اسی کو تو گالیاں کہتے ہیں۔ اڈیٹر اہل حدیث)۔ کیا مرزا صاحب کے

خود کردہ فیصلہ سے بڑھ کر کسی دلیل کی ضرورت ہے مرحوم کی زندگی میں تو اس کی ہر بات وحی الٰہی خیال کی جاتی تھی لیکن اب بیچارے کو کیوں سچا نہیں کہا جاتا۔ (حالانکہ یہی ایک دعا اس کی قبول ہوئی ہے کہ جھوٹا سچے سے پہلے مرے۔ اڈیٹر اہل حدیث)

مرزائیو! تم پر خدا رحم کرے تمہاری حالت پر سخت افسوس ہے تم مرزا کے کیسے مرید ہو کہ اس کی آخری وصیت آخری فیصلہ پر عمل نہیں کرتے اگر تم اس کو ملہم صادق خیال کرتے ہو تو اس نے ثناء اللہ کے مقابلے میں جو آخری فیصلہ کیا ہے اس کے ماننے کے لئے کیوں تاویلیں کرتے ہو۔ ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کے اشتہار پر مرزائی کہا کرتے تھے کہ زمین آسمان ٹل جائے لیکن ثناء اللہ مرزا سے پہلے مرے گا۔ مگر واہ رے حق تیرا بول بالا رہے۔ تو بلند ہو کر رہا تو نے خود مرزا قادیانی کی زبان سے حق و باطل میں فیصلہ کرا دیا الحق یعلو و لا یعلی اور اے میرے پیارے احمد یو! بحث تو مرزا صاحب کی ہی کی ذات سے تھی ہمیں وفات مسیح اور حیات مسیح سے کیا غرض؟ ہم تو اس مصلح کارروائی کو دیکھتے ہیں کہ اس نے جدید مذہب قائم کرنے اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کے علاوہ اصلاح کیا کی۔ وہ جو تھوڑے بہت لوگ ہم خیال تھے بھی ان کے بھی دو گروہ کر دیئے کیا اصلاح اسی کو کہتے ہیں، مسیح ابن مریم کے نازل ہونے کی یہی غرض تھی جو ظہور میں آئی۔ دعوی تو یہ تھا:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے

واہ مرزا صاحب! آپ کی بہتری کے قربان۔ آپ نے کون سی کارروائی ابن مریم پر ترجیح حاصل کرنے کے لائق کی ہے کیا آپ مسیح اس لئے بنے تھے کہ سینکڑوں آدمیوں کو قتل کریں جس نے آپ کی مخالفت کی وہی طاعون کی موت مارا گیا اور آپ کے مریدوں نے تو مقتولین کی ایک معقول فہرست پیش کی ہے جس میں اکثر علماء کا نام درج ہے۔ واہ جناب اس چنگیز خانی پر دعوی مسیحائی۔

قتل کرنے کو آیا تھا مسیحا بن کر

آپ خوب مصلح بن کر آئے کہ ہزاروں لوگوں میں تفرقہ ڈال گئے خود تو پاؤں پھیلا کر بہشتی مقبرہ میں جا سوئے اور اب لوگ یہاں آپ کی جان کو رو رہے ہیں وہی اختلاف وہی جھگڑے باقی رہے بلکہ آپکی وفات کا جھگڑا ایک اور بڑھ گیا یہ اصلاح

کیا ہوئی وہ بے چارے تو اور زیادہ خرابی میں پڑ گئے خدا ایسے مصلح کے متبعین کو ہدایت فرماوے

میں امید کرتا ہوں کہ احمدی بھائی اس مضمون پر ضرور توجہ فرماویں گے

و السلا م علی من اتبع الھدی

چونکہ خاکسار کو معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ ہز ہائنس والی رامپور نے نہائت اخلاق و متانت کے کے ساتھ مباحثہ کا انتظام کیا اور خصوصاً احمدیہ جماعت کے ساتھ بڑی ہمدردی کا برتاؤ کیا اور فیصلہ کے وقت بھی نہایت انصاف سے کام لیا اس لئے میں نواب صاحب مدظلہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

تم سلامت رہو ہزار برس

ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

خاکسار محمد معصوم احمد سعید ناصح۔ امام زینۃ المساجد دہلی

عام اطلاع: جو صاحب مباحثہ رام پور کی مطبوعہ روداد متضمن تقریرات طلب کرتے ہیں وہ جناب حافظ احمد علی خان صاحب رام پور سے دریافت کریں چھپے گی یا کب چھپے گی۔ سب کچھ انہی سے معلوم ہو سکے گا۔ ما المسؤل عنھا اعلم من السائل (اڈیٹر اہل حدیث)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳۔ اگست ۱۹۰۹ء ص ۳۔۵)

مناظرہ رام پور اور شیعہ

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ بتاتے ہیں کہ مناظرہ رام پور کے عنوان سے رسالہ شیعہ کے اڈیٹر صاحب لکھتے ہیں اور کیا خوب لکھتے ہیں کہ:

دو معزز ملازمین ریاست کی باہمی چشمک کو یک سو کرنے کی غرض سے ہز ہائی نس عالی جناب نواب صاحب والی رام پور نے دونوں کو اجازت دی تھی کہ اپنے اپنے عالموں کو بلا کر رام پور میں وہ مناظرہ کرا لیں۔ مہمانوں کے کھانے رہنے کا سامان ہز ہائی نس نے کر دیا تھا۔ سنیوں اور قادیانی

جماعت کے علماء یک جا ہوئے لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ مسائل زیر بحث ختم نہ ہو سکے اور دونوں قبل از اختتام رخصت ہو گئے۔ تاہم مولوی ثناء اللہ اڈیٹر اہل حدیث اپنی عادت کے مطابق شور کر رہے ہیں کہ قادیانی فرقہ کو شکست ہوئی۔ معلوم نہیں اڈیٹر اہل حدیث اس کذب صریح کو کس قاعدہ سے روا تصور فرما رہے ہیں جب کہ وہ اصول تقیہ پر برملا قہقہہ لگاتے ہیں اور محض شیعہ کی عداوت میں حضرت سرور کائنات کے عمل کو ترک کر کے بلکہ ناجائز بتانے سے نہیں چوکتے۔ مولوی صاحب دینی مباحثہ کو مرغ بازی اور بٹیر بازی کے عنوان سے چلانا چاہتے ہیں اور پھر اجر خیر کے مطالبہ کی جسارت کرتے ہیں:

جماعت پئے تسخیر ابلہاں پوشند
کلاہ و خرقہ و عرعر زنند ہم چو حمار

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ناظرین سلسلہ واقعات کو یاد کریں اور خود قادیانی اخباروں کے اعتراف کو ذہن نشین کر کے بتلاویں کہ ان دونوں مقدس بھائیوں (اڈیٹر اصلاح اور شیعہ) کو حضرت صدیق اکبر کی عداوت نے کیسے کذب بلکہ کذبات کی دلدل میں پھنسایا ہے۔ سب واقعات میں بڑا واقعہ نواب صاحب رام پور کا وہ سرٹیفکیٹ ملاحظہ کریں جو اہل حدیث مورخہ ۳۰ جولائی میں شائع ہوا ہے۔

ہم حیران ہیں کہ ہمارے شیعہ دوستوں کو کیوں ایسی آگ لگی۔ ہاں یاد آیا کہ اخبار النجم لکھنؤ میں مناظرہ رام پور کا ایک لطیفہ چھپا تھا، جو میں نے بھی رام پور میں سنا تھا کہ مولانا خلیل احمد صاحب سہارن پوری کو ملنے کے لئے دو شیعہ عالم آئے۔ مولانا نے فرمایا سرکار نے بہت اچھا کیا کہ قادیانیوں سے مباحثہ کرانے کے لئے علماء اہل سنت کو طلب فرمایا، ورنہ اگر شیعہ کو بلاتے تو ایک منٹ مقابلہ نہ کر سکتے، کیونکہ جو اوصاف، قادیانی لوگ، ایک مرزا میں مانتے ہیں، شیعہ لوگ آئمہ اہل بیت میں کئی ایک میں مانتے ہیں۔

غالباً اسی واقعہ کا ان دونوں بھائیوں کو رنج ہے۔ لیکن دانا جانتے ہیں کہ اس واقع کو مناظرہ سے کیا تعلق۔ اگر ہو بھی تو اس سے یہ کیونکر ثابت ہوا کہ دونوں فریق قبل از اختتام مباحثہ رخصت ہو گئے، تف۔

اچھا ہم کہتے ہیں، بہت خوب تم میں اگر سکت ہے تو آیئے:

ہمیں میداں ہمیں چوگان ہمیں گوئے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر۔ ۲۰ اگست ۱۹۰۹ء ص ۳)

قادیانی فرار کا ایک تازہ نمونہ

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیان کے اخبار الحکم نے لکھا تھا کہ مولوی ثناء اللہ اور اس کے ہم خیالوں کو رام پور کے مباحثہ پر گھمنڈ ہے تو ہم اخبار الحکم میں ایک مذاکرہ جاری کرتے ہیں، اس میں حیات مسیح کے مسئلہ پر بحث ہوگی۔ اس کے جواب میں ہم نے لکھا تھا کہ حیات مسیح کے مسئلہ کو ہم قادیانی مشن سے ہمیشہ بے تعلق سمجھتے رہے ہیں، اس لئے ہم صرف اس مسئلہ پر بحث کرنا تضیع اوقات جانتے ہیں۔ ہاں اگر تم کو شوق ہے تو اسی مذاکرہ کے ساتھ قادیانی الہامات کا مذاکرہ بھی شروع کرو۔

اس کے جواب میں الحکم نے وہی چال نکالی، جو اس کا گرو پیشتر کئی بار نکال چکا ہے۔ چنانچہ ۲۸ جولائی کی اشاعت میں، ثناء اللہ کی حرکت مذبوحی، کا عنوان دے کر بہت سی اناپ شناپ کے بعد لکھتا ہے:

الہامات پر ہی مناظرہ کا شوق ہے تو میں اس کو بھی منظور کرتا ہوں۔ سب سے اول تمہارے رسالے الہامات مرزا کا جواب میں اہل حدیث میں دیتا ہوں، تم اس کا وعدہ کرو اور اعلان کر دو جب تک وہ پورا نہ ہو لے اس پر تمہیں تنقید کی اجازت نہ ہوگی۔ بعد ختم ہونے کے جب تک تم نہ لکھ لو، میں

خاموش رہونگا اور جواب الجواب پر میں اسے ختم کر دونگا۔ اگر حوصلہ ہے تو ذرا جرأت سے اس کا اعلان تو کرو، تاکہ تمہیں اپنی پیش گوئی کی بھی قدر معلوم ہو جائے۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ جواباً لکھتے ہیں:

اس میں تم نے کئی دجل کیئے ہیں:

اول تو یہ کہ اہل حدیث میں مذاکرہ کا اجزاء مانا ہے حالانکہ الحکم میں ہونا ضروری ہے، تاکہ مرزائیوں کو مرزا کے دجل کا علم ہو سکے۔

دوئم، بغیر ہمارے منشاء از خود رسالہ الہامات مرزا کو جواب کے لئے تجویز کیا، حالانکہ اس تجویز کے مجوز ہونے کی حیثیت سے ہمیں حق حاصل ہے کہ ہم اس مذاکرہ کو جس عنوان سے چاہیں چلائیں۔

تیسرا دجل تمہارا یہ ہے کہ تم نے اس مذاکرہ کو شیطان کی آنت بنانا چاہا کہ جب تک رسالہ الہامات مرزا کا جواب ختم نہ ہولے میں کچھ نہ بولوں۔ زہے دخے حالانکہ اخباری مذاکرات جاننے والے جانتے ہیں کہ اس قدر طول طویل یک طرفہ مضامین لطف دہ نہیں ہو سکتے۔

پس بہتر تجویز جو ہر ایک دانا کے نزدیک قابل تسلیم ہو سکتی ہے یہی ہے کہ دونوں مضمونوں (حیات مسیح اور قادیانی الہامات) پر دونوں اخباروں (اہل حدیث اور الحکم) میں مضامین چھپیں گے۔ جاؤ تمہارے حسب خواہش حیات مسیح کے مدعی بھی ہم ہی بنیں گے۔ ہر ایک سوال پر تین تین دفعہ تحریریں ہو کر پبلک کے انصاف پر چھوڑی جائیں گی۔ ہم کو اختیار ہوگا کہ ہم جس الہام سے چاہیں شروع کریں۔

ہمارے رسالہ الہامات مرزا کا جواب تم نے دینا ہے تو الگ رسالہ کی صورت میں دو، جو کار آمد بھی ہو سکے۔ لیکن کیا تم ایسا کرو گے؟۔ اسکے جواب میں میں پھر وہی کہونگا:

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
وہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۰۔ اگست ۱۹۰۹ء ص ۳۔۴)

قادیانی بھگوڑے

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی بھگوڑوں کے بہکانے سے بعض احباب متقاضی ہوتے ہیں کہ جو تقریریں رام پور میں ہوئی ہیں جن کی وجہ سے خدا نے حق کو غلبہ دیا ان کو شائع کیا جائے۔ لہذا ایسے احباب کو اطلاع دی جاتی ہے کہ میری طرف سے تو جوابی تقریر تھی، جو کچھ مرزائیوں نے اپنے اثبات دعوی کے لئے کہا تھا، میں نے اسی کا جواب دیا تھا۔ اس تقریر کے نوٹ کچھ کچھ محرروں نے لکھے تھے، جو میرے پاس نہیں بلکہ ریاست ہی میں ہیں۔ اخبار وطن مورخہ ۲۰۔ اگست کے ایک رام پوری نامہ نگار کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ.... سب تحریریں چھپیں گی جناب نواب صاحب نے بھی مجھ سے خود فرمایا تھا کہ میں ضرور چھپواؤنگا۔ مزید حالات حافظ احمد علی خان افسر کارخانہ جات سرکار رام پور سے دریافت ہوں۔ میری تقریر کا طرز دیکھنا ہو تو اسی مسئلہ پر تفسیر ثنائی جلد ثانی میں میں نے لکھا ہوا ہے۔ قریب قریب اسی کے میں نے تقریر کی تھی، زائد وہی تھا جس کی مجلس متقاضی تھی جواب ادا ہی نہیں ہوسکتا۔ جن لوگوں کو تقریر کرنے یا سننے کا مذاق ہے وہ میرے اس بیان کی تصدیق کر سکتے ہیں۔ مباحثہ چونکہ تقریری تھا اور نواب صاحب گویا حکم تھے، اس لئے جو کچھ ہوا انہیں کے گوش گذار کرنے کو ہوا، اور بس۔

اخبار بدر قادیانی نے اپنی ذلت اتارنے کو رسالہ شیعہ کا ایک نوٹ نقل کیا ہے جو اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۲۶۔ اگست میں نقل ہوا ہے۔

عنوان میں لکھا ہے کہ، نواب صاحب کا ہم مذہب رسالہ شیعہ لکھتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ یونہی فتح کا شور مچاتا ہے۔ مگر اس بدرو میں اتنا انصاف نہیں کہ نواب صاحب کے ہم مذہب کی شہادت سے کیا ہوسکتا ہے جو سینکڑوں میل کاٹ کوسوں میں رہتا ہے، خود نواب صاحب کا سرٹیفیکیٹ کیوں نہیں دیکھتے جس میں حضور نے اس خاکسار کی نسبت تعریفی الفاظ لکھتے لکھتے یہ بھی فرمایا ہے کہ:

جس امر کی انہوں نے تمہید کی اسے بدلائل ثابت کیا۔
مفصل سرٹیفکیٹ ۳۰ جولائی کے اہل حدیث میں عینک لگا کر دیکھیں۔ ممکن ہو تو رسالہ شیعہ کے رافضی اڈیٹر کو بھی ساتھ ملا کر دیکھو پھر بتلاؤ کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا، یہی ہے یا کچھ اور۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر۔ ۳ ستمبر ۱۹۰۹ء ص ۵)

مولانا ابراہیم میر اور قادیانی اخلاق

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:
ہمارے ناظرین آگاہ ہوں گے کہ مرزا صاحب قادیانی کی عادت تھی کہ جونہی کسی نے اعتراض کیا، آپ کپڑوں سے باہر ہوکر لگے اوسکو کوسنے۔ وہی حال اُن کی ذریت کا ہے۔ ہمارے مکرم برادر جناب مولوی حافظ حاجی محمد ابراہیم فاضل سیالکوٹی نے چند سوال خلیفہ قادیانی کی خدمت میں پیش کئے۔ سوال کیا تھے، عالمانہ استفسار تھے۔ جب قلمی جواب نہ ملا تو آخر اُنہوں نے اہل حدیث میں شائع کرادیئے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ قادیانی اُمت شرم کرتی کہ جواب دینے میں کیوں غفلت ہوئی، بجائے اس کے فاضل موصوف کا نام رکھا ''ملا ابراہیم''۔ یہ کہہ کر خوب ہی دل کے پھپھولے پھوڑے، اور اپنے اُستاد کی سنت پر پورا عمل کر کے انا خیر کا ورد کیا۔ جوابات کے متعلق تو ہم کچھ نہیں کہتے، نہ مولوی صاحب ممدوح خود لکھیں گے۔ ہاں اتنا پوچھتے ہیں کہ ''ملا'' کے لفظ سے تمہاری مراد اگر افغانستان کی اصطلاح ہے یا الہ آباد یونیورسٹی کا سند یافتہ، تو یہ لفظ کوئی حقارت آمیز نہیں۔ مگر غالباً تمہاری مراد یہ نہیں کیوں کہ تمہیں تو مولوی صاحب کی تحقیر شان منظور ہے۔
پس ہندی عام اصطلاح کے مطابق ملاّ وہ ہے جو علوم دینیہ سے خالی کسی مسجد کا امام اور مسجد کی آمدنی پر گذر اوقات کرتا ہو۔ اس تعریف کے مطابق تم بتلا سکتے ہو کہ جناب فاضل سیالکوٹی کسی مسجد کے امام ہیں؟ ہاں ہم کہتے ہیں اور ہمارے اس کہنے کی

تصدیق تمہاری سیالکوٹی جماعت کرسکتی ہے کہ مولوی صاحب گھر کے آسودہ حال ہیں، اُن کے والد نے خود کئی ہزار روپیہ لگا کر بڑی نفیس اور بے مثال مسجد سیالکوٹ میں بنوائی ہے۔ اُس کے امام بھی مولوی صاحب خود نہیں بلکہ مولوی حکیم خدا بخش صاحب ہیں، جن کا اپنا گذارہ بھی فن طبابت سے بہت عمدہ ہے۔ پھر بتلاؤ یہ تمہارے اخلاق کیسے گرے ہوئے کہ بات بات میں جھوٹ بولتے ہو۔ کہ تم ہی وہ لوگ جن کی بات ''دجّال اکبر'' نے لکھا ہے کہ

میرے مرید ''اصحاب محمد'' کے برابر ہیں۔ (دیکھو قادیانی خطبہ الہامیہ۔ص ۱۵۱)۔

مگر ہاں تم لوگ بھی سچے ہو۔ تمہارے پیر اور ہادی، مسیح اور مہدی کی بھی یہی کیفیت تھی کہ جھوٹ بولنے سے اسکو کوئی امر مانع نہیں تھا۔ اسی طرح اُس نے میری بابت بھی ایک واقعہ لکھا تھا:

''دو دو آنوں پر وعظ کہنے والا، کفن فروشی سے گذارہ کرنے والا۔

(اعجاز احمدی، ص:۲۳)

حالانکہ میں نہ کسی مسجد کا امام نہ وعظ گو، نہ جنازہ خواں ہوا، نہ ہونے کی خواہش، نہ توقع نہ شوق۔ بلکہ میری دعا ہے کہ خدا میری اولاد میں بھی قیامت تک کسی کو ایسا نہ کرے۔ مگر تمہارے گرو نے میری تحقیر شان کر کے تمہاری آنکھوں میں مٹی ڈالنے کو ایسا لکھا۔ کیا امرتسر کے مرزائی مرزا کے اس بیان کی تصدیق کرسکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ پھر تم لوگ کسی عالم فاضل کی نسبت ایسے الفاظ لکھو تو کیا تعجب ہے۔ بلکہ نہ لکھنا تعجب ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر۔ مورخہ ۲۴ شعبان ۱۳۲۷ھ مطابق ۱۰ ستمبر ۱۹۰۹ء ص:۹)

تبر اسلام پر قادیانی ریویو

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قرآن مجید کی اخلاقی تعلیم ہے:

لا یجر منکم شنآن قوم علی ان لا تعدلوا، اعدلوا ھواقرب للتقوی (کسی قوم یا شخص کی مخالفت میں بے انصافی نہ کیا کرو بلکہ ہمیشہ انصاف کیا کرو انصاف ہی تم کو تقوی سے قریب کرنے والا ہے)

قادیانی پارٹی کی آزمائش کرنے کو (جن کو دجال اکبر نے اصحاب رسول اللہ ﷺ میں داخل کیا ہے۔ خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۱) ہم نے بعض دفعہ یہ صورت اختیار کی کہ کوئی کتاب جو مخالفین اسلام کی تردید میں لکھی، بغرض ریویو بھیجی تاکہ دیکھیں کہ یہ اصحاب رسول (کاذب) آیت قرآنی پر عمل کرتے ہیں یا اپنے گرو کی سنت پر چلتے ہیں۔ ناظرین یہ سن کر حیران ہوں گے کہ گروہ دجاجلہ سے آخر وہی ظہور میں آیا جو ان سے گمان غالب تھا بعض دفعہ تو کتاب ہی مفت میں ہضم کر گئے، گویا وہ بھی براہین احمدیہ کی قیمت ہی تھی۔ بعض دفعہ (ریویو) کیا بھی تو وہی اناب شناپ جس میں اپنی فرعونیت کا اظہار ہو۔

تبر اسلام جو بدزبان آریہ دھرم پال کے رسالہ نخل اسلام کے جواب میں لکھا تھا، بغرض ریویو (تبصرہ)، (قادیانیوں کو) بھیجا تھا، چنانچہ اس کے ساتھ بھی وہی برتاؤ کیا کہ بعض تو ہضم ہی کر گئے، بدر میں قاضی اکمل نے اس پر ریویو (تبصرہ) کیا مگر وہی شرارت آمیز۔ چنانچہ شروع میں لکھتا ہے کہ:

ناظرین بدر سے یہ امر مخفی نہیں کہ بعض لوگوں کی طرف سے جو طالب شہرت و قیمت ہیں اور جنہیں صرف مسلمانوں کا دل دکھانا مقصود ہے، آئے دن کوئی نہ کوئی رسالہ نکلتا رہتا ہے۔ ابوالوفا ثناء اللہ صاحب (مولوی فاضل) امرتسری بہت جلد جواب میں ایک کتاب شائع کر دیتے ہیں، جو تا جرانہ خیال سے قابل تحسین ہے۔ (اخبار بدر۔ قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں کہ اب خدا تعالیٰ کی شان یہ اس بزرگ کی امت ہے جس کا گذارہ ہی کتب فروشی پر تھا۔ یہاں تک کہ بہت سے خریداروں کی قیمتیں بھی کفن میں لپیٹ کر ساتھ لے گیا۔ یہ ہے آیت موصوفہ پر ان کا عمل کہ خود تو جو چاہیں کریں۔

اگر کوئی عالم جواب نہ لکھے تو کووں کی طرح کاں کاں کرتے ہیں کہ یہ نام کے مولوی صرف فتوی لگانے جانتے ہیں۔اصل اسلامی خدمت سے تو ان کو حصہ ہی نہیں ملا، ہمارے پیرو مرشد نے کافروں کے یہ جواب دیئے، ہم نے وہ دیئے،۔

اور اگر جواب دیا جائے تو اس کو تاجرانہ حیثیت سے دیکھتے ہیں۔

وجہ یہ ہے کہ آریوں کے مقابلہ میں قادیانی مشن، ثنائی مشن سے ہمیشہ پسپا رہتا ہے۔ثنائی مشن خدا کے فضل سے ہمیشہ ان سے آگے رہا ہے، اور رہے گا۔ واقعات دیکھو:

آریوں کی طرف سے پانچ کتابیں زبردست نکلی ہیں:

ا۔ستیارتھ پرکاش (چودھواں باب)، ۲۔تکذیب براہین احمدیہ۔۳۔، ترک اسلام۔۴۔ نخل اسلام، ۵۔تہذیب الاسلام۔

ان میں سے تکذیب براہین تو میری ایام طالب علمی میں شائع ہوئی تھی، اس لئے میں اس کا جواب دہ نہ تھا۔علاوہ اس کے وہ تھی بھی مرزا غلام احمد قادیانی تصنیف کے جواب میں۔

ستیارتھ پرکاش اردو میری فراغت کے بعد نکلی جس کا جواب میں نے حق پرکاش میں دیا۔اور کسی نے نہیں دیا۔

ترک اسلام کا جواب سب سے پہلے میں نے دیا۔ قادیانی مشن سے بھی نکلا مگر بہت دیر بعد۔

تہذیب الاسلام کا جواب تغلیب الاسلام سب سے پہلے میں نے دیا۔

نخل اسلام کا مکمل جواب صرف میں نے دیا۔ قادیانی مشن کے ایک دہلوی ممبر نے دیا مگر بعض حصہ کا۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں کہ یہ ہیں واقعات، جن پر

غور کرنے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ قادیانی مشن کو کس بات کی جلن ہے۔قرآن مجید میں اس کی اصل لم (سبب) بتلاتا ہے،غور سے سنو:

قل یا اھل الکتا ب ھل تنقمون منا الّا ان آمنّا باللہ و ما انزل الینا و ماانزل من قبل و ان اکثر کم فا سقو ن (مائدہ۔۵۹)

(یعنی اے اہل کتاب تم ہم سے یہی بات بری سمجھتے ہو کہ ہم خدا پر اوراس کلام پر جو ہم پر نازل ہوا اور جو ہم سے پہلے اترا ایمان لائے ہیں اور تم میں سے بہت سے لوگ بدکار ہیں)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں کہ آگے چل کر راقم ریویو (اکمل قادیانی) لکھتا ہے:

صفحہ ۴ پر یہ فقرہ پڑھ کر:

کہ کوئی شخص کسی قوم کے ہادی اور سب کے پیشوا کی نسبت برا لفظ کہے یا بے ادبی کرے تو گویا (گویانہیں،یقینی) اس نے تمام قوم کا دل دکھایا۔پس اس کے جواب میں حق تو یہ ہے کہ تمام قوم ایک ایک کر کے اس بدگو کو اس قدر ستالیں جتنا کہ اس نے سب کو ستایا تب کہیں جا کر عوض معاوضہ گلہ ندارد کا مصداق ہو،

بے اختیار میرے منہ سے نکلا،

ہر کسے ناصح برائے دیگراں
ناصح خود یافتم کم در جہان

مولوی ثناء اللہ کبھی اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ وہ ایک قوم کے ہادی اور پیشوا کی نسبت برے لفظ کہتے اور بے ادبی کرتے ہیں یا نہیں اور یقینی طور پر تمام قوم کا دل دکھاتے ہیں یا نہیں تو مجھے امید ہے کہ وہ تھوڑی دیر کے لئے شرما جاویں اگر اسکے جواب میں کچھ کہہ سکتے ہیں تو وہی جواب ان کو اپنے مخاطب سے بھی مل سکتا ہے۔،

شیخ الاسلام مولانا امرتسریؒ فرماتے ہیں کہ اس سے غرض اس کی یہ ہے کہ ہماری طرف سے جو مرزا آنجہانی کو دجال اکبر کہا جاتا ہے،تو ہم اپنی اس تحریر کا خلاف کیوں کرتے ہیں۔اسکا جواب یہ ہے کہ تمہارے پیشوا سے ہم وہی برتاؤ کرتے ہیں جو

اس نے اپنی زندگی میں ہم سے جاری رکھا، یا ہم اسکے ساتھ کرتے رہے، اس نے ہم کو جن مغلظات سے مخاطب کیا ہم بھی حق رکھتے ہیں کہ اس کو ایسی ہی سنائیں۔ اس لئے ہماری تحریر سے تم کو رنج ہوتا ہے، تو یہ رنج ہم پر نہیں ہونا چاہیے بلکہ اسپر ہونا چاہیے جو ایسی تحریروں کا باعث ہوا۔ بانی اسلام علیہ السلام یا بانی عیسویت حضرت مسیح وغیرہ نے تو آریوں کو مغلظات نہ سنائی تھیں جن کے جواب میں ان کو حق حاصل ہوتا کہ ان کو ایسی سنائیں۔ جس دماغ میں قادیانی نبوت کا ذبہ سما جائے اس میں ایسا باریک فرق نہیں آ سکتا۔

آگے چل کر راقم ریویو (اکمل قادیانی) لکھتا ہے:

> ایک دوسری بات اس رسالہ کی خصوصیت شعر بازی ہے، جو مذہبی مباحثات میں قابل ترک ہے۔ چنانچہ آپ نے صفحہ ۱۱ کو اچھا خاصہ بزم مشاعرہ بنا دیا ہے۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں کہ اگر مرزا آنجہانی کا ناول نیوگ دیکھ لیتے تو کبھی یہ اعتراض منہ پر نہ لاتے افسوس ان لوگوں کی عقل پر۔

پھر (اکمل قادیانی) لکھتا ہے:

> تیسری بات قابل تحسین ہے وہ یہ کہ جو اعتراض پال نے اسلام پر کیا، بعینہ وہی اس کے مذہب میں انہی کی کسی معتبر کتاب سے دکھایا ہے۔ الزامی جواب پر بہت سی بحثیں ہو چکی ہیں مگر خصم کو خصوصاً ایسے خصم کو جسے طلب حق مقصود ہی نہیں ساکت کرنے کے لئے بہت ہی عمدہ طریقہ ہے۔ زینب کے نکاح کے متعلق جو جواب آپ نے دیا ہے وہ مختون آریہ کے لئے دنداں شکن ہے۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین کہتے ہوں گے کہ اس فقرے میں تو خصم نے انصاف سے ریویو کیا ہے کیونکہ جوابات کی تحسین کی ہے مگر نہیں اس کی وجہ جو بتلائی ہے وہ مذمت سے بڑھ کر ہے۔ وجہ یہ لکھتا ہے:

> ابو الوفاء اس سلسلہ (مرزائیہ) کی کتابوں کو اکثر پڑھتے رہتے ہیں۔

بہت سال ہوئے میں اتفاقاً ان کے دفتر میں گیا۔مولوی صاحب بہت مصروف تھے۔ دریافت کرنے معلوم ہوا کہ آپ نے آج کسی آریہ سے بحث کے لئے جانا ہے۔آپ اس وقت سرمہ چشم آریہ غوروخوض سے مطالعہ کررہے تھے، جس کو دیکھ کر میں نے بے اختیار اپنے ہادی پر درود پڑھا کہ اللہ اکبر ایک مخالف جب میدان جنگ میں جاتا ہے تو میرے آقا کے ہتھیار پہن کر جانے کے سوا اسے بھی کوئی اطمینان کا طریق نہیں ملتا۔جہاں مولوی صاحب ایسی مدد نہ لیں کمزوری دکھاتے ہیں۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں کہ جی تو چاہتا تھا کہ وہی آیت پڑھوں جو قرآن مجید میں جھوٹوں کے حق میں ہے،مگر یاد آیا کہ شاید قادیان سے آواز آئے کہ:

آب از سر گذشت آنرا کہ می ترسانی از باراں

عرصہ ہوا مولوی فیض اللہ صاحب امرتسری میرے پاس آئے۔ایک معمر آدمی اور ایک نوجوان لڑکا، ڈہاری منڈا، ان کے ساتھ تھا۔مولوی صاحب نے الگ مجھ سے کہا کہ یہ مولوی امام الدین میرے سالے ہیں، مرزا کے معتقد ہیں، ذرہ ان کو سمجھایئے گا۔ خیر اتنی واقفی کے بعد میں نے مولوی امام الدین صاحب سے گفتگو کی۔ نوجوان لڑکا (راقم ریویو ہذا) کچھ نہ بولا۔ جمعہ کا روز تھا، نہ کوئی مباحثہ کی تیاری تھی، نہ سرمہ چشم آریہ میرے پاس تھا، نہ اب تک میں نے اسے مطالعہ کیا۔مگر جن لوگوں نے خدا پر افتراء کیئے مخلوق پر کرنے سے ان کو کون امر مانع ہوسکتا ہے۔

رہا مرزا غلام احمد قادیانی کی تصنیفات سے استفادہ کرنا، سو یہ کون نہیں جانتا کہ میں ان سے استفادہ کرہی نہیں سکتا کیونکہ آپ کی تصنیفات کا ملخص تو یہ ہے کہ اسلام ایسا دین ہے کہ میرے جیسے باکمال آدمی پیدا کرسکتا ہے۔آپ کیسے باکمال تھے، اس کی بابت عیاں را چہ بیان، جس کا خلاصہ ہے:

رسول	قادیانی	کی	رسالت
جہالت	ہے	جہالت	ہے جہالت

آپ کی قابل قدر تصنیف براہین احمدیہ ہے۔مگر حاشا آج تک بھی میں نے

اسکا مطالعہ کیا ہو۔ میں حیران ہوں یہ لوگ کن بھول بھلیوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ہاں ثنائی مشن اگر کسی امر میں قادیانی کا مرہون منت ہے تو دجال قادیانی کی تردید کے لئے حوالہ جات کا، کیونکہ میں نے ان کی انہی کتابوں کو دیکھا ہے جو متعلق دعوی مسیحیت کے ہیں انہی سے میرا کام تھا اور بس۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴ ستمبر یکم اکتوبر ۱۹۰۹ء ص ۳،۴)

قادیانی مشن کلکتہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

جون ۱۹۰۹ء کے اہل حدیث میں اس عنوان سے ایک مضمون نکلا تھا جس میں ذکر تھا کہ کلکتہ کے مذہبی جلسہ میں جو قادیانی مشن گیا تھا اس میں مشن مذکور نے بجائے عربی اسلام کے قادیانی اسلام کو پیش کیا جو حقیقتاً ان کا منصب بھی تھا کیونکہ عربی اسلام تو ان کے خیال کے مطابق بوسیدہ اور دیرینہ ہو رہا ہے، اور قادیانی اسلام ان کا جزو لاینفک ہے۔ چنانچہ گذشتہ ایام میں اڈیٹر وطن نے تحریک کی تھی کہ قادیانی رسالے ریویو کی امداد کر کے تکمیل تک پہنچایا جائے، تاکہ یورپ اور امریکہ میں اس کی اشاعت کافی ہو سکے، مگر اس شرط پر کہ اس میں مرزائی مشن کا ذکر نہ ہو۔ قادیانی مشن نے اس شرط کو منظور نہ کیا تھا، کہا تھا کہ اسلام کے اہم مسائل کا ذکر بغیر حضرت اقدس (مرزا قادیانی) کے ذکر کے ہو نہیں سکتا۔ اس لئے ہم بھی ان کو ایسا کرنے میں معذور جانتے ہیں۔ شکایت تو صرف یہ تھی کہ یہ لوگ جب عربی اسلام کی حمایت میں (بقول دجال اکبر کے) یہ کہتے ہیں کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس میں حضرت اقدس (مرزا غلام احمد قادیانی) جیسے باکمال آدمی پیدا ہو سکتے ہیں تو مخالفین بوجہ ان واقعات عامہ کے جو اعلیٰ حضرتکے پبلک میں مشہور ہیں، اسلام سے بد کتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسلام واقعی ایسا مذہب ہے کہ اس میں ایسے ایسے کذاب، غدار، خائن، مفتری علی اللہ پیدا ہوئے ہیں۔ اس خیال پر پھر وہ یہ تفریع کرتے ہیں کہ:

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

اس لئے ہم کہا کرتے ہیں کہ اسلام کی حمایت کرتے ہوئے اس نافہ کستوری (اعلی حضرت قادیانی) کو ڈھانپ کر رکھا کرو۔ اس پر قادیانی اخبار بدر کا ایک نامہ نگار ہم سے خفا ہو کر کہتا ہے:

سلسلہ عالیہ احمدیہ نے جو تبلیغ کلکتہ کی مذہبی کانفرنس میں فتح مندی و کامیابی کے ساتھ کی اس پر اسلام کا نادان دوست اور سلسلہ احمدیہ کا غالی دشمن یعنی امرتسری منکر دل میں بہت کڑ ہا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ ہر چند کہ سلسلہ احمدیہ کا یہ کام ایک مسلمان کی نظر میں نہایت تحسین و آفرین کے قابل تھا مگر شور بخت منافق اسپر بھی دل کے جلے ہوئے پھپھولے توڑے بغیر نہ رہا۔ سچ ہے:

شور بختاں بآرزو خواہند
مقبلاں را زوال نعمت و جاہ

اہل حدیث لکھتا ہے کہ قادیانی مشن نے عربی اسلام کی وکالت نہیں کی۔ اس حاسدانہ بلکہ احمقانہ نکتہ چینی کا جواب تو اسی مضمون سے حاصل ہو سکتا ہے جو کلکتہ کانفرنس میں پیش ہوا اور ریویو میں چھپ چکا ہے مگر میں پوچھتا ہوں کہ اہل حدیث کے نزدیک عربی اسلام کی وکالت کیا یہی ہے کہ ایک مسلمان جھوٹ بول کر چوری کر کے، زنا کر کے، پھر بھی متقی بنا رہتا ہے۔ شرم شرم شرم

جواباً حضرت شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

حاسدانہ کہو، یا محققانہ بتلاؤ ہم نے بھی تو وہی مضمون مندرجہ ریویو دیکھ کر ہی رائے قائم کی تھی۔ چنانچہ اب بھی وہ ہمارے سامنے ہے جس میں لکھا ہے:

سلسلہ احمدیہ کی حقیقت: سلسلہ احمدیہ اسلام میں اس تحریک کے مقابل واقع ہے جو یہودی مذہب میں حضرت عیسی کے ساتھ شروع ہوئی۔

بتلایئے اس کے کیا معنی ہوئے؟ ہم سے پوچھو تو ہم بتلاتے ہیں اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ قدیمی اسلام کی وقعت اس وقت وہی ہے جو یہود کے مذہب کی تھی، اور قادیانی اسلام ویسا ہی زندہ اور تر و تازہ ہے جیسا ابتداء میں عیسائی مذہب زندہ تھا

، جب کہ اس پر کسی قسم کا تغیر نہ آیا تھا۔ چنانچہ ان معنی کی دلیل خود اسی تمہارے مضمون میں ملتی ہے جہاں لکھا ہے:

یہ سلسلہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بانی سلسلہ کو مسیح موعود اور مہدی معہود تسلیم کرتا ہے اور جس قدر پیش گوئیاں اسلام کی آئندہ کامیابیوں اور غلبہ کے متعلق مسیح اور مہدی کے نام سے وابستہ ہیں ان سب کا آپ کے ظہور سے پورا ہونا مانتا ہے۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں کہ یہ ہے خطرہ کا مقام کہ تم لوگ بقول:

نہ تنہا من دریں مے خانہ مستم
جنید و شبلی و عطار شد مست

خود تو جو ہو، سو ہو، تمام انبیاء خصوصاً آنحضرت سید الانبیاء ﷺ کو بھی اپنے ساتھ ہی آلودہ کرتے ہو۔

کرشن پینتھیو! اب بھی ہمارے بیان میں شک کرو گے کہ تم نے عربی اسلام کی بجائے قادیانی اسلام کو پیش کیا۔

زانی اور چور کے متقی رہنے کا جواب بھی کئی ایک دفعہ دیا گیا، مگر بے حیائی تیرا آسرا، مرغے کی ایک ہی ٹانگ ہے۔ یہ تو ممکن نہیں کہ جواب الجواب دے سکیں، ہاں شور ضرور مچاتے رہیں گے۔

ناظرین اہل حدیث کی خاطر سارا قصہ اور جواب درج ذیل ہے۔

مرزا کے مقدمہ میں میں استغاثہ کا گواہ تھا مرزائی وکیل نے مجھ پر سوال کیا جھوٹ بولنے والا متقی ہوسکتا ہے۔ میں نے جواب دیا (جو درج مسل ہے) کہ اگر توحید پر پختہ ہے تو ایک معنی سے متقی ہے۔ جب مرزائی وکیلوں کی کچھ نہ چلی تو بڑ بڑانے لگے ۔میں نے کہا تفسیر بیضاوی دیکھ کر آنا تھا۔ بس یہ تو ہے عدالت کی گفتگو، اس کے بعد اخبار میں ایک دفعہ میں نے اس دعوی کی دلیل بھی دی، جو یہ ہے:

قرآن مجید میں ارشاد ہے

تلك الجنة التى نورث من عبادنا من كان تقيّاً (مریم: ۶۳)

(جنت کے وارث ہم متقیوں کو ہی کریں گے)۔

اس آیت نے فیصلہ کیا ہے کہ جنت میں صرف متقی لوگ جائیں گے۔

حدیث حضرت معاذؓ کی مشہور ہے جس میں ارشاد نبوی ہے

و ان زنی و ان سرق

کہ مومن کلمہ جنت میں داخل ہو جائے گا خواہ زنا کار ہو، یا چور ہو۔

مطلب یہ کہ جو شخص توحید کامل رکھتا ہو، اسکو گناہوں کی سزا مل کر انجام کار نجات اس کی ہوگی۔ اس آیت اور حدیث کے ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ توحید کامل کے ساتھ گناہ کبیرہ کرنے والے بھی ایک معنی سے متقی ہیں، ورنہ ان کی نجات نہ ہوتی۔ علامہ بیضاوی نے ھدی للمتقین کی تفسیر میں لکھا ہے متقی تین قسم کے ہیں ایک تو اعلی درجہ کے جو توحید کامل پر ہوں اور گناہ کبیرہ اور صغیرہ سے پاک ہوں۔ دوم وہ جن سے صغیرہ گناہ ہوتے ہوں، سوم وہ جو توحید پر تو پختہ ہیں مگر گناہ صغیرہ اور کبیرہ ان سے ہو جاتے ہیں۔

مزید تفصیل مع توضیح کے چاہو، تو اہل معقول کی اصطلاح میں سنو:

متقی کلی مشکک ہے متواطی نہیں۔ ایک متقی حضرات انبیاء ہوتے ہیں۔ دوسرے متقی ان کے اصحاب خاص۔ تیسرے متقی عام مومنین۔ یہ تقسیم ایسی واضح ہے کہ بغیر کسی غبی شخص کے جس کے دماغ میں نبوت کا ذبہ نے گھر کیا ہو سب تسلیم کرتے ہیں۔

او بدر! اگر تو واقعی بدر ہے اور بدرو نہیں... تو تیرا فرض ہے کہ میرے بیان کو مسل مقدمہ سے مع ان دلائل کے نقل کر کے جواب دے ورنہ سمجھا جائے گا کہ تو جو نور الدین کو باپ لکھا کرتا ہے آریہ تعلیم ... کے مطابق ہے، اسلامی تعلیم کے وافق نہیں۔

پھر نامہ نگار لکھتا ہے:

افسوس صد افسوس مسلمانوں میں ایسے لوگ اس وقت بہت پائے جاتے ہیں جو خود تو اشاعت اسلام و حفاظت اسلام کا کام بخوبی انجام نہیں دے سکتے مگر پھر بھی نفسانی اغراض سے مجبور ہو کر چلتی ہوئی گاڑی میں روڑا اٹکانے کو تیار ہیں۔

جواباً شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اگر مرد میدان ہو تو اسلامی خدمات کا ہم سے مقابلہ کر لو۔ سنو ہم دعوی سے کہتے ہیں کہ باوجودیکہ مرزا کے ساتھ کئی ایک اہل علم اور اہل قلم معاون تھے، باوجودیکہ کہ آسودگی اور فراہمی روپیہ میں اسکو بہت دسترس تھی، باوجود کہ وہ عمر میں مجھ سے بہت زیادہ تھا، باوجودیکہ مجھ سے بہت زیادہ تجربہ کار تھا، تاہم بفضل خدا جس قدر اسلامی خدمات مجھ سے لی ہیں وہ اس کی خدمات سے بہت زیادہ ہیں۔

سنو! آریوں کی عموماً ہر کتاب کا جواب میں نے دیا۔ عیسائیوں کے متعلق میں نے ایک جامع کتاب (تقابل ثلاثہ) لکھی جس کے جواب سے عیسائی قاصر ہیں۔ علاوہ ان تحریری خدمات کے ہندوستان میں بڑے بڑے مباحثات میں اللہ نے مجھ کو کامیاب کیا۔

ہندوستان میں یوں تو بہت سے مباحثات ہوئے اور ہوتے ہیں، مگر دیوریا و نگینہ کے دونوں مباحثے ایسے بڑے پیمانے پر ہوئے کہ ہندوستان کی تاریخ میں یادگار رہیں گے۔ وہ اسی خاکسار کے ہاتھوں فتح ہوئے۔ تازہ مثال سننا چاہو تو رام پور میں سرکار ریاست کے سامنے خدا نے میرے ہاتھ سے اہل اسلام کو غالب کیا اور بھگوڑے گدھے کے سینگوں کی طرح ایسے بھاگے کہ لوگ کہہ رہے تھے:

اے لو دم دبا کے بھاگ گیا
ایک ہی چوٹ کھا کے بھاگ گیا

سنو! حضرت علی مرتضیٰؓ کا قول ہے

ان الفتی من قال ھا انا ذا
لیس الفتی من قال کان ابی

ادھار نہ کھاؤ، اب بھی آزما لو:

ہمیں میداں ہمیں چوگاں ہمیں گو

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ فرماتے ہیں کہ آگے چل کر نامہ نگار لکھتا ہے:

مضمون کے اخیر پر اہل حدیث نے یہ تین اعتراضات پھر دہرائے

ہیں: آسمانی منکوحہ مرزا صاحب کے نکاح میں نہیں آئی۔عبدالحکیم کیوں نہ مرا۔خود اہل حدیث کیوں اب تک زندہ ہے۔

ایک انصاف پسند محل شناس غیر متعصب انسان اس بات کو بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ غیر مذاہب کے مقابلہ میں سلسلہ احمدیہ نے اسلام کی حمایت میں جو نمایاں خدمت کی ہے اس پر ریمارک کرتے ہوئے کسی مسلمان کی طرف سے چند فرسودہ اور خانگی تنازعات کی بنا پر مخالف کا زہر اگلا جانا کس قدر شرم ناک و جہالت آمیز کاروائی ہے۔مگر افسوس کہ نفاق مجسم خود پسند، نخوت خو مولوی فاضل اپنی دنیوی مصلحتوں کے مقابلہ میں دینی مصالح کا خون کرنے کو ہر وقت آستین چڑھائے تیار پائے جاتے ہیں سچ ہے

او لئك هم شرّ البريه

جواباً شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

خانگی تنازعات پر زہر اگلنا ان لوگوں کا کام ہے جو تردید کفار کی تصنیف کو کتب فروشی نام رکھیں (دیکھو بدر ۲۹۔اگست صفحہ ۵ کالم اول) ہم تو واقعات صحیحہ پیش کرتے ہیں۔پس سنو! سب سے پہلے بڑا مباحثہ تمہارے گرو نے اسلامی خدمات کا وہی کیا نہ جو امرتسر میں عیسائیوں سے ہوا تھا،جس کے آخر میں اس باکمال نے خود ہی لکھا:

آج رات جو مجھ پر کھلا ہے وہ یہ ہے کہ جب کہ میں نے بہت تضرع اور ابتہال سے جناب الٰہی میں دعا کی کہ تو اس امر میں فیصلہ کر اور ہم عاجز بندے ہیں تیرے فیصلہ کے سوا کچھ نہیں کر سکتے،تو اس نے مجھے یہ نشان دیا کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے، وہ ۱۵ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاوے گا اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں کہ اس نشان کو بیان کرکے اعلیٰ حضرت (مرزا قادیانی) خود ہی لکھتے ہیں:

میں حیران تھا اس بحث میں کیوں آنے کا اتفاق پڑا۔معمولی بحثیں تو اور لوگ بھی کیا کرتے ہیں۔اب یہ حقیقت کھلی کہ اس نشان کے لئے تھا۔

(رسالہ جنگ مقدس)

پس مضمون صاف ہے کہ قادیانی مشن کے پاس دیگر مناظرین سے ممتاز ہتھیار فقط الہامی پیش گوئیاں ہیں اور بس۔ ورنہ دلائل بحث میں (بقول مرزا قادیانی) دیگر مناظرین اور خود بدولت مرزا صاحب برابر ہیں۔ پس مطلع بالکل صاف ہے کہ اس ممتاز ہتھیار سے تم لوگوں کو جو فتح ہوئی وہ قابل بیان نہیں کہ جو پیش گوئی حضرت صاحب نے کی اس میں منہ کی کھائی۔ کیا تم لوگوں کو اس پیش گوئی کا انجام یاد نہیں۔ خدا دشمن کو بھی وہ روز نہ دکھائے۔ آہ وہ روز بد کیا تھا۔ خاتمہ میعاد کے دوسرے روز امرتسر میں عیسائیوں نے عبداللہ آتھم (عیسائی مناظر) کو گاڑی پر سوار کیا تھا اور پڑھتے تھے:

ایسی مرزا کی گت بنائیں گے
سارے الہام بھول جائیں گے
خاتمہ ہووے کا نبوت کا
پھر فرشتے کبھی نہ آویں گے

ایک طرف سے ایک کہتا:

ارے او سن رسول قادیانی
لعین و بے حیا شیطانِ ثانی

دوسرا کہتا:

نچائیں گے تجھے اک ناچ ایسا
یہی بس ہے مصمم دل میں ٹھانی

ایک بولتا تھا:

نچائے ریچھ کو جیسے قلندر
یہ کہہ کہہ کر تیری مر جائے نانی

دوسرا جواب دیتا تھا:

نہ باز آیا تو کچھ کہنے سے اب بھی
بڑھاپے میں یہ ہے جوش جوانی

غرض جتنے منہ اتنی باتیں۔اس کے جواب میں تمہارے گرو نے کیا کہا۔ وہ تمکوبھی اور ہم کو بھی یاد ہے۔مختلف فنون سے جواب دیئے، مگر سب سے لطیف اور نہایت ہی لطیف تر جواب یہ ہے کہ پندرہ مہینہ میں اگر نہیں مرا، تو کیا؟ آخر مرا تو سہی۔ چنانچہ مرزا صاحب کے اپنے الفاظ یہ ہیں:

اگر کسی کے حق میں یہ پیش گوئی ہو کہ وہ ۱۵ مہینہ تک مجذوم ہو جائے گا۔پس اگر وہ بجائے ۱۵ کے بیسویں مہینہ میں مجذوم ہو جائے اور ناک اور تمام اعضا گر جائیں تو کیا وہ مجاز ہو گا کہ یہ کہے کہ پیش گوئی پوری نہیں ہوئی۔نفس واقعہ پر نظر چاہیے۔ (حقیقت الوحی حاشیہ ص ۱۸۵)

دجالیو! اس ہتھیار سے تم نے مخالفین پر فتح پائی ہے۔کیا کوئی احمق سے احمق بھی مانے گا کہ ۱۵ ماہ کی پیش گوئی بیس ماہ تک پوری ہو تو بھی سچی؟ حالانکہ یہ مثال بھی ٹھیک نہیں بلکہ عبداللہ آتھم ۱۵ ماہ میعاد کے بعد ۲۴ ماہ اور یعنی بجائے ۱۵ ماہ کے، ۳۹ ماہ تک زندہ رہا۔ (دیکھو تریاق القلوب مصنفہ مرزا قادیانی۔ص ۱۰۱)۔

او ظالمو! کیوں دنیا کو ہنساتے ہو۔کیوں اسلام پر کفار کو یہ کہنے کا موقع دیتے ہو کہ خاندان نبوت اور سلسلہ رسالت سب کا سب ایسا تھا:

این خانہ ہمہ آفتاب است

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین! انصاف کو کام فرماویں کہ قادیانی مشن اپنے ممتاز اور مخصوص طریق میں کہاں تک کامیاب ہوا قادیانی دجاجلہ سے توقع نہیں کہ وہ اس پر غور کریں اولئك کالانعام بل هم اضل (چارپایہ بروکتابے چند)

آگے چل کر قادیانی نامہ نگار لکھتا ہے:

اس جملہ معترضہ کے بعد گذارش ہے، کیا اہل حدیث حلفاً بیان کر سکتا ہے کہ ان اعتراضات کے جوابات سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے بارہا نہیں ہو

چکے ہیں، تو پھر اعتراضات مردودہ کو بار بار پبلک کے سامنے پیش کرنا اور ان کے جواب کا اشارۃً بھی ذکر نہ کرنا کسی بھلے مانس کا کام تو نہیں ہو سکتا۔

چیستی اے کودک فطرت تباہ
طعنہ بر خوباں بریں روئے سیاہ

جواباً شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

تمہاری طرف سے جواب بیشک دیئے گئے لیکن ہم پوچھتے ہیں کیا آریوں نے نیوگ کی تصحیح کے اور عیسائیوں نے تثلیث کے اثبات کے جواب نہیں دیئے تو پھر تم لوگ کیوں ان کے مقابلہ میں یہ مسائل پیش کرتے ہو۔ غالباً اسکے جواب میں تم کہو گے کہ ان کے جواب ناقص اور غیر کافی ہیں تو ہم سے اسی جواب کی توقع رکھو کہ تمہارے جوابات بھی ایسے خام ہیں کہ الٹے اعتراض کو پختہ کرتے ہیں اعتبار نہ ہو تو دیکھ لو (دو قادیانی تحریریں بطور نمونہ وشہادت، مضمون کے آخر پر باریک خط میں نقل کی جارہی ہیں۔ بہاء)

پھر کہتا ہے:

آخرہ فقرہ اہل حدیث کا یہ ہے، دیکھنا اور دکھانا چاہیے تھا کہ انجام کس کی فتح ہوئی و العاقبة للمتقین ۔میں کہتا ہوں کہ ہم احمدیوں نے خود بھی دیکھ لیا اور لوگوں کو بھی دکھایا کہ انجام کار امام المتقین حضرت مرزا صاحب کی فتح ہوئی اور وہ گندم نما جو فروش جو کذب بیانی اور افترا پر وازی کو اپنا شعار بنا کر بھی متقی ہونے کا مدعی تھا اپنی شامت اعمال سے خائب وخاسر رہا فللہ الحمد ۔اہل حدیث اس بات پر بہت نازاں ہے کہ الحق کی تکذیب میں ایکٹو پارٹ لینے پر بھی وہ خود اور اسکا ہم خیال کا ناد جال اب تک عذاب الٰہی کے نیچے نہیں آئے ۔مگر اے بدقسمتو! خدا کے لئے اپنی جانو پر رحم کرو۔ آیات اللہ کی تکذیب اور شوخی واستہزاء سے باز آجاؤ ورنہ سنت اللہ کے مطابق اس وعید پر تہدید کے منتظر رہو

سا ورِیکم آیاتی فلا تستعجلون ۔سن اے مغرور مکذب سن...

جواباً شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

یہی فقرہ تو جان ہے تمام مضمون کی جسے تم نے یونہی مہمل چھوڑ دیا۔کس ڈھٹائی سے لکھتا ہے کہ امام المتقین مرزا صاحب کی فتح ہوئی۔او ظالم دکھا تو دجال اکبر کہاں ہے؟ کہاں اس کی وپ لاف وگزاف اور کہاں اس کا ۱۵۔اپریل ۱۹۰۷ء کا آخری فیصلہ جس میں اس نے ثنائی مواخذات سے تنگ آکر کچھ دنوں کے لئے ایکحیلہ بنانے کولکھا تھا: مولوی ثناء اللہ میری زندگی میں نہ مرے تو میں جھوٹا۔،

کہو تو پھر کیا ہوا؟ دیکھا خدائی فیصلہ اس کا نام ہے۔او نا عاقبت اندیش کرشن پینتھیو! ساور یکم مستقبل کا صیغہ اب نہیں بلکہ ماضی کے صیغے کا موقع ہے۔ پس سنو:

قد بینا لکم الآیات ان کنتم تعقلون

مرزائیو! الیس فیکم رجل رشید

(کوئی بھی تم بھی بھلا آدمی نہیں جو مرزا کے آخری فیصلہ کو غور سے دیکھے)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴ ستمبر۔یکم اکتوبر ۱۹۰۹ء ص ۵۔۸)

(مولوی عبداللہ احمدی کشمیری نے لکھا ہے:

ایک دوست نے رسالہ الہامات میرزا پر مجھے متوجہ فرمایا تھا جب میں نے اس کو سرسری نظر سے دیکھا تو میں نے یہ فیصلہ کرلیا کہ ایسی بے جا تحریروں پر ہماری جماعت کے افراد کو متوجہ نہیں ہونا چاہیے اس لئے کہ قرآن کریم و اعرض عن الجاھلین کا ارشاد صادر ہے

(جن لوگوں نے توجہ کی انہوں نے قرآنی حکم کی خلاف ورزی کی۔بہاء)

نیز یہ بھی فرمایا گیا ہے

من حسن اسلام المرء ترکه ما لا یعنیه

وجہ اس کی یہ ہے کہ مصنف رسالہ نے اس بات پر زور دیا ہے کہ مرزا کی پیش گوئیوں کی پڑتال کرنی چاہیے جن سے ان کی روحانی کدورت اور صفائی کا حال کھل جائے۔بادی النظر میں مصنف رسالہ کا یہ قاعدہ انصاف پر مبنی نظر آتا ہے لیکن پیش گوئیوں پر جرح وقدح کرتے ہوئے وہ اس قاعدہ کو ایسے طریق پر استعمال کرتا ہے کہ اس کے درمیان اور ابوجہل و دیگر کفار کے درمیان کوئی فرق نظر نہیں آتا بلکہ بعض سفیہانہ اقوال میں کچھ زیادہ ترقی کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے وہ اگر حضرت اقدس کی پیش گوئیوں کی جانچ پڑتال قرآن کریم اور

منہاج نبوت کو معیار قرار دے کر کرتا تو بہت مناسب ہوتا مگر اس نے سراسر کفار اشرار کی تقلید کی ہے۔

وہ تحریر کرتا ہے کہ آتھم کی پیش گوئی کے متعلق بعض میرزائی متردد ہو گئے اور یہ نہیں سوچتا کہ، آنحضرت ﷺ کے بارہ میں بھی صلح حدیبیہ کے متعلق یہی لغو اعتراض شامل رہتا ہے۔ اسی طرح وہ تحریر کرتا ہے کہ آتھم کا رجوع الی الحق معتبر نہیں۔ اور یہ نہیں جانتا کہ قرآن کریم میں یکتم ایمانہ موجود ہے۔ وہ یہ بھی لکھتا ہے کہ رجوع اور ہاویہ میں تضاد کا علاقہ ہے مگر یہ نہیں جانتا کہ ہاویہ کا مطلق لفظ ہاویہ کا ملہ و ناقصہ پر مشتمل ہے اور شرط رجوع ہاویہ کاملہ سے معلق ہے۔ وہ یہ بھی تحریر کرتا ہے کہ ایک ہی فعل رجوع اور ہاویہ نہیں کہلا سکتا مگر افسوس کہ اس کو لو لا الاعتبارات لبطل الحکمۃ بھی یاد نہیں رہا۔ کیسی صاف بات ہے کہ جب ایک ہی فعل یا شئے کے دو مختلف پہلو یا حیثیتیں ہوں تو ہر ایک کے اعتبار سے جدا جدا حکم بھی پیدا ہو سکتا ہے آتھم کا خوف و اضطراب بلحاظ مصائب و آوارگی بذاتہ وہ ہاویہ بھی تھا جو کہ شرط سے معلق نہ تھا اور وہی خوف بلحاظ اعتبار صداقت اسلام رجوع الی الحق بھی تھا۔

لیکھرام کے متعلق بھی اس کی جرح اسی قبیل سے ہے وہ کہتا ہے کہ خارق عادت عذاب کا ہونا لیکھرام کی زندگی کو مستلزم تھا اور یہ نہیں سمجھتا کہ اگر یہ استلزام صحیح ہے تو بوقت نزول عذاب وہ مقتول ابھی زندہ ہی تھا۔

غرض کہ اسی قسم کے بے ہودہ ہزلیات سے رسالہ مذکور بھرا ہے جس کے جواب کی طرف متوجہ ہونا ہی بے ہودگی ہے۔

چونکہ رسالہ مذکور کے آخری حصہ میں مصنف رسالہ نے حضرت اقدس کے اعجازی قصیدہ پر نکتہ چینی کی ہے اور وہ نکتہ چینی بھی بعینہ کفار کی طرح کی گئی ہے مگر ہو سکتا ہے کہ بعض لوگ بوجہ ناواقفی یہ خیال کر لیں کہ اسکے وہ اعتراضات شائد کسی علمی طاقت پر مبنی ہوں لہذا خاکسار ان اعتراضات کے متعلق چند اشارات عرض کرنا چاہتا ہے تا کہ ناظرین کو پتہ لگ جاوے کہ مولوی فاضل کیا تنگ ظرف اور خام خیال آدمی اور نا قابل خطاب ہے وہ قصیدہ پر تو اعتراض کرتا ہے مگر یہ خیال نہیں کرتا کہ اگر کاتب کے ذہول سے کہیں تسمی یا یسمی الحکم لکھا گیا ہے تو ایسے بات کو اعتراض کا تختہ مشق بنانا چہ معنی دارد بھلا جس شخص نے اعجازی رنگ میں صدہا فصیح بلیغ عربی کتابیں دنیا میں شائع کی ہوں تو اس کی طرف ایک ادنی اور خفیف سی غلطی کو منسوب کرنا حماقت اور نادانی ہے اور ایسے ثقات کا تخطیہ صرف جہالت ہے، نہیں بلکہ سخت بے ادبی اور گناہ ہے.... عبداللہ احمدی ساکن کشمیر شوپین۔ (بدر ۲۸ مارچ ۱۹۰۷ء ص ۱۰)

اور قادیانی اخبار بدر کے نائب اڈیٹر اکمل نے ۱۹۱۱ء میں:

کام تو بہت ہیں، پر کام کرنے والا بھی کوئی ہو

کے زیر عنوان لکھا:

سب سے پہلے جو خیال میرے دل میں اٹھا وہ یہ تھا کہ ایک ایسی جامع کتاب تالیف ہونی چاہیے جس میں ہمارے عقاید اور طرز عمل کا مفصل و مدلل ذکر ہو۔ اس بارے میں میں نے قوم کے بزرگوں کو بھی گو لیکے سے خطوط لکھے۔ مگر میری استدعا پر پہلے بہت کم توجہ ہوئی۔ آخر ہمارے شیخ یعقوب علی نے ایسی کتاب کا اشتہار دیا اور یہ فرض یہیں ختم ہو گیا۔

اس کے بعد میر قاسم نے دین الحق لکھا۔ مگر یہ حصہ اول ہے۔ حصہ دوم جو بہت ہی ضروری ہے اور جو اصل غرض ہے، اس کا انتظار ہے۔

آخر میں نے ایک کتاب تیار کی جو پانچ سو صفحہ ہے اور اس کا خلاصہ عقائد احمدیہ وسنت احمدیہ میں تیار کیا گیا مگر یہ حضرت امام سلسلہ کے الفاظ میں نہیں بلکہ میری اپنی ذاتی ذمہ داری پر ہے...

پھر جس چیز کو شدت کے ساتھ میں محسوس کر رہا ہوں قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیری نوٹ ہیں... سیدنا امیر المومنین ہی اس کے اہل تھے، مگر سنت سلف صالحین ہمیں بتاتی ہے کہ کسی امام قوم نے آج تک پوری تفسیر نہیں کی.. ہاں ہم ممنون ہیں سید محمد سرور کے اور بالخصوص شیخ یعقوب علی کے کہ ان بزرگوں نے اپنی ہمت کے مطابق کچھ کام شروع کیا، مگر افسوس نہ شیخ صاحب نے استقلال سے کام لیا نہ قوم نے پوری قدر کی، اور اتنے سالوں میں صرف سات پارے طبع ہوئے۔ اور ان میں سے پہلے پاروں کی کتابت وترجمہ ایسا ہے کہ اس پر اطمینان نہیں۔ مگر اس امر کا اقرار بھی ہے کہ ان کی تفسیر بے نظیر ہے، اور تمام احمدی لٹریچر کی جو تفاسیر کے متعلق ہے جامع۔ صرف کسر یہ ہے کہ ترجمہ میں کسی علمی دماغ کی شمولیت ضروری ہے تاکہ ہمیں ذو العرش المجید کا ترجمہ، عرش معظم کا مالک، نظر نہ آئے۔ اور مولوی سرور شاہ کی تفسیر تو پھر آئندہ نسلوں کے لئے ہی مفید ہوگی۔ میرا اس سے یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مختصر ہو، بلکہ مجھے افسوس ہے کہ اب وہ خاص شرائط کی پابندی میں کھل کر نہیں لکھ سکتے...

۱۹۰۵ء میں جب سے مفتی صادق نے بدر کا چارج لیا.. حضرت مرزا اپنے دست مبارک سے تمام الہامات وخوابات ہفتہ کے لکھ بھیجتے پھر آپ پروف پڑھتے پھر پروف درست کر کے دکھایا جاتا اور آپ کا ارشاد، صحیح ہے، پا کر طبع ہوتا۔ لیکن اس سے پہلے کے الہامات جمع کرنے کے لئے ضروری ہے کہ تمام کتابوں بدر الحکم کے فائلوں اور اشتہاروں کا مطالعہ کیا جائے..

پھر ایک اور عرض ہے وہ یہ کہ بعض مخالف کتابیں ایسی ہیں کہ وہ اندر ہی اندر اپنا زہر پھیلا رہی ہیں ۔ الہامات مرزا، شہادۃ القرآن یہ دو کتابیں ایسی ہیں کہ ان کی اشاعت بہت ہے اور باہر سے ان کے متعلق خط بھی آتے رہتے ہیں مگر آج تک ان کا جواب ہماری طرف سے شائع نہیں ۔ کیا ان کتابوں کا کوئی جواب نہیں ؟ ہرگز نہیں ۔ بات صرف یہ ہے کہ سستی اور غالبًا اعجبتکم کثر تکم ۔ یہاں کے رہنے والے کچھ ایسی حالت میں رہتے ہیں کہ وہ محسوس ہی نہیں کر سکتے کہ باہر والوں کو کیا مشکلات ہیں ۔ محل کے اندر محبوب کے حضور بیٹھا ہوا کیا جانتا ہے کہ اس محل اور بوستان کے گرد ایک خار دار جنگل ہے اور بلڈاگ کاٹنے کو دوڑتے ہیں۔

میں نے جیسا شہادۃ القرآن حصہ اول کا جواب لکھا تھا (مولانا میرؒ نے شہادۃ القرآن کے نئیا ڈیشن میں اس جواب کی دھجیاں بکھیر دی تھیں ۔ بہاء) میں حصہ دوم کا جواب بھی ضرور لکھ دیتا مگر مولوی مبارک علی صاحب نے مجھے کہا میں لکھ رہا ہوں ۔ پھر میں یہاں (قادیان) آ گیا۔ اور پھر رہتے رہتے رہ گیا۔ اب انشاء اللہ پھر ارادہ ہے۔... (بدر قادیان یکم مارچ ۱۹۱۱ء ص ۴۔۵)

قاضی ظہور اکمل کی تحریر سے واضح ہوتا ہے کہ مارچ ۱۹۱۱ء تک الہامات مرزا مصنفہ شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری کا جواب نہیں لکھا جا سکا تھا اور مرزا صاحب قادیانی اس کا جواب اپنے ذمے ادھار لے کر دنیا سے رخصت ہو چکے تھے اور بعد میں بھی کسی کو ہمت نہ ہوئی تھی اور اگر کسی نے (مثل عبداللہ احمدی وغیرہ) اپنے زعم میں کچھ لکھا، تو انہیں قادیانیوں کے عوام اور محققین نے درخور اعتنا اور کافی نہیں سمجھا ۔ اور شہادۃ القرآن مصنفہ مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی کا جواب بھی نہیں لکھا جا سکا، اور مولوی مبارک علی جو جہلم والے مباحثے میں مولانا میر کے مقابل تھے، دعوی کرنے کے باوجود جواب لکھنے سے عاجز رہے تھے۔)

عجیب ڈھٹائی

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ عنوان بالا کے تحت لکھتے ہیں:

قادیانی اخبار بدر، سراج الاخبار کے جواب میں لکھتا ہے کہ رامپور میں اخلاقی فتح ہم کو ہوئی۔ اس اخلاقی فتح کے معنی نہیں سمجھتے۔ اخلاقی فتح تو اس کا نام ہے کہ فریق مخالف مان جائیں کہ یہ لوگ گو مذہب میں جھوٹے ہیں مگر اخلاق ان کے بڑے پاکیزہ ہیں۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ قادیانی جماعت کو رامپور میں کسی نے یہ ڈپلومہ (سند) نہیں دیا، یہاں تک کہ جب تم لوگوں نے رخصت کے لیے چیف سکریٹری کی معرفت

حضور نواب صاحب کی خدمت میں درخواست بھیجی کہ ہم کو حاضری کی اجازت ہو، تو نواب صاحب نے تمہاری بداخلاقی کی وجہ سے اُسکو سننا بھی پسند نہیں کیا۔ رامپور کے علماء تو کیا، عام پبلک بھی تمہاری نسبت یہی رائے رکھتی تھی کہ

جفا جو سنگدل بے رحم ظالم
لقب جن کے ہیں اتنے وہ تمہی ہو

پھر نہیں معلوم اخلاقی فتح کس کا نام ہے۔ ہاں اب سمجھے کہ بے حیا کی سرین پر درخت اگا تھا، اُس نے کہا ہم سایہ میں رہیں گے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث جلد ۶۔ نمبر ۴۹-۵۰۔: ۲۲/ ۲۹ رمضان ۱۳۲۷ھ مطابق ۸/ ۱۵/ اکتوبر ۱۹۰۹ء ص:۴)

فرار اہل قادیان بمقام رامپور

مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے عنوان بالا کے تحت لکھتے ہیں:

قادیانی اخبار چاہے کتنا ہی بڑ ہانکے مگر ہم کو معتبر خبر پہونچی ہے کہ ایک شخص شیر محمد خان نے حکیم نورالدین سے رامپور کے مباحثہ کی کیفیت دریافت کی تو حکیم صاحب نے کہا خواجہ .. کی بدلگامی کا نتیجہ ہے کہ رامپور میں ذلت ہوئی۔ میں تو وہاں جانے سے منع کرتا تھا۔ گو بیان وجہ میں حکیم سے ہم کو یا کسی اور صاحب کو اختلاف ہو مگر اصل مطلب میں اتفاق ہے کہ قادیانی ذلیل ہوئے۔ اس لیے ہمارے دوست حکیم محمد شریف بانکی پوری کی مندرجہ ذیل تاریخی نظم کے صدق میں کلام نہیں۔

اے بوالوفا مبارک رحمت خدا کی تم پر
کیا حق کا تمنے کھینچا پیشِ حریف خاکا
تقریر ہو تو یوں ہو تحریر ہو تو یوں ہو
دشمن بھی جس کو مانے مداح ہو ثنا کا

آیا تھا کس طرح پر بھاگا ہے کس طرح سے
حق نے جمادیا ہے اوسپر تمہارا ساکا
دھجی اوڑائی تو نے کیّاد قادیاں کی
باقی نہ چھوڑا اوسپر عزت کا ایک تاگا
لتّی لی اوسنی ایسی پھر کر بھی پھر نہ تاکا
بخیا اودھیڑی ایسی باقی نہ چھوٹا ٹانکا
گیڈر نے آکے کی تھی شیروں سے پنجہ بازی
کیا منہ کی کھاکے بھاگا کیا دُم دباکے بھاگا
شورش بہت مچائی شرطیں عجب لگائیں
آڑے لیا جب اوسکو کیا بغل ہی وہ جھانکا
منہ زوریاں بھی کی تھیں پشتک بھی تھی اڑے
مہمیز جب اڑایا کیا ہی دو گاما بھاگا

(ہفت روزہ اہل حدیث جلد ۶ نمبر ۵۱۔ مورخہ ۷ شوال ۱۳۲۷ھ۔ ۲۲/اکتوبر ۱۹۰۹ء ص: ۷)

☆☆☆☆☆

و الصلوة و السلام علی خیر خلقه محمد و علی آله و صحبه اجمعین و الحمد لله ر ب العا لمین

فقیر بارگاہ صمدی۔ محمد بہاء الدین